تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ششم

کارنامہ جہانگیری

٦٦٧٢٧

جس مین

شہنشاہ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک

مستند و معتبر فارسی اور انگریزی کتابون سے لکھا گیا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق
پروفیسر ورنیکولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

١٨٩٧ء

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

اشتہار

تاریخ ہندوستان سلطنت اسلامیہ کا بیان

قیمت [illegible] **جلد ششم کارنامہ جہانگیری صفحہ ۳۱۵** محصول [illegible]

اس جلد مین شہنشاہ ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر کا حال اول سے آخر تک کتب مفصلہ ذیل سے اخذ کرکے لکھا گیا ہے (۱) تزک جہانگیری کلان (۲) تزک جہانگیری خرد یہ دوسری تزک نہایت کمیاب ہی کلکتہ ایشیٰ ایٹک سوسائٹی سے ہمنے اوسکو منگایا اور اسمین سے مضامین اخذ کرکے لکھے وہ جہان جہان ان دونو تزکونمین اختلاف تھا اوسکو بیان کیا +

(۳) اقبال نامہ جہانگیری مصنفہ معتمد خان +

(۴) مآثر جہانگیری مصنفہ مرزا کامگار مخاطب عزت خان +

یہ تاریخین تو وہ ہین جو مخصوص اسی بادشاہ کے حال سے ہین

(۵) منتخب اللباب خافی خان جسنے اس بادشاہ کا حال مرزا ہادی سے تحقیق کرکے لکھا

(۶) بہت سی انگریزی تاریخین اور کلکتہ ایشیٰ ایٹک سوسائٹی کے مضامین +

تاریخ ہندوستان سلطنت اسلامیہ کا بیان

قیمت [illegible] **جلد ہفتم ظفرنامہ شاہجہان صفحہ ۵۶۸** محصول [illegible]

اس جلد مین ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک تواریخ مفصلہ ذیل سے اخذ کیا گیا ہے +

(۱) بادشاہ نامہ محمد قزوینی
(۲) بادشاہنامہ عبدالحمید لاہوری
(۳) شاہجہان نامہ عنایت خان
(۴) بادشاہ نامہ محمد وارث
(۵) عمل صالح مصنفہ محمد صالح لکھنوی

ان تاریخون مین سے نمبر (۲) و (۵) سے زیادہ حالات انتخاب کیے گئی ہین اور انگریزی تواریخ ہندمین اس بادشاہ کے حال کے لیے جستجو کی گئی ہے

۹۵۶
۶۶۷۳۴

فہرست مضامین کارنامۂ جہانگیری

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	واقعات روز ولادت سے	۱۳	تخت نشینی کے وقت ہندوستان کا حال
	روز اورنگ نشینی تک	″	زنجیر عدل +
	صفحہ ۲ سے ۱۴ تک	۱۴	دوازدہ احکام سنہ ۱۰۱۴ —
۳	شاہزادہ کی تعلیم و ازدواج و اولاد +	۱۸	حوض شاہ طہماسپ —
۴	شاہزادہ کا مہم رانا میں جانا —	″	قیدیوں کی رہائی اور سکوں کے نام —
۵	مہم رانا سے شاہزادہ کا بغاوت کرنا اور	۱۹	مناصب و خطابوں کا ملنا —
	الہ آباد جانا —	۲۱	رانا کی گوشمالی کے لیے پرویز کا لشکر
۶	شہزادہ کا الہ آباد سے آنا اور الٹا وہیں پھر جانا	۲۲	التمغا کا دینا — خطابات مناصب کی بلند
۷	شیخ ابوالفضل کا کشتہ ہونا —	۲۳	پرویز کا رانا پاس پہنچنا اور ماوراء النہر کی
۸	باپ بیٹوں کا ملاپ —		فتح کا قصد کرنا —
″	بادشاہ کا شاہزادہ کو مہم رانا میں مقرر کرنا	۲۴	پسران اکھی راج کی بے اعتدالی دیوان
	اور پھر اوسکا الہ آباد جانا +		خاص و عام کے صحن میں —
۹	والدہ سلطان خسرو کا مرنا اور عبداللہ خان	۲۵	ہندؤوں کے ساتھ مباحثہ —
	کا بادشاہ پاس جانا —	″	جشن اولین نوروز +
″	جہانگیر کے حکم سے ایک آدمی کا زندہ کھال	۲۶	گجرات میں مظفر خان کی اولاد کی شورش
	کھچوانا دوسرے کا اختہ کرنا +	″	خسرو کا بھاگنا سال اول کے جلوس کے
۱۰	بادشاہ کا بیٹے کے سمجھانیکے لئے الہ آباد کا قصد		میں اور اوسکے معاملات +
	اور شاہزادہ سلیم کا باپ کی خدمت میں آنا —	۳۸	چھوٹی توزک میں جسطرح اسکا بیان لکھا ہے +
″	ہاتھیوں کا لڑنا —	۴۱	قندھار پر حاکم ہرات کی چڑھائی —

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۱	خسرو کے مددگاروں کو سزا —	۶۴	ایک بیوہ کا انصاف — ہانگند کا فساد —
۴۲	پرویز و رانا — دانیال کی اولاد —	۶۶	معاملات دکن —
۴۳	خدمات بزرگ پر دو آدمیوں کا مقرر کرنا	۶۹	نوروز ششم سنہ ۱۰۲۰ھ —
"	زمینداروں کی سرکشی و سزایابی —	۷۰	آئین جہانگیر — نورجہاں و جہانگیر کا نکاح
"	نوروز دوم مہم قندھار —	۷۸	فرقہ روشنائی کے سردار احداد کا فساد —
۴۴	کابل کا سفر سنہ ۱۰۱۵ھ —	۷۹	نوروز ہفتم — جنگ بنگال —
۵۴	امیر الامرا — قاتل ہندو — موش پران —	۸۲	کمبایت سے جانوروں کا آنا —
۵۶	واقعات بابری — شاہزادہ خسرو —		راجہ کمایوں دکن میں فوج شاہی کی شکست
۵۷	شیر افگن خان شوہر نورجہاں کا مرنا +	۸۵	بادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا پر لشکرکشی
۵۹	نوروز سوم سنہ ۱۰۱۶ھ — سفید چیتہ —		سنہ ۱۰۲۳ھ —
"	جلال الدین مسعود کی ماں کا محبت سے بیٹے کو افیون دینا	۸۷	نہمیں نوروز اور رانا کی اطاعت —
۶۱	آصف خان — آہو شیر دار — راجہ	۸۹	متفرقات — کشن سنگھ شاہزادہ خرم
	مان سنگھ و خان خاناں —		کے خالو کا مارا جانا +
	خواجہ سرا بنانے کی قاعدہ کی بندی —	۹۰	جشن دہمین نوروز سنہ ۱۰۲۴ھ شاہزادہ خرم کو
۶۲	کشن سنگھ کی ترقی — بادشاہ کا باپ کی		شراب پلانا اور جہانگیر کی مے نوشی کا بیان
	قبر پر پیادہ پا جانا اور مقبرہ کی تعمیر کی	۹۲	احداد کی فتح —
	اصلاح — عجیب حوض +	۹۳	سنیاسی سے مصحف ترجمہ کی فرمایش —
۶۳	تصویر تیمور — نوروز چہارم سنہ ۱۰۱۷ھ	۹۴	شہنواز خان کی فتح ملک عنبر پر —
	مہابت خان شاہزادہ پرویز —	۹۵	ولایت کوکھرہ کی فتح اور الماسوں کا
	عبد اللہ خان و رانا —		ہاتھ آنا +
۶۴	پنجمین نوروز — واقعہ عجیب —	۹۷	یازدہمین نوروز سنہ ۱۰۲۵ھ — وبا —

صفحہ	مضمون
۹۸	خزانہ شاہی میں چوری اور چور کی دلیری
〃	بادشاہ کا فرنگستانی رتھ میں اجمیر میں
	سوار ہونا اور اجمیر کا بیان ۔
۹۹	جہانگیر نے جو مالدہ کا حال لکھا ہے
۱۰۰	شکار کا بیان اور بادشاہ کے شکاروں کا
	حساب بارہ برس کی عمر سے پچاس
	برس کی عمر تک +
۱۰۳	شاہزادہ پرویز و شاہزادہ خرم و دکن
〃	کوہستان و افغانستان کا فساد ۔
〃	نوروز دوازدہم سنہ ۱۰۲۶ / ۱۲ ۔
۱۰۴	تنباکو ۔
۱۰۵	نور جہان کا شیروں کا شکار کرنا ۔
〃	دکن کے باب میں عرضداشت شاہزادہ
	خرم و عادل خان حاکم بیجاپور ۔
۱۰۷	کبوتروں کی نامہ بری ۔
۱۰۸	امراء دکن کا عنبر سے ملنا ۔
〃	جہانگیر کا سفر گجرات ۔
۱۰۹	کھمبایت کی وجہ تسمیہ ۔
۱۱۰	تمغا کھمبایت میں سکہ ۔ بوجھ
〃	رکھنے کے لئے دیواروں کا بنانا ۔
۱۱۱	ملک حزدہ کی فتح ۔ سیوڑوں کا اخراج ۔

صفحہ	مضمون
۱۱۲	جام گجرات ۔ نوروز سیزدہمیں سنہ ۱۳
	ہاتھی کا شکار ۔
۱۱۳	احمد آباد میں بادشاہ کا دوبارہ آنا اور
	احمد آباد
۱۱۵	زینت ۔ سکوں پر بارہ برج ۔
۱۱۶	بادشاہ کی علالت ۔ شاعری ۔ مصوری
۱۱۷	کان الماس ۔ جہانگیر نامہ ۔
	سنجان قلی قراول کا قتل ۔
۱۱۸	بازار کا ترتیب پانا ۔ روزہ افطاری ۔
۱۱۹	شراب پینا ۔ شکار سے توبہ کرنی ۔
۱۲۰	شبیہ خاص جہانگیر عادل خان والی
	بیجاپور ۔ دریائے مہی کا پل ۔
	دمدار ستارہ ۔
۱۲۱	بادشاہ اور باغبان کی حکایت ۔
۱۲۳	راجہ سورج مل کی بغاوت اور قلعہ کانگڑہ
	پر لشکر کشی ۔
۱۲۵	قلعہ رنتھنبور ۔
۱۲۶	نوروز چہار دہمیں سنہ ۱۰۲۸ / ۱۴ ۔
۱۲۷	سڑکوں پر درخت لگانا اور سرائیں بنوانا
	بادشاہ کا سفر کشمیر کی طرف متھرا ۔
۱۲۸	نور جہان کا شیر کا شکار ۔

۲۲۶	مہابت خان کا حال۔
	نوروز بست و دوم سنہ ۲۲
۲۲۷	جہانگیر کا بیمار ہونا اور مرنا۔
۲۲۸	داور بخش کی تخت نشینی۔
۲۲۹	داور بخش اور شہریار کی لڑائی اور شہریار کا اندھا ہونا +
۲۳۰	شاہجہان کا آنا۔

جہانگیر کی سلطنت مین سفارت انگلستان صفحہ ۲۳۱

۲۳۳	سورت میں سر طامس رو کا رہنا۔
	سر طامس رو کا سفر سورت سے برہانپور تک
	سر طامس رو کی ملاقات پرویز کے ساتھ
۲۳۴	سفر اجمیر سر طامس رو کا دربار مین جانا
۲۳۵	جہانگیر کی طفلانہ حرکتین۔
۲۳۶	عہدنامہ کے باب مین دشواریان۔
	واقعات سلطنت سے عوام الناس کا واقف ہونا۔ جشن نوروز۔
۲۳۷	سفیر رو کا جانا۔ عہدنامہ کی مخالفت
۲۳۹	ارکین سلطنت کے فساد۔
	جہانگیر کا خوش گپ ہونا۔
	عورت اور حبشیون کا مارا جانا۔
۲۴۰	اضلاع کا انتظام۔
۲۴۰	غسل خانہ مین شراب نوشی۔
۲۴۱	طامس رو کی معشوقہ کی تصویر۔
۲۴۲	ایک صاحب صوبہ کا بے عزت ہونا۔
	زہر دینا محلات شاہی مین۔
	خسرو کے برخلاف سازش۔
۲۴۳	جہانگیر کی ملامت۔
	حرم سرا مین رونا پیٹنا خسرو کے لئے
	سر طامس رو کا انگلش کمپنی کو متنبہ کرنا۔
	شاہ ایران کے سفیر کا دربار مین آنا۔
۲۴۴	ظلم شاہی۔
۲۴۵	خرم کا رخصت ہونا۔
	جہانگیر کا جھروکون مین بیٹھنا۔
	دربار مین آدمیون کا جمع ہونا۔
	جہانگیر کا شاہانہ سفر۔
۲۴۶	بادشاہ کا لباس اور اوسکے ہتیار۔
	لشکرگاہ تک بادشاہ کی سواری۔
۲۴۷	خرگاہ شاہی۔
۲۴۸	امرا کے خیمے و سراپردے۔
	رو کی ملاقاتین خرم سے۔
	لشکرگاہ کی بسر اوقات۔
۲۴۹	اجمیر کا سفر اور گھبراہٹ کا پڑنا
۲۵۰	ایران کے سفیر کا رنجیدہ جانا

صفحہ	مضمون
۲۵۰	خسرو سے رو کی ملاقات –
	تحائف انگلستان کے باب میں بادشاہ کا عتاب –
۲۵۱	طامس رو کا نفرت زدہ اور متحیر ہونا –
۲۵۳	دفعتہً انگریزوں پر مہربانی –
	آصف خان کو رشوت دینا اور رو کا یہاں سے جانا –
	جہانگیر کی عادات و اخلاق اور بعض اور حالات صفحہ ۲۶۱
۲۶۳	اکبر و جہانگیر
۲۶۳	جہانگیر کے عدل و ظلم کے کام –
۲۶۷	ہفتہ کے دنوں کا کام مقرر کرنا –
	شراب و شکار
۲۶۹	مصوری و شاعری –
۲۷۳	بادشاہ کی ہندوؤں پر مہربانی اور ان کے تہواروں کا ماننا اور اور توہمات –

صفحہ	مضمون
۲۷۴	مظاہر فطرت و مناظر قدرت کے دیکھنے کی استعداد خداداد –
۲۷۸	دو توزک جہانگیری –
۲۸۷	**بادشاہ کے عہد کے نوادر سوانح**
۲۸۸	بازی گروں کے تماشے –
۲۹۷	**خلاصہ سلطنت جہانگیر**
۲۹۸	**انگریزی مورخوں کی نکتہ چینیاں**

کیا ہی سوا ان دونوں کتابوں کی نسبت ارباب تحقیق کی مختلف رائیں ہیں کوئی ان دونوں کتابوں کو ایک بتاتا ہے کوئی اونکو جدا جدا کتاب اس سبب سے کہتا ہے کہ انمیں مقدمات ایسے مختلف طرح بیان ہوئے ہیں کہ وہ دونو ایک کتاب نہیں ہو سکتی کوئی ان دونوں میں ایک کو اصل اور دوسری کو غیر اصل بتاتا ہے اور وجوہ اونکی لکھتا ہے۔ آخر کو کوئی فیصلہ قطعی نہیں ہوا کہ اصل حال کیا ہے سوا ان دونوں کتابوں کے معتمد خان کی تصنیف سے اقبال نامہ ہے اور مرزا کامگار مخاطب بہ عزت خان برادر زادہ عبد اللہ خان کی تالیف سے مآثر جہانگیری ہے پھر ان کتابوں کے اختلافات کی تحقیقات خافی خاں نے مرزا عابد نام درویش صاحب سے نہایت معتبر اونکو سمجھکر کی ہے اور اونکو اپنی تاریخ منتخب اللباب میں لکھا ہے۔ ان کتابوں کے سوا اور بہت سی انگریزی کتابیں تالیف کے وقت زیر نظر رہی ہیں مگر زیادہ تر حالات میں نے دونو توزک جہانگیری سے نقل کئے ہیں جہاں ان دونو توزکوں میں اتفاق ہے یا ایک میں بہ نسبت دوسرے کے اضافہ ہے وہاں میں نے کچھ اس اتفاق اور اضافہ کا ذکر نہیں کیا ہے مگر جہاں اختلاف ہے اوسکو بیان کر دیا ہے۔ ان دونو کتابوں میں ایک کا نام بڑی توزک اور دوسری کا نام چھوٹی توزک رکھا ہے جس مضمون میں ضمیر متکلم استعمال ہوئی ہے اسے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ میں نے ان دونو کتابوں سے نقل کیا ہے۔ باقی اور کتب مذکورہ سے انپر اضافہ کیا ہے +

واقعات روز ولادت سے روز اورنگ نشینی تک

اگرچہ ان واقعات کو میں نے اقبال نامہ اکبری میں بیان کر دیا ہے مگر یہاں جہانگیر کی زبان سے انکا اعادہ کیا ہے +

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے باپ کی ۲۸ برس کی عمر تک کوئی بیٹا نہ جیتا تھا۔ اسکا غم اوسکے دل میں رہتا تھا۔ وہ گوشہ نشین درویشوں کی خدمت میں بقاء فرزند کے لئے التجا کرتا تھا اسی دھن میں خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی کے آستانہ روضہ پر وہ گیا اور اوسنے یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالی مجھے بیٹا عنایت کرے تو آگرہ سے روضہ تک کہ ایکسو چالیس کوس ہے

شاہزادہ کی تعلیم و ازدواج و اولاد +

از روئے نیاز پیادہ پا جاؤں۔ ان ایام میں کہ میرا باپ جویائے فرزند تھا شیخ سلیم ایک درویش صاحب حالت تھے۔ اپنی عمر کی بہت منزلیں طے کر چکے تھے۔ پہاڑ میں آگرہ کے مواضع میں سے موضع سیکری میں رہتے تھے۔ اونکے پاس میرا باپ گیا شیخ کی حالت توجہ و بیخودی میں پوچھا کہ میرے کے فرزند ہونگے۔ فرمایا کہ بخشندہ بے منت تجھے تین فرزند عنایت کریگا۔ میرے باپ نے عرض کیا کہ میں نے یہ منت مانی ہے کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہ کے نیچے رکھونگا اور حضرت کی شفقت اور مہربانی کو اوسکا حامی و محافظ بناؤنگا۔ یہ سنکر شیخ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مبارک ہو کہ ہم نے بھی اوسکو اپنا ہم نام کیا۔ میری والدہ وضع حمل کے دن قریب آئے تو اوسکو شیخ کے گھر میں بھیجدیا تاکہ میری ولادت وہاں واقع ہو۔ روز چہارشنبہ ۱۷ ربیع الاول سنہ ۹۷۷ھ کو میں اپنے بھائی کے مرنے کے آٹھ مہینہ بعد پیدا ہوا۔ میرا نام سلطان سلیم رکھا مگر مجھے یاد نہیں کہ میرے باپ نے یہ نام یا محمد سلیم میرا کبھی لیا ہو۔ وہ پیار سے مجھے ہمیشہ شیخو بابا کہتا تھا۔ موضع سیکری کو جہاں میری آنول نال گڑی تھی میرے باپ نے اپنے لئے ایسا مبارک جانا کہ چودہ پندرہ برس کے عرصہ میں اس کو ردہ کو ایک شہر عظیم بنا دیا۔ کیا اسمیں کوہ و جنگل و دد و دام کے مسکن تھے یا وہ عمارات دلکشا اور باغات پر فضا سے معمور ہو گیا۔ جب شہزادہ سلیم کی عمر چار سال چار ماہ چار روز کی ہوئی تو رسم کے موافق سنہ ۹۸۱ھ میں باپ نے اوس کو مکتب نشین کیا اور مولانا میر کلاں ہروی کو اسکا معلم اور قطب الدین محمد خاں کو اسکا اتالیق مقرر کیا اور جب اتالیق سرحد کی حراست کے لئے بھیجا گیا تو میرزا خانخاناں اتالیقی پر مقرر ہوا جب شاہزادہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو سنہ ۹۸۵ھ میں اوسکو منصب دہ ہزاری ذات و سوار کا باپ نے مرحمت کیا۔ جب وہ پندرہویں برس میں لگا تو راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے بیاہ ہوا یہ راجہ امرای اعظم اکبری میں سے تھا اور ملک ہند کے بڑے نامدار راجاؤں میں شمار ہوتا تھا اسفندیار سنہ ۹۹۳ھ میں راجہ کے گھر اکبر خود بیاہنے گیا۔ پھر سنہ ۹۹۴ھ میں شہزادہ کا دوسرا بیاہ راجہ اودے سنگہ کی بیٹی سے باپ نے کیا۔ اور بہو لینے کو سمدھی کے گھر گیا۔ اوسی سال میں راجہ بھگوانداس کی دختر سے لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دادا نے سلطان النساء بیگم رکھا اور اسی بیوی سے سنہ ۹۹۵ھ میں بیٹا پیدا ہوا

جسکا نام دادا نے خسرو رکھا اسی سال میں دختر یا بھتیجی خواجہ حسن عم زین خان کوکہ سے دوسرا بیٹا کابل میں پیدا ہوا اسکا نام میرے باپ نے پرویز رکھا۔ دختر سعید خاں سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اوسکا نام عفت بانو بیگم رکھا وہ تین برس کی عمر میں مرگئی۔ ایک اور بہاڑی راجہ کی دختر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دولت نسا بیگم رکھا وہ سات مہینے کی عمر میں مرگئی۔ سنہ ۹۹۸ میں راجہ کیشو داس راٹھور کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی اوسکا نام بہار بانو بیگم رکھا تھا سنہ ۹۹۹ ۳۶ میں لاہور میں جگت گسائینی دختر موٹہ راجہ (راجہ اودے سنگہ) سے بیٹا پیدا ہوا۔ دادا خود جہانگیر کے گھر میں گیا اور پوتے کا نام خرم رکھا جب وہ بڑا ہوا تو اور فرزندوں کی نسبت دادا کی خدمت بہت کرتا تہا۔ دادا اوس سے بہت خوش و خرم رہتا تہا۔ اور جہانگیر سے فرمایا کرتا کہ میرے اور فرزندوں کو کسی طرح کی نسبت اس فرزند سے نہیں ہے میں اوس کو اپنا سگا بیٹا جانتا ہوں ایک اور بیٹی پیدا ہوئی جسکا نام سلطان بیگم میں نے رکھا۔ وہ بارہ مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہی۔ ایک اور لڑکی پیدا ہوئی جو سات روز زندہ رہی۔ شاہ کشمیر کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی برس روز کی ہوکر مرگئی۔ شاہی بیگم دختر ابراہیم حسین مرزا سے ایک اور لڑکی پیدا ہوئی وہ آٹھ مہینے جی۔ اوسکے بعد جگت گسائینی مادر خرم سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام میں نے لذت النسا بیگم رکھا۔ وہ پانچ برس کی عمر میں مرگئی۔ بڑی توزک میں لکھا ہے کہ ایک مہینے میں دو بیٹے خواصوں سے پیدا ہوئے جنکے نام جہاندار اور شہریار رکھے گئے۔ مگر چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ مادر پرویز سے ایک بیٹا جہاندار اور مادر خسرو سے شہریار دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ یہ غلط لکھا ہے +

سنہ میں شہنشاہ اکبر خود دکن کو روانہ ہوا اور صوبہ اجمیر جہانگیر کی تحویل میں دیا اور راجہ مانسنگہ و شاہ قلی خان محرم اور اور امرا کو شہزادہ کی خدمت میں متعین کیا اور رانا کے فساد مٹانے کے لئے شاہزادہ کو حکم ہوا غرض اس مفارقت کے اختیار کرنے سے یہ تھی کہ وہ خود ممالک دور دست میں جاتا تہا مسند خلافت شاہزادہ ولی عہد سے خالی نہ ہوا اور رانا کے متعلق حدود بھی لشکر کے پے سپر ہوں جب شاہزادہ اجمیر میں آیا تو رانا کے استیصال کے واسطے

فوج بھیجی۔ اور کچھ دنون کے بعد سیر کرتا اور شکار کھیلتا ہوا اودے پور میں گیا۔ لشکر شاہی نے رانا کو کوہستانون اور جنگلوں میں پھرایا واقعہ طلب خوشامد گویون نے شہزادہ کو گاہ و بیگاہ یہ سمجھانا شروع کیا کہ حضرت شہنشاہ اکبر تو تسخیر دکن مین مشغول ہین بغیر ملک کے فتح کرنیکے اوسکا پھرنا آپ تا عزیمت بادشاہانہ سے دور ہے۔ اگر اس وقت حضرت مراجعت کرین اور اکبر آباد کے پرگنے جمنا پار کے لے لیں کہ معموری اور سیر حاصلی مین مشہور ہیں تو بہتر ہوگا۔ بنگالہ میں تازہ شورش برپا ہوئی تھی اور بغیر راجہ مان سنگھ کے اوسکی صورت کا مٹنا مشکل تھا اسلئے راجہ نے بھی شہزادہ کی مراجعت کو اپنا عین مدعا جانا اور اس ارادہ کا سلسلہ جنبان ہوا ناگزیر رانا کی مہم ناتمام رہی اور شہزادہ اکبر آباد چلا۔ قلیج خان جو قلعہ آگرہ کی حراست کرتا تھا وہ شہزادہ کی خدمت میں آیا۔ بعض ہنگامہ طلب شورش منشوں نے بہت مبالغہ سے شہزادہ سے عرض کیا کہ اگر آپ قلیج خان کو گرفتار کرلیں تو قلعہ اکبر آباد جو دفاین اور خزاین سے مالامال ہے سہولت سے میسر ہوگا۔ ابھی مخالفت کا فتنہ مدارا کے بالیں پر سر رکھے ہوئے تھا کہ شہزادہ نے ان باتون کو نہ سنا اور خان مذکور کو جانے کی اجازت دی وہ قلعہ میں آیا اور شہزادہ الہ آباد کی جانب روانہ ہوا۔ قلعہ اکبر آباد میں مریم مکانی والدہ شہنشاہ اکبر نے جب یہ حال سنا تو وہ روانہ ہوئی کہ پوتے کو اس عزیمت سے باز رکھے۔ پہلے اس سے کہ دادی پوتے پاس پہنچے پوتا کشتی میں سوار ہوکر بہت جلد الہ آباد کو روانہ ہوا۔ مریم مکانی آزردہ ہوکر قلعہ اکبر آباد میں آئی۔ غرہ صفر ۱۰۰۹ھ میں شہزادہ قلعہ الہ آباد میں آیا۔ اور اکبر آباد کے جمنا پار کے اکثر مقاموں کو اپنے قبضہ میں لایا اور اکثر اپنے نوکرون کو جاگیر میں دیا۔ صوبہ بہار شیخ خوبو مخاطب قطب الدین خان کوکلتاش کو عنایت کیا اور سرکار جونپور لالہ بیگ کو مرحمت کی۔ سرکار کالپی نسیم بہادر کو کرامت کی اور اونکو اپنے اپنے محال متعلقہ میں روانہ کیا اور کھنسور دیوان سے خزانہ کا تیس لاکھ روپیہ کہ خالصات صوبہ بہار کے حاصلات کا جمع ہوا تھا لے لیا۔ جب یہ باتیں متواتر و متوالی شہنشاہ اکبر نے سنیں تو اپنے وسعت حوصلہ و قوت بردباری و نہایت دلبستگی کے سبب سے اصلا ان کو دل میں جگہ نہ دی شریف خان اپنے ملازم کے ہاتھ فرمان بھیجا

اس میں بعد فضل یہ کے حکم طلب تہا جب فرمان آیا تو اوسنے بادشاہ پاس جانے کا ارادہ کیا
مگر پھر اسمیں توقف کیا اور شریف خان کو جانے نہ دیا اوسنے چاپلوسی اور خوشامد گوئی ایسی کی کہ
شاہزادہ نے اوسکو وکیل السلطنت کردیا شہنشاہ اکبر نے اس فتنہ خانہ خیز کے دور کرنیکو اپنا ہاتھہ
کر ملک دکن کی فتح سے ہاتہہ اوٹھایا گو وہ قریب الفتح تہا۔ اردی بہشت ۱۰۰۹ھ میں اس ملک کی مہم
کارسازی کو خانخانان کی مردانگی اور کاردانی کے حوالہ کیا اور مراجعت کی اور مہر داد
۱۰۰۹ھ کو وہ آگرہ میں آگیا+

ان دنوں میں شہزادہ نے خواجہ عبد اللہ کو خطاب عبد اللہ خانی کا دیا اور ۱۰۱۱ھ مین
جب بادشاہ اکبر آباد میں تہا شہزادہ سلیم تیس ہزار سوار لیکر پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ اور
نامدار ہاتہیون کو ساتہہ لیا اور دار الخلافہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ ظاہر میں اپنا ارادہ یہہ
بتلایا کہ والد ماجد کی قدمبوسی کو جاتا ہون لیکن دل میں منصوبہ وہ تہا جو سلطنت پژوہی اور
ملک جوئی کو لازم ہے۔ جب بادشاہ کو اس آئین سے بیٹے کے آنے کی خبر ہوئی تو قرۃ العین سے
ملنے کی مسرت و انبساط وحشت و تفرقہ سے بدل گئی اور امرا نے نفاق آمیز باتیں ایسی شہنشاہ سے کہیں
کہ اسکا وہم اور بڑہ گیا جعفر بیگ اصفخان کہ دیوانی کی خدمت رکہتا تہا اور قصبہ اٹاوہ کا
جاگیر دار تہا جب اس قصبہ میں شہزادہ آیا تو اوس نے اپنے ایک معتمد کے ہاتہہ لعل گران بہا
شہزادہ کی نذر کے لیے بہیجا۔ اس اثنا میں فرمان صادر ہوا کہ تجہہ فرزند کا اس انبوہ لشکر اور
فیلوں کے ساتہہ آنا ہماری خاطر کو ایک دراندیشہ کی طرف رہنمونی کرتا ہے یہ انوکہی رسم
تونے ہی نکالی ہے کہ باپ کے گہر میں اس شوکت و حشم سے بیٹا آئے۔ اگر اسے مطلب اظہار
جمعیت اور عرض سپاہ ہے تو اسکا مجرا ہو گیا آدمیون کو اپنے اپنے محال میں بہیج اور جریدہ
جلد خدمت میں آ۔ اگر تجہہ کو کچہہ توہم ہے اور ہنوز خاطر مطمئن نہیں ہے تو الہ آباد کو معاودت
کر۔ اور جب توہم اور تفرقہ کا نقش تیرے دل پر سے مٹ جائے تب ہمارے پاس آ۔
جب یہ فرمان شاہی شہزادہ پاس پہنچا تو وہ متحیر اور اندیشہ مند ہوا اور اٹاوہ میں توقف کرکے
ایک عرضداشت باپ پاس بہیجی جسکا مضمون یہ تہا کہ مجہہ مرید نے نہایت آرزومندی سے

شہزادہ کا اٹاوہ سے الہ آباد کو پھر جانا+

کعبۂ مقصود کا احرام کیا تہا کہ بہت جلد آستانبوسی کی سعادت حاصل کرونگا۔ اٹاوہ میں حضور کا حکم آیا کہ آگے آنے کی جرأت نہ کرنا اور پیچہے الہ آباد جانا تعجب ہے کہ اس نیازمند کے اخلاص نے حضرت کے دل پر اثر نہ کیا اور تہوڑے ایک فتنہ سرشتوں نے خداے مجازی کو بندۂ حقیقی کے حق میں بدگمان کر دیا۔ اور اس مرید کو چند روز تک اپنی خدمت کی سعادت سے محروم کیا امید ہے کہ اس نیازمند کا صدق باطن حضرت کے باطن پر پرتو اپنا ڈالیگا فقط چند روز اٹاوہ میں شہزادہ ٹھیرا اور پہر الہ آباد کو روانہ ہوا تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ نے فرمان بہیجا کہ ہم نے تم کو جاگیر میں صوبہ بنگالہ اور اڑیسہ عطا کیا اپنے آدمیوں کو بہیجکر اوس پر متصرف ہو۔ شہزادہ نے صلاح وقت اس طرف لشکر کے بہیجنے میں نہ دیکھی اور دل پذیر عذر معروض کئے۔ جب شہر الہ آباد میں وہ آیا تو وہ کام کرنے شروع کئے جو مخصوص فرمانروایوں کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے اپنے ملازموں کو خطاب سلطانی اور خانی عنایت کرتے +

+ شہزادہ سلیم اور ابوالفضل

شہزادہ سلیم اور ابوالفضل میں ناسازگاری روز بروز بڑہتی جاتی تھی۔ بادشاہ کا حکم ابوالفضل پاس گیا کہ دکن کی مہم اپنے بیٹے شیخ عبدالرحمن کو سپرد کرکے ہمارے پاس چلا آ۔ جب سلیم کو اس طلب کی خبر ہوئی تو اوسکو یقین ہوا کہ اگر شیخ حضرت پاس پہنچ گیا تو وہ فتنے اسباب زیادہ کریگا اور جب تک اسکا قدم درمیان میں رہیگا دربار میں مجہے قدم رکہنا نصیب نہوگا اس صورت میں علاج واقعہ مثل از وقوع کرنا چاہئے اسلئے اوسنے شیخ کے استیصال کے لئے نرسنگہ دیو کو مقرر کیا اوس کا وطن شیخ کے سرراہ تھا۔ اوس نے اس کام میں دل لگایا اور گہات میں بیٹھا جب شیخ سرائے پرگنہ میں آیا جو گوالیار سے دس کوس پر ہے راجہ کے سوار اور پیادوں کی جمعیت نے جاکر شیخ کو گھیر لیا اوس کے ساتھ چند خدمتگار تھے شیخ نے بھاگنے کی ننگ کو پسند نہیں کیا اور تیز دشمن کے زغہ میں سے اوسکا بچکر نکل جانا بھی ممکن نہ تھا کہ نرسنگہ دیو نے اوسے مارکر اوسکا سر سلیم پاس الہ آباد بھیجدیا۔ بڑی توزک میں تو ابوالفضل کے قتل کرنے کا سبب وہ لکہا ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا مگر چھوٹی توزک میں اس قتل کی وجہ میں جہانگیر نے اپنا اسلامی جوش خوب دکھایا ہے اور یہ لکہا ہے کہ میرے باپ کے آخر ایام سلطنت میں ابوالفضل

اوسکے دلپر یہ نقش کر دیا تھا کہ آنحضرت جنپر سے میری ہزار جانین قربان ہون - ایک عرب فصیح و بلیغ تھے اور اونہیں کی تصنیف سے قرآن شریف ہی وہ کلام الہی نہیں ہے - اس وجہ سے میں نے ایک آدمی مقرر کیا جسنے ابوالفضل کو قتل کیا اور اوسکا سر میرے پاس اوسنے بھیجدیا - اس سبب سے میرا باپ مجھسے ناراض ہوگیا اور خسرو پر زیادہ الطاف کرنے لگا اور فرمانے لگا کہ وہ بادشاہ ہوگا میں نے اپنے نبی کی طرف رجوع کی اونکے طفیل سے خدا نے میرا کام پورا کر دیا اور مجھے ہندوستان میں بادشاہ بنا دیا - ابوالفضل کے مرنے کے بعد میرا باپ راہ مستقیم پر سمجھہ آیا اور اوسنے جانا کہ ابوالفضل کی بات غلط تھی +

اگرچہ اس ابوالفضل کے واقعہ سے باپ بیٹوں میں جلد صفائی ہوگئی مگر شہزادہ اس حرکت سے محجوب بہت تھا اس حجاب کے دور کرنے کے لئے اکبر نے سلطان بیگم کو اُس پاس بھیجا کہ وہ نوازشہائے شاہانہ سے دلجوئی کرے - بیگم نے شہزادہ کی تسلی اور تسکین سب طرح کی تو وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے الہ آباد سے چلا اور جب آگرہ سے دو منزل آیا تو حضرت مریم مکانی فرزند پروری کے سبب سے پوتے کو اپنے گھر میں لائیں اور باپ سے ملایا - بادشاہ نے اپنی پگڑی بیٹے کے سر پر باندھی اور جانشینی کی نوید سنائی -

چونکہ شہزادہ سلیم رانا کی مہم کو نا تمام چھوڑکر چلا آیا تھا اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ اوس کو وہی تمام کرے ــــ اوسکو رانا کی مہم پر نامزد کیا جب شہزادہ فتحپور میں آیا تو اوسنے ایسے خزانہ اور لشکر کی التماس کی جو اس کار دشوار گذار کو وفا کریں ارباب حل نے اوسکے سرانجام میں بیجا ایستادگی کی تو ناگزیر شہزادہ نے بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ یہ مرید حضرت کے حکم کو حکم الہی کا نمونہ سمجھہ کر نہایت شوق سے اس مہم پر دل نہاد ہوا لیکن کفایت منش اس مہم کا سامان ایسا مہیا نہیں کرتے کہ وہ سرانجام پزیر ہو - مجھے اپنے تئیں بیہودہ طور سے سبک کرنا اور اپنی اوقات کو ضائع کرنا لائق نہیں ہے - حضرت کو معلوم رہے کہ رانا کوہستان سے نہیں نکلتا اور ہر روز ایک محکم مقام میں پناہ لیتا ہے اور جہانتک ممکن ہے جنگ میں نہیں مشغول ہوتا ہے اسکے کار کی تدبیر اسپر منحصر ہے کہ افواج ہر طرف بھیجی جائے کہ اوسکو کوہستان میں نرغہ میں کر لے

اور ہر طرف فوج اسقدر رہی کہ جب وہ راناسے دوچار ہو تو اوس سے عہدہ برآ ہو سکے۔ اگر دو تنخواہ
نے کسی اور روش میں صلاح دیکھی ہو تو مجھے حکم ہو کہ میں حضور کا قدمبوس ہو کر اپنی بحال جاگیر میں
جاؤں اور اس مہم کے لائق سامان کر کے بہت سی جمعیت سے رانا کا استیصال کروں شہنشاہ
اکبر نے اپنی بہن بخت النسا بیگم کو شہزادہ پاس بہیجا جسنے جا کر یہ کہا کہ بادشاہ نے شہزادہ کو سہا
مسعود میں رخصت کیا ہے اور ارباب منجم ملاقات کو نحس بتاتے ہیں اسلئے مناسب ہے کہ وہ الہ آباد
کو چلا جاوے۔ پہر جسوقت اسکا دل چاہے تو ملنے چلا آوے۔ اس پیغام کے بعد سلیم الہ آباد کو روانہ ہوا
اور وہاں جا کر چند روز شادکامی میں گذارے۔

والدہ خسرو کے دماغ میں یبوست ہوئی اور سودائی ہو گئی اور خسرو کی بیراہ روی کی
غم نے اس دیوانگی کو اور زیادہ کیا اوسنے لونڈیوں سے افیون لیکر کھائی اور بالین فنا پر سر رکھا
محمد شریف وکیل السلطنت ہوا۔ اوسکے ساتھ عبداللہ خان کی صحبت نہ نبھہ سکی وہ بادشاہ
پاس چلا آیا اور یہاں اوسنے منصب یکہزاری پانصدی اور خطاب صفدر خانی پایا
بیٹا الہ آباد گیا تہا باپ کو اوسکی مفارقت ناگوار تھی۔ واقعہ جو فتنہ طلب روز ایک مقدمہ
ترتیب دیکر بادشاہ کی طبیعت میں وحشت پیدا کرتے تھے اور شہزادہ کی دوام بادہ گساری
کو بیان کر کے دلسوزی کے لباس میں شکایت کرتے تہے۔ اہل غرض کی تائید کے لئے یہ واقعہ
پیش آیا کہ ایک واقعہ نویس شاہی ایک خانہ زاد پر جو شاہزادہ کا خواص تھا عاشق ہوا
اور یہ خانہ زاد ایک اور خدمتگار پر شیفتہ ہوا۔ اور تینوں متفق ہو کر بھاگ گئے۔ کہ دکن میں
جا کر شاہزادہ دانیال کی خدمت میں روزگار بسر کریں۔ جب شاہزادہ نے یہ حال سُنا تو
اوسنے سوار اونکو بہیجا کر تینوں کو پکڑوا بلوایا۔ شہزادہ نے واقعہ نویس کا پوست زندہ کندہ
کرایا اور ایک خدمتگار کو خواجہ سرا بنایا۔ اور دوسرے کے جوتہ کاری کی۔ اس سیاست سے
آدمیوں کے دلوں میں ہراس اور رعب چھایا۔ اور لوگوں کا بہاگنا بند ہوا۔ اس قصہ کو
بہت آب و تاب کے ساتھہ بادشاہ سے عرض کیا جسے بادشاہ برآشفتہ ہوا اور اوسنے
کہا کہ ہم نے باوجودیکہ جہان کو شمشیر سے مسخر کیا لیکن اپنے سامنے بھیڑ کا بھی پوست کندہ

نہیں کرایا میرے فرزند عجب قسی القلب ہیں کہ زندہ آدمی کا پوست کندہ کراتے ہیں۔
فتنہ انگیزون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شراب مین افیون ملاکر اسقدر شاہزادہ نوشجان
کرتا ہے کہ طبیعت اوسکی برداشت نہیں کرسکتی طغیان کیفیت اور استیلاء نشہ میں مزاج میں
شورش ہوتی ہے اور احکام ندامت انجام سرزد ہوتے ہیں اسوقت کسی کو چون وچرا کا
یارا ہوتا نہیں اکثر آدمی چھپ جاتے ہیں اور جنکا حاضر رہنا ضروری ہوتا ہے وہ نقش
گلیم اور صورت دیوار بن جاتے ہیں ان باتون کو سنکر بادشاہ کا ارادہ خود الہ آباد جانے کا ہوا۔
۱۱۱۳ دہم شہر ربیع الاول کو وہ کشتی مین بیٹھ کر روانہ ہوا۔ اثناء راہ مین کشتی ریت مین بیٹھ گئی دوسرے
روز مینہ شدت سے برسا اور حضرت مریم مکانی کی بیماری کی خبر آئی شہنشاہ ماکی عیادت
کو الٹا گیا ادہر ماں کا انتقال ہوگیا۔ اس سبب سے بادشاہ کا الہ آباد جانا رہ گیا۔ جب
شہزادہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بے تحاشی اور بے تامل اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا
باپ بیٹے کے آنے کو ماں کے ماتم کا غفران سمجھا۔ بیٹا باپ کی خدمت میں آیا۔ باپ نے اوسکو سمجھایا
کہ ایسا ظاہر ہوتا ہے بادہ پیمائی کی کثرت سے تیرے دماغ میں خلل ہوگیا ہے بہتر ہے کہ
چند روز دولتخانہ میں بسر کر۔ تاکہ علاج سے تیرے دماغ کی اصلاح کی جائے اوسکو عبادتخانہ
میں بٹھایا۔ اوسکے پاس ہر روز نان نہیں جاتی تہین دس روز وہ یہاں رہا۔ پہر معلوم ہوا کہ شہزادہ
کی جو بادہ گساری اور آشفتہ دماغی معروض ہوئی تھی وہ واقعی نہ تھی اسلئے حکم ہوا کہ وہ
دولتخانہ مین چلا جائے۔ شہزادہ باپ کے روز سلام کرنے جاتا۔ آگرہ میں بادشاہ بیمار ہوا اس بیماری
کی حالت میں آگے شاہزادہ سلیم کے ہاتھی گرانبار اور خسرو کے فیل آپ روپ دونو کو لڑایا سلیم اور خسرو
دونو گھوڑون پر سوار ہوکر اس لڑائی کا تماشا قریب سے دیکھنے گئے شاہزادہ خرم دادا پاس جھروکہ
میں بیٹھا بعد زد و خورد کے فیل گرانبار نے آثار چیرگی دکھائے اور اپنے حریف کو عاجز کیا اسکی
کومک کو رنتھمبن فیل کو لائے تو شہزادہ سلیم کے آدمیون نے فیلبان کو منع کیا اور اوسکے ڈھیلے
اور پتھر مارے جس سے اوسکے خون نکلا خسرو نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت کی شہنشاہ سلیم کی
اس گستاخی سے اور بیباکی سے متغیر و متوحش ہوا جس سے اوسکی علالت کو طول ہوا اور کسی

علاج سے آرام نہ ہوا۔ اس بیماری میں ساری سلطنت کے کام خان اعظم کے ہاتھ میں آئے۔ جب اونسے دیکھا کہ بادشاہ کی زندگی تمام ہونیکو ہے تو اوسنے راجہ مان سنگہ سے جو بڑا صاحب اقتدار تھا صلاح کی کہ سلطان خسرو کو شہنشاہ بنایئے۔ ان دو امیروں کی برابر کوئی صاحب اقتدار نہ تھا انہیں سے خسرو خواہر زادہ راجہ مان سنگہ کا اور داماد خان اعظم کا تھا۔ اونھون نے سلیم کی گرفتاری کا ارادہ کیا کہ جب وہ اپنے روزانہ دستور کے موافق کورنش کے لئے دولت خانہ میں آئے تو اوس کو پکڑ لیجئے مگر یہ نہ سمجھے کہ کہیں آفتاب پر خاک پڑ سکتی ہے اور تقدیر کی تحریر کو دغابازی کی گزلک محو کر سکتی ہے ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست + دوسرے روز سلیم کشتی میں بیٹھ کر حسب دستور بادشاہ کی کورنش کے لئے گیا۔ جب کشتی قلعہ کے نیچے آئی تو میر ضیاء الملک قزوینی سراسیمہ و پریشان شہزادہ پاس کشتی میں کود کر آیا۔ اوسنے بادشاہ کے قریب المرگ ہونے کی اور سازش مذکور کی خبر سنائی تو شہزادہ سلیم نے اپنی کشتی الٹی پھرائی۔ اپنے گھر میں آکر غمزدہ بیٹھا۔ بادشاہ میں کچھہ سانس باقی تھے کہ سارے امرا اس پاس جمع ہوئے۔ اور خان اعظم اور راجہ مان سنگہ نے اور امیروں سے مشورہ کیا کہ شہزادہ اعظم سلطان سلیم کی خصائل سبکو معلوم ہیں اور شہنشاہ جو اوسکی نسبت رائے رکھتا ہے وہ بھی سب جانتے ہیں کہ اوسکو منظور نہیں ہے کہ وہ اسکا جانشین ہو۔ جب یہ بات کہی گئی تو سمند خان نے چلا کر کہا کہ کیا بکتے ہو شاہزادہ سلیم کے ہوتے اوسکے بیٹے کا تخت سلطنت پر بٹھانا ہمارے چغتائی تاتاریوں کی رسم و آئین کے برخلاف ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ خان ایک امیر کبیر تھا اور خاندان شاہی سے دور کا رشتہ رکھتا تھا۔ یہ کہہ کر مجلس سے خشمگیں چلا گیا۔ خان اعظم تو چپکا ہو رہا اور راجہ رام داس کچھواہہ مع اپنے تابعیون کے خزانہ کی حفاظت کو گیا۔ اور مرتضےٰ قلعہ سے باہر گیا اور سادات بارہ اور اپنے تابعیوں کو جمع کرنے لگا۔ اس اثنا میں مرزا شریف اور معتمد خان نے آنکر راجہ سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو۔ اوسنے اونکو اپنا دوست جانکر یہ کہا کہ میں شہزادہ پاس جانا چاہتا ہوں معتمد خان نے کہا کہ میں یہ کام کرنے کو تیار ہوں تو مرتضےٰ خان نے کہا کہ تم شاہزادے پاس جلد جاؤ اور اوس سے کہو کہ میں اپنے نوکروں کے ساتھ آتا ہوں +

شہزادہ جب میر ضیا کے کہنے سے اپنے گہر آیا تہا تو احمق جمع ہوکر اُسسے کہہ رہے تہے کہ حضور
کیوں ایسے غافل بیٹھے ہیں آپکے دشمنوں نے اپنا کام کرلیا اور خسرو کو تخت پر بٹہا دیا اور
اونہوں نے قلعہ پر توپیں حضور کے محل اڑانے کے لیے لگادیں۔ شہزادہ سلیم ان احمقوں کے
کہنے سے قریب تہا کہ اپنی کشتی میں سوار ہو اور بہاگ کر اپنی جان بچائے کہ شیخ رکن الدین جو
شہزادہ کے ملازموں میں سب سے زیادہ بہادر اور نیک تہا اور بہت سی سپاہ اپنے پاس رکہتا تہا
آیا اوسنے شہزادہ کو سمجہایا کہ آپ مستقل رہیے دیکہئے دو گہنٹے میں کیا ہوتا ہے۔ شہزادہ اپنے
اس بہادر کی نصایح سن ہی رہا تہا کہ مرزا شریف آن پہنچا۔ اوسنے کہا دشمنوں کی جماعت بے
شکستہ ہوگئی ہے اور مرتضےٰ خان حضرت کے پاس آنے کو ہے۔ یہ سنکر شہزادہ بہت مسرور ہوا اور اپنے
آدمیوں کی ہمت بندہوانے لگا کہ دارا بیگ آیا اور میر مرتضے آپہنچا۔ بارہ کے سادات عظام
میں سے بہت آدمی اوسکے پاس آئے۔ کورنش کرکے اوسنے شادیانہ کے نقارے بجانے کا حکم دیا
لیکن شہزادہ نے اوسکو منع کیا کہ شہنشاہ سخت علیل ہے باجا بجانا مناسب نہیں اب آدمیوں کا
اجتماع شہزادہ کے پاس ہونا شروع ہوا۔ خان اعظم بہی شرمندہ سے آئے اور مجرا بجالائے۔ شاہزادہ
نے خسروانہ اسپر عنایت کی اور اونکی اس حرکت کا ذرا خیال نہیں کیا۔ جب راجہ مان سنگہ نے
دیکہا کہ پاسہ پلٹ گیا اور مقدمات کی اور ہی صورت ہوگئی تو وہ سلطان خسرو کو اپنے گہر
لے گیا اور دوسرے روز کشتیوں میں بنگال بہاگنے کا ارادہ کیا۔ شہزادہ سلیم اپنے امراکو ساتہہ
لیکر قریب المرگ باپ کے پاس گیا اور اوسکے قدموں پر گرا۔ اوسنے دیکہا کہ باپ نزع کی حالت
میں پڑا ہوا ہے۔ شہنشاہ نے اپنی آنکہیں کہولیں اور اشارہ کیا کہ دستار اور خلعت جو شاہزادہ
کے لئے تیار ہوا تہا لاؤ۔ اور میرا خنجر شاہزادہ کی کمر سے باندہو۔ بعد اسکے شاہ کا انتقال ہوا
اوسکی تجہیز وتکفین ہوئی سلیم نے خود باپ کے جنازہ کو قلعہ کے دروازہ تک کندہا دیا۔
جب ان مراسم سے فرصت ہوئی تو اوسنے قلعہ اور خزانہ راجہ رام داس کو سپرد کیا اور خود
اپنے محل میں گیا۔ یہاں اوسنے سُنا کہ راجہ مان سنگہ مع سلطان خسرو کے کشتیوں میں سوار
ہوکر بنگال کو جاتا ہے اور اپنے تمام خدمتگاروں اور سپاہ کو ساتھ لیئے جاتا ہے۔ جہانگیر

اسنے ایک فکر پیدا ہوا اوسنے راجہ کے بہائی مادہو سنگھ کو بہیجا کہ اوسکو اطمینان دیکے لاکے اولٹا لے آئے۔ راجہ پاس مادہو سنگھ گیا اور اوسکو سخت لعنت ملامت کی یہ تو نے کیا کیا کہ تو بادشاہ کو چھوڑ کر جاتا ہے۔ اسمین کیا فائدہ دیکھا ہے۔ راجہ نے جواب دیا کہ شاہزادہ خسرو نوجوان ہے اور وہ معاملات دنیا سے ناواقف ہے مجبوری ہیں لئے اوسکی اطمینان خاطر کے لئے یہ کام کئے ہیں۔ غرض اس راجہ کی معرفت بادشاہ اور راجہ کے درمیان عہد پیمان ہوئے۔ مان سنگھ اور خسرو دونو بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ بیٹے نے باپ کے پاؤں پر سر رکھا باپ نے بیٹے کو گلے لگا اور پیار کیا اور منہ چوما +

۸۔ جمادی الاخر ۱۰۱۴ھ مطابق اکتوبر ۱۶۰۵ء اڑتیس برس کی عمر میں دارالخلافہ آگرہ میں تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ نورالدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب و نام رکھا۔ اس تخت نشینی کے وقت جہانگیر نے اپنے قلمرو واقع شمالی نربدا کو ایسے بڑے امن وامان میں پایا جیسے کہ ایسی وسیع سلطنت میں توقع ہوسکتی ہے۔ بنگالہ میں عثمان سرکشی کر رہا تھا۔ مگر یہ سرکشی صرف ملک اڑیسہ میں محصور تھی بادشاہ غالب ہا تھا۔ البتہ ملک دکن میں زیادہ شورش برپا تھی۔ احمد نگر جو ابھی شاہی قبضہ میں آیا تھا نظام شاہی سلطنت اپنی دارالسلطنت کے دوبارہ حاصل کرنے میں اور ملک جو اسے چھن گیا تہا اوسکے لے لینے میں کوشش کرتی تھی۔ اولین جلوس کے بعد جہانگیر نے حکم دیا کہ زنجیر عدالت لٹکائی جائے کہ اگر ستم رسیدوں مظلوموں کی دادخواہی اور غور رسی میں دارالعدالت کے متصدی تساہل و تغافل کریں تو وہ اس زنجیر کے پاس آئیں اور اوسکو ہلائیں تاکہ اوسکی آواز سے بادشاہ آگاہی پائے اور اونکا انصاف چکائے۔ یہ زنجیر خالص سونے کی تھی اوسکا طول تیس گز تہا۔ اسمیں ساٹھ گھنٹے لٹکتے تہے اُسکا وزن چار من ہندوستانی تہا۔ اسکا ایک سرا اُسکا قلعہ کے شاہ برج کے کنگورہ سے استوار کیا گیا اور دوسرا سرا اوسکا دریا کے کنارے پر اس میل سنگین سے مستحکم کیا گیا جو اس مطلب کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ اس حکمت سے ستم زدوں کو عرض سنگین کا توسل نہ ڈہونڈ ہنا پڑتا تہا بغیر اونکی خوشامد درآمد کے اس زنجیر سے کام نکلتا تہا۔ اہلکاروں کی شرارت سے جو مظلوموں کی رسائی بادشاہ تک نہ ہوتی تھی اور

اونکے حال سے بے علم رہتا تھا اسکا انسداد ہوا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ میں نے یہ حکم دیا کہ کل ممالک محروسہ میں ان احکام کو عمل میں لائیں اور اونکو دستور العمل بنائیں اول زکوٰۃ و تمغا و میر بحری و سائر تحالیف جو جاگیردار و نیز ہر صوبہ و سرکار میں اپنے نفع کے لئے وضع کئے ہیں منع کئے جائیں یعنے راہوں اور دریاؤں اور شہروں اور قصبوں اور گانوں اور بندر گاہوں پر محصول اور چونگی نہلی جائے نہ بھیٹ دی جائے (یہ حکم اکبر اور بابر دونو کے عہد میں جاری ہوا تھا اب اوسکی تاکید اور زیادہ کی گئی) ـــــ حکم دوم جن راہوں میں کہ چوری ہوتی ہے اور ڈاکہ پڑتا ہے اور وہ آبادی سے دور ہوں تو اس نواح کے جاگیردار وہاں سرائے اور مسجد بنائیں اور کنوا کہدوائیں تاکہ آبادی کا باعث ہو اور اس سرا میں ایک جماعت آباد ہو اور اگر ایسی راہیں محال خالصہ کے نزدیک ہوں تو وہاں متصدی سرکار اسکا سرانجام کرے اور راہوں میں سوداگروں کی مال کی گٹھڑیاں اونکی رضا بغیر نہ کھولیں

حکم سوم تمام ممالک محروسہ میں جو بندہ مرے خواہ مسلمان اوسکا مال اسباب اوسکے وارثوں کو دیا جائے اور اسمیں کوئی سرکاری ملازم مداخلت نکرے اور اگر کوئی لاوارث مرے تو اوسکے مال اسباب کی حفاظت کے لئے ایک مشرف و تحویلدار الگ مقرر کیا جائے تاکہ وہ مال مصارف شرعی میں خرچ ہو جیسے کہ مساجد و سرائوں کے بنوانے میں اور کنوں اور تالابوں کے کھدوانے میں شکستہ پلوں کی مرمت کرانے میں سرکاری مصارف میں آئے +

حکم چہارم مسکرات و شراب بنگ بوزہ کوئی شخص بنانے پائے نہ بیچنے پائے اگرچہ میں خود شراب اٹھارہ برس کی عمر سے اب تک یعنی اڑتیس برس کی عمر تک پیتا ہوں اور عرق دو آتشہ کے بیس پیالے نوشجان کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ شراب نے اپنا پورا اثر کیا تو اوسکا کم کرنا شروع کیا سات سال میں پندرہ پیالہ سے چھ سات پیالہ پر روزانہ نوبت پہنچی۔ شراب پینے کے وقت بہی مختلف تھے۔ بعض اوقات تین چار بجے دن کے پینا شروع کرتا تھا بعض اوقات رات کو بجہہ دن تو تیس سال تک یوں شراب پی بعد ازاں اوسکو شراب پیتا پہر آخر دنوں میں فقط ہضم طعام کے لئے شراب پیتا +

حکم پنجم۔ کسی رعایا کے مکان کو سرکاری آدمی نزولی نہ بنائیں۔ بے گھر بیدر کسی کا کرنا
اچھا نہیں ہوتا +

حکم ششم۔ منع کیا گیا کہ کسی جرم کی سزا میں ناک کان نہ کاٹے جائیں اور میں نے بھی درگاہ
الٰہی میں نذر کی کہ کسی شخص کو اس سیاست سے معیوب نہ کروں گا +

حکم ہفتم۔ کوئی جاگیردار اور خالصہ کا عامل کسی رعیت کی زمین کو زبردستی چھین کے
خود کاشت نہ کرے +

حکم ہشتم۔ عامل خالصہ و جاگیردار جس پرگنہ میں ہوں بے حکم شاہی وہاں کے آدمیوں
کے ساتھ رشتہ خویشی نہ پیدا کریں +

حکم نہم۔ بڑے بڑے شہروں میں شفاخانے بنائے جائیں اور وہیں طبیب علاج کیا کریں
بیماروں کو دوا و غذا املا کرے یہ سارے خرچ سرکار خالصہ سے دئے جائیں +

حکم دہم۔ میرے باپ کے طریقہ کے موافق ہر سال ۱۸ ربیع الاول کو جو اونکے تولد کی تاریخ
تھی عمر کے ہر سال کے لئے ایک روز شمار کرکے اتنے دنوں تک ممالک محروسہ میں کوئی جانور
نہ ذبح ہوا اور ایک شنبہ کو کہ میرے باپ کی ولادت کا دن تھا اور وہ اس دن کو اس سبب سے کہ
نیر اعظم سے وہ منسوب ہے اور آفرینش عالم کا پہلا روز ہے مبارک سمجھ کر بہت تعظیم کرتا تھا اس دن
بھی کوئی جانور ذبح نہیں ہو +

حکم یازدہم۔ میں نے حکم عام دیا تھا کہ باپ کے نوکروں کی جاگیریں اور مددمعاش سب بدستور برقرار
رہیں اور بعد ازاں بقدر حاجت ہر شخص کے منصب پر اضافہ کیا گیا دس کے بارہ سے کم کسی کا
اضافہ نہ کیا گیا اور بعض کا دس سے تیس چالیس تک اضافہ ہوا۔ کل احدیوں کا علوفہ دس سے پندرہ
کیا گیا اور کل شاگرد پیشہ کا ماہیانہ دس سے بارہ مقرر کیا اور باپ کے سرا پردگیوں کی تنخواہوں
میں بقدر حالت و نسبت دس سے بارہ تک اور دس سے بیس تک اضافہ کیا گیا اور ممالک محروسہ
میں اہالی ائمہ کی جو لشکر دعا ہیں مددمعاش مطابق فرامین کے کہ ان پاس تھے برقرار و مسلم رکھی
میران صدر جہان کو کہ ہندوستان کے سادات صحیح النسب سے ہے اور مدتوں تک میرے باپ کے

عہد مین جلیل القدر منصب صدارت کا اسے متعلق تہا اوسکو حکم دیا گیا کہ وہ ارباب استحقاق کو زر و پروا کیا کرے
حکم دوازدہم جیلخانون اور قلعون مین جتنے آدمی مقید و محبوس ہیں وہ رہا کئے جائیں -
غرض اوسنے بہت سے محصول جنمین رعایا کو اذیت و تکلیف پہنچتی تہی اور اکبر کے عہد مین انپر خیال نہیں ہوا تہا ان سب کی اصلاح کی +

یہ دوازدہ احکام جہونگی توزک مین اسطرح لکہے ہیں کہ مین نے بارہ قوانین سلطنت کے مختلف صیغون کے لئے بنائے کہ اوسکو سب عامل دستور العمل بنائیں اور اوسے کبہی انحراف نہیں کریں -

اول - مین نے اپنی تمام رعایا کو آمدنی ملک کے مختلف صیغون مین تین صیغے معاف کر دئے زکاۃ میر بحری - تمغا جنکی آمدنی میرے باپ کے زمانہ میں بہت سوتا تہی -

(۲) مینے حکم دیا کہ بندگان خدا جو ودیعت میں سپرد ہوئے ہیں اونکے مال کو اگر راہزن یا کوئی اور زبردست کہیں چہینے تو اس ضلع کے باشندے مال یا چور کے پیدا کرنے کے لئے مجبور کئے جائیں اسلئے کہ وہ خوب جانتے ہونگے کہ کیونکر یہ کام ہوا - مین نے ہدایت کی کہ جب کوئی ضلع ویران اور غیر آباد ہو تو وہان دیہات آباد کئے جائیں اور مردم شماری اونکی کی جائے - اور ہر طرح کی تدابیر ایسی کی جائیں کہ رعایا کو تکلیف نہ پہنچے - مین نے اپنے ممالک محروسہ کے جاگیردارون کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسے مقامات میں مساجد اور سرائیں بنائیں کہ وہ اضلاع آباد ہو جائیں اور سوداگرون کو آنے جانے میں تکلیف نہ ہو اور اگر ضلع خالصہ شاہی ہو اور کروری رہتا ہو تو وہ خزانہ شاہی سے ان کامون کو سرانجام دے +

(۳) جو تاجر ملک میں آمد و رفت کہتے ہیں اونکے مال کی گٹہریاں کسی قسم کی بغیر اونکی مرضی کے نہ کہولی جائیں مگر جب وہ اپنے مال تجارت کے فروخت پر بالکل راضی ہو جائیں تو خریدارون کو اجازت ہے کہ اونسے مال خریدیں مگر کسی طرح کی اونکو تکلیف نہ پہنچائیں +

(۴) جب کوئی شخص مر جائے اور اوسکے بچے ہوں اور وہ سرکاری ملازم نہ ہو تو کوئی شخص مجاز نہیں ہے کہ اوسکے مال میں سوئی کے ناکے کی برابر مداخلت کرے اور اوسکے بچون کو ذرا بہی ضرر پہنچائے مگر جب اونکے نہ بچے ہوں اور نہ کوئی اور وارث ہو تو اوسکے مال سے مسجدیں

تالاب بنائے جائیں کہ اوسکی روح کو ثواب پہنچے +

(۵) کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ شراب یا کوئی اور مسکرات بنائے اور بیچے۔ میں نے یہ قانون بنایا گو میں خود شراب پینے میں مشہور ہوں اور سولہ برس کی عمر سے یہ دھت میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ باقی وہی بیان ہے جو حکم چہارم میں لکھا ہے +

(۶) میرے تمام ممالک محروسہ میں کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ میری رعایا کے گھر میں اُترے مگر جب سرکاری کام کے لئے کسی قصبہ وہ میں لشکر آئے تو بغیر زور وظلم کے سپاہی رعایا سے مکان کرایہ لے سکتا ہے اور نہیں تو وہ اپنے خیمے لگا کے الگ اترے اور اپنے لئے آپ مکان بنائے اس سے زیادہ رعایا کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ بعض اجنبی آدمی اوسکے کنبے کی چھاتی پر سوار ہو اور اوسکے جورو بچوں کے لئے ہاتھ پھیلانے کو بھی جگہہ نہ چھوڑے +

(۷) کسی شخص کو ناک کان کاٹنے کی سزا نہ دیجائے اگر چوری کا جرم ہو تو اوس کے کرہ تعاردار لگائے جائیں اور قرآن پر قسم لی جائے کہ آئندہ وہ جرم نہیں کرے گا۔

(۸) جاگیرداروں اور کروڑیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ رعایا سے زمین زبردستی لیکر اپنی کاشت اوسمیں نہ کریں۔ کسی جاگیردار کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے سرحد سے پرے کوئی کام کرے اور زمین اور مویشی دوسرے علاقہ کے زبردستی اپنے علاقہ میں کرے۔ بلکہ اُس کو اپنے علاقہ کی ترقی میں بالکل توجہ کرنی چاہئے۔ غیر علاقہ مین دخل نہ دینا چاہئے۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے گھر میں کسی سبب سے تریاک کہا کر مرجائے تو دوسرے شخص ہی جو اوسکے گہر میں تنہا ہو وہ اوسکے خون کا

(۱۰) سارے بڑے بڑے شہر کے حاکموں کو حکم دیا گیا کہ وہ دارالشفا قائم کریں اور جو بیمار اونکے اندر آئیں اونکو عمدہ دوا جب تک دی جائے کہ وہ اچھے ہوں اور جب وہ دارالشفا سے جائیں تو اونکو بقدر ما یحتاج نقد روپیہ دیا جائے اور یہ سارے خرچ خزانہ شاہی سے اٹھائے جائیں۔

(۱۱) توزک کلان کے حکم دہم کے موافق۔

(۱۴) مین نے حکم دیدیا کہ میرے باپ کے وقت کے منصبدار اور جاگیردار اپنے مناصب و جاگیر پر جب تک وہ زندہ ہیں مستقل کئے گئے اور اونمیں زیادہ لیاقت مین نے دیکھی انکا اضافہ منصب و جاگیر کا کرادیا جیس پانسو گہوڑے تہے اونکے پاس پندرہ گہوڑے کر دیئے۔ اور اسی نسبت سے اور امراء منصبدار ان کے اضافہ کئے۔ فقط بعض آدمی ناعاقبت بیں فتنہ پرداز فساد انگیز ایسے تہے کہ باوجود میری اس فیاضی کے وہ میری تسلیم اور کورنش نہیں بجالاتے تہے اور ملک میں خرابی پہیلاتے تھے اور یہ نہیں سمجہتے تہے کہ ہم جو طوفان برپا کرتے ہیں اس میں اول خود ہی برباد ہوجائینگے۔ اس باب میں مجہے شاہ طہماسپ شاہ ایران کا مقولہ بہت پسند آیا اوسنے اپنے محل کے پاس ایک حوض بنوایا اور امیروں سے پوچھا کہ اسمیں کیا بھرنا چاہیئے ایک امیر نے عرض کیا کہ حوض کو لبالب سونے سے بہرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو طامع معلوم ہوتا ہے دوسرے امیر نے کہا کہ اسکو گلاب شربت وغیرہ سے بھرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو افیونی معلوم ہوتا ہے تیسرے نے کہا کہ دودہی قند سے بادشاہ نے کہا کہ تو بنگی ہے۔ آخر کو بادشاہ نے کہا کہ میری راے تم سب کی راے کے خلاف ہے اس حوض کو ان مفسدوں اور فتنہ پردازوں کے خون سے بہرنا چاہیئے جو غدر مچاکے خلائق کو برباد کرتے ہیں +

مینے تمام ممالک محروسہ کے قیدیوں کی رہائی کا حکم عام دیدیا۔ صرف قلعہ گوالیار سے سات ہزار قیدی چہوٹے جنمیں سے بعض چالیس برس سے قیدی تھے۔ رہائی یافتہ قیدیوں کی تعداد کا قلعون کی تعداد پر قیاس ہوسکتا۔ کل ملک ہندوستان میں باستثناء بنگال دو ہزار چارسو قلعے نہایت مستحکم و استوار ہیں۔ مینے تخت نشینی میں سونے پر سکہ لگوایا۔ مختلف الوزن سونے چاندی کے سکے مسکوک کئے اور ہر ایک کا جداگانہ نام رکہا چنانچہ سو تولے کی مہر کا نام نور شاہی۔ اور پچاس تولہ کا نور سلطانی اور ۲۰ تولہ کا نور دولت۔ دس تولہ کا نور کرم پانچ تولہ کا نور مہر ایک تولہ کا نور جہانی اور نصف تولہ کا نورانی اور پاؤ تولہ کا رواجی نام رکہا۔ اور چاندی کے سکوں میں سو تولہ کے سکہ کا نام کوکب پچاس تولہ کا کوکب اقبال

حوض شاہ طہماسپ +

قیدیوں اور قلعوں اور سکے [illegible] +

بیس تولہ کا کوکب مراد اور دس تولہ کا کوکب بخت پانچ تولہ کا کوکب سعد۔ ایک تولہ کا جہانگیری اور نصف تولہ کا سلطانی۔ اور چوتھائی تولہ کا نثاری اور تولہ کے دسویں حصہ کا خیر قبول رکھا۔ اور اسی روش پر تانبے کے سکے مسکوک کئے اور ہر ایک سکے کو ایک نام سے معروف کیا۔ سو تولہ اور پچاس تولہ اور بیس تولے اور دس تولے کے مہروں پر یہ بیت سکہ ہوئی +

بخط نور بر زر کلک تقدیر　　　رقم زد شاہ نورالدین جہانگیر

مصرعوں کے درمیان جگہہ چھوڑ کر کلمہ اور دوسری طرف یہ بیت جسمیں تاریخ بھی نکلتی ہے منقش ہوئی

شد چو خور زین سکہ نورانی جہان　　　آفتاب مملکت تاریخ آن

دونون مصرعوں کے درمیان مقام ضرب سنہ ہجری وسنہ جلوس اور سکہ نورجہانی کہ عوض مہر معمول ہے اور وزن میں زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کی جاتی ہے اس پر یہ بیت ہوئی

روے زر را ساخت نورانی برنگ مہر و ماہ　　　شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

سکہ کے ہر طرف ایک مصرعہ کندہ ہوا اور ضرب کا مقام سکہ ہجری وسنہ جلوس منقش ہوا۔ سکہ جہانگیری کہ وزن میں $\frac{1}{5}$ زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کیا جاتا ہے نورجہانی کے دستور پر ہے اور تولہ کا وزن دو و نیم مثقال معمول ایران وتوران ہے۔

مکتوب خان داروغہ کتاب خانہ ونقاش خانہ نے تاریخ جلوس خوب کہی بادشاہ کو بہت پسند آئی + سہ

سال جلوس شاہی تاریخ شد چو بنہاد　　　اقبال سر بپائے صاحب قران ثانی

اپنے فرزند خسرو کو ایک لاکھہ روپیہ میں نے مرحمت کیا کہ وہ قلعہ کے باہر منعم خان خانخانان کے گھر کو اپنے واسطے بنالے سعید خان کو پنجاب کی ایالت وحکومت سپرد ہوئی۔ رخصت کے وقت یہ مذکور ہوا کہ اوسکے خواجہ سرا ستم پیشہ ہیں اور زیردستون اور مسکینون پر ظلم کرتے ہیں اوسکو میں نے پیغام بھیجا کہ ہماری عدالت میں کسی پر ستم روا نہیں ہے اور میزان عدل میں ہمکو خردی اور بزرگی منظور نہیں اگر اوسکے بعد اوسکے آدمی کسی پر ظلم کرینگے تو گوشمال لائقانی پائینگے شیخ فرید بخاری کو جو میرے باپ کے عہد میں میر بخشی تہا خلعت و

شمشیر مرصع و دوات قلم مرصع عنایت کی اور پہلی خدمت پر مامور رکہا اور اوسکی سرفرازی کے لئے میں نے کہا کہ تجہکو میں صاحب السیف والقلم جانتا ہوں یقیم کو کہ میرے باپ کے عہد میں وزیر خان کا خطاب رکہتا تہا میں نے ممالک محروسہ کی وزارت دی۔ خواجگی فتح اللہ کو بہی خلعت دیکر بدستور سابق بخشی کیا عبد الرزاق معموری کو جو میرے ایام شاہزادگی میں بے سبب میری خدمت کو چہوڑ کر میرے باپ پاس چلا گیا تہا بدستور قدیم بخشی کیا۔ اور امین الدولہ کو جو میری اجازت بغیر بہاگ کر میرے باپ پاس چلا گیا تہا اوسکی تقصیرات پر نظر نہ کرکے آتش بیگی کی خدمت پر مقرر کیا۔ غرض بیرونی اور اندرونی ارباب خدمات و مہمات کو اپنے باپ کے عہد کے موافق بحال رکہا شریف خان کہ خردسالی سے میرے ساتھہ بڑا ہوا تہا میں نے نقارہ و تومان و توغ اوسکو مرحمت کیا تہا اور منصب دو ہزاری و پانصدی دیا تہا اور صوبہ بہار کی حکومت دارائی اور اس ولایت کا حل و عقد اس کے قبضہ اختیار میں چہوڑا تہا اور اس طرف رخصت کیا تہا وہ میرے جلوس سے پندرہ روز بعد میری خدمت میں حاضر ہوا اوسکے آنے سے میں نہایت خوش ہوا۔ اس لئے کہ اوس کی بندگی میری اس حد پر پہنچی ہے کہ میں اوسکو بمنزلہ برادر و فرزند و یار و مصاحب کے جانتا ہوں۔ مجہے اوسکے اخلاص و عقل و دانائی و کاردانی پر اعتماد کلی تہا اسلئے میں نے اوسکو وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا امیر الامرائی کا خطاب دلادیا۔ نوکری میں کوئی اور خطاب اسکے مافوق نہیں ہے اور منصب پنجہزاری ذات و سوار اوسکو دیا ہر چند اوس کے منصب میں افزائش کی گنجایش تہی کہ اوس سے زیادہ مقرر ہوتا لیکن اوس نے عرض کیا کہ جب تک کوئی مجہسے خدمت نمایاں وقوع میں نہیں آئیگی منصب کو اس سے زیادہ نہ چاہونگا۔ ابہی میرے باپ کے بندوں کی حقیقت اخلاص ابہی ظاہر نہیں ہوئی تہی اور بعضوں سے تقصیرات اور ناشائستہ اطوار جو خالق و خلق کو ناپسند تہی سرزد ہوئے تہے وہ خود بخود شرمندہ و شرمسار تہے۔ باوجود یکہ میں نے روز جلوس میں سب کی تقصیرات معاف کر دیں اور یہ قرار دے لیا تہا کہ امور گذشتہ کی بازخواست نہ ہوگی۔ مگر ایک توہم جو اونکی طرف سے

میری خاطر میں چلا جاتا تہا اسلئے میں امیر الامرا کو اپنا حافظ و نگہبان جانتا تہا - اگرچہ کل بندونکا نگہبان اللہ تعالی ہے خصوصًا بادشاہونکا کہ جنکا وجود باعث رفاہیت عالم ہے - راجہ مانسنگہ کو جس سے بہت سی رشتہ مندیاں تہیں اور وہ میرے پدر کے امرا معتبر و معتمدین سے تہا اوسکو صوبہ بنگالہ کا حاکم مقرر کیا بعض امور اس سے ایسے صادر ہوئے تہے کہ اوسکو یہ توقع نہیں تہی کہ میں اوسکے حق میں ایسی عنایت کرونگا کہ ایسی ولایت دونگا جسمیں پچاس ہزار سوار رہتے ہیں -

جلوس کے بعد جمیع امرا مع اپنی جمعیتوں کے درگاہ میں حاضر تہے میرے دل میں آیا کہ اس لشکر کو سلطان پرویز کو عنایت کرکے رانا کے سر پر بنیت غزا بہیجوں فرزند مذکور کو رخصت کیا اور بیس ہزار سوار اور امرا مفصلہ ذیل اوسکی خدمت کے لیے تعین کئے اول آصف خان پنجہزاری کو پرویز کا اتالیق مقرر کیا - اور حکم دیا کہ سب چہوٹے بڑے منصبدار اوسکی اصلاح و صوابدید سے باہر نہ جائیں اور عبد الرزاق معموری کو بخشی اور ممتاز بیگ عموی آصف خان کو دیوان مقرر کیا - راجہ جگناتہ پنجہزاری اور رانا شنکر کو ہمراہ کیا - اور ماد ہو سنگہ اور راول سال درباری کو علم اور سہ ہزاری منصب عنایت کیا شیخ رکن الدین شیر خان کو سہ ہزاری منصب دیا - شیخ عبد الرحمن پسر شیخ ابو الفضل کو اور مہا سنگہ نبیرہ راجہ مانسنگہ و زاہد خان پسر صادق خان کو اور وزیر جمیل و قرا خاں ترکمان جنمیں سے ہر ایک دو ہزاری منصب رکہتا تہا خلعت دیکر رخصت کیا - راجہ منوہر کہ سیکہاوت کچہواہوں میں سے تہا اور میرا باپ خردسالی میں اوس پر بہت عنایت کرتا تہا اور فارسی زبان جانتا تہا اوس کا یہ یہہ ایک شعر ہے کہ ؎

غرض ز خلقت سایہ ہمین بود کہ کسے   بنور حضرت خورشید پاے خود ننہد

وہ بہی اس مہم میں شریک کیا گیا - غرض بڑے بڑے امیر زادے اور خان زادے اور راجپوت کارطلب اس خدمت پر مامور ہوئے اور ایک ہزار احدی جنکو یکہ کہتے ہیں متعین ہوئے +

جہانگیر کی نیت میں یہ تہا کہ اکثر اکبری اور جہانگیری بندون کو اپنے منتہائے مطلب مین
کامیاب کرے اسلیئے اوسنے بخشیون کو حکم دیا کہ جو شخص اپنے وطن میں اپنی جاگیر لینی
چاہتا ہو اوسکو اطلاع دو تا کہ تورہ و قانون چنگیزی کے مطابق التمغا اوسکی جاگیر مین مقرر
ہو اور تغیر و تبدیل سے امین ہو۔ بادشاہ کے آبا و اجداد جس کسی کو جاگیر بطریق ملکیت
کے عنایت کرتے تہے۔ اسکے فرمان پر مہر آل تمغا لگتی تہی جو عبارت اسسے ہے کہ فرمان پر
شنجرف سے مہر لگائی جائے۔ جہانگیر نے حکم دیا کہ مہر لگنے کی جگہ طلا پوش کی جائے اور مہر مذکور
اوسپر لگائی جائے اسکا نام التون تمغا یعنے مہر زریں رکہا جائے +

بیرداس کو میر آتش بنایا اور راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا اور حکم دیا کہ ہمیشہ توپخانہ
میں جو بادشاہ کے ساتہ رہے پچاس ہزار توپچی اور تین ہزار ارابہ توپ مستعد آمادہ
رکہے۔ چہوٹی تورک میں لکہا ہے کہ ساٹہہ ہزار شتری زنبورکیں جنمیں سے ہر ایک کے لئے دس سیر
بارود اور بیس گولیاں ہوں اور بیس ہزار ارشتم کی توپیں مع سامان چلنے کے لیئے
تیار رہیں اور اس کارخانہ کے خرچ کے لئے بنارہ پرگنے مقرر کیئے جنکی آمدنی ایک لاکہ دو انگی
اشرفی تہی۔ مرزا شاہرخ نبیرہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان کو ہفت ہزاری منصب دیا۔ اوسکو
جہانگیر نے اپنے باپ سے التماس کر کے اپنی خدمت میں لے لیا تہا اور وہ اسی کے پاس بڑا
ہوا تہا اسلیئے اوسکو وہ اپنے فرزندوں میں سے شمار کرتا تہا۔ راجہ رام سنگہ کے سب سے زیادہ لایق
بیٹے بہاؤ سنگہ کو منصب یک ہزار پانصدی کا عنایت ہوا اور اسکا عہدہ سابق برقرار رہا۔ سے
زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی کو کہ خردسالی سے جہانگیر کی خدمت کرتا تہا اور اوسکی ایام شہزادگی
میں احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہنچا تہا خطاب مہابتخانی کا دیکر منصب ہزار و
پانصدی سے ممتاز کیا اور شاگرد پیشہ کی بخشیگری اوسکے لیئے مقرر ہوئی۔ راجہ نرسنگ دیو
کہ بندیلہ راجپوت تہا اور جہانگیر کا رعایت یافتہ تہا شجاعت و نیک ذاتی اور سادہ لوحی
میں اپنی امثال اور اقران میں ممتاز تہا سہ ہزاری منصب سے سرفراز ہوا۔ اسکی رعایت
و ترقی کا سبب اسکا ابوالفضل کا قتل کرنا تہا جسکا بیان اوپر ہو چکا۔

التمغا مہر +

جہانگیر کے منصبدار +

پرویز کا رانا پاس بہیجنا اور ماوراء النہر کی فتح کا قصد کرنا +

میر ضیاء الدین قزوینی جسنے جہانگیر کی ایام شاہزادگی میں خدمات اور دولت خواہیان کیں ہزار
ہزاری کا منصب دیا طویلہ کا مشرف بنایا اور حکم دیا کہ ہر روز بیس گہوڑے بخشش کے لئے حاضر
رکھے مرزا علی اکبر شاہی کو منصب چار ہزاری سے ممتاز کیا سرکار سنبھل اوسکو جاگیر میں دی
امیر الامرا نے ایکدن کسی تقریب سے یہ بات جہانگیر سے کہی جو اوسکو بہت پسند آئی کہ دیانت
و بے دیانتی مخصوص نقد و جنس سے نہیں ہے بلکہ آشنایوں میں ایسی حالت کا دکھانا کہ
اون میں نہ ہو اور اس استعداد کا چہپانا جو بیگانگوں میں ہو یہ بہی بے دیانتی ہے
یہ بات سچ ہے کہ مقربوں کو آشنا و بیگانہ پر نظر نہ کرنی چاہیئے۔ ہر شخص کی حالت جیسی
ہو عرض کرنی چاہیئے۔ جہانگیر نے سلطان پرویز کو رانا سے لڑنے کے لئے بہیجا تہا اور
اور یہ سمجہا دیا تہا کہ اگر رانا مع اپنے پسر کلاں کرن کے اس کے پاس آئے اور اطاعت
و بندگی اختیار کرے تو اوسکی ولایت سے تعرض نہ کرے اس سفارش سے غرض اسکی دو مقصد
تہے۔ ایک یہ کہ اکبر کے پیش نہاد خاطر ماوراء النہر کی فتح تہی۔ مگر جب یہ عزیمت وہ کرتا تہا
تو موانع پیش آتے اگر مہم رانا کوئی صورت پکڑے اور اوسکا خدشہ خاطر سے دور ہو تو
ہندوستان میں پرویز کو چہوڑکر توفیقات الہی کی تائید سے ولایت موروثی کو وہ روانہ ہو
خصوصاً ان دنوں میں کہ ماوراء النہر میں کوئی حاکم مستقل نہیں ہے وہاں باقی خان بہی
جو عبد اللہ خان اور اوسکے بیٹے عبد المومن کے بعد تخت نشین ہوا تہا مر گیا اور ولی محمد خان
اوسکا بہائی اس دیار میں حاکم ہوا تہا۔ ابہی یہاں انتظام نہیں ہوا تہا ۔ دوم سرانجام مہم ملک
دکن کہ میرے والد بزرگوار کے عہد میں ایک حصہ اوسکا فتح و تسخیر ہوا تہا اوسکو خدا کی عنایت
سے ایک دفعہ تحت و تصرف میں لاکر ممالک محروسہ میں داخل کروں +

چہوٹی توزک میں یہ لکھا ہی کہ مجہے اطلاع ہوئی کہ سمرقند میں جو باقی خان اوزبک حاکم تہا
وہ مر گیا اور اوسکا جانشین ولی خان ہوا ہے۔ اسکی حکومت کی ابتدا ہی میں نے خیال کیا کہ
وہ مجہسے عداوت کے ساتہہ پیش آئے۔ ایسی صورت میں میں نے یہ ارادہ کیا کہ پرویز کو اوس کے
مقابلہ کے لئے بہیجوں اور بعد ازاں اگر خدا فضل کرے تو دکن کی فتح کی تدابیر کو پورا کرکے میں

خود ماوراء النہر جاؤں۔ دکن کی فتح کا مجھے بڑا خیال تہا کہ اس لشکر کو جو اسپر فتح حاصل کرے سمرقند لے جاؤں اور یہ میلان خاطر مجھے اپنی باپ کے سبب سے پیدا ہوا تہا وہ بہت اس ملک موروثی ماوراء النہر کو فتح کرنا چاہتا تہا مگر میں نے اوسکو حزم و احتیاط سے بعید جانا کہ ہند کو بے سپاہ کسی بیٹے کو سپرد کر کے چلا جاؤں۔ میں نے یہی قرار دیا کہ پرویز کو رانا اودے پور سے لڑنے کے لئے بہیجوں +

۲۷ شعبان کو پسران اکہے راج ولد بہگوانداس عم راجہ مانسنگہہ سے ایک امر غریب ظاہر ہوا ان بے سعادتوں کا نام ابہے رام و بیجے رام و شیام رام تہا یہ نہایت بے اعتدال تہے۔ ابہے رام نے بہت بے اعتدالیاں کین تہیں مگر میں انکے اوسکی تقصیرات سے اغماض کیا تہا اس تاریخ میں مجھسے عرض کیا گیا کہ ابہے رام یہ چاہتا ہے کہ اپنی عورتوں اور فرزندوں کو بے اجازت وطن بہیجدے اور پہر خود بہاگ کر رانا کی پناہ میں جو میرے خاندان کے نا دولتخواہوں میں ہے۔ رام داس اور اور امرائے راجپوت سے میں نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی اسکا ضامن ہو تو ان بدبختوں کی جاگیر اور منصب کو برقرار رکہوں اور اونکے گذشتہ کوتکون کو عفو کردوں لیکن انکی بدطینتی کے سبب سے کوئی شخص ضامن نہ ہوا تو میں نے امیرالامرا کو حکم دیا کہ جب تک کوئی اون کا ضامن ہو اونکو حوالات میں رکھے اوسنے ابراہیم خان کاکر دلاور خانی اور حاتم شہنواز خانی کے حوالہ کیا جب اونہوں نے چاہا کہ ان جاہلوں سے ہتیار لے لیں تو وہ اپنے نوکروں کو ساتہہ لیکر جنگ کرنے لگے امیرالامرا اور شیخ فرید نے اونکو قتل کیا اور یہ شورش دولتخانہ خاص و عام کے صحن میں واقع ہوئی اور اس سیاست سے ناعاقبت اندیشوں کی تنبیہ ہوگئی ابوالنبی اوزبک نے کہا کہ اگر اس قسم کا امر توران میں ہوا ہوتا تو اس جماعت کا سلسلہ و قبیلہ تیس تا سن کیا جاتا میں نے کہا کہ یہ طائفہ رعایت کردہ اور تربیت یافتہ میرے والد بزرگوار کا ہے اوسی کی میں مراعات کرتا ہوں اور مقتضائے عدالت بھی یہی ہے کہ ایک شخص کے جرم کا مواخذہ بہت آدمیوں سے نہیں کرنا چاہیے چھوٹی توزک میں اس واقعہ کو مختلف طرح بیان کیا ہے کہ

[illegible] دیوان خاص و عام [illegible] +

۷ شعبان کو رام جی اور بیجا رام (بیجے رام) اور سیام لسیران بھگوانداس عمو نے راجہ مانسنگہ کو اونکی بداعمالی کی سزا دی گئی۔ اونکے سر پیرے ہاتہیون کے پاؤن تلے کچلے گئے ان سب میں رانچی بڑا شریر تہا ضمیمہ دیکہو۔

ہندوؤں کے ساتھ مباحثہ +

ایک دن میں نے پنڈتون سے جو ہندوستان کے دانشمندون سے عبارت ہے یہ پوچہا کہ اگر تمہارے مذہب کا منتہا یہ ہے کہ حق تعالی کی ذات مقدس نے مختلف ہیکرون میں حلول کیا ہے تو وہ ارباب عقل کے نزدیک مردود ہے اور اسے یہ مفسدہ لازم آتا ہے کہ واجب تعالی اجو تمام تعینات سے مجرد ہے صاحب طول وعرض وعمق ہو جاتا ہے اور اگر ان اجسام میں نور الہی کے ظہور سے مراد ہے تو وہ سب موجودات میں مساوی ہے اور وہ ان دس ہیکرون سے مختص نہیں ہے۔ اور اگر صفات الہی میں سے کسی صفت کا اثبات مراد ہے تو اس صورت میں بھی تخصیص درست نہیں اسلئے کہ ہر دین و آئین میں صاحبان معجزہ و کرامات موجود ہین اور وہ اپنے زمانہ میں دانش و فراست میں ممتاز ہوئے ہیں۔ بہت سی گفت و شنود اور رد و بدل کے بعد اس خدا کے معترف ہوئے جو جسم و چون و چگونگی سے منزہ ہے ہندوؤں نے یہ کہا کہ ہمارا یہ خیال ہے کہ ہم ذات مجرد کے ادراک میں ناقص ہیں صورت کے وسیلہ بغیر خدا کی معرفت نہیں حاصل ہو سکتی ان دس ہیکرون کو اپنی شناخت و معرفت کا وسیلہ جانتے ہیں تو میں نے کہا کہ تم ان ہیکرون سے معبود تک پہنچنے کا مقصود کب حاصل کر سکتے ہو +

جشن اور آئین نوروز +

شب سہ شنبہ ۱۱ ذیقعد ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۰۶ء کو آفتاب برج حوت سے برج حمل میں آیا۔ سال اول جلوس میں یہ پہلا نوروز تہا اسی نوروز سے بادشاہ اپنے جلوس کے سالونکا حساب کرتا ہے۔ باپ کے دستور کے موافق دولتخانہ خاص و عام آراستہ ہوئے اور روز اول سے جب تک کہ حمل میں ۱۹ درجے آفتاب طے کر کے خانہ شرف میں آئے ہر روز جشن رہا اور حکم ہو گیا کہ مکیفات و مغیرات مین سے جسکا جی چاہے کہائے منع و مانع کوئی نہیں ہے ان سترہ اٹھارہ روز میں اکبر کے عہد میں یہ بات مقرر تہی ہر روز

امراے کلان میں سے ایک امیر مجلس آراستہ کرتا اور پیشکش دیتا جسمیں اقسام جواہر و مرصع آلات و اقمشہ نفیسہ اور ہاتہی گہوڑے ہوتے اور اپنی مجلس میں بادشاہ کو آنے کی تکلیف دیتا اور بادشاہ اپنے بندوں کی سرافرازی کے لئے قدم رنجہ فرماتا اور پیشکشوں کو ملاحظہ کرتا جو اوسکو پسند آتا اوسکو لے لیتا اور باقی کو صاحب مجلس کو بخش دیتا۔ بادشاہ کی طبیعت سپاہی اور رعیت کی رفاہیت اور آسودگی پر مائل تہی اس سال یہ پیشکش معاف ہوئی مگر بعض امیروں کی خاطرداری کے سبب سے اونکی پیشکشوں میں سے کچھ لے لیا گیا

آغاز جلوس میں مظفر خان گجراتی کی اولاد میں سے کسی نے جو اپنے تئیں اس ولایت کے حاکم زادوں میں سے سمجہتا تہا شورش برپا کی اور احمد آباد کی اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کیا۔ اور چند شاہی سرداروں کو جیسے کہ بہادر اوزبک اور راے علی بھٹی تہے مار ڈالا بادشاہ نے راجہ بکرماجیت اور بہت سے منصبداروں کو چھ سات ہزار سواروں کے ساتہہ گجرات کی کمک کے لئے تعین فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ جب تک مفسدوں کے رفع دفع سے راجہ کی خاطر جمع ہو تو وہی گجرات کا صاحب صوبہ رہے۔ اور قلیچ خان جو پہلے اس خدمت پر تعین ہوا تہا وہ بادشاہ پاس آئے۔ اس فوج کے پہنچتے ہی باغیونکی جماعت پریشان ہو گئی ہر ایک جماعت جنگل میں بہاگ گئی۔ اور اس ملک کا انتظام ہو گیا +

خسرو کے دل میں غرور جوانی و کم تجربگی و مصاحبان ناجنس کی ناعاقبت اندیشی سے خیالات فاسد پیدا ہوئے۔ خاصکر اس زمانہ میں کہ میرے والد بزرگوار بیمار تھے اور بعض کوتاہ اندیشوں نے بسبب کثرت جرائم و تقصیرات کے کہ اونسے وقوع میں آئے تہے اور عفو و اغماض سے محض ناامید تہے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو دستاویز بناکر امور سلطنت کے مختار بنیں اور اس معنی سے وہ غافل تھے کہ امور سلطنت و جہانبانی ایسا امر نہیں ہے کہ چند ناقص عقلوں کی سعی سے انتظام پائے۔ خالق دادار اس امر عظیم الشان و رفیع القدر کے لئے جس کسی کو شایستہ جانتا ہے اور اس خلعت کے لئے جسکی قابلیت کے قامت کو راست سمجہتا ہے اوسکو دیتا ہے + ٥

شورش ... مظفر خان کی اولاد کی گجرات میں +

خسرو ... سال اول ... جلوس ...

نوازندہ نتوان ستد بخت را	نشاید خرید افسر و تخت را
سرے را کہ حق تاج بر سر نمود	نشاید ازو تاج و دولت ربود

مفسدوں اور کوتہ اندیشوں کے خیالات فاسد کا نتیجہ سوا مذلت اور پشیمانی کے نہیں ہوتا۔ اس نیاز مند درگاہ الٰہی کے ساتھ امور سلطنت نے قرار پایا تو میں نے خسرو کو ہمیشہ گرفتہ خاطر و متوحش پایا ہر چند میں نے چاہا کہ اسپر عنایت و شفقت کر کے اوسکے دل سے دغدغے و وسوسے دور کروں لیکن اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ وہ بخت برگشتوں کے مشورہ سے شب یکشنبہ ۸ ذی حجہ سنہ مذکور کو دادا کی قبر کی زیارت کا بہانہ بنا کے قلعہ سے باہر آکر بھاگ گیا اور ساڑھے تین سو سوار ساتھ لے گیا۔ اوسکی روانگی سے تھوڑی دیر بعد ایک چراغچی نے جو وزیر الملک کا آشنا تھا اوسکو خبر دی کہ خسرو بھاگ گیا۔ وزیر الملک اوسکو امیر الامرا پاس لے گیا اوسنے اس خبر کو تحقیق کیا اور مضطربانہ محل کے دربار میں گیا اور خواجہ سرا کی معرفت کہلا بھیجا کہ مجھے کچھ ضروری عرض کرنا ہے حضور باہر تشریف لائیں۔ یہ بات میرے سان گمان میں بھی نہ تھی میں نے جانا کہ دکن یا گجرات سے کوئی خبر آئی ہوگی جب میں باہر آیا تو معلوم ہوا کہ ماجرا یہ ہے میں نے کہا کہ اب کیا کرنا چاہئے میں خود جاؤں یا خرم کو بھیجوں۔ امیر الامرا نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں جاؤں میں نے کہا کہ ہاں اچھا تو اوسنے کہا کہ اگر خسرو نصیحت کرنے سے واپس نہ آئے اور ہتیار چلائے تو مجھے کیا حکم ہے تو اوسے کہا گیا کہ اگر وہ کسی طرح راہ راست پر نہ آئے تو جو کچھ تیرے ہاتھ سے ہو سکے اس میں تقصیر نہ کرنا سلطنت میں خویشی و برادری نہیں ہوتی کہ۔ بادشاہ خویشی ندارد کسے آیا تین اور بعض اور مقدمات کہہ کر میں نے اوسے رخصت کیا۔ میرے دل میں آیا کہ خسرو امیر الامرا سے بالکل آزردہ ہے اور اوسکو جو قربت و منزلت حاصل ہے اُسنے وہ امثال اور اقران کا محسود ہے۔ مبادا کوئی نفاق کی بات وہ کرے اور اوسکو ضائع کر دے۔ معز الملک کو میں نے حکم دیا کہ جا کر اوسکو الٹا لے آوے۔ شیخ فرید بخشی بیگی کو اس خدمت پر متعین کیا اور حکم دیا کہ کل منصب دار اور احدی کہ پہرہ پر ہیں۔ میری ہمراہی پر متوجہ ہوں۔ اہتمام خان کوتوال کو قراولی و خبر گیری کے لئے مقرر کیا

دیر ٹھیرایا کہ جب دن ہو تو مین خود جاؤن۔ معز الملک امیر الامرا کو بے آیا۔ میرے پاس خبر آئی
کہ خسرو پنجاب کی راہ پر ایلغار کرکے جاتا ہے۔ میرے دل مین آیا کہ مبادا وہ راہ مین چپ
زوگی کرے یعنے جلیسا ادر طرف اور دکھلائے اور طرف۔ راجہ مانسنگہ اسکا ماموں بنگالہ
مین موجود تہا اسلیے اکثر بندہاے درگاہ کی رائے یہ تھی کہ خسرو وہان جائیگا۔ ہر طرف آدمی
بھیجکر یہ تحقیق ہوگیا کہ وہ پنجاب کو جاتا ہے۔ اس اثناء مین صبح ہوئی عنایات الہی پر بھروسا
کرکے عزیمت درستی کے ساتھ مین سوار ہوا اور کسی چیز کا اور کسی آدمی کا مقید نہ ہوا اور چلا

بلے آن را کہ اندوہ ست در پیچ	نے داند کہ رہ چون پیکند طے
ہمیدا ند کہ آفت پیش راند	نداند با کہ آید با کہ ماند

اول والد بزرگوار کے روضہ پر گیا جو شہر سے ۳ کوس پر واقع ہے اور حضرت کی روح
سے استمداد ہمت کی۔ اسی حال مین مرزا شاہرخ کا بیٹا جو خسرو کے ہمراہ جانے کا ارادہ
رکہتا تہا پکڑا ہوا آیا۔ جب یہ بات مین نے اوسے پوچھی تو وہ انکار نہیں کرسکتا تہا مین نے
حکم دیا کہ اسکے ہاتھ باندہ کر فیل پر سوار کرین۔ یہ اول شگون تہا کہ حضرت والا کی روح کی برکت
اور توجہ و امداد سے ظہور مین آیا۔ دوپہر کو خوب لوئین چلین تو سایہ کے درخت کے نیچے
مین نے توقف کیا اور خان اعظم سے مین نے کہا کہ جب میرا باوجود امنیت خاطر کے
یہ حال ہو کہ معتاد افیون جو اول روز مین مجھے کہانی چاہی اب تک نہ کہائی ہو اور کسی نے
اوسکو یاد بھی نہ دلایا ہو تو اس بے سعادت خسرو کا حال اسی پر قیاس کرنا چاہیے
مجھے تکلیف اس سبب سے تہی کہ میرا فرزند بے سبب میرا خصم و غنیم ہوگیا اگر اوسکے پکڑلینے مین
سعی نہیں کرتا تو مفسد اور فتنہ اندیشوں کو دستگاہ ہوتی ہے اور وہ اپنا سر لیے ہوئے
اوزبک یا قزلباشون پاس جائیگا جسکے سبب سے میری دولت کو خفت ہوگی اسواسطے
مین نے اوسکے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ کچھ آرام لیکر پرگنہ متہرا سے کہ آگرہ سے بیس کوس
پر واقع ہے دو تین کوس چلا اور اس پرگنہ کے ایک موضع مین اترا جہان تالاب بھی تہا
خسرو جب متہرہ مین آیا تو حسین بیگ بدخشی کہ والد بزرگوار کی رعایت یافتون مین تہا ملازمت

کے قصد سے کابل سے آتا تہا کہ وہ خسرو سے ملا۔ بدخشیوں کی طبع فتنہ و آشوب سے پیراستہ ہوئی
ہے وہ اس بات کو خدا سے چاہتا تہا۔ دو سو تین بہاقات بدخشان۔ اوسکے ہمراہ تہے
وہ خسرو کا راہبر اور سپہ سالار بنا۔ راہ میں جو شخص آگے آتا اوسکو لوٹ لیتا۔ گہوڑا
اور اسباب اوسکا لے لیتا سوداگروں اور مسافروں کا اسباب ان لچوں کا مال تہا۔ جہاں وہ
جاتے وہاں عورتوں اور بچوں کو ستاتے خسرو اپنی آنکہوں سے دیکہتا تہا کہ باپ دادا کے
ملک موروثی پر کیا ستم ٹوٹ رہا ہے ان بدبختوں کے افعال ناشائستہ کو دیکہہ کر ایک ایک ساعت
میں ہزار بار مرنے کی آرزو کرتا۔ مگر ان کتوں سے ادبار و مواسا کے سوا کوئی چارہ نہیں دیکہتا
تہا۔ اگر اسکا بخت و اقبال یاور ہوتا تو ندامت و پشیمانی کو دستاویز اپنی بناتا اور بے
دغدغہ خاطر میری ملازمت میں آتا۔ عالم السرائر ایزد دانا ہے کہ میں اوسکی تقصیرات سے بالکل
درگذر کرتا اور اوسپر اسقدر لطف و شفقت کرتا کہ اوسکے دل میں بال کی برابر تفرقہ اور دغدغہ نہیں رہتا
حضرت جنت آشیانی کے واقعہ میں بعض مفسدوں کے فساد سے اوسکے دل میں جو ارادے
پیدا ہوئے تہے وہ جانتا تہا کہ مجہے وہ معلوم ہیں اسلئے میری مہر و شفقت پر اعتماد نہیں
کرتا تہا۔ میری شاہزادگی میں خسرو کی ماں نے اوسکے اطوار اور اوضاع کی
ناخوشی سے اور چہوٹے بہائی مادہوسنگہ کے سلوک سے آزردہ ہوکر افیون کہا کر اپنے تئیں ہلاک کیا
اوسکی خوبیوں اور نیک نفسیوں کا کیا بیان کروں عقل اوسکی کامل تہی اخلاص اس کا
میرے ساتہہ اس درجہ پر تہا کہ وہ ہزار پسر و برادر کو میرے ایک بال پر قربان کرتی تہی۔
بار بار اوسنے خسرو کو اخلاص محبت پر دلالت کی جب اوسنے دیکہا کہ اوسے کچہہ فائدہ نہیں ہوتا
اور انجام اسکا نامعلوم ہے کہ کیا ہوگا تو غیرت کے سبب سے کہ طبیعت راجپوتی کو لازم ہے
مرنے کا ارادہ کیا کئی مرتبہ کبہی کبہی اوسکا مزاج شورش میں آیا تہا۔ یہ شورش موروثی تہی
کہ اوسکے بہائیوں اور باپ دادا میں بہی دیوانگی میں ظاہر ہوتی تہی اور ایک مدت کے
بعد علاج پذیر ہوئی تہی۔ جن دنوں میں کہ میں شکار پر متوجہ تہا ۲۶ ذیحجہ سنہ ۱۰۱۳ھ میں
عین شورش دماغ میں بہت سی افیون کہائی اور تہوڑی دیر میں مرگئی گویا کہ اوسنے

اپنے بیٹے کا حال جو ہونیوالا تھا پہلے سے دیکھ لیا تھا اول میری شادی اوس سے ہوئی تھی خسرو کے پیدا ہونے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جسکو شاہ بیگم کا خطاب دیا گیا۔ وہ یہ نہیں دیکھ سکتی تھی کہ اوسکے بھائی اور بیٹے میرے ساتھ بدسلوکی کریں پریشان دماغ رہنے لگی اور اسی حال میں اپنی جان پر کھیل گئی کہ اس اندوہ وکلفت سے چھوٹ جائے اسکے مرنے سے میرا حال یہ ہوا کہ حیات وزندگانی کا مزہ کچھہ نہ رہا کھانے پینے کو دل نہ چاہتا تھا۔ حبیب الدیا جد کو میرا یہ حال معلوم ہوا تو ایک دلاسا نامہ نہایت شفقت اور رحمت سے اس فدوی خاص پاس بھیجا اور خلعت ودستار مبارک اپنے سر سے اتار کر میرے پاس بھیجے اس عنایت نے میرے سوز وگداز کی آگ پر پانی ڈالا اور میرے اضطراب اضطرار میں فی الجملہ قرار اور آرام ہوا۔ غرض ان مقدمات کے ذکر سے یہ ہے کہ اوس سے زیادہ کیا بے سعادتی ہوسکتی ہے کہ فرزند اپنی ناخوشی سلوک اور اطوار ناپسندیدہ سے مادر کی خودکشی کا سبب ہے اور اپنے باپ سے بغیر کسی سبب باعث کے محض تصورات وخیالات فاسد سے بغاوت وعناد اختیار کرے اور اوسکی دولت ملازمت سے فرار پر قرار اختیار کرے منتقم جبار نے ہر کردار کے لئے اوسکی سزا برابر رکھی ہے اسلئے اوسکے حال کا مال یہ ہوا کہ بدترین حال سے مقید ہوا اور درجہ اعتماد سے گر کر زندان دائمی میں گرفتار ہوا۔

راہ چو ستانہ زد وہوشمند ۔۔۔ پائے بدام آرد وسر در کمند

روز سہ شنبہ دہم ذی حجہ کو منزل ہوڈل میں آیا شیخ فرید بخاری کو سنجاعوں اور بہادروں کی جماعت کے ساتھ خسرو کے تعاقب میں لشکر کا ہراول بناکے بھیجا۔ دوست محمد خان کہ میرے ہمرکاب تھا بسبب بلوغ الخدمت اور ریش سفید ہونے کے قلعہ آگرہ کی محلوں خزانوں کی محافظت کے لیے بھیجا جب آگرہ سے میں آیا تھا تو اعتماد الدولہ اور وزیر الملک کو شہر کی حراست سپرد کی تھی۔ میں نے دوست محمد خان سے کہا کہ میں صوبہ پنجاب کو جاتا ہوں تو وہ صوبہ اعتماد الدولہ کی دیوانی میں ہے اوسکو میرے پاس بھیجدینا اور حکیم مرزا کے بیٹوں کو قید کر کے محبوس کردینا اسلئے کہ میرے فرزند جاہلی نے یہ معاملہ کیا تو کمرادر زادہ

اور عموں زادہ سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ دوست محمد کے جانے کے بعد معز الملک بخشی ہوا۔
بہلول و فرید آباد ہوتا ہوا ۱۳۱۔ روز جمعہ کو دہلی میں آیا۔ دادا کی قبر کی زیارت کو گیا۔ اونکا تہہ
روپیہ تقسیم کیا۔ یہاں سے حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کو گیا۔ اور فقیروں اور
درویشوں کو روپیہ تقسیم کیا۔ ۱۴۔ کو سرائے نرلہ میں گیا جسکو خسرو نے جلا دیا تھا۔ آقا ملائی میری
خدمت بہت کرتا تھا ہزاری ذات کا اضافہ اوسکے اصل منصب پر کیا تین سو سوار اوسکو دئے
ایماقات جو میرے ہمرکاب تھے اونمیں سے بعضے خسرو سے اتفاق رکھتے تھے اسلئے کہ مبادا اونکی
خاطر میں دغدغہ و تفرقہ آئے اونکے کلانتروں کو دو ہزار روپئے دئے کہ اپنے آدمیوں
میں تقسیم کر دیں اور مراحم جہانگیری کا امیدوار کریں۔ ۱۶۔ کو پانی پت میں آیا۔ یہ منزل
میرے آبائے کرام و اجداد ذوی الاحترام پر ہمیشہ مبارک و فرخندہ تھی۔ اس شہر میں دو
فتح عظیم حاصل ہوئی تھیں ایک ابراہیم کو بابر نے شکست دی تھی جسکا ذکر تواریخ میں موجود ہے
دوم والد ماجد بزرگوار نے ہیمو پر فتح حاصل کی تھی جب خسرو دہلی میں ہو کر پرگنہ مذکور کی طرف متوجہ ہوا۔ تو
بسبب تعاقب دلاور خان وہاں آیا ہوا تھا۔ وہ جمنا سے اترکر خود سپاہیانہ و قزاقانہ ایلغار
کرکے چلا کہ قلعہ لاہور میں خسرو سے پہلے پہونچ جائے۔ انہیں دنوں میں لاہور سے اسی
مقام و منزل میں عبدالرحیم بھی آیا ہوا تھا۔ دلاور خان نے اوسکو ہدایت کی کہ اپنے بیٹوں
میرے بیٹوں کے ساتھ جمنا پار بھیجدے اور خود کنارہ ہو کر میرا منتظر رہے۔ وہ گرانبار
ترسندہ تھا۔ اس کام میں اسقدر توقف کیا کہ خسرو آگیا اور وہ اس پاس چلا گیا اور اوسنے
خطاب ملک الوزرا کا پایا۔ اور نبرد میں صاحب اختیار ہوا۔ دلاور خان مردانہ لاہور کو گیا
اور راہ میں ہر کسی کو اور ہر طایفہ کو ملازمان درگاہ میں سے اوکر وڑیوں اور سوداگروں وغیرہ
کو خسرو کے خروج کی اطلاع دی۔ بعض کو اپنے ہمراہ لیا اور بعض کو کہا کہ راہ پر سے کنارہ
ہو جاؤ۔ اوسکے بعد دست اندازوں و ظالموں کے پنجہ سے بندگان خدا امین ہو گئے
غالب ظن یہ تہا کہ اگر دہلی میں سید کمال اور پانی پت میں دلاور خان جرأت و ہمت
کرتے اور خسرو کو راہ میں روکتے تو اوسکے ہمراہ کی جماعت تاب مقاومت نہ لاتی اور پریشان

ہو جاتی اور خسرو ہاتھ میں آجاتا مگر اونکی ہمت نے یاوری کی۔ ثانی الحال ہر ایک نے کسی کسی سے اپنی تقصیر کی تلافی کی۔ دلاور خان ایلغار کر کے خسرو سے پہلے لاہور کے قلعہ میں پہونچا اور ایسی خدمت نمایاں کین کہ پہلے کوتاہی کا تدارک ہوا اور سید کمال نے بھی جنگ خسرو میں تردداتِ مردانہ کئے۔ اپنے محل پر بالتفصیل بیان ہونگے۔ ۱۰ ذی الحجہ کر نال میں پہونچ کر مقام کیا۔ ۱۱ کو شاہ آباد پہنچا۔ یہاں پانی کی قلت تھی مگر بڑا مینہ برسا جس سے لوگوں کا دل خوش ہوا۔ منزل الوہ میں الوانی اوزبک کو ستاون منصبداروں کے ساتھ شیخ فرید کی کمک کے لئے تعین کیا۔ اور چالیس ہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے بھیجا۔ سات ہزار روپیہ جمیل بیگ کو دیا۔ کہ وہ ایماقات میں تقسیم کرے۔ میر شریف امین کو دو ہزار روپیہ دئے۔ ۱۳ ماہ مذکور کو خسرو کے پانچ آدمی پکڑے آئے جن میں سے دو نے اوسکی نوکری کا اقرار کیا اونکو میں نے ہاتھیوں کے پیر تلے دلوایا۔ اور تین آدمیوں نے انکار کیا۔ اونکو زیر حوالات تحقیقات کے لئے رکھا۔ ۱۳ فروری سلسہ مرزا حسین و نورالدین قلی کوتوال شہر میں داخل ہوئے۔ ۱۴ فروری کو دلاور خان کا فرستادہ میرے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ خسرو نے خروج کیا ہے اور لاہور کا قصد رکھتا ہے حضور خبردار رہیں۔ اسی تاریخ لاہور کے دروازے محفوظ و مضبوط کئے گئے تاریخ مذکور سے دو روز بعد دلاور خان کے تھوڑے آدمی قلعہ میں داخل ہوئے برج و بارہ کو استحکام کرنا شروع کیا۔ جہاں شکست سخت تھی اوسکی درست کی۔ قلعہ کے اوپر توپیں اور ضربزنیں لگائی گئیں جنگ کی تیاری کی گئی۔ بادشاہی آدمی قلعہ کے اندر خدمات پر متعین ہوئے اور شہر کے آدمیوں نے بھی اخلاص کے ساتھ مدد اور معاونت کی۔ دو روز کے بعد کہ فی الجملہ سرانجام ہوا تھا خسرو آن پہنچا اور ایک منزل میں اُترا اور حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کی جائے اور دروازوں میں ایک دروازہ کے کسی جانب پر آگ لگا دی جائے اور اپنے نوکروں کو اوس نے کہا کہ قلعہ کے لے لینے کے بعد میں حکم دونگا کہ سات روز تک شہر کو وہ لوٹیں اور آدمیوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کریں اوسکے نوکروں نے شہر کے ایک دروازہ میں آگ لگائی۔ دلاور بیگ خان و حسین بیگ دیوان اور نورالدین قلی نے

کوتوال نے دروازہ کے محاذی اندر کی طرف ایک اور دیوار کھڑی کر لی - ان دنوں میں کشمیر کے
تعیناتیوں میں سے سعید خان آب چناب پر فروکش تھا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کر کے لاہور روانہ
ہوا - جب آب راوی پر آیا تو اہل قلعہ کو خبر بھیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا
ہوں - اہل قلعہ نے کشتیاں بھیجکر اوسکو مع چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے
قلعہ کے نو روز محاصرہ کے بعد خسرو کو خبر ہوئی کہ میں اس کے تعاقب میں چلا آتا ہوں
تو اوسنے فوج شاہی سے مقابلہ کا ارادہ کیا - ہندوستان کے سوادہائے اعظم میں سے
لاہور ہے چھہ سات روز میں خسرو پاس دس بارہ ہزار سوار مستعد جمع ہو گئے
اور اس ارادہ سے کہ میرے آگے کی فوج پر شب خون ماریں حوالی شہر سے چلے
سرائے قاضی میں ۱۶ کو مجھے یہ خبر معلوم ہوئی - باوجودیکہ مینہ بہت برستا تھا میں نے
کوچ کا نقارہ بجایا اور سوار ہوا صبح کو سلطانپور میں آیا - دوپہر تک سلطانپور
میں رہا حسب اتفاق اس وقت میری اور خسرو کی سپاہ میں مقابلہ و مقاتلہ شروع
ہوا معز الملک طشت بریانی لایا تھا میں منہ میں نوالہ رکھنے کو تھا کہ جنگ کی خبر آئی بس ایک
لقمہ شگون کے لئے کہا کر سوار ہوا اور آدمیوں کے پہنچنے کا اور کمی افواج کا خیال
کچھ نہیں کیا بہت جلد جنگ کی طرف متوجہ ہوا جلیتہ خاصہ کو ہر چند طلب کیا مگر کسی
نے لاکر نہیں دیا ہتیاروں میں سے سوا نیزہ و شمشیر کے کچھہ اور میرے پاس نہ تھا - خدا کے
بھروسہ پر روانہ ہوا - اول میرے ساتھہ پچاس سوار تھے اور کسی کو خبر بھی نہ تھی کہ آج جنگ
ہوگی - گوبندوال کے پل تک چار پانچ سو کے بھلے سوار میرے ساتھہ ہو گئے - پل
گذرتا تھا کہ شمسی توشکچی فتح کی نوید لایا میں نے اس خوشخبری کے لانے کے جلدو میں
خوشخبر خاں کا خطاب اوسکو دیا - میر جمال الدین حسین جسکو خسرو کی نصیحت کے لئے بھیجا تھا
ابھی آیا تھا کہ وہ خسرو کے آدمیوں کی کثرت و شوکت اسقدر بیان کرتا تھا کہ اوس سے
میرے آدمیوں کو خوف ہوتا تھا - باوجودیکہ فتح کی خبر متواتر آتی تھی مگر اس سادہ لوح کو
کسی طرح باور نہیں ہوتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ میر لشکر کو میں نے دیکھا ہے وہ کیونکر

شیخ فرید کے لشکر سے شکست پا سکتا ہے کہ جو نہایت قلیل اور بے استعداد ہے جب خسرو کا سنگہاسن دو خواجہ سرا لائے تو میر کو اسکا یقین ہوا اور اوسنے میرے پانوں میں سر رکہا اور کہا کہ اقبال اوس سے زیادہ بالاتر و بلند تر نہیں ہوتا شیخ فرید نے مخلصانہ و فدویانہ سرداری کی سادات بارہ کہ اپنے زمانہ کے شجاع تھے اور ہر معرکہ میں اپنے کارنمایاں دکہاتے تہے ہراول بنے تہے سیف خان ولد سید محمود خان بارہ سردار قوم خود تردداتِ مردانہ کرتا تہا سترہ زخم اوسکے لگے تھے سید جلال تیر کے لگنے سے مرگیا سادات بارہ پچاس ساٹھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے۔ اونہوں نے پانسو ہزار ہزار بدبختی سواروں کو زخم لگا کے پارہ پارہ کردیا سید کمال کہ اپنے بہائیوں کی کمک کو گیا تہا۔ ایماقات کے چارسو آدمیوں کو پایمال کیا اور لشکر شاہی کو غلبہ ہوا خسرو کا صندوق جواہر و نفائس کا جو ہمیشہ وہ اپنے پاس رکہتا تہا شاہی لشکر کو ہاتہہ آیا +

کہ دانست کہ این کودک خردسال	شود با بزرگان چنین بدسگال
با دل قدح دردے آرد به پیش	گدازد شکوہ من و شرم خویش
بسوزاند اورنگ خورشید را	تمنا کند تخت جمشید را

الہ آباد میں مجہے بہی باپ کی مخالفت پر کوتاہ بین دلالت کرتے تہے مگر اصلا یہ بات مجہے معقول و مقبول نہیں معلوم ہوتی تہی اور میں یہ بہی جانتا تہا کہ جس دولت کی بنا باپ کی مخاصمت پر ہو وہ پائداری کیا رکہتی ہے۔ ناقص عقلوں کی مشورے میں بیجا نہیں ہوا عقل و دانش کے ساتہہ کام کیا کہ اپنے باپ مرشد و قبلہ و خدائے مجازی کی خدمت میں گیا اور اس نیت درست کی برکت سے جو مجہے حاصل ہوا وہ حاصل ہوا جس رات کو خسرو بہاگا میں نے راجہ باسو کو جو کوہستان لاہور کا معتبر زمیندار ہے رخصت کیا کہ ان حدود میں جہاں خسرو کی خبر و اثر کو سنے حتی الامکان اوسکے گرفتار کرنے میں سعی کرے مہابت خان و مرزا علی اکبر شاہی کو ایک انبوہ لشکر کے ساتہہ متعین کیا کہ جس طرف خسرو روانہ ہو فوج مذکور اوسکا تعاقب کرے اور میں نے یہ ٹہیرایا کہ اگر خسرو کابل کو جاوے تو میں اوسکے پیچہے جاکر پکڑوں اور اگر

کابل میں وہ توقف نہ کرے اور بدخشان یا اوسکی حدود میں جاوے تو کابل میں مہابت خان کو چھوڑکر خود بخیریت واپس آؤں اور بدخشان نہ جانے کا سبب یہ تھا کہ اگر میں وہاں جاتا تو خسرو اوزبکوں کے پاس چلا جاتا اس میں بادولت کی خفت ہوتی جسوقت لشکر تعاقب کے لئے روانہ ہوا ہے تو میں نے پندرہ ہزار روپیہ مہابت خان کو بیس ہزار روپیہ صدیق کو دیا تھا کہ راہ میں جس جگہ اوسکی ضرورت ہو خرچ کریں - ۲۷ کو لاہور سے ۷ کوس پر منزل جیپال میں لشکر آیا خسرو دریاے چناب کے کنارہ پر آیا شکست کے بعد اوسکے آدمیوں کی رایوں میں اختلاف ہوا۔ افغان اور اہل ہند جو اکثر اوسکے قدیمی رفیق تھے یہ چاہتے تھے کہ ہندوستان کی طرف وہ چلے اور یہاں فساد اور بغاوت کو پھیلاوے حسین بیگ کہ جسکے اہل و عیال و آدمی و خزانہ کابل کی طرف تھا وہ کابل جانے کے لئے کہتا تھا۔ خسرو نے حسین بیگ کی راے پر عمل کیا تو یک قلم ہندوستانی اور افغان اُسّے جدا ہو گئے دریاے چناب کے شاہ پور کے گھاٹ سے پار جانے کا ارادہ کیا تو کوئی کشتی نہ ملی سودہرہ روانہ ہوا۔ یہاں گھاٹ پر ایک کشتی بن ملاحوں کی اور دوسری کشتی گھاس و لکڑیوں سے بھری اوسکے آدمی لائے۔ خسرو کی شکست سے پہلے صوبہ پنجاب کے کل جاگیرداروں اور راہ داروں و گذربانوں کو حکم ہوا تھا کہ اس قسم کا قضیہ یہاں ہوا ہے وہ خبردار رہیں ہوشیار رہیں ان تاکیدات کے سبب سے دریاؤں کے گھاٹ بند ہو گئے تھے حسین بیگ نے چاہا کہ کشتی کے ملاح گھاس اور لکڑی کو بن ملاحوں کی کشتی میں اتار کر خسرو کو پار اوتار دیں اس اثناء میں کمال چودہری سودہرہ کا داماد یہاں آیا۔ اوسنے دیکھا کہ ایک جماعت رات کو دریا سے پار جانا چاہتی ہے تو اوسنے غل مچاکر ملاحوں سے کہا کہ جہانگیر بادشاہ کا حکم ہے کہ رات کو اگر انجان آدمی دریا سے گذریں تو اونسے ہوشیار رہنا چاہئے۔ اس شور و غل سے وہاں آدمی بہت جمع ہو گئے۔ کمال کے داماد نے ملاحوں کے ہاتھ سے کشتی چلانے کی بلّی چھین لی اور کشتی کو چکرایا۔ ہر چند ملاحوں کو روپیہ کا لالچ دیا گیا مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ ابوالقاسم کہ گجرات میں حوالی چناب میں تھا اوسکو یہ خبر پہنچی

کہ رات کو ایک جماعت آب چناب سے اوترنا چاہتی ہے تو وہ اپنے بیٹوں سمیت یہاں آیا
اب نوبت یہانتک آئی کہ حسین بیگ نے ملاحوں کو تیروں سے پکڑا اور کنارہ پر سے داماد
کمال نے بھی تیر اندازی شروع کی - چار کوس تک کشتی خود چڑہاؤ پر نیچے گئی اور آخر
شب کو ریگ میں پھنس گئی اور کسی کوشش سے آگے نہ کہسکی صبح صادق ہوئی ابوالقاسم
و خواجہ خضر خان نے ہلال خان کے اہتمام سے دریا کی جانب غربی کو مستحکم کیا تہا اور جانب
شرقی کو زمینداروں نے مستحکم کیا تہا - ہلال خان کو اس حادثہ کے وقوع سے پہلے اس
لشکر کی سراولی کے لئے بھیجا تہا کہ سعید خان کے ماتحت کشمیر کو جاتا تہا - وہ اس نواح
میں عین وقت پر پہنچا - اسکا اہتمام ابوالقاسم خان نمکین اور خواجہ خضر خان کی جماعت
کے لانے اور خسرو کے گرفتار کرنے میں بڑا دخل رکھتا تہا - صبح روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور
کو آدمیوں نے ہاتھی اور کشتی پر سوار ہو کر خسرو کو گرفتار کیا - اور دوسرے روز مجھے اوسکی
خبر ہوئی میں نے امیرالامرا کو خسرو کے لانے کے لئے بھیجا امور سلطنت و ملک اکثر
اپنی رائے اور فہمید سے کرتا ہوں - اور ون کی تدبیروں سے اپنی تدبیر کو اچھا جانتا
ہوں چنانچہ اول کل بندگان مخلص کی صلاح و صوابدید کے برخلاف میں الہ آباد سے
باپ کی خدمت میں گیا جسنے دین دنیا کی صلاح حاصل ہوئی اور اس تدبیر کے سبب
سے میں بادشاہ ہوا - دوم خسرو کے تعاقب میں کسی چیز کا ساعت کے مقرر کرنے میں
مقید نہیں ہوا - روز پنجشنبہ ۳ محرم ۱۰۱۵ھ کو مرزا کامران کے باغ میں خسرو کو دست بستہ
و پا بزنجیر طرف چپ سے بموجب رسم و تورہ چنگیز خان میرے روبرو لائے حسین بیگ کو
اوسکے داہنی طرف اور عبدالرحیم کو بائیں طرف کہڑا کیا خسرو ان دونو کے درمیان
کہڑا لرزتا اور روتا تہا حسین بیگ اس گمان سے کہ شاید کچھہ نفع ہو پریشان باتیں
بناتا تہا جب اوسکی غرض معلوم ہوئی تو اوسکا دہن بند کیا اور خسرو کو مسلسل حوالات میں
بھیجا اور ان دو مفتریوں کو گاؤ و خر کی کہالوں میں بند کرکے دراز گوش پر الٹا بٹہلا کے
شہر میں پہرایا - گائے کا پوست بنسبت گدہے کے زیادہ جلدی خشک ہو گیا حسین بیگ

چار پہر تک زندہ رہا اور پہر دم گہٹنے سے دم نکل گیا عبد الرحیم خر کے پوست میں تھا خارج سے بہی اوسکو رطوبت پہنچتی تہی وہ زندہ رہا ۔

چلنے کی ساعت نیک نہ آئی تہی یعنے روز دوشنبہ آخر ذی حجہ سے ۹ محرم مذکور تک مرزا کامراں کے باغ میں توقف کیا۔ پہر وال جہاں جنگ ہوئی تہی وہ شیخ فرید کو ہین سے عنایت کی اور مرتضےٰ خان کا خطاب والا دیا سلطنت کے نظام و انتظام کے واسطے باغ مذکور سے لیکر شہر تک دورویہ داریں کھڑی کیں اور ایماق کے فتنہ انگیزوں کو کہ اس شورش میں خسرو کے ہمراہ تہے سیاست غیر مکرر سے جزا سزا دی ۔ اقبال نامہ میں لکہا ہے کہ خسرو کو ہاتہی پر بٹہایا اور داروں کے درمیان پہرایا کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو اس عقوبت میں دیکہے اور اپنے عمل زشت سے عبرت پکڑے ۔ اوسپر یہ حاشیہ بہی چڑہایا کہ خسرو کو یوں خبر دیا کہ چوبدار سے یہ کہلایا کہ شاہزادہ اپنے خاص ملازموں کا آداب و تسلیمات قبول کیجئے جن امیدواروں نے دولت خواہی کی تہی اونکو ریاست و جیدسا ہت چناب و بہت کے درمیان عطا کی اور ہر ایک کو زمین مدد معاش کے طور پر مرحمت کی حسین بیگ جب مرزا شاہرخ کے ہمراہ اس درگاہ میں آیا تہا تو ایک گہوڑا پاس رکہتا تہا مگر رفتہ رفتہ امیر صاحب خزانہ و دفینہ ہوگیا اور ایسی آزادی کرنے لگا اوسکے مال میں سے سات لاکہہ روپیہ پیر محمد باقی کے گہر سے نکلا جو روپیہ اور مخلوق میں اوسنے رکہا ہوگا اور اپنے ساتہہ لیا ہوگا وہ ابہی معلوم نہیں کہ کتنا ہوگا ۔

اقبال نامہ جہانگیری میں اس بیان پر اور اضافہ کیا گیا ہے کہ عبد الرحیم کہ پوست خر میں بند کیا گیا تہا اور شہر میں پہرایا گیا تہا ۔ پوست سگ اوسکو پہنایا گیا تہا اور کوچہ و بازار میں ستم خیار سے اور مرطوب چیز اوسنے جو کچہہ اوسکو ہاتہہ لگتا وہ کہاتا ۔ ایکدن زندہ رہا دوسرے روز اوسکو پوست سے نکالا ۔ ایک رات دن میں اوسکے پوست میں کیڑے پڑ گئے مگر وہ زندہ رہا ۔

چہوٹی توزک میں لکہا ہے جب قلعہ لاہور کی تسخیر سے خسرو اور اوسکے سپہ آرا نا امید ہوئے تو

اور فوج شاہی کی خبر آئی کہ وہ پیچھے لگی چلی آتی ہے تو اونکو معلوم ہوا کہ ہم نے نہایت حماقت کی کہ کوئی ایسا مقام ہم نہ پہنچا یا کہ جس میں امن سے رہتے۔ اس پریشانی میں وہ جنگ پر دل نہاد ہوئے اور اونھوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کے مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار سپاہ سے شب خون ماریں +

اس ارادہ سے منگل کو مغرب و عشا کے درمیان لاہور کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا دوسرے دن صبح کو مجھے سر آقاصی چلی میں خبر آئی کہ خسرو محاصرہ چھوڑ کر بیس ہزار اسباب کے ساتھہ چل دیا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے سینے میں آگ لگ گئی اور میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں اور کسی مہم پر وہ گیا۔ اسی رات کو گو مینہ بہت برس رہا تہا میں نے خیموں کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔ دریائے گووند وال سے عبور کر کے دیوال میں گیا +

جمعرات کو دوپہر کو شیخ فرید خسرو کی سپاہ کا مزاحم ہوا اور بدنصیب دشمن کے سامنے آیا میں سلطان پور میں تہا اور میرے سامنے کھانے کا طبق آیا تہا اور میں کھانے کو تہا کہ خبر آئی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں نے شگون کے لئے صرف ایک نوالہ کہایا کہ گہوڑا تیار ہو کر آیا۔ اور میں اوسپر سوار اور اوسکو دوڑایا میں نے سپاہ کو اپنے ساتھہ نہیں لیا۔ اگرچہ میں نے اپنا چلتہ خاصہ مانگا مگر کسی نے نہیں دیا۔ میں نے صرف شمشیر اور نیزہ کو لیا اور خدا پر بہروسہ کر کے بہت جلد جنگ گاہ کی طرف چلا میرے پاس دس ہزار سوار تھے میں نے بخشیوں کو حکم دیا کہ وہ اونکو تیار کر کے میرے پیچھے لائیں۔ جب میں گوبند وال کے پل پر آیا تو میں نے بیس ہزار آدمی شیخ فرید کی مدد کو بہیجے +

میں نے میر جمال الدین انجو کو خسرو پاس بہیجا کہ اوسکو نصیحت کرے کہ تو تجھکو شیطان نے بہکا کے گمراہ کیا ہے کہ برملا باپ سے جنگ کر رہا ہے اگر تو میرے ساتھہ باپ پاس چلیگا تو تو اپنے افعال پر اوسکے روبرو ندامت ظاہر کریگا تو وہ تیرے سارے قصور معاف کریگا تو اس جوابدہی سے بچے گا جو خدا کے سامنے باپ سے قتل کرنے کی اور ہزاروں بندگان خدا کی جان لینے کی کرنی پڑے گی۔ اگرچہ خود دل میں اوس نے ارادہ کیا کہ باپ کی خدمت میں جائے

[illegible] +

مگر اوسکے فتنہ پرداز اوباش ہمراہیوں نے نہ جانے دیا اور یہ جواب میرے پاس جمال الدین کی زبانی آیا کہ اب تیغ زنی کے سوا کوئی اور بات نہیں ہے۔ خدا جس سر کو سلطنت کے لائق جانیگا اوسکے سر پر تاج رکھے گا +

جب میر جمال الدین کی معرفت میرے پاس یہ جواب آیا تو میرے دل میں اس سرکش بیٹے کے لئے ذرا رحم و رافت باقی نہ رہی۔ میں نے شیخ فرید کو حکم بھیجدیا کہ اب جنگ میں درنگ نہ کرے اوسنے حکم آتے ہی سرکشوں پر حملہ کیا۔ بہادر خان اوزبک نے دس ہزار سپاہ سے عقب پر اور شیخ فرید نے روبرو کی سپاہ پر بیس ہزار لشکر سے حملہ کیا۔ دو گھنٹے دن چڑھے سے مغرب کے وقت تک لڑائی رہی۔ خدا کی عنایت سے مجھے فتح ہوئی اور جنگ اور تعاقب میں دشمنوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے +

بہادر خاں وہاں آیا جہاں خسرو گھوڑے سے اوتر کر ایک سنگاسن میں اسلئے بیٹھا تھا کہ اس طرح کے ہنگامہ میں کوئی اسے پہچانے گا نہیں یوں قید سے بچ جائیگا۔ بہادر خان نے اسے پہچانکر گھیر لیا اور شیخ فرید بھی یہاں آگیا۔ اب خسرو نے یہ سمجھکر کہ کوئی بھاگنے کی راہ نہیں رہی تو وہ سنگاسن سے باہر آیا اور اوسنے شیخ فرید سے کہا کہ اب زبردستی کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی باپ کے قدموں میں گرنے جاتا ہوں + خدا کی قسم کھائی +

میں گوبندوال کے پل کے سر پر اندیشہ کر رہا تھا کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ میر جمال الدین مجھی سے کہہ رہا تھا کہ میں نے خود خسرو کے لشکر میں پچاس ہزار سپاہ دیکھی ہے اور مجھے شبہ ہے کہ شیخ فرید انکو مغلوب کر سکے اوسکی سپاہ اور بہادر خان اوزبک کی سپاہ ملکر چودہ ہزار سوار سے زیادہ نہیں ہے۔ میری یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شیخ فرید کی فتح کی اور خسرو کی گرفتاری کی خبر آئی۔ میر جمیل الدین نے گھوڑے سے اوترکر میرے قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ اقبال کے اصلی معنی یہی ہیں مگر مجھے ابتک اس خبر کے سچے ہونے میں تامل ہے۔ ابھی یہ بات پوری کہنے نہ پایا تھا کہ خسرو اور اوسکے خواجہ سرا میرے روبرو آئے اور اونہوں نے میرے سامنے اپنا سر زمین پر رکھا۔ یہ دیکھکر میر کو تعجب ہوا اور اوسنے دوبارہ میرے قدموں پر

سر رکھہ کر کہا کہ یہ اقبال ہی جو خدا نے حضور ہی کو دیا ہے ۔ دونو شیخ فرید اور ابو قاسم اوزبک (بہادر خان) نے اپنی بڑی جوانمردی اور بہادری دکہائی تھی اسلئے دونو کو میں نے پنجہزاری منصب دیا اور اونکے ساتھہ نقارہ وعلم اور اسپ مع ساز مرصع اور کمر بند مرصع عنایت کیا اور بہادر خاں کو قندہار کا حاکم مقرر کیا شیخ فرید پہلے دو ہزاری امیر تھا اب میں نے پنجہزاری امیر کر دیا سیف خان پسر سید محمود عمدہ خدمات بجا لایا اور سترہ زخموں سے کم اوسکے نہیں لگے تھے اور سید جلال الدین کے ایک زخم ایسا لگا کہ وہ چیندروز زندہ رہ کر مر گیا۔

خسرو کے دو سپہ سالار سید جلول اور اوسکا بہائی نقارہ شاہی کی دہوں دہوں سنتے ہی لڑائی کے ابتدا میں بہاگ گئے چار سو اوزیاق لڑائی میں مارے گئے اور سب جگہ سے سات سو آدمی قید ہو کر میرے روبرو آئے خسرو کا صندوقچہ جس میں دو کروڑ مثقالی اشرفی کے جواہر تھے بعض آدمیوں کے ہاتھ میں آگیا مگر یہہ آدمی نہ معلوم ہوے کہ کون تہے اس پنجشنبہ کو میں لاہور کے قلعہ میں داخل ہوا اور اس گنبد میں بیٹھا جو میرے والد ماجد نے اسلئے بنایا تہا کہ ہاتہیوں کی کشتی کا تماشا دیکہا کرے ۔ یہاں بیٹھہ کر میں نے حکم دیا کہ تیز چوبیں دریاے راوی میں گاڑی جائیں ان سات سو مفتریوں کو جو خسرو کے ساتھہ بغاوت کی سازش میں شریک ہوئے تھے زندہ کہال کھچوائی ۔ اس سے زیادہ کوئی عذاب کی تعزیر مجرموں کے لئے نہیں ہے کہ وہ دیر تک تکلیف میں سسکتے رہیں ایسی عبرت لوگوں کو ہوتی ہے کہ وہ سرکشی کا خیال اپنے محسن سے نہیں کرتے ہیں ۔ میرا خزانہ آگرہ میں تھا صلاح دولت یہ نہ تھی کہ میں اپنی ابتداء سلطنت میں مدت تک لاہور میں رہوں میں نے لاہور سے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور خسرو کو دلاور خاں کے حوالہ کیا کہ وہ اسکی نگرانی خوب رکھے +

۲۴ صفر کو ۱۰۱۵ھ کو میں دار السلطنت آگرہ میں آیا ۔ کم بخت خسرو نے اپنی بد افعالی کی ندامت کے سبب سے تین رات دن تک کہایا نہ پیا اور روتا رہا غم و غصہ بھوک پیاس میں گھلتا رہا اوسکو اپنے گناہ کی ندامت ایسی تھی جیسی کہ ولیوں کو ہوتی ہے اوسنے آخر یہ چاہا کہ زندہ رہنے کے لئے کچھہ کھانا ضرور ہے ۔ اگر وہ نہ کہاتا تو تین رات دن تک نہ کھانے سے چوتھے روز

مرجاتا - ان دونون بیانون کا مقابلہ کرکے دونو توزکون کے اختلاف اور اشتراک کو دیکھو
بادشاہ نہم محرم کو قلعہ لاہور میں آیا - دولت خواہون کی جماعت نے عرض کیا کہ ان ایام میں
صوبہ گجرات و دکن بنگالہ میں فی الجملہ خلل ہے آگرہ جانا مصلحت ہے - یہ تجویز جہانگیر کو اس لئے
پسند نہ آئی کہ شاہ بیگ کی عرایض سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قندھار کی طرف قزلباش
فساد کرنے والے ہیں چنانچہ حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے اس نواح کے جاگیردار
قندھار پر چڑھ آئے اور اوس کا محاصرہ کرلیا - شاہ بیگ کی ہمت و مردانگی پر شاباش ہے
کہ مردانہ پاؤں جما کے قلعہ کو مضبوط اور مستحکم کیا اور خود قلعہ مذکور کے ارک سوم پر اسطرح
بیٹھا کہ باہر والے علانیہ اوسکی مجلس دیکھتے تھے - محاصرہ کے دنون میں کمر نہ باندھی -
سروپا برہنہ مجلس عیش و نشاط کو گرم رکھا اور کوئی روز ایسا نہ ہوتا تھا کہ قلعہ سے باہر
لشکر غنیم کی برابر وہ سپاہ نہ بھیجتا اور مردانہ کوشش نہ کرتا لشکر قزلباش نے اوس کا تین
طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا ——— جب یہ خبر جہانگیر کو لاہور میں
پہنچی تو ان حدود میں توقف مناسب جانا - اور فوراً ایک فوج کلان بسرداری مرزا
غازی پنجہزاری بھیجی اور اوسکے ہمراہ اور بڑے بڑے منصبدار اور امیر روانہ کئے
اوسکے ہمراہی بقرا خان کو تنتالیس ہزار روپیہ اور قلیج بیگ کو پندرہ ہزار روپیہ
مدد خرچ کے لئے ملا - اس خدشہ کے رفع کرنے کے لئے اور کابل کی سیر کے لئے بادشاہ
نے لاہور میں توقف کیا +

گوبندوال میں دریاء بیاہ کے کنارہ پر مصار جن رہتا تھا - اوس نے خسرو کے ماتھے
پر زعفران کا قشقہ نیک شگونی کے لئے لگایا اس قصور میں جہانگیر نے اوسکو قتل کیا
اور مال اور اسباب و مکان و منازل اوسکے سب ضبط کئے - خسرو جب لاہور میں تھا تو
راجو اور ابنا نے لوٹ مار مچائی تھی راجو کو دار پر کھینچا اور ابنا سے ایک لاکھ پندرہ ہزار
روپیہ ڈنڈ لیکر خیرات میں صرف کیا - جب خسرو بھاگا تھا تو میں نے یہ قرار دیا تھا کہ
جب تک خسرو کو نہیں پکڑونگا کہیں توقف نہ کرونگا اور یہ احتمال تھا کہ خسرو ہندوستان

قندھار پر شاہ ایران کی چڑھائی +

خسرو کے مددگاروں کو سزا +

جانب اپنا رخ پہیریگا۔ ایسی حالت میں دار الخلافہ آگرہ کا خالی چہوڑنا صلاح ملکداری سے بعید تہا وہ مرکز دولت اور محل سلطنت و مقام نزول سراپردگیان محل مقدس و گنجہائے عالم کا مدفن تہا اسلئے جب مینے آگرہ سے خسرو کے تعاقب میں توجہ کی تو پرویز کو لکہا کہ تیرے اخلاص و خدمت نے یہ نتیجہ دیا کہ خسرو دولت سے بہاگا اور سعادت تیرے پاس آئی۔ مین نے اوسکے تعاقب میں یلغار کیا ہے مہمات رانا کو بمقتضائے اصلاح دولت کسی نوع سے تو فیصلہ کرکے خود جلد آگرہ میں آجا۔ پائے تخت اور خزانہ تجکو حوالہ کیا اور تجکو خدا کے سپرد کیا پہلے اسکے کہ پرویز پاس حکم پہنچے رانا نے عاجز ہوکر آصفخان پاس آدمی بہیجا کہ میں اپنے کئے سے خجل و نادم ہون۔ امیدوار ہوں کہ تم میرے شفیع ہوکر شہزادہ کو کسی نوع سے اسپر راضی کرو کہ میں اپنے بیٹے باگہہ کو اس پاس بہیجدوں۔ پرویز اس بات پر راضی نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ خود تو میرے پاس آیا کرن کو بہیج اسی وقت خسرو کی فتنہ انگیزی کی خبر پہنچی وقت کا ملاحظہ کرکے آصفخان اور دولتخان باگہہ کے آنے پر راضی ہوگئے اور نواحی منڈل گڈہ میں شہزادہ کی خدمت میں باگہہ آیا۔ پرویز رانا جہہ جگنا تہہ اور امراء تعینات کو لشکر میں چہوڑکر خود آصفخان اور چند اور اہل خدمت کے ساتھ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اور باگہہ کو درگاہ والا میں بہیجا جب وہ حوالی آگرہ میں آیا اور فتح اور گرفتاری خسرو کی خبر اوسنے سنی تو دو روز مقام کیا اور اوس پاس میرا حکم پہنچا کہ میری خاطر سب طرف سے جمع ہے بہت جلد میرے پاس آ۔ وہ نہایت شوق سے ایام برسات میں دور دراز مسافتیں طے کرکے میرے پاس آیا اور مین نے دس ہزاری منصب اور آفتاب گیر اوسکو مرحمت کیا +

دانیال کے فرزندوں کو مقرب خان میرے پاس لایا تین بیٹے اور چار بیٹیاں تہیں بیٹوں کے نام طہمورث۔ بایسنغر۔ ہوشنگ تہے مین نے اونپر ایسی مرحمت و شفقت کی کہ کسی کو اسکا گمان بہی نہ تہا سب سے بڑے بیٹے طہمورث کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتہہ رہے اور باقی کو میں نے اپنی بہنوں کو سپرد کردیا کہ وہ اونکی خبرگیری کریں +

یہ میرے باپ کا ضابطہ تہا کہ عمدہ خدمات پر دو آدمیوں کو شریک کر کے مقرر کرتا تہا۔ اس سبب سے نہیں کہ بے اعتمادی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ بشریت ہے اور آدمی کوفت و بیماری سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایک کو تشویش یا مانع پیش آئے تو دوسرا حاضر ہوتا کہ کاموں اور مہمات میں بندگان خدا معطل نہ رہیں میں بھی اس ضابطہ کا پابند تہا۔ بندیل کھنڈ میں اچہند رسیہ سند کوار کو جو مدت سے فتنہ انگیزی کرتا تہا عبد اللہ خاں نے کالپی سے ایلغار کر کے گرفتار کیا او کالپی میں لایا۔ اور پہر میرے پاس بہیجا میں نے اوسپر ایسی مہربانی کی جسکا خیال بہی اوسکو نہ تہا اور صوبہ بہار کے بڑے زمیندار سنگرام کو جو تین چار ہزار سواروں کی جمعیت رکہتا تہا اور بڑا فساد مچایا تہا جہانگیر قلی نے اوسکو تفنگ سے نابود کیا۔ دلیپ سنگہ ولد رائے رایسنگہ کو نواحی ناگور میں کہ مضافات اجمیر سے ہے زاہد خاں پسر صادق خاں و عبد الرحمن بن شیخ ابو الفضل نے لڑکر شکست عظیم دی اور اوسکے بہت آدمی مارے وہ جنگل میں بہاگ گیا +

بست دوم ذیقعدہ ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۰۱ء کو نوروز ہوا رسم معہود کے موافق جشن ہوا۔ اوس روز عرایض قندہار سے مجہے معلوم کہ لشکر بسر کردگی میرزا غازی ولد میرزا جانی کے شاہ بیگ کی کمک کے لئے تعین ہوا تہا وہ ۱۳ شوال سنہ مذکور کو بلدہ قندہار میں داخل ہوا۔ قزلباشوں نے جب قندہار سے ایک منزل پر اس لشکر شاہی کے آنیکی خبر سنی تو وہ سراسیمہ و پریشان کنارہ آب ہلمند تک ۵۷ کوس بہاگ گئے۔ اب معلوم ہوا کہ حاکم فراہ اور اس نواح کی ایک جماعت حکام نے حضرت عرش آشیانی کے مرنے کے بعد یہ خیال کیا تہا کہ اس آشوب میں قندہار آسانی سے ہاتہہ آجائیگا بغیر اسکے کہ شاہ عباس کا حکم اُن پاس پہنچے جمعیت کر کے اور ملک سیستان کو اپنے ساتہہ متفق کر کے حسین خان حاکم ہرات پاس آدمی بہیجکر اوس سے کمک طلب کی اوسنے بہی ایک جماعت بہیجی اِن سب نے متفق ہو کر چڑہائی کی یہاں کے حاکم شاہ بیگ نے اس خیال سے کہ جنگ و سردار واگر شکست ہوگی تو قندہار ہاتہہ سے جائیگا۔ قلعگی جنگ سے بہتر جانا اور قلعہ داری کی ٹہیرائی اور تیز رو قاصد میرے پاس بہیجے میں لاہور میں تہا اس خبر

سنتے ہی ایک فوج کلان اور امرا اور منصبداروں کو بسرداری مرزا غازی روانہ کیا پہلے اسسے کہ مرزا قندہار میں پہنچے شاہ ایران کو خبر ہوئی کہ حاکم فراہ نے مع اس نواح کے بعض جاگیرداروں کے ولایت قندہار کا قصد کیا ہے اس بات کو نامناسب سمجھکر حسن بیگ کے ہاتھہ ایک فرمان اونکے نام بھیجا کہ قلعہ قندہار کو چھوڑکر اپنے اپنے مقام پر اس سبب سے چلے جائیں کہ جہانگیر کے سلسلہ علیہ سے محبت و موالات قدیم سے ہے۔ یہ جماعت پہلے اسسے کہ حسن بیگ اس پاس پہنچے اور حکم شاہ پہنچائے لشکر شاہی کی خبر سنتے ہی چلے گئے تھے حسن بیگ ان آدمیوں کو ملامت کرکے میرے پاس لاہور میں آیا اور بیان کیا کہ یہ جماعت قندہار پر شاہ عباس کے حکم بغیر چڑھ آئی تھی۔ ایسا نہ ہو کہ حضور کی خاطر پر گرانی ہو۔ اسلئے میں حاضر ہوا ہوں غرض جب قندہار میں لشکر پہنچ گیا تو وہ سردار خان کے سپرد ہوا۔ اور شاہ بیگ مع لشکر کمک لیکر عازم درگاہ ہوا۔ میرے پیش نہاد ہمت تھا کہ اپنے آبا و اجداد کے ملک موروثی ولایت ماوراءالنہر کو فتح کروں اس لئے میں چاہتا تھا کہ ہندوستان کو مفسدوں و متمردوں کے خس و خاشاک سے پاک صاف کروں اس ملک کو کسی فرزند کو سپرد کرکے خود آراستہ لشکر جرار اور فیلان برق رفتار اور خزانہ وافر ہمراہ لےکر ولایت موروث کی تسخیر پر متوجہ ہوں۔ اس ارادہ کی وجہ سے پرویز کو رانا کی دفع کے لئے بھیجا اور خود ملک دکن کی عزیمت رکھتا تھا کہ اس اثناء میں خسرو نے ایسی حرکت ناشائستہ کی کہ ضرور ہوا کہ اسکا تعاقب کرکے اوسکے فتنے کو دفع کروں اسی سبب سے پرویز کی مہمات نے صورت پسندیدہ نہ پیدا کی اور مصلحت وقت پر نظر کرکے رانا کو مہلت دی اور اوسکے ایک بیٹے کو ہمراہ لیکر وہ میرے پاس آنے کے لئے روانہ ہوا اور لاہور میں ملا جب خسرو کے فساد سے خاطر جمع ہوئی اور قزلباشوں نے جو قندہار کا محاصرہ کر رکھا تھا اونکی شورش بھی بھلی طور پر دفع ہوئی تو دل میں آیا کہ کابل میں جاکر سیر و شکار کیجئے کہ وہ بھی وطن مالوف کا حکم رکھتا ہے پھر ہندوستان میں آئے اور اپنے ارادوں کو قوة سے فعل میں لائے ۔

۲ ذی حجہ قلعہ لاہور سے باغ دل آمیز میں کہ راوی کے کنارہ پر ہے منزل گزین ہوا۔
اور چار روز یہاں توقف کیا۔ ۱۹ فروردی روز یکشنبہ کو کہ آفتاب کا روز شرف ہے اس
باغ میں بسر کیا اور بعض اپنے بندون کا اضافہ منصب کیا اور دس ہزار روپیہ حسین بیگ
فرستادہ فرمانروائے ایران کو عنایت کئے قلیچ خان و میران صدر جہان و میر شریف آملی
کو لاہور میں متعین کیا کہ اتفاق کے ساتھ وہ ان مہمات کا انصرام کریں جو پیش آئیں۔
دوشنبہ کو باغ مذکور سے موضع ہری پور میں آیا کہ شہر سے ساڑھے تین کوس ہے
سہ شنبہ کو جہانگیر پور میں آیا یہ موضع میری مقرری شکارگاہوں میں ہے اوسکے حوالی
میں میرے حکم سے آہو کی قبر پر جسکا نام ہنس راج تھا مزار بنایا گیا ہے۔ یہ آہو آہوان
جنگ میں اور آہوان صحرائی کے صید میں بے نظیر تھا اور اس بنا پر ملا محمد حسین کشمیری نے
کہ خوش نویسون میں سرآمد تھا یہ نثر ایک پتھر پر منقش کی ہے کہ درین فضائے دلکش
آہوئے بدام جہاندار خدا آگاہ نورالدین جہانگیر بادشاہ آمدہ در عرض یک ماہ از وحشت صحرائی
برآمدہ سرآمد آہوان خاصہ گشت بنا بر ندرت مذکور حکم کردم کہ ہیچکس قصد آہوان این صحرا
نکند و گوشت آنہا بر ہندو و مسلمان حکم گوشت گاؤ و گوشت خوک داشتہ باشد و سنگ قبر
او را بصورت آہو مرتب ساختہ نصب کنند اور سکندر معین کو کہ پرگنہ مذکور کا جاگیردار
تھا حکم دیا کہ جہانگیر پور میں مستحکم قلعہ بنایا جائے۔ پنجشنبہ ۱۴ کو پرگنہ چندالہ میں منزل
ہوئی۔ روز شنبہ ۱۶ کو ایک منزل درمیان حافظ آباد میں ان منازل میں منزل ہوئی
کہ میر قوام الدین نے وہان کے کروری سے بنوائی ہیں دو کوچ میں دریائے چناب کے
کنارہ پر پہنچا اور پنجشنبہ ۲۱ ذی حجہ کو اس دریا کے پل سے عبور کرکے پرگنہ گجرات
حوالی میں گیا یہاں منزل ہوئی۔ حضرت والد ماجد کشمیر کو جاتے تھے تو دریا کے کنارہ پر یہ
قلعہ تعمیر کیا تھا۔ گوجروں کا گروہ جو اس نواح میں دزدی اور راہزنی کرتا تھا اس کو
اس قلعہ میں لا کر آباد کیا اس سبب سے کہ وہ گوجروں کا مسکن بنا اسکا نام گجرات رکھکر
علیحدہ پرگنہ مقرر کیا۔ گوجروں کی قوم کشت و کار کمتر کرتی ہے اور شیر و جغرات پر

اپنی اوقات بسر کرتی ہے۔ روز جمعہ کو گجرات سے پانچ کوس پر خواصپورہ میں منزل ہوئی اسکو
خواص خان غلام شیر خان نے آباد کیا تہا۔ اور دو منزل درمیان کے بعد دریائے بہت پر مقام
ہوا۔ اس دن شدت سے ہوا چلی اور کالی گہٹا آسمان پر آئی۔ مینہ اس شدت سے برسا کہ بوڑھے
بوڑھے آدمی کہتے تہے کہ ہم کو ایسا مینہ برسنا یاد نہیں۔ پہر اولے مرغی کے انڈے کی برابر
پڑے۔ پانی کی طغیانی اور بارش کی شدت سے پل ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنے اہل حرم اور
مقربوں کے ساتہہ کشتی میں عبور کیا کشتیاں کم تہیں۔ میں نے حکم دیا کہ آدمی پہلے کشتیاں
لاکر از سر نو پل باندہیں ایک ہفتہ میں یہ پل بنا اور تمام لشکر بفراغت گذرا۔ کشمیر میں
دریائے بہت کا منبع ایک چشمہ ہے ویرناگ اسکا نام ہے اور ہندی زبان میں ناگ
سانپ کو کہتے ہیں۔ ظاہرا اس مکان میں کوئی مار بزرگ ہوگا۔ اپنے باپ کی حیات میں
دو مرتبہ اس سرچشمہ پر میں گیا تہا۔ شہر کشمیر سے وہ بیس کوس ہے۔ وہ مثمن حوض کی شکل کا
ہے تخمیناً بیس گز سے بیس گز ہوگا۔ اس نواح میں اہل صنعت مندوں کی عبادت گاہ کے آثار
سنگین حجرے اور غار متعدد موجود ہیں۔ اس سرچشمہ کا پانی نہایت صاف ہے جس کے
عمق کا قیاس نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک خشخاش کا دانہ اس میں ڈالیں تو وہ زمین پر پہنچنے
تک دکھائی دیگا۔ میں نے سنا تہا کہ چشمہ تھاہ نہیں رکہتا اسلئے میں نے رسی میں پتھر باندہ
کے لٹکایا تو آدمی کے ڈیڑہ قد کے موافق عمق نکلا۔ بعد از جلوس میرے حکم سے اطراف چشمہ
کو پتھر سے بستہ کرکے اوسکی اطراف میں باغچے لگائے۔ چشمہ کو اوسکی جدول بنایا اور دو رویہ
پر ایوان اور خانے بنائے تہے اس مقام کو ایسا مرتب کردیا کہ ربع مسکون کے سیر کرنیوالے
کہتے ہیں کہ ایسی جگہہ کم نشان دیتے ہیں۔ شہر سے دو کروہ پر موضع پانپور میں چشمہ کا پانی
ہے تو زیادہ ہوجاتا ہے اور کشمیر کا زعفران یہیں حاصل ہوتا ہے معلوم نہیں کہ دنیا میں کسی جگہ
یہاں سے زیادہ زعفران ہوتا ہو۔ ہر سال ہندوستانی پانسو من زعفران پیدا ہوتا ہے
میں اس سرزمین میں اپنے باپ کے ساتہہ موسم گل زعفران میں آیا تہا۔ تمام عالم کے پہولوں
میں اول شاخ بعد ازاں برگ پہر گل آتا ہے بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے

چار انگشت اوسکی ساق نکلتی ہے تو پھول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیاں ہوتی ہیں نکلتا ہے
اور چار ریشہ نارنجی مثل گل معصفر اوسکے اندر ہوتے ہیں اور در۔ از بس میں ایک پور کی برابر
زعفران بھی ہوتا ہے۔ وہ خشک زمین میں جسکو پانی نہیں دیا جاتا ڈھیلوں میں پیدا
ہوتا ہے۔ بعض زعفران زار ایک کوس کے اور بعض آدہ کوس کے ہوتے ہیں دور سے بہت بڑے
عمدہ نظر آتے ہیں۔ اوسکی بو کی تیزی سے میرے مقربوں کے سر میں درد ہونے لگا باوجودیکہ
مجھے شراب کا نشہ تھا اور شراب کا پیالہ پیتا تھا مجھے بھی دردسر ہوا۔ حیوان صفت کشمیریوں
سے جو زعفران چن رہے تھے میں نے پوچھا کہ تمہارا حال کیا ہے تو معلوم ہوا کہ کبھی عمر بھر
دردسر اونکے تصور میں بھی نہیں آیا۔ اس چشمہ تریاک کے پانی کو کشمیر میں بہت کہتے ہیں
اسکے داہنے بائیں طرف سے ندی نالے ملکر اوسکو دریا بنا دیتے ہیں اور وہ شہر کے عین
وسط میں گزرتا ہے۔ عرض اسکا اکثر جا زیادہ نہیں ہوتا اسکے پانی کو بسبب کثافت
کھاری پن کے کوئی نہیں پیتا سارے کشمیری آب گیر سے جو شہر کے متصل ہے اور اس کا
نام ڈل ہے پانی پیتے ہیں اور آب بہت اس تالاب میں آنکر بارہ مولہ کی راہ سے پکلی
اور دہتور سے پنجاب میں جاتا ہے کشمیر میں ود خانے اور چشمے بہت ہیں اور سب میں
بہتر آب درہ لار ہے جو موضع شہاب الدین پور میں آب بہت میں ملتا ہے۔ اور یہ موضع
بھی کشمیر کے مشہور مقامات میں دریائے بہت کے قریب ہے۔ یہاں سو چنار خوش اندام ایک قطعہ
زمین میں سرسبز و خورم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دئے ہوئے کھڑے ہیں اور
اس ساری زمین کو اپنے سایہ سے گھیرے ہوئے ہیں سطح زمین پر سبزہ و سبزہ برگ ہے اوسکے
اوپر فرش بچھانا بیدردی اور بدسلیقگی ہے۔ اس دہ کو سلطان زین العابدین نے آباد
کیا ہے جسنے اس ملک میں باون برس بڑے استقلال سے سلطنت کی ہے اوسکو یہاں
بار و شاہ (بڑا بادشاہ) کہتے ہیں۔ اسکے خوارق عادات کی نقلیں بہت لوگ کرتے ہیں۔
کشمیر میں اوسکی عمارات و علامات و آثار بہت ہیں منجملہ اوسکے ایک آب گیر کے درمیان جسکا
نام اولر ہے اور عرض و طول اسکا تین کوس سے زیادہ ہے ایک عمارت زین لنکا بنائی ہے

بنائی ہے اس عمارات کی بنیاد رکھنے میں بڑی کوشش کی گئی ہے اس آب گیر کی تہ عمیق ہے اول اس میں کشتیوں میں پتھر بھر بھر کر ڈالے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا پھر کئی ہزار کشتیاں پتھروں سے بھر کر اس میں ڈبوئیں اور بہت محنت و جانکاہی سے پانی سے باہر سو گز مربع ایک صفہ بنایا اور صفہ کے چاروں طرف عمارات بنائیں۔ ایک عبادت کدہ اپنے پروردگار کی پرستش کے واسطے ترتیب دیا۔ اکثر اوقات کشتی میں بیٹھ کر وہ یہاں آتا اور بہت دن بیٹھے چلے کھینچتا۔ ایک دن ایک ناخلف زادہ قتل کے قصد سے عبادت خانہ میں اوسکو تنہا سمجھ کر شمشیر کشیدہ آیا۔ مگر جب باپ پر اوسکی نظر پڑی تو صلابت پدری و شکوہ صلاح سے سراسیمہ و مضطرب ہوکر الٹا پھرا بعد ایک لحظہ کے سلطان عبادت خانہ سے نکل کر اوسی بیٹے کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر شہر کو روانہ ہوا اور اثناء راہ میں بیٹے سے کہا کہ عبادت خانہ میں اپنی تسبیح بھول آیا ہوں کشتی پر سوار ہوکر میری تسبیح لے آ۔ بیٹا عبادت خانہ میں آیا تو باپ کو بیٹھے دیکھا یہ سعادت ازروے شرمندگی باپ کے قدموں پر گرا اور اپنی تقصیر کی عذرخواہی کی غرض اسطرح کی اوسکی خوارق بہت مشہور ہیں اور کہتے ہیں کہ خلع بدن کا علم اوسکو خوب آتا تھا (اب ان جھوٹی جھوٹی باتوں کو احمقوں کے سوا کون یقین کرتا ہے) چونکہ وہ اپنے بیٹوں کے اوضاع و اطوار سے جانتا تھا کہ وہ حکومت و ریاست کی طلب میں تعجیل کرتے ہیں تو اوسنے اونسے کہا کہ مجھے ترک حکومت کیا بلکہ ترک حیات بہت آسان ہے مگر میرے بعد تم میں سے کوئی کام نہ ہوگا اور تمہاری دولت کو بقا نہ ہوگی۔ اور تھوڑے دنوں میں اپنے عمل اور نیت کی جزا کو پہنچوگے یہ بات کہہ کر اوسنے کھانا پینا چھوڑا اور ایک چلہ اسی طرح گذارا اور اپنی آنکھوں کو خواب سے آشنا نہ کیا اور ارباب سلوک کے ریاضت کے ساتھ عبادت الہی میں مشغول ہوا۔ اور چالیسویں دن ودیعت حیات سپرد کرکے جوار حق سے پیوستہ ہوا۔ اوسکے تین بیٹے آدم خان حاجی خان بہرام خان آپس میں لڑے اور سب غارت ہوئے اور کشمیر کی حکومت جماعت چکان کو ہاتھ لگی جو اس ملک کے عوام الناس میں تھے اور سپاہی کا پیشہ رکھتے تھے اور بادشاہوں نے اپنی حکومت میں

- صفہ مذکور کے تین ضلعوں میں عمارتیں بنائیں لیکن کوئی عمارت زین العابدین کی عمارت کے استحکام کو نہیں پہنچی تھی کیشمیر کی خزان وبہار دونو دیکھنے کے قابل ہیں مینے فصل خزان دیکھی اوسکا حال جو سنا تھا اوسّے بہتر پایا - اوسکی فصل بہار نہیں دیکھی سو امید ہے کہ کسی دن دیکھونگا +

روز دوشنبہ غرہ محرم کو دریائے بہت کے کنارہ سے ایک وز درمیان قلعہ رہتاس میں آیا جسکو شیرخان نے بنایا ہے - اس قلعہ کو ایسی شکستگی زمین میں بنایا ہے کہ اسّے زیادہ مستحکم جگہ خیال میں نہیں آتی - یہ زمین گکھرون کی ولایت کے قریب ہے اور یہ ساری قوم سرکش و متمرد ہے یہ قلعہ خاص اوسکی تنبیہ و سرکوبی کے لئے بنایا گیا ہے کچھہ بنا تہا کہ شیرخان مرگیا - اوس کے بیٹے سلیم خان کو اوسکے پورا بنانے کی توفیق ہوئی - قلعہ کے دروازوں کے پتہروں پر قلعہ کی تعمیر کا خرچ کندہ کیا ہے - ١٦ کروڑ دس لاکہہ دام کسر بے زائیدہ اس عمارت میں خرچ ہوا ہے جو ہندوستان کے حساب سے چالیس لاکہہ پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے +

سہ شنبہ کو پانچ کوس چلکر تلہ میں منزل کی تلہ گکھروں کی زبان میں ٹیلہ کو کہتے ہیں - اور وہاں سے بہکراکی دہ میں آیا - اسی جماعت کی زبان میں بھکرا ایک بوٹیہ ہے جس میں گل سفید بے بو کے ہوتے ہیں تہ سے بھکرا تک تمام راہ میں دوخانہ کے درمیان آیا اوسمیں پانی رواں تہا اور کنیر کے پہول کہ شگوفہ شفتالو کی کلیوں کا عالم دکھاتے تہے نہایت رنگین و شگفتہ تہے - ہندوستان کی زمین میں یہ پہول ہمیشہ شگفتہ و بہار رہتا ہے اس دوخانہ کی اطراف میں وہ کثرت سے تہے میں نے حکم دیا کہ جتنے سوار و پیادے میرے ہمراہ ہیں اس پہول کے دستے سر پر لگائیں اور جس شخص کے سر پر یہ پہول نہ ہوں اوسکی دستار اتار لی جائے یوں مجہے ایک عجیب گلزار نظر آنے لگا - روز پنجشنبہ ششم کو ہتیا میں منزل کی یہاں گل پلاس بکثرت شگفتہ تہے - یہ پہول بھی ہندوستان کے جنگل سے مخصوص ہے اس میں بو نہیں ہوتی مگر اسکا رنگ نارنجی آتشی ہوتا ہے

اور جڑ اوسکی کالی ہوتی ہے اور بوٹہ اسکا گل سرخ کے بوٹہ کی برابر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اوسپر
نظر اوٹھانے کو دل نہیں چاہتا ہوا نہایت لطیف تھی اور آفتاب کے نور کا حجاب سحاب تھا
اور پھوار پڑتی تہی تو میں نے شراب پی اور شگفتگی اور خوش حالی کے ساتھہ راہ طے کی
اس محل کو ہتیا اس سبب سے کہتے ہیں کہ اوس کو گکھر ہاتھی نے آباد کیا ہے اور اس ملک کو
مارگلہ سے ہتیا تک پوٹھوار (پٹھوار) کہتے ہیں۔ ان حدود میں زاغ بہت کم ہوتا ہے۔
رہتاس سے ہتیا تک بوگ یال کا ملک کہلاتا ہے بوگ یال گکھروں کے ساتھہ خویش و ہم جد ہیں
روز جمعہ ہفتم کو پونے پانچ کوس کوچ کرکے پکہ میں منزل کی۔ پکہ اوس کو اس سبب سے
کہتے ہیں کہ اسمیں اینٹ کی سرا پکی بنی ہوئی ہے یہ پڑے پر گرد و تنگ منزل تہی
راہ کے ناخوش ہونے کے سبب سے بڑی مشکل سے اراب منزل پر پہونچے۔ اس جگہ ریوچ
(کہٹاساگ) کابل سے لائے تہے اکثر اسمیں سے ضایع ہوگیا۔ روز شنبہ ہشتم ساڑھے چار کوس
کوچ کرکے موضع کور میں (کھر) منزل ہوئی۔ گکھروں کی زبان میں کھر جرا اور شکستگی کو کہتے
ہیں۔ اس ولایت میں درخت کم ہیں۔ روز یکشنبہ نہم کو راول پنڈی سے گذر کر منزل
نزول ہوئی اس موضع کو راول ایک ہندو نے آباد کیا تہا اور یہاں کی زبان میں پنڈی
دہ کو کہتے ہیں اس منزل کے قریب دہ کے درمیان پانی کی رو جاری تہی۔ اس کے آگے
تال تہا جسمیں رو کا پانی آنکر جمع ہوتا تہا سر منزل صفائی سے خالی نہ تہا میں اس جگہ اُترا
اور گکھروں سے پوچہا کہ اس تال کا عمق کس قدر ہے تو اونہوں نے جواب مشخص نہ دیا اور
بیان کیا کہ باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہیں کہ اس پانی میں نہنگ ہوتے ہیں اور جو جانور
پانی میں جاتے ہیں زخمی و مجروح باہر نکلتے ہیں اس سبب سے کسی کو اس پانی میں جانے کی
جرأت نہیں ہوتی۔ میں نے حکم دیا کہ ایک گوسفند اس تال میں چہوڑی جاوے وہ تمام حوض
میں تیر کر باہر نکل آئی پہر میں نے ایک فراش کو تیرنے کا حکم دیا وہ بہی تیر کر سالم نکلا اس سے
معلوم ہوا کہ گکھروں نے جو کہا اوسکی کچہہ اصل نہ تہی۔ اس تال کا عرض ایک تیر انداز کی برابر
ہوگا۔ دوشنبہ دہم موضع خربوزہ میں منزل ہوئی پہلے زمانہ میں یہاں گکھروں نے ایک

گنبد بنایا تہا۔ اور وہاں آنے جانے والوں سے باج لیتے تہے۔ اس گنبد کا اندام خربوزہ سے مشابہت کہتا تہا اسلئے اوسکا نام یہی مشہور ہوگیا سہ شنبہ یازدہم کالا پانی میں آیا اس منزل میں ایک کوتل ہے جسکا نام مارگلہ ہے ہندی میں مار کے معنی زدن کے ہیں اور گلہ کے معنی قافلہ کے یہاں قافلے مارے جاتے تہے اسلئے اوسکو مارگلہ کہتے تہے گکہڑونکی ولایت یہاں تک ہے یہ جماعت عجب حیوان صفت ہے ہمیشہ آپس میں لڑتی رہتی ہے ہر چند میں نے چاہا کہ اسمیں رفع نزاع ہو مگر کچہہ فایدہ نہیں ہوا۔

جان جاہل بسختی ارزانی (جاہل کی جان سختی کے زمانہ میں بڑی سستی ہوتی ہے) روز چہار شنبہ دوازدہم حسن ابدال میں منزل ہوئی۔ شرق رویہ ایک کوس پر آبشار ہے جسکا پانی بڑی تندی سے گرتا ہے۔ کابل کی راہ میں اوسکی برابر کوئی آبشار نہیں ہے کشمیر کی راہ میں اس قسم کے دو تین آبشار ہیں۔ اس آبشار کا جو آب گیر منبع ہے اسکے درمیان راجہ مانسنگہ نے ایک مختصر عمارت بنائی تہی۔ اس آب گیر میں آدہ اور پاؤ گز لمبی مچہلیاں بہت سی ہیں۔ اس دلکش مقام میں تین روز توقف ہوا اور اپنے مقربوں کے ساتہہ شراب پی اور مچہلی کا شکار کھیلا۔ ابتک میں نے سفرہ جال جسکو ہندی میں بہنور جال کہتے ہیں دریا میں نہیں لگایا تہا۔ اسکا لگانا مشکل سے خالی نہیں اسکو میں نے اپنے ہاتہہ سے ڈالا اور دس بارہ مچہلیاں پکڑیں اور پہر اونکی ناک میں موتی ڈال کر چہوڑ دیا۔ یہاں کے متوطنوں اور مورخوں سے حسن ابدال کا حال کچہہ نہ معلوم ہوا۔ جسنے پوچہا اوسنے مشخص جواب نہیں دیا۔ یہاں سب سے زیادہ مشہور جگہہ وہ ہے جہاں دامن کوہ سے ایک چشمہ جاری ہے اسکا پانی نہایت صاف ہے اور حلاوت و لطافت ایسی رکھتا ہے کہ حضرت امیر خسرو کا یہ شعر اسپر صادق آتا ہے **بیت**

ورتہ آبش از صفا ریگ جزد ۔۔۔ کور تواند بدل شب شمرد

یہاں خواجہ شمس الدین محمد خافی نے جو والد بزرگوار کا وزیر دیوان تہا ہے ایک صفہ بنایا اور اسکے درمیان ایک حوض بنایا جسمیں چشمہ کا پانی آتا ہے اور زراعات و باغات

میں صرف ہوتا ہے اس صفہ کے کنارہ پر ایک گنبد اپنے مدفن کے لئے بنایا تہا مگر
بسبب اتفاق یہ جگہ اوسکو نصیب نہ ہوئی۔ حکیم ابو الفتح گیلانی اور اوسکا بہائی حکیم ہمام
میرے باپ کے بڑے مقرب تہے یہان مدفون ہیں۔ پانزدہم کو امروہی میں منزل ہوئی
یہان ایک عجب سبزہ زار کیفیتی دیکہا جس میں اصلا بلندی اور پستی نہیں اس موضع میں
اور اوسکے حوالی میں سات آٹھ ہزار خانوار کہاترا ور دلازاک کے متوطن ہیں وہ طرح طرح سے
فساد وتعدی و رہزنی کرتے ہیں میں نے حکم دیا کہ ان حدود اور اٹک کی سرکار ظفر خان
پسر زین خان کو سپرد ہوا اور جب تک کہ میں کابل سے مراجعت کروں تمام دلازاکون
کو لاہور کی طرف وہ بہیجدے اور کہاتروں کے سرداروں کو پکڑکر محبوس و مقید کرے
روز دوشنبہ ہفتدہم ایک منزل درمیان قلعہ اٹک میں دریای نیلاب کے کنارہ پر نزول ہوا
اس منزل میں مہابت خان کو منصب دو ہزار پانصدی ملا۔ یہ قلعہ والد ماجد نے بنوایا تہا
اور خواجہ شمس الدین کے اہتمام سے اوسکی تعمیر تمام ہوئی تہی یہ ایک مستحکم قلعہ ہے۔ دریائے
نیلاب طغیانی پر تہا۔ اٹہارہ کشتیوں کا پل بندہا تو لشکر نے سہولت سے عبور کیا۔ امیر الامرا بیمار
ضعیف اور بیمار تہا کہ میں نے اٹک میں اوسکو چہوڑا اور بخشیوں کو حکم دیا کہ کابل کی ولایت
لشکر عظیم کی برداشت نہیں کرسکتی۔ سوائے نزدیکیوں اور مقربوں کے کوئی دریا سے عبور
نہ کرے وہ میری معاودت تک اٹک میں رہیں۔ اور چہارشنبہ نوزدہم شاہزادوں اور چند
خاصوں کو ساتھ لیکر جالہ پر سوار ہوکر آب نیلاب سے سلامت گذرا (نیلاب ایک قصبہ تہا جسکے
سبب سے اس دریا کا نام بدل گیا نیلاب اٹک مشہور ہوا) شمال مشرق سے نیچے کی طرف اوسکو
ابا سین کہتے ہیں اور کالا باغ سے اٹک تک اوسکو اٹک کہتے ہیں اور اوسکے ہمسایہ کے
ہندو سندہ کہتے ہیں اسلئے کہ انہوں نے اپنے دہرم شاستر میں یہی نام پڑہا ہے)
اور دریاے کامہ کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ یہ دریا جلال آباد کے نیچے بہتا ہے (دریا کامہ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جلال آباد کے محاذی ایک قلعہ کا نام یہ ہے۔ وہاں دریا کو کابل سے
دریا کو نیلاب ملتا ہے) گو یہ نہر کو بہی کامہ کہتے ہیں جس نیچے کے حصہ کو جہانگیر نے کامہ لکہا ہے

اوسکو اب اکثر لنڈی ناکہتے ہیں۔ پنچکورہ کے ملک سے لنڈی نکلتی ہے اور تقریبًا جنوب میں بگرام
پیشاور کے سامنے دریاے کابل میں ملتی ہے جلال آباد سے پیشاور تک (وسکو کامہ کہتے
ہیں) اجالہ کو بانس اور خس سے تربیت دیتے ہیں اور اوسکی تہ میں ہوا سے بہری
ہوئی مشکیں باندہتے ہیں اس ولایت میں اوسکو شال کہتے ہیں جن دریاؤں اور پانیوں
میں پتہر ہوتے انمیں وہ کشتیون سے زیادہ امین ہوتی ہیں۔ بارہ ہزار روپیہ شریف
آملی اور اس جماعت کو جو لاہور میں متعین تھے دیے گئے کہ فقرا میں تقسیم کریں۔ اور
عبد الرزاق معموری اور بہاریداس بخشی احدیان کو حکم ہوا کہ جو جماعت ظفرخان کے
ساتھہ چہوڑی گئی ہے اوسکے لئے سامان تیار کرکے روانہ کرین۔ یہان سے ایک منزل
درمیان سرا ے بارہ میں منزل ہوئی۔ سرا ے بارہ کے مقابل میں آب کامہ کے اس طرف
ایک قلعہ زین خان کوکہ نے اسوقت بنایا تہا کہ وہ یوسف زئی افغانون کے استیصال کے
واسطے گیا تہا اور اوس کو نوشہر سے موسوم کیا تہا اور اس میں پچاس ہزار روپیہ کے قریب
خرچ ہوا تھا۔ کہتے ہیں حضرت ہمایون نے اس سرزمین مین گورخر کا شکار کہیلا تہا اور مین نے
اپنے باپ سے سُنا کہ اونسے اپنے باپ کے ساتہہ دو تین مرتبہ اس شکار کا تماشا دیکہا تھا۔
روز پنجشنبہ بست وپنجم سراے دولت آباد مین فروکش ہوا۔ احمد بیگ کابلی جاگیردار
پرشاور یوسف زئی اور غوریہ خیل کے ملکون کو ساتہہ لیکر میری ملازمت میں آیا احمد بیگ
کی خدمت مستحسن نہیں معلوم ہوئی اوسکو بدل دیا اور شیر خان افغان کو یہ ولایت عنایت کی
چہارشنبہ بست وششم باغ سردار خان میں کہ حوالی پرشاور میں ہے منزل ہوئی اس
نواح میں جوگیوں کی مشہور معبد گھورکھتری کی سیر اس خیال سے کی کہ شاید کوئی فقیر نظر
آئے کہ اوسکی صحبت سے فیض یاب ہون مگر فقیر تو حکم عنقا اور کیمیا کا رکہتا ہے۔ ایک گلہ بیکی
بے معرفت نظر آیا جسکے دیکہنے سے تیرگی کے سوا کچھہ نہیں حاصل ہوا۔ روز پنجشنبہ
بست وہفتم کو جمرود میں نزول ہوا اور جمعہ بست وہشتم کو کوتل خیبر میں آیا اور علی مسجد
مین منزل ہوئی شنبہ بست ونہم کو کوتل ہاریچ سے گذر کر غریب خانہ میں اترا۔ سہ شنبہ دوم صفر

پیساول میں کہ دریا کے کنارہ پر واقع ہے منزل ہوئی دریا کے اس طرف ایک پہاڑ ہے کہ
اصلا درخت و سبزہ وہاں نہیں ہوتا اسلئے اوسکو کوہ بے دولت کہتے ہیں والد ماجد سے میں نے
سنا کہ ایسے پہاڑوں میں معدن طلا ہوتی ہے۔ امیر الامرا کو مالی اور ملکی خدمات سپرد کی تہیں
اسکی بیماری کو امتداد ہوا اور اوسکی طبیعت پر نسیان ایسا غالب ہوا کہ جو ایک ساعت میں مقرر
میں مذکور ہوتا وہ دوسری ساعت میں بہول جاتا اور روز بروز یہ نسیان زیادہ ہوتا جاتا تہا
وزارت کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ رود خانہ میں ایک سنگ سفید تہا میں نے
حکم دیا کہ اوسکو فیل کی صورت میں تراش کر اوسکی سینہ میں یہ مصراع جو تاریخ ہجری کے سنہ نو
ہے نقش کیا جائے۔ سنگی سفید فیل جہانگیر بادشاہ۔ ۳ صفر کو کلیان پسر راجہ بکرماجیت گجرات سے
آیا اور اس حرامزادہ مفسد کے مقدمات غیر مکرر میں سنتے تہے۔ ایک ویہی سے یہ تہا کہ کسی
مسلمانی لولی عورت کو اوس نے اپنے گھر میں ڈال لیا تہا۔ اور اسلئے کہ اس مقدمہ کی شہرت
نہو اسکے ماں باپوں کو مار کر اونکو اپنے گھر میں گور میں دفن کر دیا تہا اول اوسکو قید کیا اور
تحقیق کے بعد حکم دیا کہ اول اوسکی زبان کاٹی جائے اور دائم الحبس ہے۔ اور سگبانوں اور
حلال خوروں کے ساتھ کھانا کھلایا جائے۔ پہر سرخاب میں بعد اسکے جلد لک میں منزل ہوئی۔ یہاں
چوب بلوط دیکھی جس سے بہتر کوئی لکڑی جلانے کے لئے نہیں ہوتی آب باریک میں۔ پہر پورت
بادشاہ میں منزلیں ہوئیں اور پہر بگرام میں اس منزل میں ایک ابلق جانور بشکل موش جسکو اہل
ہندی میں گلہری کہتے ہیں مجہے دکہایا گیا۔ اور لوگوں نے کہا کہ جس گہر میں یہ جانور ہوتا ہے
اوسکے پاس چوہا نہیں پہٹکتا اسلئے اسکو میر موشاں کہتے ہیں میں نے ابتک اپنی عمر میں اوسے
دیکہا نہ تہا مصوروں کو حکم دیا کہ اوسکی شبیہ کہینچیں وہ راسو سے بہت بڑا ہوتا ہے اور اوسکی
صورت بلی سے مشابہت رکہتی ہے +

احمد بیگ خان افغان کو بنگش کی تنبیہ و تادیب کے لئے تعین کیا اور عبد الرزاق معموری کو
جو اٹک میں تہا حکم دیا کہ دہنداس پسر راجہ بکرماجیت کی تحویلداری میں دو لاکہہ روپیہ ہمراہ کر کے
کہ لشکر مذکور کی کومکیوں میں تقسیم کرے اور ہزار برقنداز بہی اس لشکر کی ہمراہی کے لئے مقرر ہو

شیخ عبدالرحمن ولد شیخ ابوالفضل کو منصب دو ہزاری ذات اور ہزار دو یانصد سوار اور افضل خانی کا خطاب مرحمت ہوا اور پندرہ ہزار روپیہ عرب خان کو دیا گیا اور قلعہ بلاغ نشین کی مرمت کے واسطے بیس ہزار روپیہ اوسکی تحویل میں دیا گیا۔ اور دلاور خاں افغان کو سرکار خانپور مرحمت ہوئی شنبہ ہیزدہم پل مستان سے باغ شہر آرا تک جہاں میر لشکر اترا دورویہ فقرا اور محتاجوں پر روپئے اٹہنیاں چونیاں بکھیر گئے اور میں باغ مذکور میں داخل ہوا۔ اس باغ کے درمیان ایک چار گز کے قریب عریض جوئے تھی میں نے اپنے ہم سالوں اور ہم سنوں سے کہا کہ اس ندی پر سے پہلانگیں اکثر نہ پہلانگ سکے اور اوس کے اندر یا کنارہ پر گر پڑے میں ہی پہلانگا۔ مگر حسن تیتی وچالا کی سے کہ میں سال کی عمر میں اپنے باپ کے سامنے پہلانگا تہا اب چالیس برس کی عمر میں نہ پہلانگ سکا۔ اسی دن کابل کے سات باغوں میں جو مشہور ہیں پیادہ پا پھرا۔ ایک قطعہ زمین اوس کے مالکوں سے خریدکر کے ایک باغ لگوایا اور اوسکا نام جہاں آرا رکھا اور بارہ آدمیوں کو حکم دیا کہ جبتک میں کابل میں ہوں ہر پنجشنبہ کو ایک ہزار روپیہ فقرا میں تقسیم کیا کریں اور یہ بھی حکم دیا کہ کرکنار جوئے پر جو دو چنار وسط باغ میں واقع ہیں ایک کو فرخ بخش اور دوسرے کو سایہ بخش کہا کریں اور سفید سنگ کے پارچہ کو کہ ایک گز طول میں اور پون گز عرض میں ہو لفٹ میں اور ایک طرف میرا نام اور صاحب قرانی کا نام اوسپر نقش کریں اور دوسری طرف یہ لکہیں کہ زکات و خراجات کابل را بالتمام بخشیدم ہر کس از اولاد و اعقاب ما خلاف این عمل نماید بغضب و سخط الٰہی گرفتار آید۔ میرے جلوس تک یہ خراجات معمول و مستمر تہے ہر سال اس وجہ سے بندگان خدا سے بہت روپیہ لیا جاتا تہا میری سلطنت کے زمانہ میں یہ بدعت رفع ہوئی اور میرے آنے سے کابل میں یہ تخفیف اور رفاہیت رعایا کے حال میں ہوئی اور غزنین کے رئیسوں و ملکوں کو خلعت ملے اور اونکے مطالب و مقاصد حسب دل خواہ برآمد ہوئے۔ میں نے حکم دیا کہ سنگ مذکور پر روز پنجشنبہ ہیزدہم صفر کندہ کیا جائے کہ یہ شہر کابل میں میرے آنے کی تاریخ تھی اور تاریخ ہجری کے مطابق تھی کابل کے جنوب و میہ

دامن کوہ میں ایک تخت تھا جو تخت شاہ مشہور تہا اوسکے قریب ایک صفہ پتھر سے تراش کر بنایا تہا جسپر حضرت فردوس مکانی بیٹھ کر شراب نوشجان کرتے تہے اس سنگ کے ایک کونہ میں ایک حوض بنایا تہا جس میں دو من ہندوستانی شراب آتی تھی۔ اور دیوار صفہ پہ یہہ عبارت کندہ کرائی تھی کہ تخت گاہ بادشاہ عالم پناہ ظہیر الدین محمد بابر ابن عمر شیخ گورگان خلد اللہ ملکہ فی سنہ ۹۱۴ھ میں نے حکم دیا کہ اس صفہ کے برابر ایک اور تخت بنایا جائے حوضچہ اسکے کنارہ پر پہلے حوضچہ کی وضع پر بنایا جائے اور میرا نام صاحبقرانی کے نام کے ساتھ کندہ ہو میں اس تخت پر بیٹھا اور دونو حوضچوں کو شراب سے بہر دیا اور جتنے ملازم میرے ساتھ آئے سب کو شراب پلائی ایک شاعر نے یہ تاریخ کہی بادشاہ ملاذ ہفت اقلیم اسکو بہی کندہ کرانے کا حکم دیا +

کابل کے احوال دریافت کرنے کے لئے واقعات بابری میرے مطالعہ میں رہتی تھی ووہ سارسوا اور سارہے چار جزو حضرت بابر کے دست مبارک کی لکھی ہوئی تہی سو میں نے اپنے ہاتھ سے ان چار جزوں کو لکھا اور ان اجزاء کے آخر میں ایسی ترکی عبارت لکھی جس سے معلوم ہو کہ میں نے یہ اجزاء لکھے ہیں باوجودیکہ میں ہندوستان میں بڑا ہوا ہوں لیکن ترکی زبان بولنے اور لکھنے سے عاری نہیں ہوں +

سوم ربیع الاول کو جنایان میں گھوڑوں پر امیروں اور شاہزادوں کو سوار کرکے گھوڑدوڑ کرائی۔ اسپ تنگ عربی کہ عادل خان والی بیجاپور نے بہیجا تہا وہ سب گھوڑوں پر سبقت لے گیا ارادہ ہوا کہ شاہ بیگ خان کو کابل سپرد کرکے ہندوستان کو روانہ ہوں راجہ نرسنگہ دیو کی عرضداشت آئی کہ میں نے اپنے برادرزادہ کو کہ فتنہ انگیزی کرتا تہا پکڑ لیا اور اوسکے آدمیوں کو قتل کیا قلعہ گوالیار میں اوسکے قید کرنے کا حکم میں نے دیا +

۱۳ صفر کو میں نے خسرو کو بلاکر اوسکے پاؤں سے بیڑیاں اوتروائیں اور شہر آرا باغ کی سیر کی اجازت دی مہر پدری نے نہ مانا کہ میں اوسکو باغ کی سیر سے محروم کروں خسرو سے افعال ناشائستہ ہکر ظہور میں آئے تہے اور ہر طرح کی عقوبت کا مستحق وہ تہا مگر مہر پدری نے

اجازت نہین دی کہ میں اسکی جانکا قصد کرون باوجودیکہ قانون سلطنت اور طریقہ جہانداری میں ایسے امورمین اغماض کرنی
ناپسندیدہ ہے اسکی تفصیل سے چشم پوشی کی اور اوسکو نہایت آسودگی اور رفاہیت مین نگہبانی کی معلوم ہوا کہ اُسنے بعض اوباش
ناعاقبت اندیشونکی پاس آدمی بہیجے اور اونکو فساد کی ترغیب دی اور وعدون کا امیدوار کیا
ایک جماعت تیرہ روزگار کوتاہ فکر نے آپس میں اتفاق کرکے یہ چاہا کہ جب میں کابل میں اور
اوسکی اطراف مین شکار کرنے جاؤن تو وہ میرا شکار کرین مگر اللہ تعالی کا کرم وحفظ
بادشاہون کا حافظ وپاسبان ہوتا ہے اسلئے وہ اس بات کو نہ کرسکے جبدن کہ میں
سرخاب میں میں اُترا تہا اس جماعت میں سے ایک آدمی سرکہولے ہوئے خواجہ
ویسی دیوان شاہزادہ خرم پاس آیا اور اوسنے کہا کہ خسرو کے فساد دیدہ اکرنے سے
فتح اللہ پسر حکیم ابوالفتح ونورالدین پسر غیاث الدین علی آصفخان وشریف پسر اعتماد الدولہ
پانسو آدمیوں کے قریب بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے فرصت طلب قابو جو ہیں
خواجہ ویسی نے اس بات کو سنتے ہی شاہزادہ خرم سے کہا خرم بیتاب ہوکر میرے پاس
دوڑا آیا اور یہ ماجرا سنایا مینے خرم کو دعاے برخورداری دی اور اوسکے درپے ہوا
کہ ان سب کوتاہ اندیشونکو گرفتار کرکے طرح طرح کی عقوبت دون اور سیاست کرون
پہر میرے دل میں آیا کہ میں برسرسفر ہوں اور اس گرفتاری سے لشکر کی شورش اور برہم
خوردگی ہوگی اسلئے مینے فساد وفتنے کے سردارون کو حکم دیا کہ گرفتار کئے جائیں
فتح اللہ کو مقید ومحبوس کرکے معتمدون کے حوالہ کیا اور نامی بدسعادتوں کو مع تین چار
بڑے سیاہ رویوں کے قتل کرایا+

جہانگیر پاس آگرہ سے اسلام خان کی عرضداشت آئی جسمیں جہانگیر قلی خان
کا خط ملفوف تہا اوسمیں لکہا تہا کہ سیوم صفر کو بعد ایک پہر کے قطب الدین خان کو
بردوان علاقہ بنگالہ میں علی قلی خان استاجلو نے زخمی کیا اور وہ آدہی رات کو
مرگیا اور اوسکے ہمراہیوں نے قاتل کو مارڈالا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلی
مذکور شاہ اسمعیل ثانی والی ایران پسر شاہ طہماسپ کا سفرہ چی تہا وہ قندہار کی راہ

ہندوستان میں آیا اور ملتان میں خانخانان سے ملا۔ جو ٹھٹھہ کی طرف جاتا تھا۔ خانخانان نے اوسکو غائبانہ بندہ ہائے درگاہ کی سلک میں منتظم کیا اور اوسنے ٹھٹھہ کی مہم میں خدمات پسندیدہ کیں خانخانان نے مہم سے مراجعت کرکے بادشاہ سے اوسکی حسن خدمات کا ذکر کرکے ایک مناسب منصب اوسکو دلوایا۔ اور اوسی زمانہ میں مرزا غیاث الدین بیگ کی بیٹی مہر النسا کا نکاح اوس سے ہو گیا۔ جب شہنشاہ اکبر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تو علی قلی بیگ اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا سلیم نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن کا خطاب دیا۔ جب بادشاہ ہوا تو اوسکو صوبہ بنگال میں جاگیر دی۔ جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اوسکی طبیعت فتنہ جوئی اور شورش طلبی پر مائل ہے تو قطب الدین خان کو جب بنگال کا صاحب صوبہ بنا کے رخصت کیا اشارہ کردیا کہ اگر شیر افگن خیر خواہ و دولت خواہ ہو تو اوسکی بحال خود رہنے دینا ورنہ اوسکو درگاہ والا میں روانہ کرنا اور اگر آنے میں وہ تعلل کرے تو اوسکو سزا دینا۔ اتفاقاً قطب الدین خان اوسکے طرز سلوک اور معاش سے بدمظنہ ہوا ہر چند اوسکو بلایا مگر وہ نہ آیا دور از کار عذر کرتا رہا۔ اور نادرست اندیشے کرنے لگا قطب الدین خان نے حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا تو فرمان صادر ہوا کہ شیر افگن کو ہمارے پاس وہ بھیجدے اگر اوسکے اطوار اور خیالات باطل معلوم ہوں تو اوسکو کردار ناہنجار کی سزا دے اس فرمان کے آتے ہی قطب الدین خان بے توقف و تامل جریدہ ایلغار کرکے بردوان میں جو شیر افگن کے تیول میں مقرر تھی پہنچا جب اوسکو قطب الدین خان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اوسکے استیصال کے لئے جریدہ دو نوکروں کے ساتھ آیا۔ ملاقات کے وقت آدمیوں نے ہجوم کرکے اوسکو گھیر لیا۔ تو اوسنے کہا کہ یہ کیا طرز توزک اور سلوک کی ہے قطب خان نے آدمیوں کو منع کردیا اور تنہا اوس سے باتیں کرنے لگا۔ شیر افگن خان اوسکے تیوروں سے پہچان گیا کہ غدر کا ارادہ ہے اسلئے اوسنے اوس سے پہلے کہ کوئی اسپر وار کرے قطب خاں کی پیٹ میں ایسا تلوار کا زخم کاری لگایا کہ ساری آنتیں اوسکی نکل پڑیں قطب الدین خان دونوں

ہاتہوں سے بیٹ پکڑ کر چلاؔیا کہ حرام خور کو جانے نہ دینا۔ پیر خان کشمیری نے کہ اوس کے غلاموں میں تہا اور شجاعت و جلاوت رکہتا تہا گہوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پہ تلوار لگائی۔ شیر افگن خان نے اوسکے ایک تلوار ماری جسسے اوسکا کام تمام ہوا پہر قطب الدین خان کے آدمیوں نے گہیر کر اوسکو مار ڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری میں تو یہ حال لکہا ہے مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہیں وہ آگے ہم لکہینگے گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے +

۲۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰۱۶ مطابق غرہ ماہ فروردی کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع رنکتہ میں مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ بر سر راہ واقع تہا میں نے یہ خیال کر کے کہ اگر اب اوسکی زیارت کو جاتا ہوں تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ میں باپ کی قبر کی زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ میں تہا۔ اسلئے میں نے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ میں آگرہ میں جا کر وہان سے زیارت کی نیت کر کے پیادہ پا مقبرہ پر آوٗن جو شہر سے ڈہائی کوس ہے۔

۵۔ ذی الحجہ کو میں آگرہ میں اپنی دولت سرائے میں کہ قلعہ کے اندر ہے داخل ہوا اور راہ میں پانچہزار روپیہ اُن فقیروں میں تقسیم کیا جو راہ میں وارد ہ کہڑے تہے۔ اس دن راجہ نرسنگہہ دیو نے ایک سفید چیتہ لا کر پیش کیا۔ اگرچہ چرند و پرند کی انواع حیوانات میں جنس سفید پیدا ہوتی ہے جسکو طوبقان کہتے ہیں لیکن ابتک سفید چیتا نظر نہ آیا تھا۔ اسکے خال کہ سیاہ ہوتے ہیں نیلہ رنگ تھے اور اوسکی سفیدی بدن بہی کچہہ نیلاہٹ لئے ہوئے رکہتی تہی

۸۔ محرم سنہ ۱۰۱۷ جلال الدین مسعود کہ منصب چار صدی ذات کا رکہتا اور مردانگی سے خالی نہ تہا چند معرکوں میں بڑے کام دکہا چکا تہا مگر خبط سے خالی نہ تھا پچاس یا ساٹہ برس کی عمر میں مرض اسہال سے مرگیا۔ اوسکی ماں پنیر کی طرح افیون کو ریزہ ریزہ کر کے اوسکو کہلایا کرتی تہی۔ جب اوسکے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے تو اوسکی مان نے نہایت محبت سے اس افیون کو جو روز بیٹے کو کہلاتی اندازہ سے زیادہ کہلا دی جسکے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مرگیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتہہ

سننے مین نہیں آئی ہندؤں میں رسم ہے کہ خاوندوں کے مرنے کے بعد عورتین ستی ہوتی ہیں وہ خواہ محبت کے سبب سے خواہ باپ کی حفظ ناموس اور خویشون کی شرم کے سبب اپنے تئیں جلاتی ہیں مگر مسلمانوں اور ہندؤں کی ماؤں سے ایسے کام ظہور میں نہیں آتے - یازدہم ماہ مذکور کو ایک گھوڑا جو سب گھوڑون میں اچھا تھا ازروے عنایت راجہ مان سنگھ کو بادشاہ نے مرحمت کیا - وہ اس گھوڑے کے لینے سے ایسا خوش ہوا کہ اگر اسکو بادشاہ ایک مملکت دیتا تو وہ ایسا خوش نہ ہوتا - شازدہم کو راجہ مانسنگھہ کے پسر کلاں جگت سنگھہ کی بیٹی کی جہانگیر نے درخواست کی تہی اوسکی ساچق میں اسّی ہزار روپیہ بہیجا - مقرب خان نے بندر کھنبایت سے پردہ فرنگی ارسال کیا اتبک جہانگیر نے اوسکی برابر فرنگی مصورون کا کام نہیں دیکہا تہا - چہارم ربیع الاول کو دختر جگت سنگھہ داخل محل ہوئی اور حضرت مریم زمانی کے محل میں مجلس عقد نکاح منعقد ہوئی اور راجہ مانسنگھہ نے ساٹھہ زنجیر فیل جہیز میں سوا اور چیزوں کے دئے - چونکہ جہانگیر کو رانا کا رفع دفع کرنا پیش نہاد ہمت تہا تو اوسنے مہابت خان کو بہیجا - بارہ ہزار سوار کمل کار دیدہ افسروں کے ساتھہ اوسکے ہمراہ کئے سوا اونکے پانسو نفر احدی اور دو ہزار برق انداز پیادہ مع توپخانہ کے جسمیں ستر توپ گج نال و شترنال و ساٹھہ زنجیر فیل تھے اس خدمت کے لئے مقرر کئے اور خزانہ سے بیس لاکہہ روپیہ ملنے کا حکم دیا کہ وہ ہمیشہ اوسکے ساتھہ رہے +

خانخانان کہ بادشاہ کا اتالیق تہا وہ یہ نہیں جانتا کہ پانؤں آیا ہوں یا سر کے بل مضطربانہ وہ بادشاہ کے قدموں میں گرا - بادشاہ نے اوسکا سر اپنے پاؤں پر سے اُٹھایا اور مرحمت و مہربانی سے اوسکو گلے لگایا اور اوسکے منہ پر بوسہ دیا - اوسنے دو تسبیحیں موتیوں کی اور چند قطعہ لعل و زمرد کے پیشکش میں گذرانے جواہر مذکور کی قیمت تین لاکہہ روپیہ تہی اور سوا اسکے ہر جنس اور ہر متاع میں سے بہت کچھہ اوسنے نذر میں دیں باپ کے بعد اوسکے بیٹے آئے کہ اوتہوں نے پچیس ہزار روپئے اور خانخانان نے نوّے ہاتہی پیشکش میں دئے - بست ودوم کو آصف خان نے ایک لعل جو

سات ٹانک کا وزن میں تہا بادشاہ کی نذر میں دیا اسکے بہائی ابو القاسم خان نے بیس ہ
روپیہ کو خریدا تہا نہایت خوشرنگ اور خوش اندام تہا لیکن بادشاہ کے نزدیک وہ
ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔

ایک مادہ آہوشیر دار بادشاہ پاس لائے وہ چار سیر روز دودہ دیتی تھی ایسی
بادشاہ نے نہ کبھی دیکھی تہی نہ سنی تھی ہرنی کے دودہ کے اور گائے میش کے د
مزوں میں کچھہ فرق نہ تہا ضیق النفس کے لئے ہرنی کا دودہ مفید ہے۔ راجہ مانسنگہ نے
دکن کے سرانجام کرنے کی خدمت کے لئے متعین ہوا تہا اپنے وطن جانے کی رخصت
کی بادشاہ نے فیل خاصہ ہشیار مست نام اوسکو عنایت کیا خانخانان متعہد ہوا کہ وہ ولایت
کو جسمیں شہنشاہ اکبر کی وفات کے سبب سے بعض فتور آگئے صاف کردونگا اور لکھہ دیا کہ اگر
میں اس خدمت کو میں انصرام نہ دوں تو مجرم ٹہیروں مگر شرط یہ ہی کہ سواء اس لشکر کے جو اس
میں متعین ہے اور بارہ ہزار سوار اور خزانہ سے دس لاکھہ روپیہ عنایت ہو۔ بادشاہ
حکم دیدیا کہ لشکر و خزانہ کا سامان بہت جلد کرکے وہ روانہ کیا جائے +

ہندوستان میں خصوصاً ولایت سلہٹ میں کہ توابع بنگالہ سے ہی قدیم رسم چلی آتی تہی
رعایا اور آدمی وہاں بعض اپنے بیٹون کو خواجہ سرا بنا کے مال واجبی کے عوض میں حکام کو
دیتے اور اس رسم نے رفتہ رفتہ اور ولایتوں میں بہی سرایت کی تہی ہر سال بہت سے لڑکے
اور مقطوع النسل ہوتے تہے اور اس عمل نے ایک عام رواج پایا تہا۔ ان دنوں میں با
حکم دیا کہ کوئی اس امر قبیح پر قیام و اقدام نہ کرے۔ خرد سال خواجہ سرایوں کی خرید و فر
بالکل موقوف کی جائے۔ اسلام خاں اور دیگر حکام صوبہ بنگالہ کو فرمان صادر ہوئے کہ ج
اس کام کا مرتکب ہو اوسکی تنبیہ و سیاست کریں جس شخص کے پاس خواجہ سرا سے خرد یا
اوسکو چہین لیں ابتک کسی سلاطین سابق کو یہ توفیق نہیں ہوئی تہی کہ خواجہ سرا کی خرید
منع ہو گی تو پہر کوئی اس ناخوش فعل کا مرتکب نہیں ہوگا۔ اس سبب سے تہوڑے دنوں میں
یہ مردود رسم برطرف ہو جائیگی۔ اس جرم کے مجرم جب بادشاہ پاس آئے تو دست

کی سزا دی

کشن سنگہ کو مہابت خان کے ساتہہ مقرر کیا تہا وہ شاہزادہ خرم کا ماموں تہا اوسنے خدمات پسندیدہ کیں تہیں رانا کی لڑائی میں اوسکے پانوں میں برچہہ کا زخم لگا تہا اوسنے مبین آدمی قتل کئے تہے اور تین ہزار آدمی اسیر وہ دو ہزاری ذات کے منصب سے اور ہزار سوار کی افسری سے سرافراز ہوا +

جہانگیر پیادہ پا اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اوسنے لکہا ہے کہ اگر ہو سکتا تو میں پلکوں سے اور سر کے بل زیارت کو جاتا۔ میرے باپنے میری ولادت کے لئے فتحپور سے اجمیر تک جو ایکسو بیس کوس ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی مزار کی زیارت کے لئے پیادہ پا سفر کیا اگر میں بسر و چشم اس راہ کو طے کروں تو کیا بات ہی میں اسکی زیارت سے مشرف ہوا مقبرہ کی عمارت جو تیار ہوئی تہی وہ میری خاطر خواہ نہ تہی مجہے اس عمارت کا ایسا بنوانا منظور تہا کہ عالم کی سیر کرنے والے اوسکی برابر دنیا میں کسی عمارت کا نشان نہ دے سکیں جب اوسکی تعمیر ہو رہی تہی تو کم بخت خسرو کے سبب سے مجہے لاہور جانا پڑا۔ بدسلیقہ معماروں نے اوسکو اپنے طور پر بنایا۔ آخر الامر بعض تصرفات اس میں کئے گئے اور سارا روپیہ خرچ ہو گیا تین چار سال اس تعمیر میں صرف ہوئے میں نے حکم دیا کہ دوبارہ ماہر معمار صاحب توقف اتفاق کر کے بعض جگہوں کو اس نوع پر کہ قرار پائی تہی گرا دیں رفتہ رفتہ ایک عمارت عالی سامان پذیر ہوئی اور مقبرہ کے گرد ایک باغ نہایت باصفا لگایا گیا۔ دروازہ نہایت بلند بنایا گیا جسپر منارے سنگ سفید کے ساختہ و پرداختہ ہوئے مجملاً پندرہ لاکہہ روپیہ اس عمارت میں صرف ہوا حکیم علی کے گہر میں اس حوض کے تماشے کے لئے بادشاہ گیا کہ جسکی مثل ایک حوض لاہور میں شہنشاہ اکبر کے عہد میں بنایا گیا تہا۔ حوض چہہ گز سے چہہ گز تہا اوسکے پہلو میں ایک خانہ بنایا تہا جو بہت روشن تہا اور اس خانہ کی راہ پانی میں سے تہی اور اس راہ سے پانی گہر میں نہیں جاتا تہا۔ دس بارہ آدمی اس حوض میں بیٹہہ سکتے تہے نقد و جنس جو کچہہ حکیم علی پاس موجود تہا بادشاہ کو پیشکش میں دیا۔ اس خانہ کو بادشاہ اور اوسکے مقربوں نے ملاحظہ کیا اور

حکیم کو دو ہزاری منصب سے سرافراز کیا ۔ مقرب خان نے ایک تصویر بھیجی جو فرنگیوں کے عقیدہ میں تیمور صاحبقران کی شبیہ تھی جس وقت کہ ایلدرم بایزید صاحبقران کے لشکر کے ہاتھہ میں گرفتار ہوا تو استنبول کے نصرانی حاکم نے ایلچی تحفے و ہدیئے دیکر بھیجا اور اطاعت و بندگی کا اظہار کیا ۔ اور ایلچی کے ہمراہ مصور بھی بھیجا تھا جسنے تیمور کی شبیہ کھینچی تھی ۔ اگر اس دعوی کی کچھہ اصل ہوتی تو کوئی چیز اس سے بہتر میرے لئے تحفہ نہ ہوتی ۔ مگر یہ تصویر تیمور کی اولاد اور فرزندوں میں سے کسی کی صورت و حلیہ سے مشابہت نہیں رکھتی ۔ اس کی سچی تصویر ہونے پر میرا اطمینان خاطر نہیں ہوا +

چہار دہم ذی الحجہ سنہ ۱۰۲۸ مطابق ۱۱ مارچ سنہ ۱۶۱۹ نوروز ہوا جشن معمولی ہوا ۔ مہم رانا کا انصرام جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا مہابت خان سے نہ ہو سکا اسلئے بادشاہ نے اپنے پاس اسکو بلا لیا اور اوسکے بجائے عبد اللہ خان کو سردار لشکر مقرر فرمایا ۔ اس سال میں شاہزادہ پرویز کو صوبہ دکن میں بھیجا اور لشکر دکن کی مدد خرچ کے واسطے بیس لاکھہ روپیہ ساتھہ کیا اور آصف خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا ۔ اور امیر الامرا اور سرداران سپاہ شاہزادہ کی کومک کیلئے مقرر ہوئے ۔ بادشاہ سے مکرر عرض کیا گیا کہ شاہزادہ پرویز کے ساتھہ جو سپاہ گئی تھی اس مہم دکن کا کام اچھی طرح نہیں چلتا ۔ دکن کے دنیاداروں نے لشکر فراہم کیا ہے اور ملک عنبر کو اپنا سردار بنایا ہے ۔ اور اس سبب سے وہ بیباک پیش قدمی کرتے ہیں اور استقلال اور استکبار کا دم بھرتے ہیں ۔ بادشاہ نے شاہزادہ کی کومک کیلئے خانخاناں خانجہاں کو دو ہزار سوار دیکر اور سیف خاں بارہہ و حاجی بے اوزبک سلام اللہ عرب کو دکن روانہ کیا اور معتمد خان کو حکم دیا کہ عبد اللہ خان کے ساتھہ جو بارہ ہزار سوار رانا سے لڑنے گئے ہیں انمیں سے چار ہزار سواروں کو لیکر نواحی اجین و منڈو میں خانجہان پاس پہنچا دے اور خود واپس چلا آئے +

عبد اللہ خان کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی کہ کوہستان میں قلب جاؤن میں رانا کا تعاقب کیا گیا اور چند ہاتھی اور اسباب اسکا چھینا گیا ۔ رات ہو گئی تھی اس میں وہ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا

اوسکو میں نے تنگ کر رکھا ہے عنقریب وہ گرفتار ہو جائیگا +

روز شنبہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۰۱۲ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۰۴ کو برج حمل میں آفتاب نے قدم رکھا اور برگنہ پاری میں مجلس نوروزی نے بطرز آبائی ترتیب پائی غرائب اتفاقات سے ملا علی احمد مہر کن کی وفات ہے جسکی شرح یہ ہے کہ شب پنجشنبہ کو دہلی کے قوالوں کی ایک جماعت مجلس شاہی میں سرود گاتی تہی اور امیر خسرو کی اس بیت پر کہ ؎

ہر قوم راست راہے دینی قبلہ گاہے من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

سیدی خاں برسم تقلید سماع کرتا تہا - بادشاہ نے ملا علی احمد سے پوچہا کہ اس بیت کی حقیقت کیا ہے - اوسنے عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ کی زبانی سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء گوشہ سر پہ کلاہ کج رکھے ہوئے جمنا کے کنارہ پر کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تہے ہندوؤں کی عبادت و پرستش کا تماشا دیکھ رہے تھے حضرت امیر خسرو بھی حاضر تہے شیخ نے اسنے فرمایا کہ اس جماعت کو دیکھتے ہو اور یہ مصرعہ پڑہا کہ ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے - امیر نے بے تامل مصرعہ ثانی پڑہا کہ - من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے ملا مذکور کی زبان پر سمت کج کلاہ کے الفاظ جاری تھے کہ حال اس کا متغیر ہوا - اور جان آفرین کو جان سپرد کی +

ایک بیوہ عورت نے مقرب خان کی شکایت کی کہ میری لڑکی کو بندر کھنبایت میں اسکے آدمی بزور پکڑ کے گھر میں لے گئے مدتوں تک اُسکو اپنے گھر میں رکھا جب میں نے اپنی لڑکی کو مانگا تو کہہ دیا کہ وہ اپنی اجل موعود سے مرگئی اسلئے بادشاہ نے مقدمہ کی تحقیقات کی اور بہت جستجو کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقرب خاں کے ملازموں میں سے ایک نے یہ تعدی کی تھی اوسکی سیاست بادشاہ نے کی اور مقرب خان کا نصف منصب کم کیا اور اس ضعیفہ ستم رسیدہ کو مدد معاش اور خرچ راہ کے لئے مرحمت کیا +

۱۹ - ماہ اردی بہشت ۵ جلوس مطابق ۴ صفر ۱۰۱۸ کے پٹنہ میں کہ صوبہ بہار کا حاکم ہے ایک امر غریب اور حادثہ عجیب واقع ہوا - یہاں کا حاکم صوبہ افضل خان گورکہپور کو

کہ پٹنہ سے سات کوس پر ہے گیا ہوا تہا یہ پرگنہ اوسکو جاگیر میں تازہ ملا تہا اور وہ قلعہ اور شہر
کو شیخ بنارسی اور غیاث زین خانی دیوان صوبہ کو اور منصبداروں کی ایک جماعت کو سپرد
کر گیا تہا۔ اس گمان سے کہ ان حدود میں غنیم نہیں ہے اوسنے قلعہ اور شہر کی حفاظت جیسی کرنی
چاہئے تھی نہیں کی اتفاقاً اوجینہ کے آدمیوں میں سے ایک مجہول شخص قطب درویشوں کے
لباس میں ولایت اوجینیہ میں آیا کہ نواحی پٹنہ میں واقع ہے اور یہاں کے آدمیوں سے جو
مفسد مشہور ہیں آشنائی پیدا کی اور اونسے کہا کہ میں خسرو ہوں اور بندی خانہ سے بھاگ کر
ان حدود میں آیا ہوں اگر تم ہمراہ ہو کر میری امداد کرو تو کام بننے کی صورت میں میری
ساری سلطنت کا مدار تمہارے ہی دم کے لئے ہوگا۔ غرض ایسی ابلہ فریب باتوں سے
ان احمقوں کو یقین دلا دیا کہ حقیقت میں وہ خسرو ہے کسی وقت میں اوسکی آنکہوں کی
اطراف پر داغ لگایا گیا تہا اور اوسکے نشان باقی تھے۔ وہ ان گمراہوں کو دکھاتا تھا
کہ بندی خانہ میں میری آنکہوں پر کٹوری باندہی گئی تھی۔ یہ نشان اوسکے ہیں غرض اسکی
اس تزویر اور فریب سے سوار اور پیادوں کی جماعت اس پاس جمع ہو گئی اور یہ خبر سنکر کہ
پٹنہ میں افضل خان نہیں ہے اپنی فوز عظیم سمجھ کر ایلغار کرنے لگے اور اتوار کو دو تین گہنٹے
دن رہے شہر میں آگئے اور قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا۔ شیخ بنارسی کہ قلعہ میں تھا مضطربانہ قلعہ کے
دروازہ پر آیا۔ غنیم جلو ریز چلا آتا تہا اوسنے قلعہ کے دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی
وہ غیاث کو ساتھ لیکر ایک کہڑکی سے دریا کے کنارہ پر آیا اور کشتی لیکر افضل خان
پاس جانے کا قصد کیا۔ مفسد قلعہ کے اندر آئے اور افضل خان کے مال اسباب اور خزانہ
شاہی پر متصرف ہوئے اور واقعہ طلب آدمیوں کا مجمع اونکے پاس ہو گیا۔ گورکہپور
میں افضل خان کو یہ خبر پہنچی۔ اور شیخ بنارسی اور غیاث بھی اس پاس پہنچے اور شہر سے
خطوط آئے کہ جو شخص اپنے تئیں خسرو کہتا ہے وہ حقیقت میں خسرو نہیں ہے۔ افضل خان
پانچ روز میں حوالی پٹنہ میں آیا جب مفسدونکو افضل خان کے آنے کی خبر پہنچی تو قلعہ کو کسی اپنے معتمد کو
سپرد کر کے سوار اور پیادے لیکر چار کوس تک افضل خان سے لڑنے آئے اور دریا پن پن پر لڑائی

ہوئی اور تھوڑی دیر لڑائی رہی کہ وہ گروہ پریشان ہو گئے قطب چند آدمیوں کے ساتھ قلعہ کی طرف آیا افضل خان بھی سلاح اوسکے پیچھے آیا کہ قلعہ کے دروازہ بند کرنے کی ہمت نہ ہوئی تو وہ افضل خان کی حویلی میں آیا سہ پہر تک زد و خورد ہوتی رہی اور تخمیناً تیس آدمی زخم تیر سے ضایع ہوئے۔ غرض جب ہمراہی مارے گئے تو قطب نے عاجز ہوکر امان طلب کی افضل خان پاس آیا۔ افضل خان نے اس فساد کے مٹانے کے لئے اسی دن اوسکو مار ڈالا اور جو اوسکے ہمراہی زندہ گرفتار ہوئے تھے اونکو مقید کیا۔ یہ اخبار متواتر بادشاہ پاس جاتے تھے بادشاہ نے شیخ بنارسی و غیاث زین خانی اور اور منصبداروں کو جنہوں نے قلعہ کی حفاظت و حراست میں تقصیر کی تھی آگرہ میں طلب کیا اور سب کی ڈاڑھی منڈوائی اور سر کے بال اوتروائے اور چادر اوڑھائی اور گدھے پر بٹھا کر سارے شہر میں آگرہ کے گرد اور بازاروں میں پھرایا تاکہ اوروں کی تنبیہ اور عبرت کا سبب ہوئے +

ان دنوں میں پرویز کی اور امرا تعینات دکن کی اور وہاں کے دولت خواہوں کی عرایض متعاقب ایک دوسرے کے آئیں کہ عادل خان بیجاپوری کی یہ التماس اور استدعا ہے کہ میر جمال الدین حسین انجو جو بادشاہ پاس ہے بھیجدے جسکے قول و فعل پر دکن کے کل دنیادار پورا اعتماد رکھتے ہیں تاکہ وہاں کی جمعیت سے مل کر تفرقہ اور وحشت کو اونکے دل سے دور کرے اور وہاں کے معاملہ کو عادل خان کے حسب الاستصواب صورت پذیر کرے۔ عادل خان نے دولت خواہی و بندگی کا طریقہ اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے میر مذکور کو بھیجدیا وہ برہانپور میں جاکر وکلائے عادل خان کے ہمراہ بیجاپور گیا۔ اور ۲۲۔ شعبان کو عادل خان کی خدمت میں پہنچ گیا +

۱۴۔ آبان کو خانخانان جہانگیر پاس آیا۔ اوسکے باب میں اکثر دولت خواہوں نے مقدمات واقع اور غیر واقع اپنی فہمید کے موافق عرضداشت کئے تھے اور بادشاہ کی خاطر اوس سے منحرف ہوگئی تھی۔ اسلئے جو التفات اور عنایت کہ ہمیشہ بادشاہ اور اوسکا باپ اوسپر کیا کرتا تھا وہ اس بار عمل میں آئی۔ اوپر لکھا ہے کہ خانخانان نے یہ تعہد کیا تھا کہ صوبہ دکن کی خدمات میں ایک مدت معین میں انصرام کرونگا تو وہ دکن کی مہم عظیم میں سلطان پرویز کی خدمت

میں بھیجا گیا تھا۔ جب خانخان برہان پور میں آیا تو اوسنے ملاحظہ وقت نہ کیا اور اس و
میں کہ حرکت نہیں کرنی چاہیے تھی سلطان پرویز کے لشکر کی رسد اور اور ضروریات کا ا
نہیں کیا اور سلطان پرویز کو اوسکے لشکروں کو بالاگھاٹ دکن میں لایا اور رفتہ رفتہ
کے نفاق اور اور ناصواب رایوں کے اختلاف سے نوبت یہانتک پہونچی کہ غلہ بدشوار
میسر ہوتا اور ایک من غلہ روپیوں کو بھی ہاتھ نہ آتا۔ سپاہ کا سارا کام مختل اور درہم ہو
اور کوئی کام آگے نہ چل سکا اور گھوڑے اور اونٹ اور چارپائے ضائع ہوئے مصلحت
وقت کے سبب سے ایک طرح کی صلح مخالفوں سے کی گئی۔ سلطان پرویز لشکر کو برہانپ
اولٹا لایا۔ جب معاملہ خوب نہ ہوا تو یہ تفرقہ اور پریشانی دولت خواہوں کے مجموعہ
خانخانان کے نفاق اور بے سرانجامی سے سمجھی گئی۔ اس باب میں جہانگیر پاس عرض ا
آمیز اگرچہ اس بات کا بادشاہ کو مطلق باور نہ ہوتا تھا مگر پھر بھی اوسکے دل میں خدشہ
کہ خانجہاں کی عرضداشت پہنچی کہ خانخانان کے نفاق کے سبب سے یہ ساری پریشانی وقوع
آئی۔ یا تو بادشاہ اس خدمت کو باستقلال اسکو سپرد کر دے یا اوسکو اپنے پاس بلا
اور مجھ نواختہ و پرداختہ کو اس خدمت پر متعین کرے اور تیس ہزار سوار بندہ کی کمک
لیے متعین و مشخص کئے جائیں تاکہ دو سال میں تمام ولایت شاہی کو کہ غنیم کے تصرف میں ہ
مستخلص کروں اور قلعہ قندہار اور سرحد کے اور قلعے تصرف میں لاؤں اور ولایت بیجا
کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بناؤں اور اگر اس خدمت کو مدت مذکور میں انصرام کو نہ پہنچاؤں
تو سعادت کورنش سے محروم کیا جاؤں اور اپنا منہ بندگان حضور کو نہ دکھلاؤں۔ چونکہ
خانخاناں اور سرداروں کے درمیان یہ حالت ہو گئی تھی۔ اسلیے خانخان کا وہاں رکھنا
بادشاہ نے مناسب جانا۔ خانجہان کو سرداری تفویض کی اور خانخانان کو بلا لیا۔ بالفعل
خانخانان پر بادشاہ کی بے توجہی اور بے التفاتی کرنے کی یہ وجہ تھی۔ آیندہ جو بادشاہ کی تو
اور بے توجہی خانخانان پر ہوئی وہ اپنے محل پر بیان ہوگی +

بادشاہ نے کیشو داس کو سلطان پرویز کے پاس سے بلایا تو شہزادہ نے کیشو داس سے کہا

تو میری طرف سے بادشاہ سے عرض کرتا کہ میں اُس خداے مجازی کی خدمت میں اپنی جان و حیات
کے فدا کرنے کا خواہاں ہوں کیشو داس کا عدم و وجود کیا ہے کہ اون کے پہنچنے میں
ایستادگی کروں حضور جو ہر تقریب میں میری اعتباری اور اعتمادی خدمتگاروں کو
طلب کرتے ہیں وہ اوروں کی نا امیدی اور شکستِ خاطر کا سبب ہوتا ہے اور جناب قبلہ کی
بے عنایتی پر محمول ہوتا ہے +

جب قلعہ احمد نگر جہانگیر کے بھائی دانیال مرحوم کی سعی سے بادشاہی تصرف میں آگیا
تھا اور یہاں کا والی جب سے احمد نگر فتح ہوا تھا نظام الملک قلعہ گوالیار میں مقید تھا تو ملک عنبر
نے نظام الملک کے سلسلہ سے ایک لڑکے کی قرابت کی نسبت قرار دیکر اوسکو نظام الملک بنایا
تاکہ لوگ اوسکی حکومت دل و جان سے قبول کریں اور خود اپنے تئیں پیشوا بنایا اور اوسنے مغلوں کو
کئی دفعہ شکست دی اور کوہستان دولت آباد کے نیچے کھرکی کو نظام کا دار السلطنت بنایا۔
تاریخ حال تک احمد نگر کی حفظ و حراست خواجہ بیگ مرزا صفوی کو سپرد تھی جو شاہ طہماسپ
کے خویشوں میں تھا جب دکنیوں نے بہت شورش برپا کی تو انہوں نے قلعہ مذکور کا محاصرہ
کیا۔ اوسنے لوازم جانسپاری اور قلعہ داری میں تقصیر نہیں کی باوجودیکہ برہان پور میں خانخانان
و امرا و سردار جمع ہوئے تھے اور پرویز کی ملازمت میں دکنیوں کی رفع دفع میں مصروف
تھے لیکن سرداروں کے اختلاف اور امرا کے نفاق سے اور رسد و غلہ کی بے سر انجامی سے
لشکر گراں کو جس میں بڑے بڑے کاموں کی صلاحیت تھی نامناسب جگہوں اور پہاڑ
اور صعب گھاٹیوں میں لے گئے اور تھوڑے دنوں میں پریشان و بے سامان کر دیا جب نوبت
یہاں تک پہنچی کہ غلہ کی تنگی سے جان کو نان کے عوض میں دینے لگے تو بے علاج مقصد
نہ حاصل کرکے پھر آئے۔ قلعہ احمد نگر کا لشکر جسکو اس لشکر کی امداد کی امید تھی اس خبر کو سنکر
بے دل و بے پا ہوا۔ اور ایک بارگی جوش میں بھرا۔ اور چاہنے لگا کہ قلعہ سے نکل جاے خواجہ بیگ
مرزا کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اوسنے اون سبکے دلاسا دینے میں ہر چند کوشش کی
مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ آخر الامر قول و قرار کرکے وہ اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر قلعہ سے باہر آیا

اور برہانپور میں آنکر شاہزادہ کی ملازمت کی جب اوسکے آنے کی عرائض بادشاہ پاس آئیں تو
معلوم ہوا کہ اوسنے تردد اور نمک حلالی میں تقصیر نہیں کی بادشاہ نے اوسکو پنجہزاری ذات
کے منصب پر جاگیر و تنخواہ کا اضافہ کیا۔

ملک دکن کی تسخیر کے لئے جو لشکر کہ پرویز کی سرداری و سرکردگی میں اور خانخانان کی
سربراہی میں امرائے کلان مثل راجہ مانسنگھ و خانجہان و آصف خان و امیر الامرا کی
ہمراہی میں بھیجا گیا تھا اوسکی مہمات کا حال یہ ہوا کہ آدھی راہ سے پھر کر وہ برہانپور میں
آگیا اور سب بندگان معتمد اور راست گفتار و واقعہ نویسوں نے درگاہ میں عرائض بادشاہ
پاس بھیجیں کہ اگرچہ اس لشکر کی برہم خوردگی اور خرابی کے بہت سے سبب و جہتیں ہیں لیکن بڑے
اسباب اوسکے یہ ہیں امرا کی بے اتفاقی اور بالتخصیص خانخانان کا نفاق اس سبب سے بادشاہ
کے دل میں آیا کہ خان اعظم کو تازہ زور لشکر کے ساتھ بھیجنا چاہیے تاکہ بعض نالایق امور
و ناشائستگیوں کی تلافی و تدارک کیا جائے جو امرا کے نفاق سے وقوع میں آئی ہیں
خانعالم اور فرید خان برلاس و یوسف خان ولد حسین خان تکریہ اور علی خان نیازی و
باز بہادر قلماق اور امرا اور منصبدار اور دس ہزار سوار اوس کی ہمراہی کے لئے متعین ہوئے
اور سواران احدیوں کے جو لشکر میں تھے دو ہزار احدی اور ہمراہ گئے کل بارہ ہزار سوار
اور تیس لاکھ روپیہ کا خزانہ اور چند حلقہ فیل ہمراہ ہوئے غرض خان اعظم اس لشکر کے
ساتھ روانہ ہوا اور اوسکو پانچ لاکھ روپیہ اور مدد خرچ کے لئے عنایت ہوا۔ مہابت خان کو
کہ چار ہزاری ذات کا منصب اور تین ہزار سوار رکھتا تھا پانسو سوار اور دیکر اوسکو حکم شاہی
ہوا کہ اس لشکر کو اور خان اعظم کو برہانپور پہنچا دے اور لشکر کی برہم خوردگی کی حقیقت دریافت
کرے اور خان اعظم کی سرداری کا حکم اس حدود کے امرا کو پہنچا دے اور سب کو اوس کے
ساتھ متفق و یک جہت کرا دے اور وہاں کے لشکر کا سامان دیکھے اور مہمات مرجوعہ کے
نظام اور انتظام کے بعد خانخانان کو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس آئے +

۴ محرم سنہ ۲۰ کو نوروز ہوا اور حسب دستور اسکا جشن ہوا +

جہانگیر نے بار بار سنا تہا کہ سرحد کے امرا بعض مقدمات کہ اونسے مناسبت نہیں رکہتے قوۃ سے فعل میں لاتے ہیں اور تورہ اور ضوابط کا ملاحظہ نہیں کرتے اوسنے بخشیوں کو حکم دیا کہ امراء سرحد کے نام فرمان صادر ہو کہ آئندہ وہ ان امور کے مرتکب نہ ہوں جو بادشاہ کے ساتہہ مخصوص ہیں اوّل جہروکہ میں نہ بیٹہیں۔ دوم جو امیر و سردار اونکے کمکی ہیں اونکو تکلیف چوکی اور تسلیم کی نہ دیں۔ سوم ہاتھی نہ لڑائیں۔ چہارم سیاست میں اندہا نہ کریں اور ناک کان نہ کاٹیں۔ پنجم کسی کو زبردستی مسلمان نہ کریں۔ ششم نوکروں کو خطاب نہ دیں۔ ہفتم نوکران شاہی سے کورنش و تسلیم نہ کرائیں۔ ہشتم۔ اہل نغمہ کی چوکیاں جو دربار کے لئے معمول ہیں نہ مقرر کریں۔ نہم۔ باہر جانیکے وقت نقارہ نہ بجوائیں۔ دہم جب وہ نوکران شاہی اور اپنے نوکروں کو گہوڑا ہاتہی دیں تو باگ اور کنجک اونکے کندہے پر رکہہ کر وہ تسلیم نہ کرائیں۔ یازدہم۔ سواری میں ملازمان بادشاہی کو اپنی جلو میں پیادہ نہ لے جائیں۔ دوازدہم۔ اگر نوکران شاہی کو کوئی سند دیں یا حکم لکہیں تو کاغذ کے اوپر مہر نہ کریں۔ یہ ضوابط آئین جہانگیری مشہور ہوئے اور اونپر عمل ہوا۔

اسی سال کے وقائع عظیم میں سے جہانگیر اور نورجہان کا نکاح ہے جسکو ایک کارنامہ آسمانی اور نیرنگ فلکی بناکے یادگار روزگار بناتے ہیں۔ خافی خاں لکہتا ہے اس واقعہ کو مولف جہانگیر نامہ نے پاس ادب کرکے کوتاہ قلمی کی اور اس ترانہ کو مختلف پردوں میں اور قانون سے بجایا ہے۔ مستند کتابوں سے جو اوسکی تحقیق قریب بصدق ہے لکہی جاتی ہے۔ محمد خان تکلو حاکم خراسان کا وزیر خواجہ محمد شریف طہرانی تہا وہ محمد خان کے مرنیکے بعد طہماسپ شاہ ایران پاس چلا گیا۔ شاہ ایران نے اوسکو مزد کی وزارت تفویض کی یہ خواجہ شریف وہ امیر ہے کہ جب ہمایوں ایران کو گیا ہے تو اوسکی مہمانداری اور تواضع و تکریم کے احکام اسی کے نام شاہ ایران نے صادر کئے تھے۔ اوسکے دو بیٹے آقا طاہر اور مرزا غیاث بیگ تھے۔ مرزا غیاث بیگ کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے ہوا تہا جو شاہ طہماسپ کے عہد میں خراسان کی حکومت رکہتا تہا۔ وہ سرکار شاہ کا باقیدار رہا

اور صدمات اور حوادث روزگار سے ایسا تنگ ہوا کہ وطن سے دل برداشتہ ہوا معاش کی
تلاش میں وطن سے نکلا۔ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ساتھ تھے کہ وہ قافلہ ہند کے ہمراہ
اکبر کے عہد میں ہندوستان کا عازم ہوا۔ راہ میں ایک اور حادثہ ایسا واقع ہوا کہ جو
کچھ اس پاس تھا یا نہ تھا راہ کے درمیان لٹ گیا اور ایسا پریشان حال ہوا کہ پانچ چھ
آدمیوں کے درمیان باربرداری اور سواری کے لئے دو اونٹ اس پاس تھے کہ اونپر باری
باری سے سوار ہوتے تھے۔ بیوی حاملہ تھی زیادہ تر اوسکی سواری میں عنایت کی جاتی تھی
جب قندھار کے قریب وہ آیا تو لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بے سامانی میں جنگل میں اُن ماں باپوں کے
ہاں بچہ کا ہونا جو ہمیشہ محلوں میں پاؤں پھیلا کے سوئے ہوں کیسی سخت آفت و مصیبت
تھی۔ بچہ کا ساتھ لے چلنا پہاڑ تھا اور سامان تو درکنار زچہ کے لئے کھانے پینے کا سامان
ہونا بھی دشوار تھا۔ کمال عسرت و تعب و مشقت راہ سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ
اسقدر نہ تھا کہ وہ بچہ کی غذا کے لئے کفایت کرتا۔ رات بھر ماں باپ روتے رہے
باپ نے اپنی حالت کو سوچا اور وہ بولا کہ خدا پر توکل کر کے اس بچہ کو یہیں چھوڑ دو۔ ہرچند
ماں کی مامتا بچہ کے چھوڑنے سے بھڑکتی تھی۔ مگر کچھ بن نہ آئی تو کلیجہ پر پتھر رکھا اور اپنے کلیجہ
کے ٹکڑے کو ایک پارچہ میں لپیٹ کر حافظ برحق کو سپرد کیا اور رات کے وقت قافلہ میں
ڈال دیا یہ ایک رات کی جان جنگل میں پڑی روتی تھی اور انگلیاں چوستی تھی جب قافلہ
چلا اور ملک مسعود قافلہ سالار کے ایک نوکر کے کان میں بچہ کے رونے کی آواز آئی تو وہ
اس بچہ کو اوٹھا کر قافلہ سالار پاس لایا۔ فوراً اس چاند سے ٹکڑے کو دیکھتے ہی قافلہ سالار
کے دل میں خدا نے محبت ایسی پیدا کر دی کہ اوسکی پرورش پر وہ متوجہ ہوا۔ کوئی اوسکی
اولاد نہ تھی۔ اوسکو اپنا فرزند بنایا اور اس سبب سے کہ قافلہ ہندوستان کے برخلاف قافلہ
ایران میں عورتیں کمتر ہوتی ہیں اس جنگل میں وہ حیران تھا کہ اوسکی لئے کہاں سے دودھ پلانیوالی پیدا کروں اوسکی تلاش
ہوئی تو اس بچہ کی ماں کے سوا کوئی اور عورت دودھ پلانیوالی نہ ملی۔ اوسکو اعزاز کے ساتھ قافلہ سالار نے
طلب کیا اوسکے گھر کے ہر ایک آدمی کے واسطے سواری اور اسباب کی مدد اور اون کے

احترام میں کوشش کی اور نیک انجام وعدوں سے اونکو خوش کیا اور بڑے آدمیوں کے گہروں کے دستور کے موافق بچہ کو دایہ کے حوالہ کیا۔ اور اوسکے مناسب حال کہانے پینے کا سامان مہیا کر دیا خدا نے اس مصیبت میں یہ دستگیری کی کہ لڑکی کی لڑکی ہاتہہ آئی اور روٹی کا بہی آسرا ہوا سواری بہی ملی غرض اس نیک اختر کے پیدا ہونے سے نحوست ٹلی ملک مسعود نے مرزا غیاث بیگ کے حسب نسب کا حال دریافت کیا اور اوسکی لیاقت پر مطلع ہوا تو بہت افسوس کیا اور اپنے کارخانہ میں اوسکو دخل دیا جب ملک مسعود فتحپور میں شہنشاہ اکبر کی خدمت میں آیا اور اوسنے اپنے ارمغاں پیش کیے تو شہنشاہ اکبر نے فرمایا کہ ابکی دفعہ کیا ہے کہ ہماری سرکار کے قابل کوئی تحفہ تو نہیں لایا تو ملک مسعود نے عرض کیا کہ ہم کرباس فروشوں پاس کونسا تحفہ ایسا ہو سکتا ہے کہ حضور کی درگاہ کے لایق ہو مگر ہیں اس سفر میں دو تین جواہر جاندار بے بہا لایا ہوں اگر نظر تربیت سے حضور اونکو ملاحظہ فرمائیں تو ابتک ایران اور توران سے بادشاہان سلف کے لئے کوئی تحفہ ایسا نہیں آیا۔ بعد ازاں اوسنے غیاث بیگ کو مع اوسکے بیٹے ابوالحسن کے بادشاہ کی خدمت میں بہیجا وہ بادشاہ کے ملازموں کے زمرہ میں داخل ہوا۔ بادشاہ سے مرزا نے اپنے داداجان خواجہ محمد شریف کی خدمات کا استحقاق جتایا جو اوسنے ہمایوں کی ہرات میں کیں تہیں خود بہی صاحب لیاقت تہا شکستہ خط کا خوشنویس خوش بیان شاعر و منشی تہا بیوتات کا دیوان مقرر ہوا۔ خدمات شاہی سے جو وقت بچتا اوسکو شعر و سخن میں صرف کرتا۔ اہل خدمت و حاجت کے ساتہہ اسکا سلوک اس مرتبہ پر تہا کہ جو صاحب غرض اسکے گہر آتا آزردہ خاطر نہ جاتا مگر رشوت ستانی میں دلیر و بیباک تہا غرض اپنے جوہر ذاتی کے سبب مراتب منصب عزت و جاہ میں بڑہتا گیا۔ قافلہ سالار کی بیوی کو محل میں جانے کی اجازت تہی اوسکے ہمراہ مرزا غیاث کی بی بی محل میں آمد و رفت کرتی تہی جشن کے دنوں اور نوروز میں بیگموں اور اور محل کی عورت خادموں کا مجرا ہوتا تہا اور اونکی عزت و آبرو بڑہائی جاتی تہی۔ نقد و جنس بہی اونکو دیے جاتے تہے مرزا غیاث کی بی بی کو بہی یہہ شرف

حال تہا محل میں ایک شاہزادی سے اُسکا بہنا پا ہوگیا۔ اوسکی لڑکی جسکا نام مہر النسا
(نور جہان) سیانی ہوگئی تہی۔ اوسپر حسن خداداد قیامت کا بہر اسپر ادا و انداز غضب کا۔
سب محل کی عورتین دیکہہ کر کہتی ہتین کہ معلوم نہیں یہ آفت روزگار کس کو اپنے دام مین گرفتار
کریگی گاہ گاہ شاہزادہ سلیم کی نگاہ بہی اوسپر پڑتی تہی اور میل خاطر اوسکی طرف زیادہ ہوتا جاتا
تہا اوسنے چہیڑ چہاڑ کرنی شروع کی۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شاہزادہ نشہ کے عالم مین بینا بازار مین
اودہر سے جاتا تہا اودہر سے مہر النسا (نور جہان) اپنی البیلی چال سے چلی جاتی تہی شاہزادہ کے ہاتہہ
مین دو کبوتر تہے اوسنے مہر النسا سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لے لو مین پہول توڑونگا۔ اوسنے
کبوتر ہاتہہ سے لے لئے شہزادہ پہول توڑنے لگا۔ اتفاقاً ایک کبوتر پہڑک کر ہاتہہ سے اوڑ گیا۔
جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک کبوتر ندارد تہا۔ اوسنے پوچہا کہ میرا کبوتر کیا ہوا اوسنے کہا
کہ صاحب عالم کبوتر اوڑ گیا۔ شاہزادہ نے کہا کہ کس طرح اوڑا۔ اوسنے دوسرا کبوتر اوڑا کر دکہا دیا
کہ اس طرح۔ اس بہولے پن کی ادا نے عشق کے زخم پر اور نمک چہڑکا۔ جب ان کو ان چہیڑ
چہاڑون کی خبر ہوئی تو اوسنے بیٹی کا محل مین لیجانا چہوڑ دیا۔ اور جس بیگم سے بہنا پا تہا
شکایت کی۔ اس بیگم نے بادشاہ کے روبرو اوسکی شکایت کی۔ بادشاہ نے بیٹے کو بلا کر بہت
سمجہایا کہ شہزادون کو پہلے مالنون کی بہو بیٹیون سے چہیڑ چہاڑ کرنی نہایت نامناسب ہے
اور مہر النسا کے ولیون کو کہلا بہیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی سے کردین اور شاہزادہ سے
اُسکو الگ تہلگ رکہین مرزا غیاث نے عرض کیا کہ ہم بندون کو خانہ زادون کے باب
مین کیا اختیار ہے علی قلی بیگ استجلو شاہ ایران اسمعیل ثانی کا تربیت یافتہ تہا اور نعمت خانہ
شاہ ایران کا داروغہ۔ وہ بادشاہ کے مرنے کے بعد انقلاب سلطنت سے ملتان مین
خانخانان کی خدمت مین آیا وہ جوان سپاہی کار طلب صاحب جوہر تہا خانخانان اوسکے
حال پر متوجہ ہوا۔ اور غائبانہ ملازمان شاہی کے زمرہ مین داخل کیا۔ اوسنے خانخانان
کے ساتہہ ٹہٹہ کی لڑائی میں کارہا ونمایان کئے۔ خانخانان نے اوسکو بادشاہ کے روبرو
کیا۔ بادشاہ نے اوسکی وجاہت دیکہہ کر ایک عمدہ عہدہ دیدیا۔ اور مہر النسا کی شادی

اوسے کردی۔ اور بنگال میں بردوان اوسکی جاگیر میں عطا فرمایا۔ اب آگے قصہ طرازون
کی جہوٹی داستان یون شروع ہوتی ہے کہ اگرچہ شہنشاہ اکبر نے اس حکمت سے عشق کی چنگاری
پہ خاک ڈالی مگر وہ اندر ہی اندر سلگا کی۔ مہم رانا میں شاہزادہ کی خدمت میں چند روز علی قلی بیگ
رہا اور پہر اپنی جاگیر میں چلا گیا۔ جب شاہزادہ سلیم بادشاہ جہانگیر ہوا تو پہر عشق کا زخم ہرا ہوا
علی قلی کو کسی بہانہ سے بلا بہیجا اور اوسکی جان لینے کا ارادہ یون کیا کہ کوئی الزام اوسکے ذمہ
نہ آئے۔ ایک دن مست ہاتھی سے لڑا دیا۔ اوسکو اس شیر نے ہٹا کر بہگا دیا۔ پہر ایک شیر سے
تنہا لڑا دیا اوسکو اوسنے مار ڈالا۔ تو اوسکو شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ جب وار نہ چلے تو ایک
رازدار کی زبانی اپنا مطلب کہلایا مگر اس غیرت مند کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ نوکری چہوڑ دی
بادشاہی کو طلاق دی اور اپنی جاگیر بردوان مین جا بیٹھا۔ خافی خان لکہتا ہے۔ بادشاہ نے
اپنے کوکہ قطب الدین خان کو جسکو وہ اپنے بہائی سے زیادہ عزیز جانتا تہا بنگالہ کا صوبہ مقرر کیا
رخصت کے وقت شیر افگن خان کے باب مین چند کلمے کہے۔ شیر افگن خان کو اپنے وکیل کے
نوشتے سے از روے قیاس کہ بوئے عشق و مشک پنہان نمی ماند اطلاع ہوئی۔ اسی دن اوسنے غیرت کے
مارے واقعہ نگار سے کہا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہون اور حسب طلب ہر یراق باندہنا بہی
چہوڑ دیا۔ جب قطب الدین خان بنگالہ میں پہنچا تو شیر افگن خان کی طلب میں مکرر آدمی اور
نوشتے بہیجے مگر اوسنے اپنے آنے میں تعلل و تجاہل کیا یہانتک کہ قطب الدین خان کسی ضرورت
کی تقریب بنا کے شیر افگن خان کی جاگیر میں آیا اور ملاقات کا پیغام بہیجا۔ شیر افگن جریدہ آستین
کے نیچے بکتر و شمشیر حمائل کرکے چند معدود آدمیون کے ساتھ قطب الدین خان کے نزدیک آیا
ملاقات اور احوال پرسی کے بعد قطب الدین خان نے ملائم زبان سے وہ پیغام جو شیر افگن خان
کی طبیعت کو نا ملائم ہوتے تھے ادا کئے مگر اوس کو وہ ملائم خاطر نہ معلوم ہوئے پہر گفت و
شنید کنایہ آمیز اور پند و نصایح فساد انگیز بادشاہ کے حکم اطاعت کے باب میں ہوئیں جنکی
توضیح میں قلم کو رنج نہ دینا اولی ہے۔ یہ بہادر شیر دل ان باتوں کا متحمل نہ ہوا۔ اب اس نے
جان لیا کہ سوا مرنے اور مارنے کے آبرو کے ساتھ جان بچانا محال ہے پیچہ کہ زیر آستین

حائل تھا کھینچکر قطب الدین خان کے پیٹ میں مارا کہ تمام انتڑیاں گھوڑے سے نیچے گر پڑین چاہتا تھا
کہ وہ باہر بھاگے کہ مقتول کے ہمراہیوں میں سے ایک کشمیری نے اسپر شمشیر کا زخم لگایا شیر افگن نے
زخم کاری کھا کر اس کشمیری کو مار ڈالا تو قطب الدین خان کے ملازم یہ دیکھتے ہی اوسپر ٹوٹ پڑے
اور اس تن تنہا جوانمرد کو اونہون نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اگرچہ
شیر افگن خان کے زخمہاے کاری جان ستان لگے تھے مگر یہ شیر نیم جان غیرت کی تقویت سے
زن وخوشدامن کے مارنے کے لئے گھوڑا دوڑا کر انبوہ سے نکلا اور گھر کے دروازہ تک زندہ پہنچا
مہر النسا کی ماں عاقل و ہوشیار تھی اوسنے یہ دیکھکر کہ شیر افگن خان تو مرتا ہی ہے وہ
ناحق خون زن ومادر زن اپنی گردن پر کیوں لے دروازہ بند کر دیا اور ادھر اودھر اڑادی
ہے کہ مہر النسا اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر کنوئے مین ڈوب مری۔ اب شیر افگن خاں کے
گھر میں آنے سے فائدہ کیا ہے باہر اپنے زخموں کا علاج کرنا چاہئے۔ شیر افگن یہ بیوی کا
حال سنکر دنیا سے چل بسا۔ اگر یہ روایت سچ ہو تو اچھا ہوا یہ مظلوم مرا بیوی کو مار کر ظالم نہ مرا
شیر افگن خان کا ایک قصور یہ تھا کہ وہ بادشاہ کا رقیب تھا۔ اب اس سے بڑھکر یہ ہوا کہ اوسنے
بادشاہ کے اس کوکہ کو مار ڈالا جو اوسکو نہایت عزیز تھا اسلئے وہ بادشاہی مجرم ٹھیرا سارا
گھر بار ضبط ہوا۔ مہر النسا بھی قید ہو کر بادشاہ پاس پہنچی گئی۔ اب تو حجاب بھی درمیان نہ رہا
اور ظلم کھلا کھلا بادشاہ نے نکاح کا پیغام دیا تو مہر النسا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اوسنے جوانمردی
اور استقلال سے یہ جواب دیا کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکھنا
وفاداری سے دور ہے اس بدنصیب کی تقدیر میں جو لکھا تھا سو ہو گذرا۔ اس بیکس بیوہ
پر رحم فرمائیے۔ اور اوس مردہ کی روح کو تکلیف نہ پہنچائیے۔ اس جواب کو سنکر بادشاہ کے
دل بھی اوس سے اچاٹ ہو گیا غضب سے محبت بدل گئی اور کنیزان مغضوبہ میں داخل کر
اوسکو سلطان سلیمہ بیگم مادر شہنشہی کے سپرد کیا۔ ایک دو سال عاشق و معشوق کی ناخوشی و
ناکامی میں گذرے۔ پھر عشق کی دبی آگ سلگی۔ مہر النسا بھی آخر کو پسیج گئی۔ اور سمجھ گئی کہ
مسند شاہی پر کیوں خاک ڈالوں (یہ باتیں سب غلط ہیں ہمنے آخر میں خصائل جہانگیر کے

باب اونکو عقلاً و نقلاً غلط ثابت کردیا ہے) حکم شرع کے موافق دونو کا آپس میں نکاح ہوا اور جشن
ملوکانہ ہوا اول مہرالنسا کو بادشاہ نے نورمحل کا اور پھر نورجہان بادشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اگرچہ
بادشاہ کی بی بیان بڑے بڑے راجاؤں کی بیٹیان تہیں مگر نورجہان کے آگے سب کا
چراغ گل تہا رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوسکے ہاتہہ اور اختیار میں آگئی خلوت سے
جلوت میں اوسی کا جلوہ تہا۔ امورات سلطنت میں جو اختیارات اسکو حاصل ہوئے وہ پہلے
کسی بادشاہ کی بیگم کو نصیب نہیں ہوئے اوسکے نام کا سکا لگا سے

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

اوس کی مہر میں یہ سجع کھدا +

درجہان گشت بفضل اله ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ

خطبہ مین اوسکا نام نہیں پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی اور عدالت کے سوا اور سارے کاروبار امور
ملکی و مالی میں بادشاہ کی جگہہ وہ کار فرما ہوئی۔ بادشاہ کسی لحظہ دم اوسکو جدا نہ کرتا تہا جس وقت
دربار میں بیٹہتا تو پردہ کے پیچہے بادشاہ کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکہہ کر ملکہ بیٹہتی جب ہاتہی پر بادشاہ
سوار ہوتا تو پس پردہ وہ بہی سوار ہوتی ۔ نورجہان عجب سلیقہ کی عورت تہی عقل کی پتلی
زیور حسن سے آراستہ تہی۔ اوس نے چند روز مین بادشاہ کو ایسا غلام بنا لیا کہ وہ کہنے لگا
کہ مین سلطنت کو نورجہان کے ہاتہہ دو شراب کی پیالوں اور ایک سیخ کباب پر بیچ چکا ہوں
اس عاقلہ اور فیض رسان عورت نے زنان ہند کے اقسام زیور و لباس وضع کئے جو محل
بادشاہی اور امراء مغلیہ میں ابتک رواج رکہتے ہیں زیور و پیرایہ سابق کہ بہت بدنما تہے
منسوخ ہوگئے مگر بعض بلاد ہندوستان میں شیخ زادوں اور افاغنہ میں باقی رہے ۔ چاندنی کہ
نفس الامر میں عجب فرش ہے عیب پوش نامردون کے گہر کا اور فرش گرد پوش دولتمندوں کا ہی
اور چاندنی راتوں میں ایک خاص نمود رکہتا ہے اس کا وضع کیا ہوا ہے غرض وہ زیور
و پوشاک بناؤ سنگہار۔ گہر کی آرائشوں میں نئی نئی ایجاد کرتی ۔ لباس کو اوسنے نیا لباس
پہنایا۔ زیور کو ایک پیرایہ میں پیراستہ کیا۔ توزک جہانگیری میں گلاب کا عطر (عطر جہانگیری)

اوسکی ماں کا ایجاد لکھا ہے مگر معلوم نہیں کہ مورخوں کو کیوں نورجہاں کے ایجاد کا شبہ اوسپر ہوا ہے - بہاری بادلہ کہ بادشاہ اور کارخانہ کے نام سے موسوم ہے اور ہلکہ بادلہ کہ جیسے مفلسوں کے ہاں دولہا اور دولہن کے خلعت پندرہ بیس روپے میں تیار ہوجاتے ہیں اوسنے انکو اپنی دانائی سے اپنے نام پر نورمحلی وضع کیا ہے غرض اسکے تصرفات جو بادشاہ و گدا کے کام میں آتے ہیں وہ زیادہ لکھنے فضول معلوم ہوتے ہیں - اکثر ہندوستان کے اعزانہ کو اوسنے ملبوسی ہے اسقدر فیض رسان تہی کہ ہر سال بے سروسامان مخلوق کی جماعت کو اونکی ولایت میں اور مکہ و مدینہ و کربلا و نجف اشرف میں روانہ کر دیتی تہی اور کئی ہزار بے پدر دختروں اور بیکسوں اور بے نواؤں کو جہیز کا سامان اور زاد رخرچ اپنی سرکار سے دیتی تہی اور کدخدا کرتی تہی - اوسکو گہر کے کاموں میں ایسا سلیقہ تہا کہ عرایض کے زربفت کے خریطے جو آتے تہے اونکو جوڑ کر ہاتہیوں کی جہولیں بنا لی - گہوڑے پر سوار خوب ہوتی تہی - شکار ایسا کہیلتی تہی کہ ایکدفعہ شیر کو مارا تو ایک ظریف نے یہ شعر کہا کہ

نورجہاں گرچہ بظاہر زن است   در صف مردان زن شیر افگن است

کہتے ہیں کہ اوسکی طبیعت موزون تہی اور مخفی تخلص کرتی تہی اور لطائف و ظرائف میں بلبل ہزار داستان تہی - حاضر جوابی میں اوسکا جواب نہ تہا - شرفا کی مجلسوں میں اوسکی حاضر جوابی کی آجتک نقلیں ہوا کرتی ہیں - ایکدن بادشاہ نے چاند دیکہا اور نورجہاں کی طرف مخاطب ہوکر یہ مصرعہ پڑہا ع ہلال عید براوج فلک ہویدا شد + تو نورجہاں نے بدیہہ یہ مصرعہ پڑہا کہ - کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد + وہ شاعروں کی قدر شناس تہی ایکدن طالب آملی سے جو جہانگیر کے زمانہ میں ملک الشعرا تہا یہ کہا کہ ہماری مدح میں آپ نے کچھ نہ فرمایا - آملی نے جواب دیا کہ جس کسی کو دیکہا نہ ہو اوسکی مدح کوئی کیا کرے تو اوس کے جواب میں یہ شعر پڑہے ؎

بلبل از چمن بگذرد گر در چمن بیند مرا   بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن پنہاں شدم چون بوئے گل در برگ گل   میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہ شعر بدیہہ کہا +

ترا نہ تکمہ لعل ہست بر قبائے حریر | شدہ ہست قطرہ خون منت گریبان گیر

یہ اشعار بہی بیگم کی تصنیف سے ہیں ؀

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم | بندہ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہدا ہول قیامت لفگن در دل ما | ہول ہجران گذراندیم قیامت معلوم

اس نور جہاں کے سبب سے جہانگیر کو اسکا باپ مرزا غیاث معتمد الدولہ جیسا عاقل فرزانہ اور اوسکا بڑا بہائی ابو الحسن جیسا جوانمرد و فرزانہ ہاتھہ آیا - اوسنے جہانگیر کے مزاج کی اصلاح بہت کردی - اوسنے اپنی فہم و فراست سے ساری اوسکی خود پسندی وستم شعاری اور خود پرستی خدا ناترسی دور کردی - شراب کا نام رام رنگی رکہہ کر جو دن رات بادشاہ رنگ لیاں کرتا تہا وہ سب موقوف کرادیں قطرات کو بادشاہ شراب پیتا اور دن کو اپنا کام ہوشیاری اور عدالت سے کرتا - کوئی بہکی بات نہ کہتا - غرض نور جہان کو علامہ زماں گذری ہے - مگر اوس کے بس میں جو بادشاہ آگیا تہا اوسکے بعض برُے نتیجے پیدا ہوئے - اوسنے اپنی بیٹی کو جو شیر افگن خاں سے پیدا ہوئی تہی شہریار پسر خورد جہانگیر بادشاہ سے بیاہا تہا - عورتوں کو اپنی لڑکیوں کے سبب سے جو محبت داماد کے ساتھہ ہوتی ہے اور اونکی غرض آلود حسد سے جیسے غیر مردوں کو لغزش ہوتی ہے شہریار کی برتری کے لئے شاہزادہ خرم جیسے لائق فرزند کو بے اعتبار کرنا چاہا جسکا بیان آگے آئیگا - باوجود دانائی اور عقل کے اس درہم اندازی میں اوسنے مآل کار پر نظر نہ کی کہ اوس سے سلطنت اور ملک و مال و بادشاہ و رعایا کے حال میں کیا خلل پیدا ہوگئے ہیں وہ ہندوستان کے زنبور خانہ کو شورش میں لائی اور مہابت خاں کو جو اوسکے بہائی سے دینی و ملکی نزاع رکہتا تہا قوی کیا ان سب باتوں کا بیان آگے آئیگا +

دوم ماہ صفر ۱۰۳۶ کو سردار احداد نے سُنا کہ خاندوراں خان کابل سے چلا گیا ہے کوئی سردار صاحب وقار وہاں نہیں ہے اور معز الملک چند ملازموں کے ساتھہ کابل میں ہے تو اوسنے اس فرصت کو غنیمت گنا - بہت سے سوار اور پیادے لیکر بے خبر کابل میں آیا - معز الملک نے اپنی قوت و حالت کے

کا اندازہ کے موافق تردد کیا اور کابلیون اور متوطنون و سکنہ شہر نے خصوصاً کل قزلباشوں
کی جماعت نے کوچون کو کوچہ بند کیا- اپنے گہرون کو مضبوط و مستحکم کیا- افغانون نے اپنے کوٹہون
اور گہرون پر سے تیر و تفنگ چلا کر روشنائیون کی جمع کثیر کو قتل کیا- بارکی جو اونکا معتبر
سردار تہا کشتہ ہوا اس حادثہ کے واقع ہونے سے اونہون نے سوچا کہ مبادا اطراف و
جوانب سے آدمی جمع ہو کر باہر جانیکی راہ اونپر نہ بند کریں پریشان و ہراسان ہو کر باہر
چلے گئے- قریب اسّی نفر کے انہیں مارے گئے- دو سو گہوڑے اونکے پکڑے گئے اور وہ
اس مہلکہ جان سے باہر چلے گئے- نادعلی میدانی لہوگرہ میں اوسی دن اس خبر کو سنکر
شہر میں سہ پہر کو آگیا- اور دشمنون کے تعاقب میں دوڑا- مگر فاصلہ بہت ہو گیا تہا اسلئے
کچہہ کام نہ کر سکا واپس چلا آیا- اس جلدی آنیکے سبب سے اور معز الملک کی حسن کارگزاری
کی وجہ سے اضافہ منصب اونکا کیا گیا- اور قلیچ خان کابل بہیجا گیا کہ وہ احداد کے فساد
کو رفع دفع کرے +

نوروز ہفتم ۷ امحرم سنہ ۱۰۲۰ھ (۱۱- مارچ سنہ ۱۶۱۱ء) کو واقع ہوا حسب دستور جشن نوروزی ہوا
۲۹ محرم کو اسلام خان حاکم بنگالہ کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ عثمان افغان کے
فساد سے بنگالہ پاک ہوا جہانگیر لکہتا ہے کہ پہلے اسکے کہ حقیقت جنگ مرقوم کرون خصوصیات
بنگالہ کی چند سطریں لکہتا ہون اقلیم دوم میں بنگالہ کا ملک نہایت وسیع ہے طول اسکا بندر
چاٹگام سے گڈہی تک چار سو پچاس کوس ہے اور اوسکا عرض کوہ بہار شمالی سے سرکار
مدارن تک دو سو بائیس ۲۲۲ کوس ہے جمع اوسکی تخمیناً ساٹہہ کروڑ دام (ڈیڑہ کروڑ روپیہ) ہے یہان کے
حکام سابق ہمیشہ بیس ہزار سوار اور ایک لاکہہ پیادے اور ایک ہزار ہاتہی اور چار پانچ ہزار کشتیان
نوارہ جنگی وغیرہ کی رکہتے تہے- یہ ملک میرے باپ کے عہد میں فتح ہو گیا تہا جب میں بادشاہ
ہوا تو سال اول میں مینے راجہ مان سنگہ کو جو اس ملک میں حکومت و داوری کرتا تہا
اپنے پاس بلا لیا اور اوس کی جگہ اپنے کوکہ قطب الدین خان کو بہیجدیا جسکو ابتدا ہی میں
شیر افگن خان نے مار ڈالا اور خود مارا گیا- تو جہانگیر قلی خان کہ بہار کا صاحب صوبہ جاگیر دار تہا

بہ سبب قرب جوار کے پنجہزاری ذات و سوار کا منصب دیکر بہیجا کہ بنگالہ میں جاکر اسکا متصرف ہوا اور اسلام خان کو کہ دار الخلافہ آگرہ میں تہا فرمان بہیجا کہ صوبہ بہار پر متوجہ ہوا اور اس ولایت کو اپنی جاگیر سمجہے جب جہانگیر قلی کی حکومت داری پر تہوڑی مدت گذری تو بہار رہ کر وہ مرگیا تو میں نے اسلام خان کو حکم دیا کہ صوبہ بہار کو افضل خان کے سپرد کرکے خود بہت جلد بنگالہ جائے اس خدمت بزرگ پر مقرر کرنے پر اکثر بندگان درگاہ یہ اعتراض کرتے تہے کہ وہ خردسال و کم تجربہ ہے لیکن جوہر ذاتی اور استعداد فطری اوس کی منظور نظر حق بین تہی اسکو میں نے اس خدمت کیلئے اختیار کیا۔ حسب اتفاق اس ولایت کی مہمات کو اس روش سے انجام دیا کہ جب سے یہ ملک تصرف میں آیا تہا۔ ابتک کسی کو سطرح کام کا انجام دینا میسر نہیں ہوا تہا۔ اوسکے کار ہائے نمایاں میں ایک کام عثمان افغان کا رفع کرنا تہا کہ وہ کئی دفعہ میرے والد کی افواج سے مقابلہ و مقاتلہ کرچکا تھا اور وہ دفع نہ ہوا تہا ان دنوں میں اسلام خان نے ڈہاکہ کو اپنا محل نزول بنایا اور اس نواح کے زمینداروں کے رفع دفع کو پیش نہاد ہمت کیا اوسکے دل میں آیا کہ عثمان خان کے سر پر فوج کو بہیجنا چاہئے اگر وہ دولت خواہی اور بندگی کو اختیار کرے اسے بہتر کیا ہے ورنہ دوسرے طریقہ سے اوسکے متمردوں کو سزا دیکر نیست و نابود وہ کرے۔ ابہی اسلام خان پاس شجاعت خان آیا تہا اوسکو سردار کیا اور کشور خان اور افتخار خان و سید آدم بارہ و شیخ اچہے برادر زادہ مقرب خان و معتمد خان و پسران معظم خان و اہتمام خان اور امیروں کو اوسکے ہمراہ کیا اور اپنی جماعت کو بہی ساتہ کیا۔ نیک ساعت میں ان سب کو روانہ کیا۔ میر قاسم پسر مرزا مراد کو میر بخشی اور واقعہ نویس مقرر کیا اور چند زمیندار بہی رہنمونی کے لئے ساتہ گئے جب لشکر عثمان کے قلعہ و زمین کے حوالی کے نزدیک آیا تو مردم زبان دان اوسکی نصیحت کیلئے بہیجے گئے کہ وہ دولت خواہی کو اختیار کرے سے اپنے طغیان کے طریقہ سے راہ صواب پر آئے۔ وہ غرور کے سبب سے اس تمام ملک کی تسخیر کا داعیہ رکہتا تہا اوسنے اصلاان باتوں کو نہ سنا جدال و قتال کیلئے مستعد ہوا

اور نالہ کی زمین جو بالکل دلدل وچہلہ تھی جنگ کی جگہ قرار دی ۔ روز یکشنبہ ۹ محرم کو شجاعت خان نے جنگ کی ساعت مقرر کی اور فوجون کو اپنے اپنے مقام وجا پر بھیجدیا کہ آمادہ جنگ رہیں عثمان کا ارادہ اس روز لڑنے کا نہ تھا مگر جب اوسنے دیکھا کہ لشکر شاہی آگیا تو سخت لڑائی ہوئی عثمان زخمی ہوا اور اس زخمی ہونے پر دو پہر تک اوسنے ہنگامہ جنگ گرم رکہا ولی برادر عثمان و عزیز اسکا بیٹا اور اونکے خویش و نزدیک عثمان کے زخمی ہونے پر مطلع ہوئے تو انکے دل مین آیا کہ عثمان اس زخم سے زندہ نہیں رہے گا ۔ اگر ہم شکستہ و ریختہ اپنے قلعہ میں جائیں تو ایک آدمی زندہ نہیں پہونچ سکے گا ۔ اسی جگہ رہیں اور آخر شب کو فرصت میں قلعہ میں اپنے تئیں پہنچائیں ۔ آدہی رات گئے عثمان مرگیا تیسری پہر رات کو اوسکی جسم بیجان کو اٹھا کر وہ لے گئے اور اوسکے ساتھہ کا اسباب چھوڑ گئے اور قلعہ مین چلے گئے شجاعت خان کو اسکی اطلاع ہوئی صبح کو صلاح کی گئی کہ تعاقب کرنا چاہیے اور دشمنون میں سے کسی کو نہیں چھوڑنا چاہیے ۔ مگر سپاہیون کی ماندگی اور مردون کے کفن و دفن اور مجروحون اور زخمیون کی غمخواری کے سبب آگے جانے یا پیچھے ہٹنے میں متردد تھے ۔ اس حالت میں عبد السلام خان تین سو سوار اور چار سو توپچی لے کر آگیا ۔ تب اس تازہ زور سپاہ کے آنے سے تعاقب کا ارادہ مصمم ہوا اور آگے بڑھے عثمان کے بعد ولی اسکا قایم مقام ہوا تھا جب اوسکو یہ خبر ہوئی کہ شجاعت خان ایک فوج تازہ زور کے ساتھہ چلا آتا ہے تو اوسنے شجاعت خان سے رجوع کی اور آدمی بہیجکر پیغام دیا کہ جو شخص فتنہ و فساد کا باعث تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور جو ہماری جماعت باقی رہی ہے اس میں اور آپ میں نسبت بندگی او مسلمانی کے درمیان ہے اگر قول دو تو آپ پاس آکر بندگی اختیار کرین ۔ شجاعت خان نے بمقتضائے وقت و مصلحت دولت قبول فرمایا ۔ دوسرے روز ولی اور عثمان کے بیٹے اور بہائی اور خویش سب شجاعت خان پاس آئے اور ۴۹ ہاتھی پیش کیے ۔ شجاعت خان ولی اور سب کو جہانگیر نگر میں ۶ صفر کو اسلام خان پاس لایا ۔ اسلام خان اس نیکو خدمتی کے عوض میں منصب شش ہزاری ذات

سرافراز ہوا اور شجاعت خان کو رستم زمان کا خطاب ملا -

۱۶ - ماہ فروردی کو مقرب خان کہ محرم قدیم الخدمت تہا بندر کہنبایت سے چند عجیب و غریب جانور لایا کہ بادشاہ نے ابتک نہ دیکہے تہے بلکہ اونکا نام تک بہی کوئی نہیں جانتا تہا - بابر بادشاہ نے اپنے واقعات میں بعض جانوروں کی صورت شکلیں لکہی ہیں لیکن مصوروں کو حکم نہیں دیا انکی صورت کی تصویر کہینچیں - یہ جانور بادشاہ کو عجیب معلوم ہوئے اسلئے اونکا حال بہی لکہا اور جہانگیر نامہ میں اونکی تصویریں بہی مصوروں سے کہچوائیں تاکہ حیرت جو سننے سے ہوتی ہے وہ دیکہنے سے اور زیادہ ہو دلیپ کا باپ رائے رائے سنگہ مرگیا تہا اوس کے ماتہے پر بادشاہ نے ٹیکہ اپنے ہاتہہ سے لگایا اور جاگیر باپ کے وطن میں عنایت کی - لکہمی چند راجہ کمایوں کہ کوہستان کے راجاؤں میں سب سے بڑا تہا وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا - اوسنے اسپان گوٹ اور جانوران شکاری اور نافہ مشک اور آہوئے مشک کے پوست جنمیں نافہ بندہا تہا اور کہانڈے اور کٹاریں نذر میں دیں - کہتے ہیں کہ اس راجہ کے ملک میں معدن طلا ہے +

سنہ ۱۰۲۰ میں عثمان کے شکست پانے اور مارے جانے سے بنگالہ کا ہنگامہ خاتمہ پر پہنچا اس کامیابی سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی دکن کی شکست سے ناخوشی ہوئی - جہانگیر نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ تمام شاہی صوبے جو دکن کے ہمسایہ میں ہیں ایک ہی دفعہ متفق ہو کر دکن پر حملہ کریں تاکہ اس مہم میں جو نقصان سرداروں کے نفاق اور بے پروائی سے ہوتے ہیں اونکی مکافات ہو جائے - اوسنے یہ تجویز کی تہی کہ عبد اللہ خان حاکم گجرات ناسک و ترنبک کی راہ سے مع لشکر گجرات اور امراء کے جو اوسکے ساتہہ معین کئے گئے ہیں روانہ ہو اور یہ فوج سرداران معتبر و امراء کارطلب مثل راجہ رامداس و خان عالم و سیف خان و علی مردان بہادر و ظفر خان سے آراستہ تہی اور اوسکی تعداد دس ہزار سے گذر کر چودہ ہزار ہو گئی تہی اور جانب برار سے یہ مقرر تہا کہ راجہ مانسنگہ و خانجہان و امیر الامرا اور بہت سے سردار متوجہ ہوں اور یہ دونوں فوجیں اپنے کوچ و مقام سے ایک دوسرے کو خبردار کرتی رہیں تاکہ تاریخ معین پر دونوں جانب سے غنیم کو گہیر لیں اگر یہ ضابطہ ملحوظ رہتا اور دل متفق رہتے اور غرضیں دامنگیر نہ ہو تیں تو

ظن غالب یہ تھا کہ فتح ہوتی عبد اللہ خان حسب لکھا ٹیون سے گذرا اور غنیم کی ولایت میں آیا تو اسکا مقید
نہ ہوا کہ قاصدون کو بھیجکر دوسری فوج کو اپنی خبر کرتا اور قرارداد کے موجب اپنی حرکت کا موازنہ دوسری
فوج کی حرکت سے ایسا کرتا کہ روز اور وقت معین پر غنیم کو گھیرتا - بلکہ اپنی قوت اور قدرت پر تکیہ کرکے
اس بات کو خاطر میں لایا کہ خان جہان کی رفاقت بغیر اس مہم میں اوسکے ہی نام یہ فتح ہو اور سننے
بادشاہ کے حکم و تدبیر کے خلاف نہ برہان پور کے سردارون اور سپاہ کو طلب کیا نہ اونکو اپنی
خبر بھیجی - یہ قصد کیا کہ نظام الملکی ملک کی تسخیر کا نقارہ اوس کے نام پر بلند آوازہ ہو - گیارہ
ہزار سوار جنمیں اکثر بہادر رزم آزما تھے اور ہر ایک جماعہ دار اپنے کو شیر سمجھتا تھا اوس کے پاس
تھے - وہ ایسے لشکر سے ملک عنبر کے استیصال کے درپے ہوا - ملک عنبر کو عبد اللہ خان کی خبر
پہنچی کہ فی الواقع وہ سپہ سالار فتح نصیب ظفر مدار کہا جاتا ہے اوسکی قوت کو جانچکر لشکر بھیجا
بھیجدیا اور توپخانہ عظیم اوسکے ساتھ کیا - اس بار میں بہ نسبت ہندوستان کے کلہ پوشان
فرنگ کے قرب جوار کے سبب سے مصالح توپ و تفنگ نے زیادہ رواج پایا تھا - اسلئے ملک عنبر کا توپخانہ
بادشاہ کے توپخانہ سے بہتر تھا اور کئی ہزار بان آتش فشان عبد اللہ خان کے مقابلہ میں
تعین کئے - قزاق پیشہ دکنی (مرہٹے) یکہ تاز خوش اسپہ بادشاہی فوج سے لڑنے کو آگے
بڑھے اور آسپاس چار پانچ کوس کے فاصلہ پر بےخبری مارنے لگے اور عبد اللہ خان کی فوج کے
اطراف کے لوٹنے میں مصروف ہوگئے - اور دکنیون کے قواعد کے موافق جنگ صف نہیں کرتے اور
جنگ بگریز اور قزاقی کرتے تھے اکثر اوقات لشکر شاہی کے داہیں بائیں طرف بےخبر آکر دست برد
نمایان کرتے چارپائے بھی جہان ہاتھ لگتے چھین کرلیجاتے اور بہت آدمی قتل کرجاتے
اور کوچ کے وقت شتر بار قطار قطار اونکے ہاتھ آتے لشکر شاہی کے زن و مرد کے ناک
کان کاٹ کر لیجاتے - روز بروز ملک عنبر کے لشکر کا غلبہ ہوتا جاتا اور مور و ملخ کی طرح جمع
ہوکر قوت پکڑتے جاتے تھے - یہانتک اس لوٹ مار میں نوبت پہنچی کہ عبد اللہ خان کا نصف
لشکر تلف ہوگیا اور کوئی جنگ صف نہ ہوئی - زیادہ تر آدمیون نے گوشہ و کنار سے
فرار اختیار کیا - کوئی دن نہ ہوتا تھا کہ ملک عنبر کی کمک نہ پہنچتی ہو اور وہ فوج شاہی کو

ایک زخم تازہ نہ پہنچاتی ہو- عبداللہ خان نے عاجز ہوکر ہمراہیون سے صلاح کار پوچھی ہواخواہون نے مصلحت بتلائی کہ احمد آباد کی طرف سے مراجعت کرکے دوبارہ لشکر مستعد اور توپخانہ سنگین اور فیلان جنگی کے ساتھ آئیں اور تلافی کریں- اسلیئے ناچار مراجعت کو قرار دیا اور لشکر ہراول جو دولت آباد کے قریب پہنچ گیا تھا وہ پھر آیا- دکنیوں کے تعاقب کرنے کا خیال لشکر شاہی کے دلون میں تھا اسلیئے علی مردان کہ مشہور صف آرا تھا شائستہ فوج کے ساتھ چنداول بنایا گیا- دکھنی ہر طرف سے فوج فوج آکر زور کرتی تھی مگر جب علی مردان خان کی فوج اونکے مقابل آتی تو وہ فرار کرتے پھر بے خبر دوسری طرف سے نمودار ہوتے اور گاہ و بیگاہ غافل و ناگاہ پھیریہ تاخت کرکے غارت کرتے اور مقابلہ میں لشکر پر کار تنگ کرتے- اور اندھیری راتون میں داہنے بائیں طرف سے بے شمار بان مارتے آخر کار دس بارہ ہزار سوارون نے علی مردان خان کو چارون طرف سے گھیر لیا- علی مردان خان نے تردد نمایان کیا اوسکے زخم کاری لگے اور زندہ دستگیر ہوا- مرہٹے ملک عنبر پاس اوسکو لے گئے- ملک عنبر نے اوسکو دولت آباد کے قلعہ میں مقید کیا اور جراح اوسکے علاج کے واسطے معین کیے مگر زخم اچھے نہوئے چند روز میں وہ مرگیا کہتے ہیں اوسکے سامنے ایک شخص نے کہا کہ فتح آسمانی ہست تو اوس بہادر نے جواب دیا کہ فتح آسمانی ہست مگر میدان از ماست- مخالفون نے سرحد بگلانہ تک لشکر شاہی کا تعاقب کیا اور بہت شوخیان کرگئے پھر گئے- اگرچہ بموجب حکم کے سرداران برہان پور عبداللہ خان کے روانہ ہونے کی خبر پاکر دولت آباد کے عازم ہوئے تھے مگر حسد کے مارے وہ بھی عبداللہ خان کی رفاقت سے راضی نہ تھے اور عبداللہ خان نے بھی اونکو خبر نہ کی تھی تو وہ کوچ مقام کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے تھے اونہون نے یہ خبر سنکر مراجعت کی اور عادل پور میں شاہزادہ پرویز پاس چلے گئے- عبداللہ خان گجرات چلا گیا بادشاہ کی رائے صائب میں معلوم ہوتی ہے کہ اگر دونو طرف سے سردار اتفاق سے بے نفاق کرکے کار فرما ہوتے تو اغلب تھا کہ کام دلخواہ ہوجاتا لیکن نوکرون کے رشک اور عدم اتفاق سے نتیجہ برعکس ظہور میں آیا- جب بادشاہ پاس یہ خبر آگرہ میں آئی تو اوسکی طبیعت میں ایک شورش

پیدا ہوئی اور ارادہ کیا کہ خود دکن جاکر دشمنون کی بیخ کنی کرے مگر اوسکے ملازم اون ارادہ کے مانع ہوے
اور ابو الحسن نے عرض کیا کہ اس دکن کی مہمات کو جیسا کہ خانخانان سمجھا ہے ایسا کوئی نہیں سمجھا
اوسکو بھیجنا چاہئے کہ اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارے اور دولت خواہون نے بھی یہ رائے دی۔
غرض خانخانان کو اور خواجہ ابو الحسن کو مہم دکن پر تعین و مقرر کیا۔ دکھنیون نے امرا اور تنخواہ
سے صلح کی باتیں کرنی شروع کین۔ عادل خان والی بیجاپور نے دولت خواہی کا طریقہ اختیار
کرکے کہا کہ اگر مہم دکن کا اہتمام میرے سپرد ہو تو بادشاہ کا گیا ہوا ملک پھر دلادون۔
جہانگیر نے اس امر کا فیصلہ خود نہیں کیا بلکہ خانخانان کو اوسے سپرد کردیا۔

آٹھواں نوروز ۲۶ محرم ۱۰۲۲ھ مطابق ۸ مارچ ۱۶۱۳ء کو واقع ہوا جشن بڑی دھوم دھام
سے ہوا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ مین ۲ شعبان ۱۰۲۲ھ کو آگرہ سے اس نیت سے چلا کہ اول اجمیر مین
خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ کی زیارت کرون جو جلوس کے بعد مجھے میسر نہین ہوئی
اور رانا امر سنگھ کو قلع و دفع کرون۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ مہم رانا ناتمام رہی تھی۔ اس لیے
میرے دل مین آیا کہ آگرہ مین مجھے کچھ کام نہین ہے اور مجھے یقین تھا کہ جب تک مین خود
پر متوجہ ہونگا کوئی صورت نہ ہوگی ساعت مقرر مین قلعہ آگرہ سے باہر آکر باغ دہرہ مین آیا۔
دوسرے روز دسہرہ کا جشن کیا۔ دستور معمول کے موافق ہاتھی گھوڑے آراستہ پیراستہ ہوکر
میری نظر سے گذرے۔ پانچوین شوال کو اجمیر مین داخل ہونے کا ارادہ کیا صبح کو قلعہ و
عمارات روضہ کی نظر آئین تو ایک کوس کے قریب پیدل چلا۔ شہر مین داخل ہوکر روضہ منور
کی زیارت کی۔ میرے دل مین آیا کہ اجمیر مین توقف کرکے اپنے بیٹے بابا خرم کو آگے مہم رانا
لئے بھیجون۔ ۶ ذی کو اوسکو رخصت کیا۔ خان اعظم کو اوسکے ساتھہ تعین کیا۔ بارہ ہزار
سوار اوسکے ہمراہ کیے۔ فدائی خان کو بخشیگری کی خدمت دی۔ خان اعظم نے خود
درخواست کی تھی کہ شاہزادہ خرم اس خدمت پر مامور ہو باوجودیکہ شاہزادہ نے
ہر طرح سے اوسکی دلجوئی کی مگر اوسکے ساتھہ اوسنے موافقت نکی شیوہ ناستودہ بعمل
جب یہ مقدمہ مین نے سنا تو ابراہیم حسین اپنے معتمد خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا

وہ لطف آمیز مہر انگیز پیغام کو سے کہ جسوقت تو برہان پور میں تھا تو آرزو میں کرکے اس خدمت
کے لئے مجھسے التماس کرتا تہا اور اس خدمت کو تو سعادت دارین جانتا تھا اور مجالس و
محافل میں مذکور کرتا تہا کہ اس عزیمت میں اگر کشتہ ہونگا تو شہید ہونگا۔ اگر غالب آونگا
تو غازی تیغ لگا تو تجھے یہ خدمت تفویض ہوئی تھی تو سپہانہ کی جو مدد اور کمک چاہی تہی اوسکا
سرانجام کیا گیا بعد ازاں تو نے لکہا کہ جب تک میں ان حدود میں نہیں آؤنگا اس مہم
کا فیصلہ ہونا اشکال سے خالی نہیں تیری ہی صلاح سے میں اجمیر میں آیا۔ اب تو نے
عرایض میں معقول وجوہ بیان کرکے شاہزادہ کی استدعا کی۔ غرض تمام مقدمات تیری
رائے اور تدبیر کے موافق عمل میں آئے۔ اب باعث کیا ہے کہ یکبارگی معرکہ سے اپنے
پانوں کو باہر نکالتا ہے اور ناسازگاری کرتا ہے۔ اس مدت میں بابا خرم کو کبھی اپنے
سے جدا نہیں کیا تھا محض تیری کاروانی کے اعتماد پر اوس کو بھیجا ہے تو تجھے چاہئے کہ
نیک خواہی اور نیک اندیشی کا طریقہ منظور و مرعی رکھے۔ رات دن فرزند سعادتمند کی
خدمت سے غافل نہ ہووے۔ اگر ان باتوں کے خلاف عمل کرے گا اور اپنی قرارداد سے
باہر قدم رکھے گا۔ تو سمجھ لے کہ اپنا نقصان کریگا۔ ابراہیم حسین نے جاکر یہ باتیں خان اعظم کو
سمجھائیں۔ مگر اسکا نتیجہ اصلا کچھ نہ ہوا۔ اور اپنے فعل قرارداد سے باز نہ آیا۔ جب بابا خرم
نے دیکھا کہ اسکا یہاں ہونا کام میں مخل ہوتا ہے اوسکی نگاہداشت کرکے عرضداشت کی
کہ یہاں اسکا ہونا کسی طرح لائق نہیں ہے۔ [illegible]
رشتہ رکھتا ہے کار شکنی میں کوشش کرتا ہے۔ [illegible]
اور وہ پہر سے لیے آئے محمد تقی دیوان بیوتات کو [illegible]
فرزندوں اور متعلقین کو اجمیر میں پہنچا دے۔ ۱۶ کو فرزند بابا خرم کی [illegible]
فیل عالم کمان جو رانا کو نازش تھی اور سترہ فیلوں کے ساتھ ہمارے ہاتھ آیا ہے اور [illegible]
انکا صاحب بھی گرفتار ہوگا۔
۹ صفر ۱۰۲۳ھ کو نوروز ہوا اور جشن رسم مقررہ کے موافق کیا گیا۔ اس مہینے کی [illegible]

مہابت خان جو خان اعظم اور اوسکے بیٹے عبد اللہ خان کو لینے گیا تہا اونکو لایا خان اعظم کو
آصف خان کے حوالہ کیا کہ اسکو قلعہ گوالیار میں نگاہ رکھے۔ اس قلعہ میں بھیجنے سے غرض یہ
تھی کہ مبادا مہم رانا میں بسبب خسرو کی رشتہ مندی کے وہ نفاق و فساد نہ پیدا کرے۔
رساله میں نے حکم دیا کہ اوسکو قلعہ میں بطریق بندیون کے نہ رکھیں بلکہ اسباب رحمت و آسودگی
اور کھانے پینے کا سامان اوسکے واسطے مہیا رہین مہم کے جہلنے میں خوشخبریان متواتر
آئیں اول خبر یہ تہی کہ رانا امرسنگہ نے اطاعت و بندگی درگاہ والا کی اختیار کی۔ اس مقدمہ
کی کیفیت یہ ہے کہ عبد اللہ خان صوبہ دار احمد آباد کے نام فرمان بتاکید صادر ہوا کہ خود اپنے
تئیں شاہزادہ خرم پاس پہنچائے اور دکن کے بعض کو مکیوں کو حکم صادر ہوا کہ شائستہ فوج
کے ساتہہ شاہزادہ کے لشکر سے ملیں کل بیس ہزار سوار شاہزادہ کی ہمراہی کے واسطے
تعین ہوئے۔ شاہزادہ خرم جب رانا کے تعلقہ میں داخل ہوا تو اوسنے اپنے بخشی محمد تقی جس کا
آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا پانچہزار سواروں کے ساتہہ بطریق ہراول رخصت کیا اور حکم
دیا کہ جس جگہ ملک رانا کا کوئی قصبہ معمورہ ہو اوسکو تاخت و تاراج کرے اور بتخانون کو
جہاں پائے مسمار کرے۔ اور خود سب جگہ رانا کے منصوبون کے استیصال میں کوشش کرتا
اور ہر جگہ اپنے آدمی مقرر کرے اور پہاڑوں پر جو مخالفوں کا ملجا ہے لشکر کو لے جائے
رانا کی جائے حاکم نشین اودے پور تہا۔ اس شہر کو رانا سانگا کے بیٹے اودے سنگہہ نے
ایک قلب مکان میں آباد کیا تہا جسکے تین طرف پہاڑ واقع تہے اور دو تالاب اوسکے
متصل بنائے تہے اور جب چتور کو چہوڑا تہا ابتدا سے رانا یہیں سکونت رکہتا تہا۔ اب
وہ اسے چہوڑکر دشوار گذار پر اشجار کوہستان میں بطریق فرار چلا گیا تہا۔ شہزادہ خود اودیپور
میں آیا اور اطراف ملک میں چار فوجیں متعین کیں اور رانا کے بند و بست و رسد کے بہجنے کے
چہہ تہانے مقرر کیئے۔ رانا کے سرداروں کے ساتہہ محمد تقی بخشی کی سخت کارزار
ہوئی خصوصاً بتخانوں کے مسمار کرنے میں جنکی حفاظت میں راجپوت ایسے جان توڑ کر
لڑے کہ دونو طرف کے آدمی کشتہ ہوئے۔ رانا کے پسر ارشد نے ایک رات کو فوج کوہ نورد

ساتھ لیکر ہراول کی فوج شاہی پر شب خون مارا۔ اس شب کو بھی محمد تقی اور اوس کے
ہمراہیوں نے راجپوتونکا خوب دلیری سے مقابلہ کیا۔ بہت راجپوت کشتہ اور زخمی ہوگئے۔
اسی ہنگامہ میں عبداللہ خان فیروز جنگ اور دلاور خان کاکر کو بکی احمد آباد بھی پہنچ گئے اور
لشکر اسلام کو تقویت ہوئی۔ آب وہوا کی ناموافقت سے لشکر کے بہت سے آدمی اور
نامی نوکر تلف و بیمار ہوگئے باوجود اسکے شاہزادہ خرم نے رانا اور اوسکے کارپردازوں
اور سرداروں کو ایسا تنگ کیا کہ رانا نے عجز کا پیغام دیا اور امان کی التماس کی اور سوپ کرن
اپنے چچا کو بھیجکر شفیع جرایم بنایا اور بعدہ رانا برخلاف اپنے آبا واجداد کے طریقہ
کے کہ ہرگز بادشاہ و بادشاہزادہ کی ملازمت نہیں کرتے تھے خود آیا اور سات ہاتھی
پیشکش کے ساتھ نذر دیے۔ شاہزادہ نے خلعت و شمشیر مرصع و دو فیل اور پچاس
گھوڑے اوسکو دیے اور ایک سو بیس خلعت اوسکے ہمراہیوں کو عنایت کئے
اور اوسکو اپنے گھر رخصت کیا۔ پھر رانا نے اپنے بیٹے رانا کرن صاحب ٹیکہ کو شاہزادہ
کی ہمرکاب بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ بادشاہ پاس جب شہزادہ آیا تو اوسکے منصب
دوازدہ ہزاری پر ششہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ ہوا۔ اور بادشاہ نے کرن پر
کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ تھا کوہستان میں اوسکی زندگی بسر ہوئی تھی روز بروز
زیادہ عنایت کی اور اوسکو نورجہان نے بھی خلعت دیا۔ اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے
کہ بادشاہی فوج کو اودے پور کی لڑائی میں دکن کی نسبت زیادہ کامیابی ہوئی
اور بادشاہ کو اس کامیابی سے بڑی خرمی اسلئے ہوئی کہ وہ اوسکے لاڈلے بیٹے خرم
کے سبب سے حاصل ہوئی۔ یہ کامیابی صرف اسی کی سعی سے ہوئی۔ خان اعظم تو اس پاس
چلا آیا تھا۔ اس سبب سے خرم کی قدر و منزلت میں بڑی ترقی ہوئی۔ وہ اپنے دادا جان
کی تدبیر ملکی بھولا نہیں جب رانا اطاعت کے لئے آیا تو اوسکو گلے لگایا اور اپنی برابر بٹھایا
اور شہنشاہ اکبر کے عہد سے جو ملک فتح ہوا تھا وہ اوسکو دیدیا اور جہانگیر بھی اپنے باپ کی
تدبیر ملکی نہیں بھولا تھا کہ جہانتک ممکن ہو قدیم خانوادے خراب نہوں۔ پہلی خوشخبری تو یہ تھی

جو اوپر بیان ہوئی اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ بہادر کے مرنے کی خبر آئی جو ولایت گجرات کا حاکم زادہ تھا اور فتنہ و فساد کا مایہ تھا وہ اجل طبعی سے مر گیا۔

سوم خوشخبری پرتگیزون کی شکست کی تھی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ گوا کے فرنگیوں ایر تگیزون نے بے قولی کرکے چار جہاز اجنبی کہ بندر سورت کے جہازات مقررہ میں سے تھے حوالی بندر میں تاراج کئے اور مسلمانون کی جماعت کثیر کو اسیر کرکے اسکا مال متاع سب چھین لیا۔ بادشاہ کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا۔ یہ بندر مقرب خان کے سپرد تھا اوسکو تدارک و تلافی کے لئے رخصت کیا۔ اب پرتگیزون (و انگریزون) نے قلعہ و بندر سورت کی تسخیر کا سامان بہم پہنچایا تھا اور اوسکے فتح کرنے کو آئے تھے۔ بندر مذکور میں پرتگیزون اور انگریزون کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اس بندر میں انگریز پناہ کے لئے آئے تھے انگریزون نے اپنی آتشبازی سے پرتگیزون کے اکثر جہاز جلا دئے ناچار تاب مقاومت نہ لا کے اور گریزان ہوئے۔ بادشاہ گجرات کے حاکم مقرب خان پاس آدمی بھیجکر صلح کے خواہان ہوئے۔ اور اظہار کیا کہ ہم صلح کے لئے آئے تھے نہ جنگ کے قصد سے انگریزون نے یہ لڑائی کھڑی کردی + یہ خبر آئی کہ چند راجپوتون نے عنبر کے مارنے کا قصد کیا تھا وہ گھات لگا کے عنبر تک پہنچ گئے ایک راجپوت نے اوسکے ایک ناقص زخم لگایا عنبر کے آدمیون نے اوسے مار ڈالا اور عنبر کو اوسکے گھر لے گئے۔ اوسکے مرنے میں کچھ رہا تھا افسوس ہے کہ ایک آنچ کی کسر باقی رہی۔ بادشاہ اس سال میں دردسر و تپ میں مبتلا ہوا تھا نور جہان بیگم نے مسیحائی کی کہ ان امراض کا علاج شراب کی کمی اور غذا کی سادگی سے کردیا جب بادشاہ کو صحت کامل ہوئی تو جیسا وہ باطن میں معتقد اور حلقہ بگوش خواجہ بزرگوار تھا اور اونکو اپنی ہستی کا سبب سمجھتا تھا ایسے ہی ظاہر میں اوسنے اپنے دونو کان چھدوا کے ہر کان میں ایک ایک مروارید ڈالا۔ اوسکے بندگان مخلص نے بھی اوسکی تقلید کی انکو ۳۰۰ دانے مروارید قیمتی چھتیس ہزار روپے کے عنایت کئے۔ اس سال کے واقعات سے شاہزادہ خرم کے خالو کشن سنگہ کا مارا جانا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ سورج سنگہ کا وکیل گوبند داس تھا اوسنے راجہ کے برادر زادہ کو بہ سبب نزاع دنیوی مار ڈالا کشن سنگہ برادر زادہ کا چچا چاہتا تھا کہ مقتول کے عوض میں وکیل سے قصاص لیا جائے وکیل سورج سنگہ

بہت محبت رکھتا تھا۔ اس قتل کے مقدمہ کو یوں ہی ٹالنا چاہتا تھا۔ کشن سنگہ مع اپنے بہادر زادہ کرن کے راجپوتوں کی ایک جماعت لیکر گوبند داس کے گھر پر چڑہ گیا۔ وہ سورج سنگہ کی بناہ میں رہتا تہا۔ ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا۔ گوبند داس کی جستجو میں کشن سنگہ تھا کہ وہ اس غلبہ ہجوم میں بغیر معلوم کشتہ ہوا۔ سورج سنگہ اس غوغا سے خبردار ہوا اور ننگی تلوار لیکر باہر آیا اور راجپوتوں کی جماعت ساتہہ لیکر کشن سنگہ اور کرن اور ایک جمع کثیر کو مار ڈالا۔ کشن سنگہ کے آدمی جو بچے تھے وہ لڑتے ہوئے مکان سے باہر آئے اور استغاثہ کرتے ہوئے بارگاہ شاہی کو روانہ ہوئے۔ اس جماعت کا تعاقب راجہ سورج سنگہ نے کیا اور دولتخانہ کے دروازہ پر آیا اور جہروکہ کے نیچے ایک فتنہ و غوغائے عظیم برپا ہوا اور اس میدان میں بادشاہ کے روبرو چند راجپوت کشتہ ہوئے اور بہت کوشش سے یہ فساد دور ہوا۔

۲۸ صفر سنہ ۱۰۲۴ھ حضرت نیر اعظم نے برج حوت سے شرف خانہ حمل میں نزول فرمایا جشن نوروزی اور آئین بندی نے بدستور سابق ترتیب پائی۔ رانا کرن منصب پنجہزاری ذات و سوار سے سرافراز ہوا۔ ایک تسبیح خرد مروارید و زمرد کی جس کے بیچ میں لعل تہا اور ہندو اوس کو سمرن کہتے ہیں اوسکو عنایت کی۔ جہانگیر لکہتا ہے کہ

۲۵ اسدی کو شاہزادہ خرم کے تلادان کا دن تہا۔ اوس کی عمر اس سن میں ۲۴ سال کی تھی۔ بیاہ شادیاں بہی ہو چکی تہیں اور صاحب اولاد تھا۔ اوس نے کبہی شراب نہ پی تھی آج اوسکے وزن کی مجلس تھی میں نے کہا کہ بابا تو صاحب اولاد ہوا ہے۔ بادشاہ اور بادشاہزادے شراب پیتے ہیں آج تیرے وزن کا جشن ہے تجکو شراب پلاتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ جشن کے دنوں میں و ایام نوروز میں و بزرگ مجلسوں میں شراب پیا کر مگر اعتدال کے ساتہہ۔ اتنی شراب پینی کہ عقل کو زائل کرے دانشمندوں نے روا نہیں رکہی۔ اوس کے پینے سے غرض فقط نفع و فائدہ ہو۔ بوعلی کہ طبقہ حکما اور اطبا کا بزرگ ہے اوس نے یہ رباعی لکہی

مے دشمن مست و دوست ہشیار ست | اندک تریاق و بیش زہر مار است
در بسیارش مضرت اندک نیست | در اندک او منفعت بسیار است

بہت مبالغہ کرکے شاہزادہ خرم کو شراب پلائی ہیں نے پندرہ برس کی عمر تک شراب نہیں پی تھی
لیکن ایام طفولیت میں دو تین مرتبہ والدہ اور اناؤں نے اور اطفال کے علاج کی تقریب
کرکے میرے والد بزرگوار سے عرق طلب کرکے بقدر ایک تولہ کے گلاب و آب میں ملا کر کھانسی
دور کرنے کے لیے مجھے پلایا تھا۔ ان دنوں میں کہ والد بزرگوار کا لشکر افغان یوسف زئی کے
دفع کرنے کے لئے گیا تھا۔ تو قلعہ اٹک میں کہ آب نیلاب کے کنارہ پر واقع ہے میں ٹھیرا۔
ایک دن شکار کھیلنے سے بہت تھک گیا تو استاد شاہ قلی توپچی نادری نے کہ میرے عم
بزرگوار مرزا حکیم کے ہاں وہ شرابدار توپچیان تھا کہا کہ شراب کا ایک پیالہ نوشجان فرمایئے
تو ماندگی اور کسالت سب دور ہو جائے گی چونکہ ایام جوانی تھی ایسے امور کی طرف طبیعت
مائل تھی محمود آبدار کو حکم دیا کہ حکیم علی کے گھر میں جا کر شربت کیف ناک لائے۔ حکیم نے
میٹھی شراب زرد بقدر ایک پیالہ کے چھوٹے شیشہ میں بھیجی اوس کو میں نے پیا اوسکی کیفیت
خوش معلوم ہوئی اوسکے بعد شراب پینی شروع کی روز بروز بڑہائی یہان تک کہ پھر شراب
انگوری نشہ کی کیفیت نہیں پیدا کرتی تھی عرق پینا شروع کیا رفتہ رفتہ نو برس کی مدت میں
عرق دو آتشہ کے بیس پیالے پینے لگا چودہ پیالے دن کو پیتا اور باقی رات کو اس شراب کا
وزن چھ سیر ہندوستانی ہوتا تھا اور میری خوراک ایک نان و قریب کے ساتھہ ایک مرغ تھی اس حال
میں کسی کی قدرت نہ تھی کہ مجھے منع کرتا۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ اوسکے خمار میں مجھے بہت رعشہ
ہوتا اور ہاتھ کے لرزنے سے اپنا پیالہ آپ نہیں تھام سکتا تھا اور لوگ اوسکو پلاتے تھے
جب یہ حال ہوا تو میں نے حکیم ہمام برادر حکیم ابو الفتح کو جو والد بزرگوار کا مقرب تھا طلب کیا
اور اپنے حال سے اطلاع دی اوسنے کمال اخلاص اور نہایت دلسوزی سے بے حجابانہ
کہا کہ صاحب عالم اگر اس روش سے عرق کو نوشجان فرمائینگے تو چھ مہینے بعد وہ حال ہو جائیگا
کہ علاج پذیر نہیں ہوگا۔ اوسکی بات خیر اندیشی سے خالی نہ تھی جان شیریں عزیز ہوتی ہے
اوسکی بات نے مجھہ میں اثر کیا اور میں نے اوس تاریخ سے شراب کم کرنی شروع کی فلونیا
(افیون و بھنگ) زیادہ کی جتنی شراب کم کرتا فلونیا زیادہ کرتا۔ میں نے حکم دیا کہ عرق کو

شراب انگوری سے ممزوج کریں چنانچہ دو حصہ شراب انگوری اور ایک حصہ عرق ہوتا تھا ہر روز
کم کرتا جاتا تھا سات سال ہوئے کہ چھہ پیالہ پیتا تھا اور ہر پیالہ کا وزن سوا اٹھارہ مثقال ہوتا تھا
اب پندرہ برس ہوئے کہ اتنی شراب پیتا ہون اوسے نہ زیادہ ہو نہ کم اور رات کو پیتا ہون۔
روز پنجشنبہ جو میرے جلوس کا دن ہے اور شب جمعہ کہ ایام ہفتہ میں شب ہا متبرک ہے اور
روز متبرک اوسکے آگے آتا ہے ان دونون کا لحاظ کرکے جب دن ختم ہوتا تو شراب پیتا
مجھے یہ خوش نہیں معلوم ہوتا کہ اس شب کو غفلت میں گذاردن اور منعم حقیقی کے شکر میں
تقصیر کردن اور روز پنجشنبہ و روز یکشنبہ کو گوشت نہیں کھاتا پنجشنبہ میرے جلوس کا دن
اور روز یکشنبہ پدر بزرگوار کی ولادت کا دن ہے وہ اس دن کی بڑی تعظیم کرتا تھا
اور اوسکو عزیز رکھتا تھا۔ کچھہ دنوں کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا اب میری عمر
چھیالیس سال چار ماہ شمسی کی اور ۴۸ سال نو ماہ قمری کی ہے۔ آٹھہ رتی افیون پانچ
گھڑی دن چڑھے اور چھہ رتی پہر رات گئے کھاتا ہون +

اس سال ممالک محروسہ کی اطراف سے فتح فیروزی اور ظفر بہروزی کی خبرین آئیں
اول احداد افغان کا قضیہ ہے کہ مدت دراز سے کوہستان کابل میں سرکشی و فتنہ انگیزی
کرتا تھا اور اس سرحد کے بہت افغان اس پاس جمع ہو گئے تھے۔ والد بزرگوار کے
زمانہ سے حال تک کہ میرے جلوس کا سولھوان سال ہے ہمیشہ افواج اوسکے سر پر بھیجی جاتی تھی
رفتہ رفتہ وہ شکستین کھاتا اور پریشانیان اوٹھاتا۔ اوسکی فوج کا ایک حصہ کشتہ ہوتا دوسرا
حصہ متفرق ہوتا چرخی میں کہ اوسکے اعتماد کا محل تھا ایک مدت تک پناہ گزین رہا۔ اوسکے
اطراف کو خاندوران خان نے محاصرہ کیا اور درآمد و برآمد کی راہیں بند کین جب اس کے
پاس حیوانات کے لئے گھاس اور خوراک نہ رہی تو راتون کو اپنے مویشی کو پہاڑ کی ترائی
مین چراتا تھا اور جلدی اسلئے آتا تھا کہ اور آدمی اوسکی ہمراہی کرین خاندوران خان کو
یہ خبر پہونچی تو سردار و نگی ایک جماعت کو اور تجربہ کار آدمیون کو ایک معین شب تعین کیا
کہ حوالی چرخی میں جاکر کمین میں بیٹھیں یہ جماعت جاکر رات کو پناہ گاہون میں پنہان ہوئی

اور دن کو خداندور اخان نے اس طرف سواری کی جب مخالف اپنے حیوانات کو چرانے لائے
اور احداد اپنی جماعت کیسے ساتھہ کمین گاہون سے نکلا کہ یکبارگی ایک گرد آگے سے ظاہر
ہوئی جب اوسکی خبر اوس نے لگائی تو معلوم ہوا کہ خداندور اخان ہے تو اوسنے متلاشی و
مضطرب ہوکر بازگشت کا ارادہ کیا۔ خان مذکور کے قراولون نے بھی خبر کی یہان احداد
تو خان احداد کے پاس گیا۔ اور جو آدمی کہ کمین گاہ مین تھے اونکو بھی سرراہ لیکر حملہ آور
ہوا۔ دیر تک بہ سبب قلبی و شکستگی جا اور بسیاری جنگل معرکہ جنگ قائم رہا۔ اخرالامر
افغانون کو شکست ہوئی۔ پہاڑوں مین وہ گھسے۔ اونکے تین سو کے قریب کام کے آدمی
مارے گئے اور سو آدمی قید ہوئے۔ احداد دوبارہ اس اپنے محکم جا مین نہ جاسکا بالضرورت
قندہار کی جانب گیا۔ افواج شاہی نے چرخی میں افغانون کے مقامون مین جاکر اونکو
جلادیا اور بیخ و بنیاد سے اکھیر کر پھینک دیا۔

تال کا کریہ کے کنارہ پر ایک سنیاسی فقیرانہ مکان مین رہتا تھا طائفہ ہنود کے مرتاضون
مین سے تھا۔ بادشاہ ہمیشہ درویشون کی صحبت کی طرف راغب تھا وہ بے تکلف اوسکی ملاقات
کو گیا اور بہت دیر تک اوس پاس بیٹھا رہا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ آگاہی
و معقولیت سے خالی نہیں ہے اور اپنے آئین کے موافق مقدمات صوفیہ سے خوب واقف
ہے اور ظاہر اپنا اہل فقر و تجرید کے موافق بنا رکھا ہے اور طالب خواہش سے ہاتھہ کھینچ لیا
اس سنیاسی سے بہتر کوئی اب تک اس طائفہ میں مینے نہین دیکھا۔

بادشاہ نے سید محمد نبیرہ شاہ عالم سے فرمایا کہ جو تو چاہے مانگ مین تجھے دونگا اور اوسکو
قران کی قسم دی کہ تو مجھ سے مانگ اوسنے عرض کیا کہ حضور نے مصحف کی قسم دی ہے وہی مجھے عنایت
کیجئے۔ اوسکی تلاوت کا ثواب حضرت کو پہنچے گا۔ بادشاہ نے مصحف یاقوت کے ہاتھہ کا لکھا ہوا
جو نفائس روزگار سے تھا سید مذکور کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پشت پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ
فلان تاریخ فلان مقام میں سید محمد مذکور کو یہ قرآن مرحمت کیا اور اوسکو حکم دیا کہ مصحف کو سکلیس
عبارت میں کہ تکلف و تصنع سے خالی ہو لغات ریختہ میں قران کا لفظ بلفظ فارسی میں ترجمہ

اور تحت اللفظ معنی پر ایک حرف زیادہ نہ کرے اور اصلاح شرح و لبط و شان نزول کا مقید نہ ہوا ور جب تمام ہو گیا تو اپنے فرزند کے ہاتھ بھیجدے۔

دوسری خبر خانخانان کے بیٹے شہنواز خان کی فتح اور عنبر کی شکست عظیم کی ہے جسکا مجمل بیان یہ ہے کہ جن دنون میں خانخانان کی طرف سے شہنواز خان بالاپور پر آرمیں سردار فوج تہا۔ تو یاقوت خان و آدم خان اور ایک جماعت امراء دکن کی اور جادو رائے اور بابو کانتیہ ملک عنبر سے رنجیدہ اور برگشتہ ہو کر شہنواز خان پاس آئے شہنواز خان اونکے آنے سے نہایت خوش ہوا اور ان ہیلے ہمتون کے مزید اعتبار کے لئے اور دور و نزدیک کے فدویوں کے کان میں مژدہ تقویت کے پہچانے کے لئے اوسنے شادیانے بجوانے کا حکم دیا عنبر سے لڑنے کے لئے لشکر و توپخانہ لیکر سوار ہوا مجمل دار خان و یاقوت خان و آتش خان ولد دلاور خان کو امراے نظام الملکی کی ایک جماعت کے ساتھ اور خانہ زادان رزم افروز اور توپخانہ دشمن سوز کو بطریق ہراول عنبر کی اُس فوج کے مقابلہ کے لیے بھیجا جو محالات میں سور و ملخ کی طرح پراگندہ تھی۔ اور پرگنات بادشاہی سے تحصیل زر کر رہی تھی دکنی سب طرف سے فراہم ہو کر بادشاہی لشکر سے لڑنے مین مصروف ہوئے اور مقابلہ و مقاتلہ کرتے ہی دکن کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس خبر کے سننے سے عنبر کے سینہ و جگر میں غیرت کی آگ روشن ہوئی۔ وہ خود بڑی شان و دبدبے سے لشکر آراستہ اور فیلان جنگی اور توپخانہ آتش بار اور پیادے بیشمار لیکر دولت آباد سے شہنواز خان کی فوج سے مقابلہ کرنے کے قصد سے آیا۔ ان دونو لشکروں میں چہہ کروہ کا فاصلہ تہا اور ایک نالا اونکے درمیان حائل تھا۔ دکھنیوں کے پیکار کے اطوار سے یاقوت خان خوب آگاہ تہا اوس نے پیش آہنگی کرکے میدان جنگ کی جائے سر راہ نالہ پر گل اور لا کے کم عرض کی قرار دی اور برقنداز و تیر انداز و بہادر دلاور نالہ کے روبرو اطراف پر مقرر کئے اور اونکے عقب مین جابجا فوج کو بھی کی جماعت مقرر کی کہ وہ گولہائے سوزان اور بانہائے آتش فشان اور شمشیرہائے جان ستان سے اپنے لشکر کی پشت گرمی اور دشمن کے لشکر کی برہم زدگی کریں دکھنیون نے بھی

دور وزمین اپنی فوج و توپخانہ کی آزمائش کی اور فیلان مست اور جوانان جنگ پرست کو آراستہ
کیا۔ تیسرے روز نالہ پر لڑائی شروع ہوئی ضرب گولہ و تفنگ و صدمہ بان اور تیر سے
دکہنیون کے بہت سے سردار بے سروپا ہوئے نشیب و فراز اور تنگی راہ سے اونکے اہل فیل کا
کام ایسا تنگ ہوا کہ بہت سے سوار اور پیادے ایک دوسرے پر قطار بر قطار گرتے تھے
جو پانی میں پھنس جاتے تھے اونکی اجل کے سوا کوئی دستگیری نہ کرتا تھا۔ جو گھوڑا
دلدل میں پھنستا تھا اسکا راکب خلاصی کو عطیہ الہی جانتا تھا جو تیر کبھی اور تازی گھوڑون کے
لگتا تھا وہ چکر کھا کر چار پا ہوتا تھا اور اپنے سوار کو دو پا کو نیچے ملتا تھا جو فوج دکہنیون
کی کمک کو عقب سے آتی تھی وہ آگے کی فوج کی ناکامی کو ملاحظہ کرکے پہر جاتی تھی سباد ونتا کہ
فوج مردون و نیم جان زندون کو روندتی ہوئی نالہ پر آئی عنبر اپنے دلاورون کو لیکر
بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور ایسا لڑا کہ ایکدفعہ لشکر شاہی میں زلزلہ
اوسنے ڈالدیا اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کی فتح نمایان ہزیمت بنجائے۔ مگر
شہ نواز خان اور یاقوت خان بیل وان کی طرح عنبر کے مقابلہ میں آئے۔ وہ رستمانہ
کام کئے کہ عنبر کو ناچار فرار دولت آباد تک اختیار کرنا پڑا۔ بہت ہاتھی و گھوڑے اور
تین کسو اونٹ بان اور کارخانجات کے بار سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتہہ آئے
بادشاہی لشکر نے کھڑکی تک جو اب اورنگ آباد کہلاتا ہے تعاقب کیا تین روز تک
اوسکو خوب لوٹا اور غارت کیا اور پھر امن دیا بعض سببوں سے بادشاہی لشکر نے مراجعت
کی شہ نواز خان و یاقوت خان مع کل امیرون کے عنایت شاہی کے مورد ہوئے
تیسری خبر ولایت کوکھرہ کی فتح اور کان الماس ہاتہہ آنے کی تہی ابراہیم خان
کی حسن سعی سے یہ فتح حاصل ہوئی تہی۔ یہ کوکھرہ صوبہ بہار و پٹنہ کے توابع سے ہے
اس میں ایک رود خانہ جاری ہے جسمین سے ایک روش خاص سے الماس نکال لیتے ہیں اور نکالنے کا
طریقہ یہ ہے کہ ایک جماعت نے جو اس کام میں مشغول رہتی ہے
تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ جن دنون میں گوراہون و آب کندون میں پانی کم ہوتا ہے

جس گوراب میں الماس ہوتا ہی اوسپر بہت ریزہ پرند جانور پشہ کی قسم کے جسکو ہندی میں جھینگا
کہتے ہیں ڈھیروں جمع ہو جاتے ہیں رود خانہ کے طول میں جہانتک جا سکتے ہیں دیکھبھال کر
وہ لوگ گورابوں (جن سوراخوں میں پانی ہو) کے اطراف کو سنگ چین (اونکے گرد پتھر لگاتے ہیں) کر
کرتے ہیں پہر بیل (کدال) اور کلندان (پھاوڑے) سے گوراآبوں کو گز ڈیڑہ گز نیچے لے جا کر
اونکے گرد کھودتے ہیں جو سنگ و ریگ ریزہ نکلتے ہیں اونمیں تلاش کرکے چھوٹے بڑے الماس
نکالتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پارچہ الماس ایسا ہاتھ لگ جاتا ہے کہ ایک لاکھ روپیہ اوسکی
قیمت ہوتی ہے۔ اس ولایت اور اس رودخانہ پر ایک ہندو زمیندار درجن سال متصرف
تہا۔ ہرچند صوبہ بہار کے حکام اوسپر فوج کشی کرتے تھے مگر بسبب اونکے استحکام اور جنگلوں کی
کثرت کے دو تین الماس لیکر قناعت کرتے تھے اور اوسکو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تھے جب
صوبہ مذکور میں ظفرخان کی جگہ ابراہیم خان مقرر ہوا تو جہانگیر نے رخصت کے وقت اوس سے
کہا کہ اس زمین کو درجن سال کے تصرف سے نکالنا چاہیئے ابراہیم خان مجرد اوس ولایت
میں آنے کے جمعیت کیے ساتھ زمینداروں کے سر پر چڑہا اوںہوں نے بدستور سابق آدمی
بہیجکر چند الماس کے داتوں اور چند ہاتہیوں کے دینے پر عہد و پیمان کرنا چاہا مگر خان مذکور
اوسپر راضی نہ ہوا۔ تیز و تند اوسکی ولایت میں آیا پہلے اسکے کہ درجن سال اپنی جمعیت جمع کرے
راہبروں کو پیدا کیا اور ایلغار کرکے بے خبر کوہ درہ کو کہ اوسکا مسکن تہا محاصرہ کر لیا۔ اور
درجن سال کے تفحص میں آدمیوں کو بہیجا تو اوس کو ایک غار میں چند عورتوں کے ساتھہ
پایا جنمیں سے ایک اوسکی ماں تہی اور دوسری اوسکے باپ کی بیویوں میں سے تہی اونکو
اوسکے بھائیوں میں سے ایک بہائی کو پکڑ لیا۔ اور تلاشی لیکر ہیرے جو اوس کے پاس تھے
لے لئے اور تیئیس ٢٣ ہاتھی بہی ہاتھہ لگے۔ اس خدمت کی جلدو میں ابراہیم خان کا منصب
چار ہزاری ذات و سوار مرحمت ہوا۔ اس زمانہ سے یہ ملک اور رودخانہ بادشاہی تصرف
میں ہے اور اس رودخانہ میں لوگ کام کرکے جتنے الماس نکالتے ہیں بادشاہ پاس بہیجتے
ہیں۔ ایک الماس کلاں ایسا بہیجا گیا جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی اس سے اعلیٰ کا احتمال ہوتا ہے

لہ اگر اسی طرح یہ کار جاری رہا تو جواہر خانہ خاصہ میں الماس نہایت عمدہ جمع ہو جائینگے +
گیارہوان نوروز اول ربیع الاول [illegible] مطابق ارمارچ ۱۱۲۶ حسب معمول جشن ہو +
۔ بادشاہ پاس احمد نگر کے واقعہ نگار کی عرضداشت آئی کہ عبداللہ خان
صوبہ دار نے روئداد واقعی لکھنے پر خانہ زاد کو گھر سے پیادہ پا نہایت خفت کے ساتھ بلایا اور نہایت
اہانت کی بادشاہ کا حکم ہوا کہ دیانت خان جاکر عبداللہ خان کو پیدل شہر سے نکالے اور پھر
گھوڑے پر سوار کرکے لائے عبداللہ خان کو یہ خبر پہلے معلوم ہوئی تو احمد آباد سے وہ پیادہ پا
خود روانہ ہوا۔ دیانت خان رستہ میں ملا وہ [illegible] اوس کو گھوڑے پر سوار کرکے بادشاہ
کے روبرو لایا۔ بادشاہ نے اوسکو بے منصب کیا اور مجرا ممنوع فرمایا پھر مرزا اخدم کی سفارش سے
قصور معاف ہو گیا۔

اس سال میں بلکہ پہلے سال سے ہندوستان کے بعض مقام میں وبائے عظیم پھیلی پرگنات
پنجاب سے اسکا ظہور ہوا رفتہ رفتہ شہر لاہور میں سرایت کی۔ اس وبا سے بہت ہندو مسلمان تلف
ہوئے پھر وہ سرہند میں آئی اور میان دوآب میں دہلی اور اوسکے اطراف تک پہونچی۔
بہت سے دیہات اور قریات کو اوسنے معدوم کیا۔ ابتدا میں گھر میں ایک چوہا نکلتا۔ وہ سوراخ
سے مدہوشانہ نکلکر در و دیوار سے سر ٹپک ٹپک کر مرجاتا۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ
اپنا گھر بار چھوڑ صحرا و جنگل میں چلے جاتے تو ان کی جان سلامت رہتی ورنہ تھوڑے
عرصہ میں تمام آدمی اس وبا کے سبب صحرائے عدم میں چلے جاتے۔ اگر کوئی میت یا اوسکے مال کو
ہاتھ لگاتا تو جان بر نہ ہوتا۔ اس وبا کا اثر ہنود پر زیادہ تھا۔ لاہور کے گھروں میں دس دس
بیس بیس آدمی مرجاتے اونکی بدبو سے ہمسایہ عاجز آجاتے محلہ کو چھوڑ دیتے گھر کے گھر
میتوں سے بھرے پڑے مقفل رہتے۔ جان کے خوف سے کوئی اونکے گرد نہ جاتا کہ کفن دفن
کی فرصت نہ تھی مرگ انبوہ جشنے دارد پر عمل تھا پرسہ و ماتم کی رسم متروک تھی۔ کاشمیر میں
اس وبا کی شدت عظیم ہوئی یہانتک نوبت آئی کہ ایک عزیز مرگیا تھا اوس کو ایک درویش نے
گھاس پر غسل دیا تھا۔ دوسرے روز درویش مرگیا جس گھاس پر غسل دیا تھا اوسکو جس گائے نے

کھایا وہ مرگئی اور جن کتوں نے اس گائے کا گوشت کھایا وہ وہیں ڈھیر رہے غرض ہندوستان کا کوئی ملک اس وبا سے خالی نہیں جہانگیر لکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے آدمیوں کی زبانی اور تواریخ سے معلوم ہوا کہ اس مرض نے کبھی اس ولایت میں ہرگز نہیں دکھایا اس کا سبب دانا حکیموں سے جو دریافت کیا تو بعض نے یہ سبب بتایا کہ دو سال سے خشکی ہے اور اور برسات کی بارش میں کمی ہوئی ہے بعض نے یہ کہا کہ خشکی و کمی بارش کے سبب ہوا میں عفونت پیدا ہوئی اس سبب سے یہ حادثہ پیدا ہوا ہے بعض نے اور امور پر حوالہ کیا العلم عند اللہ تقدیرات الٰہی پر گردن رکھنی چاہیے ع چہ کند بندہ کہ گردن نہ نہد فرمان را +

کوتوالی کے چبوترہ کے حوالی میں خزانہ شاہی تھا اوس میں سے چوروں نے نقب دیکر روپیہ اڑایا چند روز کے بعد سات چور پکڑے آئے ان چوروں کا سرغنہ نول تھا وہ بھی گرفتار ہوا اور کچھہ مسروقہ روپیہ بھی ہاتھہ آیا بادشاہ کے دل میں آیا کہ چوروں نے چوری میں بہت دلیری کی ہے اونکو بڑی سزا دینی چاہیے ہر ایک کی سیاست خاص کی گئی نول کو ہاتھی کے پاؤں تلے ڈالنے کا حکم ہوا نول نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں فیل سے جنگ کروں بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا ایک فیل بدست آیا بادشاہ نے نول کو خنجر دیکر اوسکے روبرو کیا فیل مست فیل نے اوسکو گرایا مگر ہر مرتبہ اس تھوڑے بیباک نے باوجودیکہ وہ اپنے رفیقوں کی سیاست دیکھ چکا تھا اپنے پاؤں جماکر سونڈ میں ایسے مردانہ خنجر لگائے کہ ہاتھی نے اوسپر حملہ کرنے سے منہ پھیر لیا جب بادشاہ نے اوسکی یہ دلیری و مردانگی مشاہدہ کی تو حکم دیا کہ اوسکے احوال سے خبردار رہیں تھوڑے دنوں بعد وہ اپنی بدذاتی اور دون طبعی کے سبب سے اپنی جگہ سے بھاگ گیا -
یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی اوسکو گرفتار کراکے پھانسی دیدی سعدی نے سچ کہا ہے کہ ع

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود

روز سہ شنبہ غرہ ذیقعدہ کو اجمیر میں بادشاہ فرنگی رتھہ میں سوار ہوکر نکلا جسمیں چار گھوڑے جتے ہوے تھے اوسنے حکم دیا کہ اکثر امرا رتھہ پر سوار ہوکر میرے ہمراہ ہوں شام کو موضع دیورائی میں پہونچے دو کوس چلکر آیا اہل ہند نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ بادشاہ اور بزرگ ملک گیری

[illegible] مشرق کو جائیں تو فیل دندان دار پر سوار ہون اور اگر مغرب کی جانب تو اسپ یک رنگ پر سوار اور اگر شمال کی جانب تو پالکی اور سنگھاسن مین ۔ اور اگر جانب جنوب مین تو رتھ مین سوار ہووے [illegible] تکیہ دو دن کم تین سال اجمیر مین رہا ۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ اجمیر اقلیم دوم مین ہے [illegible] اعتدال ہے مشرق مین دار الخلافہ آگرہ و شمال مین قصبات دہلی جنوب [illegible] مغرب مین صوبہ ملتان و دیپالپور ۔ یہ ولایت ساری ریگستان ہے اسکی زمین [illegible] دشواری پانی نکلتا ہے ۔ کشت کار کا مدار بارش و ریزش پر ہے ۔ اوس کے زمستان [illegible] اعتدال ہوتا ہے اوسکا تابستان آگرہ سے ملائم ہے ۔ اس صوبہ سے ٨٦ ہزار سوار اور تین لاکھ چار ہزار پیادہ سے راجپوت کارزار کے وقت نکلتے ہیں +

بادشاہ اجمیر سے منزل بمنزل مالوہ کو چلا ۔ راہ مین شکار کھیلتا ۔ کشتیان اوس کے ساتھ [illegible] چلتی تھین جہان کہین تال جھیل دریا آتا تو ان کشتیون مین بیٹھ کر آبی جانورون کا شکار کھیلتا ۔ جب راہ مین وہ آدپور کی منزل مین آیا تو رانا اوسکی ملاقات کو آیا ۔ نذر دی خلعت پایا ۔ قلعہ رنتھنبور مین بادشاہ نے قیدیون کو جو مدت سے مقید تھے رہا کیا ۔ بادشاہ مالوہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ مالوہ اقلیم دوم سے ہے اس صوبہ کی درازی لاکہنور [illegible] سے ولایت بانسوالہ تک ٢٤٥ کوس اور عرض اسکا پرگنہ چندیری سے پرگنہ نذربار تک ٢٣٠ کوس ۔ اسکے مشرق مین ولایت مانڈو و شمال مین قلعہ نرور جنوب مین ولایت [illegible] مغرب مین صوبہ گجرات و اجمیر ۔ یہ ولایت نہایت پر آب و خوش ہوا ہے پانچ دریا سوا نہرون و ندیون و چشمون کے اسمین جاری ہیں ۔ دریا یہ ہیں ۔ گوداوری بھیما کالی سند نیرا ۔ نربدا ۔ ہوا اسکی اعتدال کے قریب ہے ۔ اس ولایت کی زمین اپنی اطراف کی نسبت بلند ہے ۔ قصبہ دہار مین کہ اس ملک کا مشہور مقام ہے تاک مین دو دفعہ انگور [illegible] اسکی کشادہ زر و مختر قہ بے سلاح نہین ہتے ۔ اس ولایت کی جمع ٤٤ کروڑ ستر لاکھ دام ہے اور اس ولایت مین کام کے وقت نو ہزار تین سو سوار اور چار لاکھ ستر ہزار تین سو پیادہ سے ایک سو زنجیر فیل کے ساتھ نکلتے ہیں +

اجمیر سے مانڈو ۹۶ کوس ہے اس فاصلہ کو بادشاہ نے چار ماہ دو روز میں طے کیا ۴۶ کوچ اور ۸۲ مقام ان چھیالیس کوچون میں حسب اتفاق ایسی دلکش جگہون میں منازل ہوتیں جو تالابون اور ندیون اور نہرون کے کنارہ پر واقع ہوتیں - ان مین درخت سبزہ کثرت سے ہوتے تختشخاش زار کھلے ہوتے - کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ کوچ و مقام میں شکار نہ ہوتا بجز اس سفر میں ذرا تکان نہ ہوا ایسا معلوم ہوتا تہا کہ ایک باغ سے دوسرے باغ میں گیا - مانڈو کا حال بادشاہ لکہتا ہے کہ مالوہ کی سرکارون میں مانڈو مشہور سرکار ہے اوسکی جمع ایک کروڑ تئیس لاکہہ دام ہے - مدتون تک سلاطین کا تخت گاہ رہا ہے - سلاطین قدیم کی بہت سی عمارتیں برباد ہو رہی ہیں اون مین ابتک کچھہ نقصان نہیں ہوا - ۲۴ کو میں ان عمارتون کی سیر کو گیا اول جامع مسجد میں گیا سلطان ہوشنگ غوری نے اوسکو تعمیر کیا تھا گو اوسکی تعمیر پر ایک سو اسی سال گذر گئے ہیں لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی راج اوسکو بنا کے اٹھے ہیں - یہ عمارت بڑی عالیشان ہے ساری تراشیدہ سنگون سے بنی ہے - پہر حکام خلجیہ کے مقبرہ مین گیا وہان روسیاہ ابد و ازل نصیر الدین ابن غیاث الدین کی قبر بھی تھی یہ مشہور ہے کہ اس بے سعادت نے اپنے باپ غیاث الدین کو جو اسی سال کا بوڑھا تھا مارنے کے لئے دو دفعہ زہر دیا - باپ پاس زہر مہرہ تھا اوس سے اوس نے دفع کیا تیسری مرتبہ شربت کا پیالہ زہر سے ملا ہوا اپنے ہاتھہ سے باپ کو دیا اور کہا کہ اس کو آپ پیجیے - جب باپ نے دیکھا کہ بیٹا میرا مرنا ہی چاہتا ہے تو اول زہر مہرہ کو اپنے بازو سے کھول کر اوس کے آگے ڈالدیا اور خالق بے نیاز کی درگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھہ یہ زبان پر لایا کہ اے خدا میری عمر اب اسی سال کی ہوئی اور اس مدت کو میں نے دولت و عشرت و کامرانی سے گذارا کہ کسی بادشاہ نے ایسی زندگی نہ بسر کی ہوگی اب یہ میرا بازپسین کا زمانہ ہے امیدوار ہون کہ نصیر سے میرے خون کا مواخذہ تو نہ کرے اور میری موت کو اجل مقدر پر حمل کرکے اوس سے بازخواست نہ کرے - یہ کلمات کہہ کر اس شربت کے پیالہ کو بالکل پی گیا اور جان آفرین کو جان سپرد کی +

مشہور ہے کہ جب شیر خان افغان اپنے ایام حکومت و سلطنت میں یہان آیا باوجود

حیوان طبعی سکے اوسنے اپنے ہمراہیوں کی جماعت کو حکم دیا کہ نصیر کی قبر پر لکڑیان ماریں میں بھی حسب اوسکی قبر پر گیا تو کئی لاتیں اوسکی قبر پر ماریں اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ وہ بھی اس قبر پر لاتیں لگائیں مگر میری خاطر کو اوس سے تسکین نہیں ہوئی تو مین نے حکم دیا کہ اوسکی قبر کو پھاڑ کر اوسکے ناپاک اجزا کو آگ مین ڈال دین۔ لیکن پھر مجھے یہ خیال آیا کہ آتش نور انوار الہی سے ایک نور ہے حیف ہے کہ اسکا جسم کثیف اس جوہر لطیف کے ساتھ آلودہ ہو مبادا اس جلانے سے اوسکے عذاب مین تخفیف ہو اسلئے مین نے حکم دیا کہ اس کے فرسودہ استخوانوں کو مع اجزاء خاک شدہ کے دریاء نربدا مین بہا دین۔ ایام حیات مین طبیعت میں حرارت غالب تھی ہمیشہ پانی میں پڑا رہتا تھا اب ایک سو بیس برس بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ اوسکے اجزاء فرسودہ بھی پانی میں مل گئے۔

کہتے ہیں کہ شکارگاہ قدیم مین بادشاہ کے ہمراہ نورمحل بھی تھی۔ قراول احاطہ بارہ میں ایک بڑا قوی ہیکل شیر گھیر کر لائے تھے۔ بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تھا وہ استراحت مین تھا۔ بندوق خاصہ فتیلہ روشن کے ساتھ مسند خاص پاس رکھی گئی تھی۔ نورمحل مع دو تین خواص کے برسم پرستارون کے بادشاہ کی اطراف مین بیٹھی ہوئی تھیں اس اثنا میں بارہ سے شیر دہاڑتا ہوا باہر آیا۔ زمانہ قدیم میں اس بات کی بڑی تقید رہتی تھی کہ سلاطین ہندوستان کی پردگیان حرم اور پرستاران خاص سواری اسپ و تیر و تفنگ اندازی میں مشق کیا کرین۔ نورجہان کے اس فن سے عاری تھی۔ جونہیں شیر دور سے محل کلان کی نظر میں آیا تو اوس نے بندوق اٹھا کے شیر کی پیشانی پر گولی ماری کہ شیر گونج کر ایک نیزہ اوچھل پڑا اور زمین پر لوٹنے لگا۔ بادشاہ شیر کے دہاڑنے اور بندوق کی آواز سے جاگا اور شیر کو پڑا ہوا دیکھا اور رانی کو دیکھا کہ خوشی خوشی بندوق ہاتھ مین لئے ہوئے ہے اور نورمحل لرزان و ترسان گریزان ہے بادشاہ نے کلان کو آفرین کر کے گلے لگایا اور اوس پر مہربانی زیادہ کرنی شروع کی اور نورجہان کو تشنیع کی اور اوس پر توجہ کم کی۔ والدہ نورجہان فراست و عقل میں عورتوں میں ممتاز تھی اوسنے تدبیر و تمہید سے ایک تقریب میں کہا کہ حضرت امیرالمومنین مرتضی علی کا قول ہے کہ

بعض صفات حمیدہ ایسی ہیں کہ وہ مردون کے لئے نیک شمار کی جاتی ہیں اور اونکین اونکی تعریف ہوتی ہے لیکن عورتون کے باب مین عیب گنے ہین یہ صفات شجاعت و سخاوت کی ہیں غرض یہ بات جہانگیر کی خاطرنشان کی تو وہ بدستور سابق نورجہان پر مہربان ہوا اور اوس روز سے نورجہان نے غیرت کے سبب سے بندوق کا استعمال کیا اور تھوڑے دنوں مین اوسکی مشق کرلی - آگے اسکے شیر افگنی کا بیان آئے گا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے دل مین آیا کہ ابتداء سن تمیز سے ابتک جو شکار کئے ہیں اون کا شمار کیا جائے اسلئے واقعہ نویسوں و مشرفان شکار و قراولان حلہ و قبلہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ تحقیق کرکے ہر جنس کے جانور جتنے شکار ہوئے ہیں اونکی مجموعہ کا حال مجھے سنائین تو اونہوں نے مجھے بتلایا کہ میری بارہ برس کی عمر ۹۸۸ھ مین تھی اس سال ۱۰۲۶ھ مین پچاس برس کی عمر ہے اس مدت مین میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے ہیں اوران مین سے ۱۷۱۶۷ شکار خود بندوق وغیرہ مین نے مارے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے +

شیر	۸۶	ریچھ چیتہ - لومڑی - اود بلاؤ کفتار	۸۸۹
جہاگوزن	۳۵	سیاہ ہرن چکارہ چیتل - بزکوہی وغیرہ	۱۶۷۰
نیل گائے	۹	قوچ و آہوے سرخہ	۳۱۵
بھیڑئے	۶۴	گاؤمیش صحرائی	۳۴
سور	۹۰	رنگ	۳۶
قوچ کوہی	۲۲	ارغلی	۳۳
گورخر	۶	خرگوش	۲۳
	۳۱۲		۲۸۹۱

کل میزان چوپایوں کے شکار کی ۳۲۰۳

کبوتر ۱۰۳۴۸ لگڑ ۳ جگر ۲ علیوا زجیند قوطان موش خور ۷۹

ابابیل ۴۱ کنجشک ۴۵ الو [illegible] مرغابی ۱۵۰

زاغ ۳۲۷۶ ۱۳۶۶۵ میزان کل ۱۳۹۵۴ گرمچھ ۱۰ سنہ

جہانگیر ہاتہی کا شکار کبہی نہیں کہیلا نہ اوسکو اُن جانورون کے مارنے کا شوق ہوا۔
جب بادشاہ کے حسب دلخواہ پرویز سے لشکر دکن کی سرکردگی نہ ہوسکی تو اوسکو الہ آباد کا صوبہ دیا
شاہزادہ خرم کو اوسکی جگہ مقرر کیا اور اوسکی پشت گرمی کے لئے خود مالوہ کا قصد کیا جسکا اوپر
بیان ہوا۔ شاہزادہ خرم نے آب نربدا پر پہنچنے سے پہلے علامی افضل خان و راجہ بکرماجیت
کو نظام الملکی و عادل خانی وکلا کے ساتہہ جو اُس پاس حاضر تہے ملک عنبر و عادل خان پاس
بطریق سفارت بہیجا اور اونکو فرمان لکہا جسمین تہدید و وعدہ وعید کئے اور یہ اشعار لکہے کہ

دو شعلہ زنگ شمع دارم بچنگ — یکے نور صلح و یکے نار جنگ
بود نور صبح شبستان فروز — ولے نار خشمم بود خانہ سوز

اور حکم دیا کہ اول عادل خان پاس دونو جائیں عادل خان نے پہلے آکے اطاعت قبول کی
اور بعض محال جو بادشاہی لشکر سے اوسکے ملازمون نے چہین لئے تہے واپس حوالہ
کرنے کا وعدہ کیا اور عنبر کو بہی حکم کی انقیاد کے باب مین جیسا کہ لکہنا چاہئے تہا اوسنے لکہہ
.. اسی سال مین یہ خبر بہی آئی تہی کہ قدم بیگانہ ثبگانہ افریدی افغان جو دولتخواہ
و فرمانبردار تہا اور کتل خیبر کی راہداری اسے تعلق رکہتی تہی تہوڑے توہم سے اوسنے
اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم رکہا اور فساد کے لئے سر اوٹہایا اور سر اوٹہانے مین اپنی
جماعت کو بہیجا۔ جہان وہ خود اور اوسکے آدمی گئے وہان کے آدمیون کو غفلت کے
سبب سے قتل و غارت کیا اور ایک خلق کثیر کو اوسنے ضائع کیا۔ اس بے عقل افغان کے سبب
کوہستان افغان کے درمیان ایک دنگہ مچ گیا۔ اس افغان کا بہائی ہارون اور ...
بادشاہ کے پاس تہے اونکو بادشاہ نے قلعہ گوالیار مین محبوس کیا اور افغانان ...
نے عبد السبحان برادر خان عالم کو ایک تہانہ مین مار ڈالا۔ خان عالم کو اوس ...
چکانے کا حکم ہوا۔
۱۴ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۱۷ء کو نوروز کا معمولی جشن ہوا ...
خرم نے باپ کو لکہا کہ سفر کے سبب نذر کا سامان نہ ہوسکا اسلئے نذر ...

بادشاہ نے جشن کی معمولی نذرین خرم کو اور امرا کو معاف کردین +

جہانگیر لکھتا ہے کہ اکثر طبیعتوں اور مزاجون مین تنباکو کا استعمال فساد پیدا کرتا تھا اسلیئے مین نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے اور میرے بھائی شاہ عباس نے بھی تنباکو کے ضررون پر مطلع ہوکر ایران مین حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے خان عالم جو میرا ایلچی شاہ ایران پاس موجود تھا وہ تنباکو کے استعمال کی مداومت پر بے اختیار تھا علی سلطان ایلچی شاہ ایران نے اپنے بادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ خان عالم تنباکو کے بدون ایک دم نہین رہ سکتا تو اوسکی عرضداشت پر بادشاہ نے یہ لکھا ہے

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو   من از شمع و فا روشن کنم بازار تنباکو

اس بیت کے جواب مین خان عالم نے یہ شعر لکھہ کر بھیجا +

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تنباکو   ز لطف شاہ عادل گرم شد بازار تنباکو

ہندوستان مین امریکہ سے تنباکو آیا تھا - اطبا نے اوسکے احوال کی تشخیص و تجویز کرکے اوسکی دودکشی بطور معہود بعض امراض کے لیئے مناسب جانی - رفتہ رفتہ وہ سب ہی طبائع کا مرغوب ہوا اور اوسکا بیج جو ممالک ہند مین بویا گیا تو اس قدر پیدا ہوا کہ اکثر حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہوا - عہد جہانگیری مین اوسکا زیادہ رواج ہوا اسکی دودکشی کے آرزومند بہت آدمی ہوگئے - اور سب ماکولات و مشروبات پر اوسکو تقدم ہوا اور مہمانون کے لیئے ماحضر اور اخلاصمندون کا بہترین تحفہ بنا - اور اوسکی لوگون کو ایسی عادت ہوگئی کہ اوسکا طالب کھانے کو ترک کردے مگر تنباکو چھوڑنا اس کو بہت دشوار ہو - جتنا وہ تلخ زیادہ ہوا اتنا ہی وہ طالبون کے مذاق مین گوارا تر ہو اور نرخ اوسکا گران تر ہو ع

بسیار کسیکہ خواہدش از دل و جان   کمیاب کسے بود کہ او را کم خواست

اوسکے نفع و ضرر ایسے مشہور ہین کہ بیان کی حاجت نہین وہ انسان کی دولت کے ایک حصہ کو آگ لگاتا ہے سیر المتاخرین نے یہ غلط لکھا ہے اس حکم کے بعد جو حقہ پیتا جہانگیر اسکا ہونٹ کتروا

یا کچھہ اور سزا دیتا ـ

قراولون نے چار شیرون کو گھیرا تہا - میں اپنے محل کے ساتھہ شکار پر متوجہ ہوا جب شیر نظر آئے تو نورجہان نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں شیرون کو بندوقون سے مارون میں نے کہا کہ اچھا اوسنے دو شیرون کو بندوق سے مارا اور باقی دو میں سے ہر ایک کو دو دو تیر مار کر نیچے گرایا - ایک پلک مارنے میں ان چارون شیرون کا قالب جان سے خالی کیا - ایسی تفنگ اندازی اب تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی کہ ہاتھی کے اوپر سے عماری کے اندر سے چھہ تیر پھینکے جنمیں سے ایک خطا نہ کرے - چار درندون کو ہلنے اور لوٹنے کی فرصت نہ دی - اس نشانہ اندازی کے جلدو میں ایک ہزار اشرفی نثار کی اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکھہ روپیہ کی نورجہان کو مرحمت کی +

شروع سال میں سید عبد اللہ خان بارہہ شاہزادہ خرم کی عرضداشت لیکر بادشاہ کی خدمت میں آیا اوسمیں لکہا تہا کہ عادل خان و عنبر اور دکن کے اور سرکشون نے اطاعت و عبودیت اختیار کی اور اپنی تقصیرات کے عذر قبول کرنے کی استدعا کی اور احمدنگر اور اور قلعون کی کنجیان جنپر عنبر متصرف تہا ملازمان شاہی کو حوالہ کین - اور جو ولایت کہ ہاتھہ تلے سے نکل گئی تھی وہ اولیاء دولت کے تصرف میں آئی - مفسد جو استکبار کا دم بہرتے تہے عجز و نیاز سے انکسار اظہار کرکے باج سپار اور خراج گزار ہوئے - جہانگیر یہہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا اور شادیانے کے نقارے بجوائے - سید عبد اللہ خان کو سیف خان کا خطاب دیا اور شہزادہ کے لئے ایک لعل بے بہا بھجوایا - اور عادل خان کے نام فرمان جاری کیا جسمیں یہہ شعر جہانگیر نے اپنا طبع زاد لکہا تہا ؎

شدی از التماس شاہ خرم   بفرزندی با مشہور عالم

اس فرمان کے آنے پر عادل خان نے افضل خان اور بکرماجیت کے ہاتھہ ڈیڑہ لاکھہ ہون اور دو لاکھہ روپیہ کے جواہر اور پچاس ہاتھی اور پچاس گھوڑے عراقی و عربی کل نقد و جنس پندرہ لاکھہ روپیہ کی پیشکش بھیجی - اور سفیرون کو دو لاکھہ روپئے دئے - قطب الملک نے بھی اسیقدر روپیہ کی

پیش کش بھیجی۔ غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیشکشین آئیں کہ کبھی پہلے اب تک کسی بادشاہ پاس نہین آئی تہیں +

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرم کی بالکل خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و احمد نگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو سپرد ہوئی۔ اور اوسکے بیٹے شہنواز خان جو حقیقت مین جوان خانخانان تھا بارہ ہزار سوارون کے ساتھہ ولایت مقبوضہ بالاگھاٹ نظام الملکی کے انتظام وضبط کے لئے مقرر ہوا۔ اور ہر جا وہر محل مین جا بجا معتبر آدمی مقرر کئے گئے غرض سب کا بندوبست جیسا کہ لایق اور مناسب تھا کیا گیا۔ جسقدر لشکر شاہزادہ خرم پاس تھا اوسمین سے تیس ہزار سوار و سات ہزار پیادے برق انداز یہان انتظام کے لئے معین کئے گئے اور باقی سپاہ پچیس ہزار سوار دو ہزار توپچی ہمراہ لیکر شہزادہ بادشاہ سے ملنے گیا ۱۱ شوال ۱۰۲۶ھ کو بادشاہ کی خدمت مین وہ حاضر ہوا۔ آداب کورنش و زمین بوس کے بعد اسکو بادشاہ نے جھروکہ پر طلب کیا اور غایت محبت و شوق سے بے اختیار اپنی جگہ سے اوٹھکر اوس کو گلے لگایا۔ جسقدر ادب اور فروتنی مین زیادہ مبالغہ کرتا تھا بادشاہ اتنا ہی زیادہ اسپر عنایت و شفقت کرتا تھا۔ باپنے بیٹے کو اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔ شہزادے نے ہزار اشرفی و ہزار روپیہ بطور نذر کے اور ہزار روپیہ برسم تصدق کے پیش کیا۔ چونکہ وقت اسکا مقتضی نہ تھا کہ وہ اپنی ساری پیشکش گذرانتا صرف فیل سرناک کو کہ عادل خان کے فیلون کی پیشکش کا سر حلقہ تھا اور صندوقچہ جواہر نفیس کو اوسوقت نذر مین گذرانا۔ بعد اسکے بخشیونکو حکم ہوا کہ امرا جو شاہزادہ کے ساتھہ آئے ہیں بہ ترتیب منصب ملازمت میں لائیں۔ اول خان جہان نے سعادت ملازمت سے سرافرازی پائی اوس کو بادشاہ نے اپنے پاس بلا کر قدمبوسی کی دولت سے ممتاز کیا ہزار مہر و ہزار روپیہ و صندوقچہ جواہر اور مرصع آلات سے بھرا ہوا پیشکش مین دیا۔ اسکی پیشکش سے بادشاہ نے پنتالیس ہزار روپیہ کی قیمت کی چیزین پسند کین۔ بعد ازان عبداللہ خان آستانبوس ہوا سو مہر نذر دین پہر مہابت خان آستانبوس ہوا سو مہر و ہزار روپیہ نذر کیا۔ اور ایک گرہ جواہر و مرصع آلات کی پیشکش مین

جس کی قیمت ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ تھے ازانجملہ ایک لعل گیارہ مثقال کا تہا وہ ایک فرنگی
اجمیر میں بیچنے لایا تھا دو لاکھ روپیہ قیمت مانگتا تہا۔ اور جوہری اوسکی اسّی ہزار قیمت آنکتے
تھے اسواسطے اوسکا سودا نہ بنا۔ اولٹا لے گیا جب وہ برہان پور میں آیا تو مہابت خان نے
اوس سے ایک لاکھ روپیہ کو خریدا۔ بعد ازان راجہ بہار سنگہ نے ملازمت کی ہزار روپیہ اور
قدرے جواہر مرصع آلات پیشکش میں گذرانے ایسے ہی داراب خان پسر خانخانان و
سردار خان برادر عبداللہ خان و شجاعت خان عرب دیانت خان و شہباز خان و معتمد خان
بخشی واو دارام کہ نظام الملکی سردارون میں معتمد تھا اور شاہزادہ خرم کے قول پر آیا تھا
اور دولت خواہون کی سلک میں منتظم ہوا تھا اور امرا بہ ترتیب منصب ملازمت کی
بعد ازان عادل خان کے وکلا زمین بوس ہوئے پہلے اس سے شاہزادہ خرم کو فتح رانا کی
جلدو میں منصب بست ہزاری و دو ہزار سوار مرحمت ہوا تہا اور جب دکن کی تسخیر کے لیے روانہ
ہوا تہا خطاب شاہی سے مخصوص ہوا۔ اب اس شائستہ خدمت کے جلدو میں منصب
سی ہزاری و بیس ہزار سوار اور خطاب شاہجہان عنایت ہوا۔ اور حکم ہوا کہ تخت کے
نزدیک ایک صندلی بچہائی جایا کرے اوس پر وہ بیٹھا کرے۔ اسی شہزادہ کے حال پر
یہ خاص عنایت ہوئی خاندان تیموریہ میں یہ رسم پہلے نہ ہوئی تھی۔ اور پچاس ہزار
کا خلعت عنایت ہوا۔ نورجہان نے بھی شاہجہان کی فتح کا جشن کیا اور تین لاکھ روپیہ
خرچ کیا۔ شاہجہان نے دو لاکھ روپیہ کی پیشکش اپنی والدہ نورجہان کو دی اور ساٹھ ہزار
روپیہ اور ماؤن کو نذر کیا اور اوسکی نذرون میں سے بیس لاکھ روپیہ کی نذریں قبول
ہوئیں غرض بائیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اوسکا نذرون میں خرچ ہوا۔

جہانگیر نے سُنا تھا کہ خلفاء بنی عباس بغدادی کبوترون کو نامہ بری سکھاتے تھے بادشاہ
نے بھی کبوتر بازون کو حکم دیا کہ کبوترون کو یہ کام سکھائیں ان کبوتر بازون نے چند جوڑے
ایسے آموختہ کیے کہ اول روز میں مانڈو سے وہ پرواز کرتے اگر بارش کی کثرت ہوتی تو
دو پہر میں ورنہ میں ڈیڑہ پہر میں اور اگر ہوا صاف ہوتی تو اکثر ایک پہر میں اور بعض کبوتر

چار گھڑی میں برہان پور میں پہنچ جاتے +

جب شہنواز خان ملک عنبر سے لڑنے گیا ہے تو آدم خان حبشی و جادو رائے و بابو رائے کانئیہ و داد ارام ادر چپنا اور امرا نظام الملکی ملک عنبر سے جدا ہو کر شہنواز خان پاس آ گئے تھے عنبر کی شکست کے بعد عادل خان کی ملائمتون سے اور ملک عنبر کے فریب سے اونہون نے بادشاہ کی دولتخواہی ترک کی عنبر نے آدم خان سے قران کی قسم کھا کر اوس کو دہوکہ دیا اور فریب سے پکڑ کر قلعہ دولت آباد میں محبوس کیا - اور پھر مار ڈالا - بابو رائے کانئیہ اور اودا رام عادل خان کی سرحد میں گئے - عادل خان نے اونکو اپنے ملک میں اہ نہ دی چند روز بعد بابو رائے کانئیہ کو ایک دوست نے فریب سے پکڑ مار ڈالا عنبر نے اودا رام سے لڑنے کو لشکر بھیجا اودا رام نے اوسکو شکست دی اور وہ مع اہل و عیال شاہجہان پاس چلا آیا - بڑا منصب پایا +

جہانگیر نے اپنی مدت عمر میں فیل کا شکار نہیں کیا تہا اور اوسکو ولایت گجرات کے دیکھنے اور دریائے شور کے تماشے کا بڑا شوق تھا اور قراولون نے جا کر فیلہائے صحرائی کو دیکھ کر شکار کی جگہ قرار دی تھی تو اوسکے دل میں آیا کہ احمد آباد کی سیر اور سمندر کا تماشا دیکھنے اور مراجعت کے وقت کہ ہوا گرم ہوگی اور فیل کے شکار کا موسم ہوگا - اس شکار کو کر کے دار الخلافہ میں آئے - وہ مانڈو سے ماہ آبان میں صوبہ گجرات کو چلا - منزل بہ منزل طے کر کے یکم دی کو تال جھسود (جھنود) میں پہنچا - اس منزل میں رائے مان سردار پیادہ ہائے خدمتی روہو مچھلی کا شکار کر کے لایا - بادشاہ کو مچھلی کا گوشت بہت پسند تھا خصوصاً روہو مچھلی کا کہ ہندوستان میں سب قسم کی مچھلیون میں بہتر ہے - اور گیارہ مہینے سے باوجود تلاش کے اوسکو یہ مچھلی بھی ہاتھ نہ آئی تھی اوسے کھا کر وہ بہت خوش ہوا - اور رائے مان کو ایک گھوڑا انعام دیا اگرچہ گجرات کی حد داہاد (داہاد اصل میں دو حد ہے وہان سے مالوہ و گجرات کی راہیں جدا ہوتی ہیں) سے شروع ہوتی ہے مگر کل چیزون میں صریح اختلاف ظاہر ہوتا ہے صحرا اور زمین اور ــــــ سے آدمیون کی وضع ہی نرالی ہے زبانین ہی کچھ اور ہیں جو راہ میں جنگل نظر آتے ہیں انمیں درخت میوہ دار مثل انبہ و کھرنی و تمر ہندی کے لگے ہیں

زراعت کی محافظت کا مدار زقوم کی خار بست پر ہے مزارعین اپنے مزرعہ کے گرد زقوم لگاتے ہیں
اور ہر قطعہ زمین کو جدا کرتے ہیں اور درمیان میں آمد و رفت کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں
یہ سارا ملک ریگستان ہے تھوڑی آمد و رفت و ازدحام سے اسقدر گرد و غبار اڑتا ہے کہ آدمی
کا چہرہ مشکل سے نظر آتا ہے اسلئے بادشاہ نے کہا کہ احمد آباد کا نام اب گرد آباد رکھنا چاہیے
جہانگیر لکھتا ہے کہ ساحل دریائے شور پر میں آیا کھنبایت بڑا پرانا بندرگاہ ہے
برہمن کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال اسکی بنا پر گذر گئے ہیں ابتدا میں اسکا نام ترنباوتی تھا
اس میں راجہ ترنبک کنوار حکومت کرتا تھا۔ اگر راجہ کے باب میں جو برہمن کتھا بکھانتے
ہیں وہ لکھی جائے تو طول ہو اسلئے مجملاً یہ بیان ہے کہ جب اوسکے پوتے پڑوتے راجہ
ابھے مان پر ریاست کی نوبت آئی تو قضاء آسمانی سے اس شہر پر ایک بلا نازل ہوئی
اسقدر گرد و خاک کا طوفان اٹھا کہ تمام عمارات اور منازل شہر خاک کے نیچے چھپ گئیں اور
آدمیوں کی حیات کی بنیاد زیر و زبر ہوئی اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے ایک
بت نے جسکی پرستش راجہ کرتا تھا راجہ کو اس حادثہ کے آنے کی اطلاع دی تھی راجہ مع
اپنے اہل و عیال کے جہاز میں چلا آیا تھا اور اس بت کو مع ستون کے ساتھ لایا تھا اتفاقاً جہاز بھی طوفان
بلا سے شکستہ ہوا مگر راجہ کی زندگی کی باقی تھی اس ستون کے ذریعہ سے اوسکی کشتی وجود ساحل
سلامت پر پہونچی اوسنے پھر اس شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس ستون کو آبادانی کی علامت
کے لئے اور آدمیوں کے جمع ہونے کے لئے کھڑا کیا۔ ہندی زبان میں ستون کو کھنبہ و
استمبہ کہتے ہیں اس نسبت سے تھنبت نگری اور کھنباوتی اوسکو کہنے لگے۔ یا راجہ کے
نام کی مناسبت سے ترنباوتی کہتے ہوں۔ کھنباوتی کثرت استعمال سے کھنبایت ہوگیا —
ہندوستان کے بڑے بندروں میں سے وہ ہے اور دریائے عمان کے جوروں میں سے ایک
جور میں واقع ہے۔ اس جور کا عرض سات کوس اور طول قریب چالیس کوس کے تخمیناً
ہے جور میں جہاز نہیں آتا۔ بندر گوگہ میں کہ کھنبایت کے توابع میں سے ہے اور سمندر
کے قریب ہے۔ جہاز لنگر ڈالتے ہیں اور وہاں سے اسباب کو غرابوں میں بھر کر بندر کھنبایت

لاتے ہین اور اس طرح جہازون مین اسباب لادنے کے لیئے غرابون مین اسباب لی جاتے ہین
بادشاہ کے آنے سے چند غراب بنادر فرنگ سے کھنبایت مین آئے تھے اور خرید و فروخت
کرتے تھے اور مراجعت کا ارادہ رکھتے تھے یکشنبہ کو وہ سب غرابون کو راستہ کرکے
بادشاہ کے روبرو لائے اور رخصت لیکر اپنے مقصد پر متوجہ ہوئے۔ بادشاہ نے
خود ایک غراب مین بیٹھ کر ایک کوس سمندر کی سیر کی +

سلاطین گجرات کے زمانہ مین اس بنادر کا تمغا بہت تھا اور اب شاہ جہانگیر کا
حکم تھا کہ چالیسوین حصہ سے زیادہ تمغا نہ لیا جائے اور بنادر مین دسوان اور آٹھوان حصہ
لیتے تھے اور تجار اور آنے جانے والون کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تھے اور
مراجعت کرتے تھے جدہ کہ بندر مکہ ہے چوتھائی لیتے تھے بلکہ اوس سے زیادہ اس پر
قیاس کرنا چاہیئے کہ حکام سابق کے زمانہ مین بنادر گجرات سے کسقدر روپیہ لیا جاتا تھا
اب جہانگیر نے کل ممالک محروسہ کے تمغا کہ حساب سے باہر ہے معاف کردیا اور اس کی قلمرو
مین تمغا کا نام مٹ گیا +

ان دنون مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر و روپیہ سے آدھا سکہ ٹنکہ طلا نقرہ جاری کیا جائے
ٹنکہ طلائی کی ایک طرف لفظ جہانگیر شاہی سنہ ۱۰۲۷ اور دوسری جانب ضرب کھنبایت سنہ ۱۲
جلوس منقش ہوا اور سکہ ٹنکہ نقرہ میں ایک رخ پر ٹنکہ کے درمیان مین لفظ جہانگیر شاہی
سنہ ۱۰۲۷ اور دور پر یہ مصرع۔ بزد این سکہ زر شاہ جہانگیر ظفر پرتو
ٹنکہ کے درمیان ضرب کھنبایت سنہ ۱۲ جلوس اور دور پر یہ مصرع دوم۔ بس از فتح دکن
چو در گجرات از ماندو + کسی عہد میں ٹنکہ سوا تانبے کے سکہ نہ ہوا۔ طلا و نقرہ کا ٹنکہ جہانگیر
کا اختراع تھا نام اوسکا ٹنکہ جہانگیری تھا۔ اب بادشاہ احمد آباد کی طرف چلا راہ میں
بادشاہ نے دیکھا کہ اہل گجرات کا قاعدہ ہے کہ وہ دیواریں بنا دیتے ہیں کہ بوجھ اوٹھانے
والے تھک جاتے ہیں تو اسپر اپنا بوجھ دوسرے کی مدد بغیر رکھ دیتے ہیں اور اوٹھا لیتے ہیں
بادشاہ کو اہل گجرات اس طرح دیوار بنانا بہت خوش معلوم ہوا اوس نے سارے بڑے

بڑے شہرون میں اس قسم کی دیوارین بادشاہ کی طرف سے بنانے کا حکم دیدیا چنانچہ انمیں سے بعض ابتک آگرہ میں موجود ہیں۔ دوسلونگو گارڈ کمراایک بڑی نسل کھہ دیتے ہین بادشاہ مانڈو سے کھنبایت جبن راہ سے گیا وہ ۱۲۴ کوس تھی ۴۸ کوچ اور ۳۰ مقام کئے اور ادہر کھنبایت میں بادشاہ دس روز رہا اور کھنبایت سے احمدآباد ۲۱ کوس ہے پانچ کوچ دو مقام میں طے کئے مجملا اس سفر کا بیان یہ ہے کہ مانڈو سے کھنبایت تک اور کھنبایت سے احمدآباد تک ۱۴۵ کوس دو مہینے پندرہ روز میں طے کئے ۳۳ کوچ ۴۲ مقام۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ احمدآباد کی تعریف جیسی سنی تھی ویسا اوسکو نہ دیکھا اگرچہ بازاروں کے رستے عریض ووسیع ہیں لیکن دکانین وسعت بازار کی مناسبت سے نہیں بنائیں عماریتیں اوسکی سب لکڑی کی ہیں دکانون کے ستون پتلے۔ کوچہ وبازار پر گرد وغبار عمارات شاہی خراب وویران۔

فتح ولایت خورده +

مکرم خان ولد معظم خان صاحب صوبہ اڑلیسہ کی عرضی آئی کہ اوسنے ولایت خوردہ کو فتح کیا اور وہان کا راجہ راج جیندرہ بھاگ گیا۔ خانزادون میں مکرم خان لائق تربیت تھا۔ اوسکے منصب کا اضافہ ہوا اور سہ ہزاری ذات ودو ہزار سوار ہوا نقارہ واسپ وخلعت سے سرافراز ہوا ولایت اڑلیسہ وگولکنڈہ کے درمیان دو زمیندار تھے۔ ایک راجہ خوردہ دوم راجہ مہندرہ۔ ولایت خوردہ تو خود بادشاہی ملازمون کے تصرف مین آئی امید ہے کہ راج مہندرہ بھی قبضہ شاہی مین آجائے۔

سیوڑوں کا اخراج +

سیوڑون کا گروہ اکثر بلاد ہند مین ہوتا ہے خصوصًا ملک گجرات میں جہان سودے کی خرید وفروخت کا مدار بنیون پر ہے اور وہ ان سیوڑون کے بڑے معتقد ہوتے ہیں اسلئے یہان سیوڑے بہت رہتے ہیں بتخانون کے سوا بنیون نے مکان اونکے رہنے اور عبادت کرنے کے واسطے بنادئے ہیں یہ مکان حقیقت مین دار الفساد ہیں سیوڑون کے پاس اپنے زن ودختر کو بھیجتے ہیں اصلا حیا وناموس کا پاس نہیں کرتے بادشاہ نے اطراف میں فرمان بھجوا دئے کہ جہان اوسکی قلمرو میں سیوڑہ ہو اوسکو خارج کردین +

جب دریاؤ بہمی کے کنارہ پر بادشاہ کی منزل ہوئی تو زمیندار جام زمین بوس ہوا اسکا نام جیا تہا اور اسکا لقب جام تھا جو شخص جانشین ہوتا ہے اوس کو جام کہتے ہیں ملک گجرات کے عمدہ زمینداروں میں سے ہے بلکہ ہندوستان کے نامی راجاؤن میں سے ہے اسکا ملک دریائے شور سے ملا ہوا ہے پانچ چھہ ہزار سوار ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہے اور کار کے وقت دس بارہ ہزار سوار جمع کرلیتا ہے۔ اوسکی ولایت مین گھوڑے اچھے ہوتے ہین اسپ کبھی دو ہزار روپیہ تک فروخت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے جو جہانگیر نامہ لکھا تھا اوسکی نسبت حکم ہوا کہ ایک جلد اوسکی بنالی جائے کہ وہ بندہ ہائے خاص کو مرحمت ہو۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ اتوار کی رات ۲۳ ربیع الاول ۱۰۲۷ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۸ء کو حضرت نیر اعظم جو عالم کا عطیہ بخش ہے برج حمل میں آیا۔ اور نیاز مند درگاہ الہی کا تیرہوان سال سنہ جلوس اور اکیاونوان سال عمر کا شروع ہوا۔

میر جملہ عرف میر محمد امین اول دفعہ عراق سے آیا تہا تو قطب الملک گلکنڈہ کا ملازم ہوا تہا اعتبار پیدا کرکے صاحب اختیار سلطنت ہو گیا تہا۔ مگر جب اوسکے بعد اسکا برادرزادہ سلطان محمد بادشاہ ہوا میر جملہ کی اوس سے موافقت نہ ہوئی وہ عادل خان بیجاپور پاس گیا تو وہان بھی حسب مدعا صحبت گرم نہ ہوئی۔ ایران چلا گیا۔ باوجودیکہ جواہر اور اور تحائف ہندوستان سے قیمتی ایک لاکہہ روپیہ کے شاہ عباس کی نذر میں دئے مگر بادشاہ کی طرف سے کوئی نفع ایسا نہین حاصل ہوا کہ اسے آبرو حاصل ہوتی اسلئے وہ جہانگیر کے پاس چلا آیا۔ پچاس ہزار روپیہ کی قیمتی پیشکش دی بادشاہ نے اوس پر بہت عنایت کی۔

بادشاہ موضع سلجار امین آیا جہان سے شکارگاہ ڈیڑہ کوس ہے دوسرے روز وہ اپنے بندہائے خاص کے ساتھ شکار فیل پر متوجہ ہوا۔ ہاتھیون کی چراگاہ کوہستان میں واقع ہے اور اس مین فراز و نشیب بہت ہیں۔ اسمین پیادہ چلنا مشکل ہے پہلے سوارون اور پیادون نے جنگل کو گھیرا اور جنگل کے باہر ایک درخت پہ بادشاہ

بیٹھنے کے لئے ایک تخت چوبی بچھایا۔ اور اوس کے اطراف مین چند درختون پر اور امیرون کے لئے نشیمن بنائے۔ سو فیل نر و مادہ مستحکم کمندون کے ساتہہ رکھے گئے اور بہت سی مادہ فیل آبادہ رکھی گئیں اور ہر فیل پر دو نفر فیل بان قوم جرکہ کے مقرر تھے۔ قوم جرکہ کے ساتہہ ہاتھی کا شکار مخصوص ہے۔ یہ مقرر ہوا تھا کہ فیلہاء صحرائی کو جنگل کے اطراف سے بادشاہ کے روبرو لائیں وہ شکار کا تماشا دیکھے۔ اتفاق سے جس وقت اطراف سے جنگل میں آئے درختونکی انبوہی اور زمین کی بلندی و پستی کی کثرت سے سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا اور قمرغہ کی ترتیب جاتی رہی جنگلی ہاتھی سیمہ ہر طرف دوڑنے لگے اور اس جانب میں بہت زیادہ آئے۔ خوف یہ تہا کہ جنگل سے باہر نہ نکل جائیں خانگی ہاتہیون نے آگے جا کر اونکو باندہ لیا مگر بہت ہاتھی ہاتہہ نہ آئے۔ صرف دو نفیس ہاتھی بندی مین آئے وہ بہت خوبصورت اور اصیل تھے جیسے کہ وہ مینت ہاتھی رہتے ہین اوسکو رکشش بہاری یعنی دیو کہتے ہین اس سبب سے ان ہاتہیون کے نام بادشاہ نے راون سر و پاون سر رکہے جو دیوون کے نام ہیں

بادشاہ شکارگاہ سے احمد آباد میں پہر آیا۔ گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے اوسنے سخت بہت اوٹھائی تھی اور آگرہ تک جانے میں بھی مسافت بعید طے کرنی پڑتی تھی۔ اوسنے اسلئے ارادہ کیا کہ موسم گرما میں آگرہ نہ جاؤن۔ اوسنے ملک گجرات کی برسات کی بہت تعریف سنی تھی اور احمد آباد کی برشکال بڑی شہرت رکھتی تھی اور آگرہ مین وبا پھیلی ہوئی تھی اور بہت آدمی مرتے تھے اسلئے وہ احمد آباد میں آیا۔ یہان ان دنون میں گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے آدمیون مین بیماری پھیل رہی تھی اور اہل شہر و لشکر میں بہت تھوڑے آدمی تھے جو دو تین روز اس بلا میں مبتلا نہ ہوئے ہون تپ محرق ہوتی تھی یا اعضا میں درد ہوتا تہا اور دو تین دن یہ مرض بہت آزار دیتا تھا صحت کے بعد ضعف و سستی کا اثر باقی رہتا تہا۔ مگر جانون کی خیر تھی بہت کم آدمی مرتے تھے۔ گجرات کی آب ہوا کا قوام بگڑا ہوا تھا۔ اسلئے بادشاہ یہان آنے سے پشیمان تہا۔ بادشاہ بیمار ہوا تو اوسنے کہا کہ مین حیرت میں ہون کہ بانی شہر نے کیا خوبی اور لطافت اس سرزمین بے فیض میں دیکھی تھی کہ یہان شہر آباد کیا۔ ہوا اسکی

احمد آباد میں بادشاہ کا دوبارہ آنا اور احمد آباد

مسموم زمین اوسکی کم آب۔ رنگ بوم اور گرد وغبار اس حد پر جسکا بیان پہلے ہوا۔ پانی نہایت ناگوار۔ رودخانہ کہ کنار شہر پر واقع ہے برسات کے سوا ہمیشہ خشک رہتا ہے۔ کنوئیں اکثر کھاری و تلخ۔ سواد شہر میں جو تالاب ہیں وہ دہوبیون کے صابن سے چھاچھ بنے ہوئے ہیں۔ جو لوگ صاحب مقدور ہیں۔ اونہون نے گھروں میں برکہ بنا رکھے ہیں برسات کا پانی اس میں بہرتے ہیں اور اسکو سال بہر تک پیتے ہیں۔ ایسے پانی کی مضرتیں ظاہر ہیں کہ نہ جسکو ہوا لگے نہ بخارات نکلنے کی جگہہ ملے۔ شہر کے باہر نہ جائیے سبزہ و ریاحین کے گرد تمام زقوم زار ہے جو ہوا زقوم زار پر چلے اسکا فیض معلوم ع
اسے مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم + پہلے مین نے اسکا نام گرد آباد رکھا تھا۔ اب مین نہین جانتا کہ کوہستان نام رکھون یا بیمارستان یا زقوم زار یا جہنم آباد۔ اس مین یہ سب صفات ہین۔ اگر برسات کا موسم مانع نہ ہوتا تو اس محنت سرا مین ایک دم توقف نہ کرتا اور سلیمان کی طرح ہوا میں اُڑ جاتا اور اپنے آدمیون کو رنج و محنت سے خلاص دیتا۔ اس شہر کے آدمی نہایت ضعیف دل و عاجز ہیں اس احتیاط کے سبب سے کہ مبادا کہیں اہل زور و تعدی و ستم کیسے خانہ ملکی میں تر پڑ ہیں در فقرا اور مساکین کے احوال کے مزاحم ہون اور قاضی اور میر عدل و ملی سود دیدگی کے سبب سے مداہنت کرین اور ان ستم پیشون کو ستم سے باز نہ رکھ سکیں جس روز سے اس شہر میں بادشاہ آیا باوجود حدت و حرارت ہوا کے ہر روز دوپہر کی عبادت سے فارغ ہوکر جھروکہ میں کہ دریا کی طرف ہے ۔ تین گھنٹہ بیٹھتا۔ اسکے سامنے کوئی در و دیوار ویسا دل و چہ بدار حائل و مانع نہ تھا۔ وہ بمقتضائے عدالت دادخواہون کی فریاد سنتا ستم پیشیوں کو جرائم و تقصیرات کے موافق سزا دیتا ایام ضعف و درد و الم مین بھی ہر روز بدستور جھروکہ مین آکر تن آسانی کو اپنے اوپر حرام کرتا۔

بہر نگہبانیٔ خلق خدا	شب نکنم دیدہ بخواب آشنا		
از پئے آسودگیٔ جملہ تن	ہیچ نپسندم بہ تن خویشتن		

جہانگیر لکہتا ہے کہ کرم الٰہی سے عادت ایسی ہوئی ہے کہ رات مین دو تین گہنٹہ سے زیادہ میرے وقت کو خواب تاراج نہیں کرتا اس میں دو فائدے منظور تھے ایک یہ کہ ملک سے آگاہی ہو۔ دوم بیداردلی یادحق میں ہو حیف ہی کہ یہ عمر چند روزہ غفلت مین گذرے ایک خواب گران آگے آنے والا ہے جسمین بیداری خواب میں بھی نہین دیکہو نگا ایک لمحہ بھی یادحق سے غافل ہونا نہیں چاہئے۔ باش بیدار کہ خواب عجبے در پیش است

اسی دن شاہجہان کو بھی تپ آئی دس روز تک اوسنے اوسکی کوفت اوٹہائی اس قدر ضعیف ہوگیا کہ ایک مہینے کا بیمار معلوم ہونے لگا۔ خافی خان لکہتا ہے کہ احمد آباد مین بادشاہ بیمار ہوا۔ اسلئے اوسنے اوسکی یہ خاک اوڑائی ورنہ احمد آباد ایسا شہر ہے کہ صاحب طبع و باسلیقہ کے نزدیک ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ مین فرو شاہجہان آباد کے بعد ہی اور کوئی اور معمورہ اوسکے مقابل کا نہیں ہے خصوصاً و فور ارزانی سے اکثر اشیائے ماکولات و فواکہ بہم پہونچتے ہیں بلاد ایران و توران و امصار جہان میں یہان کے انواع اقسام اقمشہ نفیسہ و تحفہ غریبہ فخر رکہتے ہیں۔ یہان ہر سال تجار لاکہون روپیون کی ہر ایک جنس ادنی و اعلیٰ خرید کرتے ہیں اور ہفت اقلیم کی اطراف و اکناف سے آجاتے ہیں۔ یہان خربوزہ سات مہینے بکتا ہے۔

احمد بیگ خان کابلی کہ کشمیر کی حکومت پر سرافرازی رکھتا تہا اوس نے تعہد کیا تہا کہ دو سال کے عرصہ میں ولایت تبت و کشتوار کو میں فتح کر دونگا۔ یہ وعدہ اسکا منقضی ہوا اور اس خدمت کا انصرام نہ ہوا اسلئے اوسکو بادشاہ نے معزول کیا اور دلاور خان کاکر کو کشمیر کا صاحب صوبہ بنایا اوسنے خط تعہد لکہہ دیا کہ دو سال مین تبت و کشتوار فتح کردون گا۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ پہلے سکون مین ایک طرف میرا نام اور دوسری طرف ٹکسال کا مقام و ماہ و سنہ جلوس نقش ہوتا تہا۔ ان دنون میں مجہے یہ سوجہی کہ پہلے کسی کو نہ سوجہی تہی کہ بجائے ماہ کے اس برج آسمانی کی صورت منقش ہوا کرے جو اس ماہ سے منسوب ہے مثلاً ماہ فروردین

یہ سکہ تیار ہوا اوسکے اوپر برہ کی شکل اور جو اُردی بہشت میں تیار ہوا وسپر ثور کی شکل اور اسطرح جس ماہ میں جو سکہ تیار ہوا اسطرح کی صورت اوسپر منقش ہو جسمیں نیر اعظم طالع ہو۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے سر میں درد ہوا اور آخر کو تپ آنے لگی شراب معتاد بھی نہ پی آدھی رات کو خمار کا اثر اور تپ کی تکلیف پر اور زیادہ ہوا صبح تک بستر پر تڑپتا رہا دوسرے دن آخر روز میں تپ میں تخفیف ہوئی حکیموں سے پوچھ کر دو ثلث معتاد شراب پی۔ اطبا نے مونگ کا پانی اور سبحو پینے کی تاکید کی مگر میں نے نہیں پی اور میں نے کہا کہ جبسے مجھے شعور ہوا ہے مجھے یاد نہیں کہ میں نے ایسے شوربے پئے ہوں امید ہے کہ اسکے بعد بھی اوسکے پینے کی حاجت نہ ہو کہانا میرے روبرو لائے طبیعت نے رغبت نہ کی غرضکہ تین روز و دو شب فاقہ ہوا اگرچہ تپ ایک رات دن آئی تھی مگر ضعف و بے طاقتی اس حد پر تھی گویا کہ میں مدتوں سے صاحب فراش تھا۔ اشتہا مطلق نہیں رہی تھی اور طعام پر رغبت نہ ہوتی تھی۔

سپہ سالار اتالیق خانخانان نے اس مشہور مصرع پر غزل کہی۔ ہر رگ گل زحمت صد خار می باید کشید۔ اور بادشاہ نے یہ مطلع بدیہہ کہا ؎

ساغر مے بر رخ گلزار مے باید کشید ابر بسیار است مے بسیار مے باید کشید

یہ اتفاق کی بات ہے کہ یہ اوپر کا مصرعہ جامی کا بطور ضرب المثل کے زبان زد خلائق ہے۔ ابو الحسن مصور تھے جسکا خطاب نادر الزمان تھا جہانگیر کی مجلس جلوس کی تصویر جہانگیر نامہ کے دیباچہ میں کھینچکر پیش کی۔ بادشاہ نے اوسکی بڑی تحسین اور آفرین کی۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ ذوق تصویر و مہارت تمیز اس درجہ پر میرے پہنچی تھی کہ گذشتہ و حال کے مصوروں استادوں کے کام جو میرے سامنے آتے تھے بغیر اسکے کہ مصور کا نام مذکور ہو میں فوراً دیکھتے ہی بتا دیتا تھا کہ یہ کام فلان مصور کا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مجلس ہوتی جسمیں چند چہرے ہوتے اور ہر ایک چہرہ ایک استاد کا کھینچا ہوا ہوتا تو میں بتا دیتا کہ ہر چہرہ کس مصور کا بنایا ہوا ہے اور اگر ایک صورت میں چشم و ابرو کوئی دوسرا مصور بنا دیتا تو میں سمجھ جاتا کہ اصل چہرہ کس نے بنایا ہے اور چشم و ابرو کس نے بنائے ہیں۔

خانخانان نے ایک فوج لبسر کردگی اپنے بیٹے امیر اللہ کے گونڈوانہ میں اس غرض سے بہیجی کہ خاندیس کے زمیندار پلچو پاس جو ایک کان الماس ہے اوسپر تصرف کرے۔ زمیندار نے لشکر شاہی کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر دیکہا کان الماس حوالہ کی داروغہ بادشاہی وہان مقرر ہوا یہان کا الماس اصالت ونفاست میں ساری قسم کے الماسون مین امتیاز رکہتا ہے اور جوہریون کے نزدیک وہ نہایت معتبر اور نکیا اندام و بہتر تر و برتر ہوتا ہے۔ دوسری کان کوکرہ میں ملک بہار کے اندر ہے جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے کہ وہان ندی مین سے ہیرا نکلتا ہے۔ سوم کرناٹک کی ولایت میں قطب الملک کی سرحد سے پچاس کوس پر الماس کی چار کانیں زمینداروں کے تصرف مین ہیں الماس وہان کا اکثر پختہ ہوتا ہے۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ جہانگیر نامہ میں وقایع دوازدہ سالہ لکہے گئے ہیں تو مینے کتاب خانہ کے متصدیون کو حکم دیا کہ ان دوازدہ سالہ احوال کو یک جلد مین کر کے نسخہاء متعدد ترتیب و کہ بندہاء خاص کو میں عنایت کرون اور کل بلاد مین بہیجون کہ ارباب دولت واصحاب سعادت دستور العمل روزگار بنائیں۔ ایک واقعہ نویس جہانگیر نامہ تمام لکہکر اور جلد بند ہوا کر میرے روبرو لایا۔ وہ اول نسخہ تہا جو ترتیب ہوا اوسکو مین نے اپنے بیٹے شاہجہان کو دیا میں اسکو ساری چیزون کے لئے تمام بیٹون میں مقدم جانتا تہا۔ اور پشت کتاب پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلان تاریخ فلان مقام میں اپنے فرزند کو یہ جہانگیر نامہ عنایت کیا امید ہے کہ اوسکے مطالعہ سے دریافت کی توفیق اسکو ہوگی جس سے رضا جوئی خلایق اور دعاگوئی خلق اوسکو نصیب ہو جیو۔ بعد اس کے جو دو جہانگیر نامہ مرتب ہوئے اونمیں سے ایک ارالملکی اعتماد خان کو اور دوسرا آصفخان کے فرزند کو عنایت ہوئے۔

سبحان قلی قراول پسر حاجی جمال بلوچ کا تہا کہ وہ اکبر بادشاہ کے عمدہ قراولون میں تہا شہنشاہ اکبر کی وفات کے ہنگامہ میں اسلام خان کا نوکر وہ ہو گیا اوسنے عثمان افغان کے بہکانے سے اسلام خان کے قتل کی سازش کی۔ اسلام خان کو یہ حال معلوم ہو گیا اوس نے

اس نمک حرام کو محبوس و مقید کر کے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ اسکے رشتہ دار بہت سے نوکر تھے اونکی سفارش سے اور بلوچ خان قراول کی ضمانت سے وہ قراولوں میں بھرتی ہو گیا۔ مگر وہ بے سبب بھاگ گیا۔ بری مشکل سے وہ مقید و سلسل ہو کر بادشاہ پاس آیا اونسے اوس کے حکم قتل دیا۔ میر غضب جسقدر جلد ممکن تھا اوسکو سیاست گاہ میں لے گیا اور قتل کیا۔ کچھہ دیر کے بعد مقربین کی سفارش سے بادشاہ نے جان بخشی کی اور صرف پانون کاٹنے کا حکم دیا۔ مجرم حکم پہنچنے سے پہلے قتل ہو چکا تھا۔ اگرچہ یہ خون گرفتہ قتل کا مستحق تہا مگر بادشاہ کو اسکے مارے جانے سے بڑی ندامت ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ آیندہ اگر کسی شخص کے قتل کا حکم دیا جائے اوس کو باوجود تاکید اور مبالغہ کے آفتاب کے غروب ہونے تک نگاہ رکہو اور مارو نہیں اگر اوسوقت تک حکم نجات نہ پہونچے تو ضرور اوسکو قتل کرو۔

دولت خانہ خاص میں بازار لگتا تہا اسکا دستور یہ تھا کہ حسب الحکم صحن دولت خانہ میں شہر کے اہل بازار اہل حرفہ دکانین آراستہ کرتے تہے جواہر و مرصع آلات و انواع اقمشہ اور اقسام امتعہ جو کچھہ بازارون میں فروخت ہوتا تہا بادشاہ کے روبرو لاتے تہے جہانگیر نے حکم دیا کہ یہ بازار رات کو لگا کرے اور بہت سی فانوسیں دکانون کے روبرو رکہی جایا کرین جس سے خوب عزہ ہوا اور بادشاہ خود دکانون پر جائے اور جو چاہے خرید لائے۔ یہ بہی جہانگیر کا ایجاد تہا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ دوم رمضان سنہ ۱۰۲۷ھ کو احمد آباد سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ اوسی روز جشن وزن شمسی منعقد ہوا۔ سنہ شمسی کے حساب سے میری عمر کا پچاسوان سال شروع ہوا ضابطہ مقررہ کے موافق طلا اور اجناس سے وزن ہوا۔ موتی اور سونے کے پہول نثار کئے۔ روز جمعہ ۲۲ رمضان کو حکم دیا کہ کل مشایخ و ارباب سعادت کہ شہر میں توطن رکھتے ہیں حاضر ہون کہ میرے سامنے روزہ افطار کرین۔ تین راتیں اس وتیرہ پر گذرین ہر رات کو آخر مجلس تک کھڑا ہو کر زبانِ حال سے میں یہ کہتا تہا +

خداوندگارا تونگر توئی	توانا و درویش پرور توئی

بازار رات جہانگیری +

روزہ افطار کی +

نہ کشور کشائم نفرمان دہم — یکے از گدایان این درگہم
تو بر خیر و نیکی دہم دسترس — وگرنہ چہ خیر آید از من بکس
منم بندگان را خداوندگار — خداوند را بندۂ حق گذار

جو فقیر یہان آئے تھے وہ مدد معاش کے خواستگار تھے مین نے اونکے استحقاق کو موافق
ہر ایک کو زمین اور خرچ مرحمت کیا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ اس ملک گجرات کی آب و ہوا مجھے ناساز گار تھی حکما نے یہ صلاح بتلائی
کہ معتاد پیالہ میں کچھ کم کرنا چاہئے اونکی صوابدید سے مین نے شراب کا پیالہ کم کیا۔ ایک ہفتہ میں
بقدر ایک پیالہ کے شراب کم کی اول ہر شب کو چھہ پیالے پیتا تھا اور ہر پیالہ مین ساڑھے
سات تولہ شراب ہوتی تھی کل شراب ۴۵ تولہ ہوئی یہ معتاد شراب ممزوج کی تھی۔ اب
پانچ پیالہ پیتا ہون اور ہر پیالہ مین چھہ تولہ تین ماشہ شراب ہوتی ہے۔ کل شراب
ساڑھے اکتیس تولہ ہوئی۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ بدایع وقایع مین ہے اب سے سترہ برس پہلے اِلٰہ آباد میں مینے اپنا خدا سے
عہد کیا تھا کہ جب میری عمر کے سالون کی تعداد پچاس ہوگی تو مین شکار اور تیر و بندوق
ترک کرکے کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا۔ مقربان خاص میرے اس ارادہ پر نظر تھا
اس میری نیت پر آگاہ تہا۔ القصہ اس تاریخ مین میری عمر سن مذکور تک پہنچی یہ پچاسوین سال
آغاز ہے۔ ایکدن کثرت حدت بخار سے میرا دم گھٹا بہت تکلیف ہوئی اس حال مین الہام
غیبی سے مجھے اپنا عہد جو خدا سے کیا تھا یاد آیا اور عزیمت سابق نے میرے دل مین تصمیم
پائی۔ اور مین نے یہ قرار دیا کہ جب پچاسوان سال ور مدت وعدہ آخر ہو تو خدا تعالیٰ کی توفیق
سے اپنے والد بزرگوار عرش آشیانی کی زیارت سے مشرف ہون اور اونکی باطن قدسیہ
سے استمداد ہمت کرکے اس شغل سے باز آؤن۔ اس خیال کے آنے سے کلفت اور آزار
بھی رفع ہوئی اپنے تئین خوشوقت اور تازہ پایا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

چہ خوش گفت بہت فردوسی پاک زاد — کہ رحمت بران تربت پاک باد

میازار مورے کہ دانہ کش است   کہ جاندار دو جان شیرین خوش است

جہانگیر نے لکہا ہے جب شاہجہان کے بیٹے شجاع کو ام الصبیان ہوئی اور کسی علاج سے آرام نہ ہوا تو مینے اوسکی سلامتی کے لیے نیت کی کہ آیندہ کسی جاندار کو آزار نہ پہنچاؤنگا تو شجاع اچہا ہوگیا۔ عادل خان نے شاہجہان کے ذریعہ سے جہانگیر کی شبیہ کی درخواست کی تہی۔ جہانگیر نے ایک لعل گران بہا و لعل خاصہ کے ساتہہ مشار الیہ کو اپنی شبیہ عنایت کی اور فرمان جاری کیا کہ نظام الملک و قطب الملک کے ملک میں سے جو جگہ تصرف مین آئی وہ اوسکو انعام دیجائیگی اور جب وہ کمک و مدد چاہے شہنواز خان اوسکی کمک کے واسطے فوج بہیجے پہلے زمانہ مین نظام الملک حکام دکن میں کلان ترین تہا اور سب اوسکی کلانی کو قبول کرتے تہے اور برادر مہین جانتے تہے ان دنون میں عادل خان خدمات شائستہ کا مصدر ہوا اور اوسکو خطاب فرزندی الافرزندی ملا ہے اوسکو تمام ملک دکن کی سرداری دیگئی اور اس شبیہ کے لئے یہ رباعی خاص اپنے خط سے بادشاہ نے لکہی۔

اے سوئے تو دایم نظر رحمت ما   آسودہ نشین بسایۂ دولت ما
سوے تو شبیہ خویش کردیم روان   تا معنی ما بہ بینی از صورت ما

بادشاہ کے عبور کرنے کے لئے دریائے بہت پر خواجہ ابوالحسن میر بخشی کے اہتمام سے ایسا مضبوط پل بنایا گیا کہ بادشاہ نے ایک بڑا ہاتہی اور تین ہتنیان اوسکے استحکام کے امتحان کے لئے بہیجیں ان سب نے اوسکے اوپر سے عبور کیا اور وہ پل اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

۱۷ ذیقعد کو بادشاہ کی منزل رام گڈہ تہی۔ اسے چند شب پہلے طلوع آفتاب سے تین گہڑی پہلے کرۂ ہوا میں وہ بخار دخانی عمود کی شکل مین پیدا ہوا۔ ہر شب کو ایک گہڑی پہلے بہ نسبت پہلی شب کے وہ ظاہر ہوتا تہا۔ اوسنے اپنی شکل بالکل حربہ کی دکہائی اس کے دونو سرے باریک تہے اور کمر اوسکی موٹی اور خمدار مانند دہرہ پشت بجانب جنوب و روی بسوئے شمال اور پہر طلوع آفتاب سے ایک پہر پہلے نمودار ہوتا تہا۔
منجموں اور اختر شناسوں نے اسکا قد و قامت اصطرلاب سے ناپا تو باختلاف منظر آنہہ ۲۴ درجہ فلکی ہے

شبیہ خاص جہانگیر بعادل خان والی بیجاپور +

دریا پر پل +

ظہور ذو ذنب +

اور فلک اعظم کے ساتھ متحرک ہی اور اپنی حرکت خاصہ بھی فلک اعظم کی سمت حرکت میں رکھتا ہے
چنانچہ اول وہ برج عقرب مین ظاہر ہوا تہا پہر وہ میزان مین پہنچا۔ عرض کی جنوب کی جانب
مین زیادہ حرکت رکھتا ہے فن نجوم کے جاننے والون نے اپنی کتابون میں اس قسم کی
اجرام فلکی کا نام حربہ رکھا ہی اور لکھا ہے کہ اسکا ظہور ضعف ملوک عرب اور استیلاء دشمنان کی ملک
عرب پر دلالت کرتا ہے والعلم عند اللہ تاریخ مذکور سے سولہ راتون کے بعد جہان وہ
ظاہر ہوا تھا اسی سمت مین ایک ستارہ نمودار ہوا کہ اوسکا سر روشن تہا اور دو تین گز
اوسکی دم دراز معلوم ہوتی تہی مگر اوسکی دم میں اصلا روشنی اور درخشندگی نہ تھی ترجمہ
اقبال نامہ مین تو اوسکی تاثیرات یہ ٹھہرین کہ یہ اوسکی نحوست تھی کہ تمام ہندوستان کے
ملک مین ایسی وبا پھیلی کہ کبھی پہلے زمانہ مین نہ پھیلی تھی۔ ہندوں کی معتبر کتابون مین کبھی ایسی وبا
کا بیان نہیں ہے اس کے طلوع سے ایک سال پہلے یہ وبا آئی تھی اور آٹھہ برس تک ملک میں
پھیلی رہی اس دمدار ستارہ کے ظہور ہی کا نتیجہ یہ تھا کہ جہانگیر اور شاہجہان کے درمیان آٹھہ
سات برس تک نااتفاقی رہی کیسی خونریزی اور خاندانون کی بربادی ہوئی۔ اسی زمانہ میں
بہادر خان حاکم قندھار کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قندھار اور اوسکی نواح میں چوہون کی
ایسی کثرت ہوئی کہ اس ولایت کے کل محصولات وغلات مزروعی و سر درختی کو انہون
نے ضایع کر دیا چنانچہ چوتھائی محصول شاید وصول ہوا ہو۔ ایسے ہی فالیزوں اور باغات
کا نشان نہیں چھوڑا چند مدت کے بعد وہ آوارہ اور معدوم ہو گئے۔ اب شایستہ
ملکون میں ایسی تاثیرات کواکب کو مطلق نہیں مانتے اور ماننے والون پر ہنستے ہیں

بادشاہ اور باغبان کی حکایت

جہانگیر لکھتا ہی کہ اثناء راہ میں جوار کے کھیت پر میرا گذر ہوا ہر تنہ میں ایک
خوشہ لگا ہوا تھا مگر ایک درخت ایسا نظر آیا کہ بارہ خوشے لگے ہوئے تھے کہ اس
حال میں مجھے بادشاہ اور باغبان کی حکایت یاد آئی کہ سلاطین میں سے ایک گرم ہوا میں
ایک باغ کے دروازہ پر پہنچا۔ وہان ایک بڈھا باغبان دیکھا کہ دروازہ پر کھڑا ہے
اسے پوچھا کہ اس باغ میں انار ہے اوسنے کہا کہ ہے سلطان نے فرمایا کہ آب انار

کا ایک قدح لاؤ۔ باغبان نے اپنی لڑکی کو اشارہ کیا وہ جمال صورت و حسن سیرت رکھتی
تھی وہ فی الحال ایک قدح آب انار سے بھرا ہوا لے آئی اور چند پتے اوسکے
اوپر ڈال لائی سلطان نے اوسکے ہاتھ سے قدح لیا اور لڑکی سے پوچھا کہ ان پتوں
کے اوپر ڈالنے سے کیا تیرا مطلب ہے دختر نے زبان فصیح اور ادائے ملیح سے معروض
کیا کہ ایسی گرم ہوا مین کہ حضور چلنے سے پسینے مین غرق ہو رہے ہیں پانی ایک دم
پینا حکمت کی منافی ہے اسلئے احتیاطاً پانی کے اوپر پتے ڈال دئے تا کہ آپ آہستگی
سے اوسکو نوش جان فرمائیں سلطان کو یہ حسن ادا اوسکی نہایت خوش آئی اور اوس کے
دل میں آیا کہ اپنے محل کے خادموں مین داخل کروں پھر اوس نے باغبان سے
پوچھا کہ اس باغ کا حاصل تجھے کیا ملتا ہے اوسنے کہا کہ تین سو دینار۔ بادشاہ نے کہا کہ
دیوان کو کیا دیتا ہے اوسنے جواب دیا کہ سلطان سر درختی کا محصول کچھ نہیں لیتا ہے
بلکہ زراعت کا دسواں حصہ لیتا ہے سلطان کے دل میں آیا کہ میری مملکت مین باغ بہت ہیں
اور درخت بیشمار ہیں۔ اگر باغ کا محصول بھی دسواں حصہ لوں تو بہت روپیہ مجھے ملے
اور رعیت کا نقصان بھی کچھ نہ ہوگا اب میں حکم دونگا کہ باغات سے محصول لیا جائے۔ پھر
اوسنے کہا کہ آب انار اور لاؤ دختر گئی اور بہت دیر کے بعد آئی اور آب انار کا قدح لائی
سلطان نے کہا کہ اُس دفعہ تو جو گئی تھی جلدی آئی تھی اور زیادہ آب انار لائی تھی اِس دفعہ
بہت انتظار دکھایا۔ اور کمتر لائی۔ دختر نے کہا کہ اوس دفعہ تو ایک انار کے پانی سے قدح
بھر گیا تھا اب کی دفعہ پانچ چھ انار میں نے نچوڑے تو بھی اس قدر آب انار نہ نکلا سلطان کو
حیرت ہوئی تو باغبان نے بھی کہا کہ محصول کی برکت بادشاہ کی نیک نیت پر موقوف
ہوتی ہے میں ایسا جانتا ہوں کہ آپ بادشاہ ہیں جسوقت باغ کے حاصل کو مجھسے پوچھا
تو آپ کی نیت کچھ اور ہو گئی میوہ سے برکت دور ہوئی سلطان متاثر ہوا اور اپنے
فکر کو دل سے نکال ڈالا اور دختر سے کہا کہ ایک دفعہ اور آب انار کا قدح لاؤ وہ پھر گئی اور جلدی
سے قدح لبالب بھرا لے آئی۔ اور خندان و شادان بادشاہ کے ہاتھ میں دیا بادشاہ نے

باغبان کی فراست پر صورت حال بیان کرکے آفرین کی اور اس دختر کی خواستگاری کی یہ داستان صفحہ روزگار پر اس سلطان کی یادگار رہی القصہ ان امد معنی اثار کا ظہور عدالت کے ثمرات اور نیک نیت کے آثار ہیں جسوقت سلاطین معدلت آئین کی ہمت و نیت آسودگی خلق و رفاہیت رعایا پر ہوتی ہے تو خیرات و محصول زراعت و باغات کا ظہور مستبعد نہیں ہے للہ الحمد کہ میرے زمانہ مین سر درختی کا محصول اک ایک حبہ و ایک دام خزانہ عامرہ میں داخل اور دیوان اعلی مین واصل نہیں ہوتا بلکہ حکم ہے کہ جو شخص زمین مزروعی مین باغ لگائے تو حاصل اسکا معاف کیا جا۔ خدا میری نیت خیر کو ہمیشہ برقرار رکھے۔

س جو نیت بخیر است و حیزم داہی

راجہ باسو کے چند بیٹے تھے۔ اگرچہ سورج مل بڑا بیٹا تھا اوسکی بد اندیشی و فتنہ جوئی کے سبب سے باپ اسکو ہمیشہ محبوس رکھتا تھا اسلئے مارا صل آزردہ خاطری وہ مرگیا۔ جہانگیر نے راجہ باسو کی خدمات پر نظر کرکے اور کسی اور فرزند کے رشید اور قابل نہ ہونے کے سبب سے سورج مل کو راجگی کے خطاب سے اور منصب دو ہزاری سے سرافراز کرکے باپ کی جگہہ مقرر کردیا۔ جب ۱۱ سنہ جلوس مین مرتضی خان فتح کانگڑہ کی خدمت پر مامور ہوا تو راجہ سورج مل جو اس کوہستان مین عمدہ زمیندار تھا اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا تو اوسنے بظاہر خدمات و دولت خواہی کا تعہد کیا جب مرتضی خان نے محاصرہ کرکے اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ تو سورج مل نے صورت حال دریافت کرکے جانا کہ قلعہ عنقریب مفتوح ہوگا تو مرتضی خان کے آدمیون سے اوسنے بگاڑی اور امداد اور اعانت کی جگہہ مخالفت و مخاصمت کرنے لگا۔ مرتضی خان نے اوسکی شکایت کی عرضیان بادشاہ پاس بھیجیں راجہ نے شاہجہان سے فریاد شروع کی کہ مرتضی خان ارباب غرض کی تحریک سے میرے برباد کرنے کے درپے ہوا اور عصیان اور بغی سے متہم کیا۔ اب میری نجات کا سبب اور حیات کا باعث ہو جیسے اور اپنے پاس بلا بھیجو شاہجہان نے باپ سے یہ حال عرض کیا اوسنے مرتضی خان کو بلا لیا۔ انہیں دنون میں مرتضی خان مرگیا۔ اور قلعہ کانگڑہ کی فتح میں جب تک التوا رہا کہ دوسرا سردار بھیجا جا۔ سورج مل کو بلا کر

شاہجہان کی خدمت مین دکن بھیجا جب مہم دکن سے انفراغ ہوا تو اوسنے شاہجہان سے
عرض کیا کہ مین کانگڑہ کی فتح کا ذمہ دار ہوتا ہون۔ شاہجہان نے اوسکو اور اوسکے ساتھ
ماتقی کو ایک شائستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا جب سورج مل کا مقصد حاصل ہوا تو اوسنے
ماتقی کے ساتھ بھی خصومت اور بہانہ جوئی اختیار کی اور بکرر اوسکی شکایت کی عرضداشتیں
بھیجیں اور صاف لکھ دیا کہ میری اسکے ساتھ نہیں نبھیگی۔ اور اس خدمت کا اوس سے انصرام نہ
ہوگا۔ دوسرا سردار مقرر کیا جاے کہ یہ قلعہ جلدی فتح ہو جائے۔ ماتقی کو بھی بادشاہ نے بلا لیا
راجہ بکرماجیت ایک تازہ زور فوج کے ساتھ بھیجا راجہ نے جب جانا کہ بکرماجیت کے آگے
حیلہ و تزویر سے کام نہیں چلیگا تو اوسنے یہ شرارت کی کہ ملازمان شاہی کو اس بہانہ سے
رخصت دیدی کہ وہ مدت سے اس مہم میں لگے ہوئے ہین اور بے سامان ہین اب وہ اپنی
جاگیر مین جاکر بکرماجیت کے آنے تک اپنا سامان درست کرلیں اس سبب سے دولتخواہوں کی
جمعیت مین تفرقہ پڑ گیا اور اکثر آدمی محال جاگیر مین چلے گئے اور تھوڑے سے آدمی جب تھوڑے
رہ گئے تو بغاوت و فساد کے آثار ظاہر کئے صفی خان بارہ اپنے بھائیون سمیت اوس سے لڑا اور
جان دیدی بعضوں کے زخم کاری لگے اونکو سورجمل میدان جنگ سے پکڑ کر اپنے گھر لے گیا
ایک جماعت نے بھاگ کر جان بچائی۔ راجہ نے دامن کوہ کے پرگنات پر تعدی اور تصرف کیا
جب راجہ بکرماجیت لشکر کے ساتھ ان حدود مین آگیا تو سورج مل نے کچھ دنون یاوہ درائی
سے بسر کرنی چاہی مگر بکرماجیت اوسکی باتون مین نہ آیا۔ اوسنے جرأت اور ہمت ایسی کی کہ
سورج مل سٹی بھولا نہ وہ جنگ صف لڑا نہ قلعہ داری کی تھوڑی سی زد و خورد مین بہت
آدمیون کو مروا کے آوارہ ہوگیا اور قلعہ مو اور شہر جو اوسکے اعتضاد قوی تھے بے محنت و تعب مفتوح
ہوگئے اور اسکا ملک جسمین اوسکے باپ دادا حکومت کرتے تھے پامال لشکر شاہی ہوا اور وہ خود
گریوہ نورد ہوا۔ بکرماجیت اوسکے پیچھے پڑا۔ بادشاہ کو جب اس فتح کا حال معلوم ہوا تو حکم بھیجا
کہ قلعہ و عمارت جو اوسکی اور اوسکے باپ کی ساختہ و پرداختہ ہیں تو جڑ پیڑ سے اکھاڑ پھینکی جائیں
اور کوئی نشان اونکا باقی نہ رہے۔ بادشاہ نے اوسکے بھائی جگت سنگھ کو جو بنگال مین ادنی

خدمت پر تھا بالکرسوج مل کی جگہہ مقرر کردیا

دوشنبہ ۲۳ دی کو بادشاہ قلعہ رنتھنبور کی سیر کو گیا - دو کوہ ایک دوسرے کی برابر ہین ایک
کو رن کہتے ہین دوسرے کو تھنبور تھنبور پر قلعہ بنا ہوا ہے - ان دونوں اسمون کو
ترکیب دیکر رنتھنبور اسکا نام رکھا گیا ہے اگرچہ قلعہ نہایت مستحکم ہے اور اس مین پانی
بہت ہی لیکن کوہ رن بھی بڑا مستحکم ہے اور ایسے موقع پر واقع ہے کہ اوسکی طرف سے
قلعہ فتح ہو سکتا ہے چنانچہ اکبر نے اسی طرف سے اسکو فتح کیا تھا - اس حصار مین ہندوں
کی روش کے مکان بے ہوا اور کم فضا تھے وہ بادشاہ کے دلنشین نہ ہوئے اسلیے اُنمین
رہا نہیں - اس قلعہ مین جو مجرم قیدی تھے اونکو بادشاہ نے بلایا - ہر ایک کی جمعیت حال
اور حقیقت احوال دریافت کرکے بمقتضاے عدالت حکم فرمایا کہ سواے خونی قیدیون کے
دیگر ان قیدیون کے جنکی خلاصی سے ملک مین فساد اور آشوب ہو سب چھوڑ دیے جائیں
اور ہر قیدی کو اوسکے حسب حال خرچ اور خلعت عنایت کیا -

بادشاہ جب سے کہ اپنی دار الخلافہ آگرہ سے فتح رانا اور تسخیر ملک دکن کے لیے گیا تھا پانچ
سال اور چار ماہ بعد فتحپور مین آیا اور ... دی کی تاریخ منجمون نے آگرہ مین داخل
ہونے کے لیئے تجویز کی -

دولتخواہون کی عرائض سے مکرر یہ معلوم ہوا کہ شہر آگرہ مین مرض طاعون شایع ہے - چنانچہ
ہر روز سو آدمیون سے کچھہ کم و بیش یون مرجاتے ہین کہ اونکی بغل کے نیچے یا کش ران میں
یا گلہ مین دانہ نکلتا ہے - اس وبا کو یہ تیسرا سال ہے کہ موسم زمستان مین اوسکا طغیان ہوتا
ہے اور تابستان کے شروع مین معدوم ہوتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تین سال مین
قصبات و قریات نواحی آگرہ مین اس وبا نے سرایت کی ہے مگر فتحپور مین اصلا اسکا اثر
ظاہر نہیں ہوا - فتحپور سے آمان آباد ڈھائی کوس ہے - وہان کے آدمیون نے اس وبا
کے خوف سے ترک وطن کیا ہے اور دوسرے مواضع مین چلے گئے ہین نا گزیر حزم و احتیاط
کی رعایات کو ضروریات سمجھکر یہ مقرر ہوا کہ اس ساعت مسعود مین مبارکی اور فرخی کے ساتھ

فتحپور مین نزول ہوا اور بعد از تخفیف بیماری دار الخلافہ مین نیک ساعت مین داخل ہو
آصف خان کی بیٹی نے جو عبد اللہ خان پسر خان اعظم کی اہل خانہ ہے گو وہ ایک نقل عجیب و
غریب بیان کرتی ہے جو بالکل سچ ہے ۔ وہ کہتی ہے کہ ایک دن صحن خانہ مین ایک
چوہا نظر آیا کہ افتان خیزان بطور مستان ہر طرف جاتا ہے اور نہیں جانتا تھا کہ کہان جاتا
ہون مین نے ایک لونڈی سے کہہ کر اسکی دم پکڑ کے بلی کے آگے ڈلوا دیا ۔ بلی نے شوق سے
جا کر چوہے کو منہ مین لیا اور فی الفور اوسے چھوڑ کر بھاگی اور مرنے کے قریب ہو گئی
تریاق فاروق دینے کے لئے جو اوسکا منہ کھولا تو اوسکے تالو اور زبان دو نو سیاہ نظر آئے
تین روز تک اوسکا حال تباہ رہا چوتھے روز زندہ ہوش مین آئی ۔ پھر اس لونڈی کے
دانہ طاعون ظاہر ہوا اور سوزش اور درد کی شدت سے ایک دم آرام نہ لیتی تھی ۔ رنگ اس کا
متغیر ہوا ۔ زردی سے سیاہی کی طرف مائل ہوا اور تپ محرق ہوئی دوسرے روز مر گئی ۔ اور
اس روش سے سات آٹھ آدمی وہان ضایع ہوئے ۔ اور کئی ایک بیمار ہوئے ! اس گھر سے
جدا ہو کر باغ مین گئے جو بیمار تھے وہ یہان مر گئے ۔ پھر کسی کو دانہ نہیں نکلا بعض آٹھ
نو روز مین سترہ آدمی راہ عدم کے مسافر ہوئے ۔ جنکے دانہ نکلا ہوا ہوتا اگر اوسکو کوئی
پانی پینے کو یا کھانے کو دوسرا دیتا فوراً اوس مین یہ بیماری اثر کرتی آخر کو تو ہم انتہا کو پہنچا
کہ کوئی شخص اوسکے گرد نہ پھرتا +

چودھوان نوروز ربیع الاول ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۹ء کو واقع ہوا ۔ اس
جشن کا انصرام شاہجہان نے کیا ۔ اور ایک لاکھ روپے کے جواہر سوائے نقد و جنس کے
پیشکش مین دے گئے ۔ ان دنون مین شہنواز خان کی بہار جوانی پر صرصر اجل آئی ۔ داراب خان
اسکا بھائی اوسکے منصب پر مقرر ہوا ۔ یہ دونو بیٹے خانخانان کے ہیں ۔ شاہزادہ پرویز بھی
الہ آباد سے آکر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا ۔ خاندوران خان نے کبر سن کے سبب سے
استعفا دیا ۔ چھہ ہزار روپیہ کی جاگیر پرگنہ خوشاب مین اوسکو ملی ۔
بادشاہ نے پہلے آگرہ سے دریائے اٹک تک اور آگرہ سے بنگالہ تک دو طرفہ سڑک پر درخت

نوروز چہاردہمین ۱۴ سنہ ۱۰۲۸ +

لگوا ئے تھے اور خیابان ترتیب دینے کا حکم دیا تھا۔ ان دنون میں حکم صادر کیا کہ آگرہ سے لاہور تک ہر کوس پر ایک میل (منارہ) بنا دیں کہ وہ کوس کی علامت ہوا ور ہر تین کوس پر ایک کنوان بنائین کہ مسافرونکو آمد و رفت مین آرام ملے اور تشنگی اور تابش آفتاب سے محنت و صعوبت نہ پہنچے اور درخت لگانے کا حکم زمینداروں کو دیا گیا۔ جہان محال خالصہ تھے وہان سرا ئے بنانے کا حکم دیا اور امرا کو حکم دیا کہ اونکے تعلقہ محال جاگیر مین مکان سرا بنانے کے قابل ہو وہان سرا ئے پختہ و مسجد و چاہ بنائیں کہ مسافرون اور سپاہیوں کو آرام پہنچائیں۔ اکثر عمدہ جاگیرداروں نے بادشاہ کے اشارہ کے اور باہم ہمچشمی کے سبب چار پانچ کوس کے اندر ایک سرا بنادی۔ دیکھو کہ اس زمانہ میں نیت انام امور اخروی کے اجرا مین متصرف تھی جس سے خیر و برکت تھی۔ مگر پھر ایک زمانہ اوسکے خلاف آیا کہ ابنائے روزگار کا حال یہ ہوگیا کہ ساری بنائے دولت کے انہدام کرنے میں اور ایک دوسرے کی آبرو برباد کرنے میں ہمت لگانے لگے۔ ارباب مکنت و ثروت نے خیر و احسان کے ابواب کو ارباب حاجت کے مُنہ پر اس مرتبہ مسدود کیا کہ وہ کل نعمتہائے الٰہی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور محتاجون کی دل خراشی کے لئے تیشہ بنتے ہیں تمام اشجار میوہ دار باغات اور راہ کے سایہ افگن درختوں کو جو پہلے نیک فرجام آدمیون نے پرورش کئے تھے اور مسافرونکو آرام دیتے تھے اور قصبات و دیہات اور آبادیون کی حوالی کو زینت دیتے تھے حکام بدعاقبت اُنکے ظلم کی شر سے اور لشکریون کے ازدہ ستم سے سب کے سب عمارت و مطبخ اور چارپائیون کے کام میں آ گئے اکثر راہ کے اطراف ویران درختوں کا نشان نہیں رہا ایسی ہی سراؤں و مقبروں و مساجد کو جو مرمت طلب تھیں اونکے سنگ و خشت کو اپنے حمام و عمارت جدید میں جو ظلم و رشوت لیکر بنائیں خرچ کیا۔

اسی سال میں بادشاہ نے کشمیر کی طرف سفر کیا اثناء راہ میں متھرا میں آیا۔ یہان جاکر بندرابن کے بُت خانون کی سیر کی۔ اُنکی نسبت وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ والد ماجد کے عہد میں راجپوت امیرونکے عمارات اپنی طرز پر بنائیں اور باہر بہت تکلفات کو خرچ کیا مگر اندر

سڑکوں پر درخت لگانا اور سراؤں کا بنوانا +

جہانگیر کا سفر کشمیر ۱۰۲۹ھ ۱۶۲۰ء

اونکے چمگادڑون اور ابابیلون نے اسقدر گھر بنائے ہیں کہ اون کی بدبو سے ایکدم
نجات نہیں ہوتی ؎

از برون چون گور کافر پر حلل　　　　در درون قہر خدائے عز و جل

قراولون نے خبر دی کہ یہان شیر قریب ہے کہ رعایا کو آزار اور آسیب پہنچاتا ہے
بادشاہ نے ہاتھیون کو بھیجکر اوسکو گھر وایا اہل محل کے ساتھ سوار ہوا چونکہ بادشاہ نے
عہد کیا تھا کہ کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزار نہین پہنچاؤں گا۔ نور جہاں بیگم سے کہا
کہ بندوق لگاؤ۔ ہاتھی کو شیر کی بو سے قرار نہ تھا مگر بیگم نے ایک ہی تیر میں شیر کا کام
تمام کیا۔ جب بادشاہ اوجین میں گیا تھا تو وہ گسائیں جدروپ سے جاکر ملا تھا جسکا حال وہ
یہ لکھتا ہے کہ مین نے بہت دفعہ سُنا تھا کہ ایک سنیاسی مرتاض جدروپ نام بہت برسون
سے شہر اجین کے نزدیک گوشۂ صحرا مین آبادانی سے دور معبود حقیقی کی پرستش مین متوجہ
و مشغول رہتا ہے۔ مجھے اسکے ملنے کا شوق تھا مین کشتی سے اُترکر دو کوس پیادہ
اوسکی ملاقات کو گیا وہان مینے دیکھا کہ وہ ایک بھٹ میں رہتا ہے جسکا طول ساڑھے پانچ گز
اور عرض ساڑھے تین گرہ تھا وہ بہت ضعیف جثہ تھا نہایت تکلیف سے اس بھٹ میں وہ
جا سکتا تھا اسکا طول و عرض اتنا ہی تھا جسمیں یہ سما سکتا تھا نہ اس میں بوریا تھا نہ
فرش کا ہی تھا اس سوراخ تنگ و تیرہ میں گذر کرتا تھا۔ ایام زمستان اور ہوائے سرد میں
باوجودیکہ محض برہنہ رہتا تھا اور صرف لنگوٹی باندھتا تھا مگر کبھی آگ نہیں جلاتا تھا
جیسا کہ مولانا روم نے کسی درویش کی زبان سے یہ شعر کہا ہے۔

پوششم بار روز تاب آفتاب　　　　شب نہالی و لحاف از ماہتاب

اسکے محل سکونت کے قریب ایک تال تھا ہر روز دو دفعہ جاکر غسل کرتا تھا اور شہر اجین
میں ایک دفعہ جاتا تھا سات برہمنون کے گھر اس نے چن لئے تھے وہ صاحب فرزند تھے
اور اونکی درویشی و قناعت کا اعتقاد اوسکو تھا اونمیں سے تین کے گھر جاتا بشرطیکہ
اونکے گھرون میں کوئی آفت و ولادت نہ واقع ہوتی اور زن حائضہ ہوتی کھانے کے

پانچ لقمے وہ اوسکے لئے تیار رکھتے بطریق گدائی کف دست پر رکھ کر نگل جاتا چباتا نہیں تاکہ ذائقہ سے ادراک لذت نہ ہو۔ اسکی زلیست و زندگانی کا طریق یہ تھا وہ آدمیون کی ملاقات کا خواہان نہیں تھا بلکہ اس کی شہرت ایسی تھی کہ آدمی اوسکی زیارت کو جاتے تھے وہ دانش سے خالی نہ تھا علم بیدانت کو کہ علم تصوف ہے خوب جانتا تھا۔ چھ گھڑی اوسکی صحبت میں ہا خوب باتیں کیں گسائیں جدروپ یہاں ٹہرا ہوا آیا ہوا تھا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مین بے تکلف اوسکے گوشہ تنہائی میں گیا۔ ادر سخنان بلند درمیان مین آئیں حق جل و علا نے اوسکو عجیب توفیق عنایت کی ہے۔ فہم عالی و فطرت بلند و مدرکہ تند کے ساتھ دانش خداداد جمع ہے اور تعلقات سے اوسکا دل آزاد ہے عالم پر اور ما فیہا پر لات مارتا ہے اور گوشہ تجرید مین مستغنی و بے نیاز بیٹھا ہے۔ اسباب دنیا میں سے اوسکے پاس آدہ گز کرباس کی لنگوٹی ستر عورت کے لیے ہے اور ایک مٹی کا برتن ہے جس سے پانی پیتا ہے۔ زمستان اور تابستان و برسات مین عریان و سر و پا برہنہ بسر کرتا ہے اور ایک بھٹ مین رہتا ہے جسکے اندر جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ طفل شیر خوارہ زحمت سے جاسکتا ہے۔ یہ حکیم سنائی کی دو تین بیتیں اوسکے حسب حال ہیں ؎

گسائیں جدروپ دوبارہ ملاقات +

داشت لقمان یکے کریچے تنگ	چون گلوگاہ نائے و سینہ چنگ
بوالفضولے سوال کرد ازوے	چیست اینجا بہشتش بدست و دوپے
با دم گرم و چشم گریان پیر	گفت ہذا لمن یموت کثیر

اسکے پاس پھر ملاقات کو گیا اور رخصت ہوا۔ اسکی جدائی میرے دل کو ناگوار ہوئی۔

وزن سیر

حضرت اکبر کے عہد میں سیر کا وزن ۳۰ دام تہا میں نے اس ضابطہ کے خلاف سیر کے وزن کو نہ بدلا اور ۳۰ دام ہی رہنے دیا۔ گسائیں جدروپ نے کسی تقریب میں مجھے کہا کہ کتاب بید میں جسمیں ہمارے احکام دین تحریر ہیں سیر کا وزن ۳۶ دام لکھا ہے چونکہ آپ کے احکام اتفاقات غیبی سے ہماری کتاب کے مطابق ہوتے ہیں اگر سیر کے وزن میں ۳۶ دام مقرر فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ اسلئے مین نے حکم دیا کہ تمام میرے ممالک محروسہ مین سیر کا وزن

۳۶ دام مقرر ہو۔

یہ بھی ایک روایت ہو کہ خسرو کی آنکھون مین سلائی باپنے پھرائی تھی مگر پھر لطف پدری سے کسی عمدہ حکیم سے اوسکی آنکھون کا علاج کرایا جس سے ایک آنکھ بالکل اچھی ہوگئی اور دوسری آنکھ مین کچھ نقص رہا جعلی خسرو جو افغانستان مین پیدا ہوا تھا اوسنے اپنی آنکھون نشان کٹوریون کے لگنے کے لوگون کو دکھاے تھے۔ خسرو کی قید پر مدت گذر گئی تھی اسلیئے باپنے اوس کو محسوس کرنا اور سعادت خدمت سے محروم کرنا اپنی مرحمت سے بعید جانا۔ اوسکے جرایم معاف کرکے اوسکو بلایا اور کورنش کا حکم دیا۔

بادشاہ منزل بمنزل دہلی مین آیا اول اپنے فرزندون اور محلون کو لیکر حضرت ہمایون کی قبر پر گیا اور پھر سلطان المشایخ نظام الدین کے روضہ پر آیا۔ پھر سلیم گڈھ مین اپنے دولتخانہ مین گیا۔ پرگنہ پالم مین شکار کھیلنے گیا۔ چودہ روز مین ۳۲۶ ہرن شکار کیئے حضرت اکبر کا ارشاد تھا کہ ہرن کو جو چیتے کے منہ سے چھٹائیں گو اوسپر کوئی چیتے کا آسیب زخم نہ پہنچا ہو مگر وہ زندہ نہیں رہتا جہانگیر نے بھی اسکا تجربہ کیا تو یہ بات صحیح معلوم ہوئی۔

آغائی آغایان ۳۳ سال سے میری خدمت گذار تھی اور اب بڑی بڑھیا ہوگئی تھی ساتھ رہنے مین اوسے تکلیف ہوتی تھی اسلیئے اوسنے دہلی مین رہنے کی درخواست کی بادشاہ نے منظور کی اوسنے یہان ایک باغ و سراے و مقبرہ بنوایا۔ حاکم شہر کو حکم دیا کہ اوسکی ایسی خدمت گذاری کرے کہ کسی طرح کی اوسکو تکلیف نہ ہو۔

یہان شیخ عبد الحق دہلوی کہ اہل فضل و ارباب سعادت مین سے تھے بادشاہ کی خدمت مین آئے ایک کتاب اونہون نے بڑی محنت سے تصنیف کی تھی اس مین مشایخ ہند کا احوال لکھا تھا وہ کتاب مجھے دکھائی۔ مدت سے وہ دہلی مین توکل و تجرید مین زندگی بسر کرتے ہین خلقت اونکو بزرگ جانتی ہے اونکی صحبت سے ذوق نہیں ہے مینے اونپر طرح طرح کی مرحمت و دلنوازی کرکے رخصت کیا۔

دہلی سے پرگنہ کرانہ مین گیا یہان مقرب خان کا باغ دیکھا جس مین پسند

سبز تھا - یہ میوہ اس ملک میں نہیں ہوتا اور درخت گرم سیری اور سردسیری تھے - اور تین سو سرد کے درخت تھے - پنجشنبہ کو اکبرپور کے مقام میں کشتی سے اوترا اور خشکی میں کوچ کیا آگرہ سے منزل مذکور تک کہ پرگنہ بڑوریہ سے دو کوس ہے ۱۲۳ کروہ براہ دریا کہ ۱۹ کروہ براہ خشکی ہے ۳۴ کوچ اور ۲۷ مقام میں طے کئے اور سکرتال ایک ہفتہ شہر دہلی میں رہا اور دوبارہ روز حویلی پالم میں شکار کھیلا کل ۷۰ روز ہوگئے +

بادشاہ نے ایران کو عالم خان کو سفیر بنا کے بہیجا تھا جب اوسکے نزدیک آنے کی خبر لگی تو اوسکو عطر جہانگیری بہیجا - اور یہ مطلع لکہا

بسویت فرستادہ ام بوئے خویش   کہ آرم ترا زود تر سوے خویش

باغ کلانور میں خان عالم آیا - وہ نفایس و نوادر روزگار سے یہ تحفہ لایا کہ صاحبقران اور تقیمش خان کی مجلس صفت جنگ کی تصویر تہی اس میں امیر تیمور کی اور اوسکی اولاد امجاد اور امراء عظام کی تصویریں تھیں جو اس جنگ میں اوسکے ہمراہ تھے اور ہر صورت پر یہ لکہا تھا کہ کسکی شبیہ ہے اسمیں دو سو چالیس تصویریں تھیں اور مصور نے اپنا نام خلیل مرزا شاہرخی لکہا تھا اوسکا کام نہایت پختہ اور اعلیٰ درجہ کا تھا - اگر مصور کا نام نہ لکہا ہوتا تو یہ معلوم ہوتا بہزاد نے اس مجلس کی تصویر بنائی ہے -

چونکہ وسعت کشمیر اسقدر نہیں ہے کہ اسکا محصول اس جماعت کے لئے کافی ہو جو موکب اقبال کے ہمراہ رہتی ہے اور میرے آنے کی خبر سے غلات و حبوبات کا نرخ بہی بڑہ جاتا ہے میں نے عامہ خلایق کی رفاہیت کے لئے حکم دیا کہ جو لازم ہمرکاب ہیں وہ اپنے آدمیوں کا سامان کریں اور چند ضروری آدمیوں کو ہمراہ لے چلیں اور باقی کو اپنی جاگیروں میں رخصت کریں اور ایسے ہی چوپایوں اور شاگرد پیشوں کی تخفیف کے لئے تاکید کی

شاہجہان بہی لاہور آنکر باپ پاس آیا - طالب آملی کو خطاب ملک الشعرا کا ملا اوسکے سخن کا رتبہ سب سے بڑہا ہوا تہا -

میں نے سنا کہ لاہور میں میاں شیخ محمد میر ایک درویش سندی الاصل ہیں نہایت فاضل و

سفر دہلی +

عالم خان و تصویر جنگ +

تخفیف آدمیوں لشکر کا +

شیخ محمد میر +

مرتاض و مبارک نفس و صاحب حال گوشۂ عزلت و توکل میں منزوی ہیں فقر سے غنی اور دنیا
مستغنی میری خاطر حق طلب کو اونکی ملاقات بغیر قرار نہ تھا میرا لاہور جانا مشکل تھا مین نے رقعہ
اونکی خدمت میں بھیجا اور اپنا شوق باطنی ظاہر کیا۔ یہ عزیز باوجود کبر سن او ضعف اعضا
کے بقصد یعہ کرکے تشریف لائے میں بہت دیر تک تنہا بیٹھکر اونسے باتیں کیں سچ ہے کہ
وہ ایک ذات شریف ہے اور اس عہد میں نہایت غنیمت ہیں اونسے حقایق و معارف
کی باتین بہت سی سنیں ایک پوست آہو انکو نذر دیا۔ اگرچہ کچھ اور دیتا تو نہیں لیتے۔
الہ داد پسر جلالہ جو لشکر سے بھاگ گیا تھا اوسکی خطائیں اعتماد الدولہ کی سفارش
سے معاف ہوئیں۔ نور الدین قلی کی عرضداشت آئی کہ مینے درہ گریوہ کو
حتی الامکان اصلاح کرکے ہموار کیا تھا مگر چند شب و روز یہان ایسی ماندگی ہوئی کہ تین گز کوتل کے اوپر برف پڑی
۲۴ کو اسفندارمذ کو دریا بہت سے عبور کیا۔ اگرچہ اس میں پانی کمر تک تھا مگر ایسا تند جاتا تھا
کہ آدمیونکو اوسمین تکلیف ہوتی تھی اسلئے دو سو ہاتھیون کو گھاٹ پر مقرر کیا کہ اوسنے
اسباب اوتار دیں اور آدمی جو ضعیف و بوڑھے ہوں اون کو بھی سوار کرلیں تا کہ کسی آدمی
کو گزند جانی اور مالی نہ پہنچے۔ منزل بمنزل چلکر ۲۸ اسفندارمذ کو حسن ابدال میں پہنچا۔
اکبر پور سے میں کشتی سے اترا تھا وہاں سے حسن ابدال تک ۸۷ کروہ مسافت ہے
اوس کو ۱۹ دن میں ۴۸ کوچوں اور ۳۱ مقاموں میں طے کیا۔ اس منزل میں چشمۂ آب
اور ایک آبشار و حوض نہایت لطافت رکھتا ہے۔ ۲ دن کو یہاں مقام کیا۔ ۱۶۔۱۷ دی پنجشنبہ
کو جشن وزن قمری ہوا میرا باونواں سال بحساب قمری سالوں کے شروع ہوا اس
منزل سے آگے پہاڑ و کوتل و نشیب و فراز بہت تھے ایک دفعہ بادشاہ کے سارے لشکر کا
گذرنا اوسے دشوار تھا اسلئے مقرر ہوا کہ بیگموں کے ساتھ حضرت مریم مکانی توقف کریں
اور آسودگی کیساتھ تشریف لائیں مدار الملک اعتماد الدولہ الخاقانی و صادق خان بخشی و
ارادت خان میر سامان عملہ بیوتات و کارخانجات کئی دفعہ میں عبور کریں رستم میرزا
صفوی و خان اعظم اور ایک ور نوکروں کی جماعت کو حکم دیا کہ راہ پونچھ سے آئیں

جریدہ چند اپنے پسند کے خاص خدمتگارون کے ساتھہ ۱۷ اور جمعہ کو ساڑھے تین کوس کوچ کرکے موضع سلطان پور مین آیا۔ اس تاریخ مین رانا امر سنگہ کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ اودے پور مین اجل طبعی سے راہ عدم کا مسافر ہوا۔ جگت سنگہ نبیرہ اور بھیم پسر اس کا بادشاہ کی ملازمت مین تھے اونکو خلعت دیا گیا۔ اور حکم ہوا کہ راجہ کشن داس فرمان رحمت افزا رانا کے خطاب کا اور خلعت و اسپ و فیل خاصہ کنور کرن کے لئے لے جائے اور تعزیت و تہنیت کی مراسم بجا لائے۔ اس ملک کے آدمیون کی زبانی سنا کہ غیر ایام برسات مین کہ اصلا اثر ابر و صاعقہ کا نہین ہوتا۔ اس پہاڑ سے صدائے ابر کی مانند آواز آتی اسلئے اسکو کوہ گرج کہتے ہین۔ ایک دو سال کے بعد ایسی صدا ظاہر ہوتی ہے۔ بیس برس ہوئے ہونگے کہ یہان قلعہ کوہ پر قلعہ سری ہوت بنایا گیا جب سے اس آواز کا آنا موقوف ہوا۔ اب اس قلعہ کو گنڈ گڈھہ کہتے ہین اب اس کا نام گرج کوئی نہین جانتا مگر لوگ کہتے ہین پہلے اسکو لوگ گیج گڈہ کہتے تھے ظاہر ا گج گڈہ معلوم ہوتا ہے جو پہاڑ کی بڑہنگی کی اور سنہری کے نہ ہونے کے سبب رکھا گیا تہا مگر کسی شہنشاہ نے اسکا کنجاپن مٹانے کے لئے گنڈ گڈھہ رکھہ دیا۔ گنڈ ساگر کی گہاٹیون مین کہتے ہین کہ راجہ رسالو نے کوئی راکھشس شمار مین بند کیا تھا اوسکی یہ آواز آتی تھی۔ وہ راجہ سالباہن کا بیٹا تھا جسنے جہلور مین عثمان کھاتور کے پاس ایک بلند مقام بنایا تھا روز سہ شنبہ ۱۸ کو ساڑھے چار کوس کوچ کرکے موضع سنجی مین آیا۔ اس منزل سے پرگنہ ہزارا قارلغ مین گذر ہوا اس پرگنہ کا نام ہزارا مغل کی مشہور قوم کے نام کے سبب سے ہے نہ یہ کہ اس مین کوئی مغل نہین رہتا تھا اس ضلع کی شادابی اور گیہون مشہور ہین چنانچہ یہان یہ شعر مشہور ہے

پچ ہزارا کنکا بھلیان دھنی کھوب گائین سور سکیسر تی گھور بھلے اشنور دو آب تی دہا ہین

پچ ہزارا کا گیہون بھلا ہے دھنی کی گائین خوب ہین۔ سکیسر کے (کہسار) کے گھوڑے بھلے ہین اور ہشت نگر کے چاول اچھے ہین۔

روز یکشنبہ نوزدہم کو پونے چار کوس چلکر موضع نوشہرہ مین منزل ہوئی جو چھنتور مین داخل ہے

یہان جہانتک نظر کام کرتی تھی گل پھول کنول قطعہ گل سرشت سبزہ زارون مین شگفتہ
اور نہایت خوش نظر آتے تھے - روز دوشنبہ ساڑھے تین کوس چلکر موضع سلہر مین
ورود ہوا- یہان نیابت خان نے پیش کش مین جواہر و مرصع آلات ہوازی ساٹھہ ہزار
روپیہ کا دیا- اس سرزمین مین ایک پھول دیکھا کہ سرخ آتشین تھا اور گل خطمی کی برابر تھا
یہی تھا- مگر اسسے چھوٹے چند گل بہت پاس پاس ایک جگہہ کھلے ہوئے - دور سے یہ
معلوم ہوتے تھے کہ ایک پھول ہی اسکا درخت زردآلو کی برابر تھا- اس دامن کوہ مین
خودرو بہت تھا اور نہایت خوشبودار رنگ وسکا بنفشہ سے کمتر تھا- سہ شنبہ بست و یکم
تین کوس طے کرکے موضع مال کلی مین آیا- آج مہابت خان کو بنگش رخصت کیا اور اسے
فیل خاصہ خلعت مع پوستین مرحمت ہوا آج آخر منزل تک بارش رہی - شب پنجشنبہ کو
۲۳ ماہ کو مینہ برسا سحر کے وقت برف پڑی اکثر راہ بند ہو گئی اور بارش کے سبب اونٹ بہتسے ہلاک
ہو گئی- ولا چار پایہ جہان گرا وہان سے پھر نہ اوٹھا جیسے کہ تھی سرکار خاصہ کے تصدق ہوئے
بارش کے سبب سے دو روز مقام ہوا- روز پنجشنبہ بست سوم کو سلطان حسین زمیندار
پکھلی زمین بوس ہوا- یہ جگہہ ملک پکھلی مین داخل ہے- یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت والد ماجد
کا یہان گذر ہوا تھا تو برف برسی تھی اور اب بھی برسی کئی سال سے یہان برف نہیں پڑی تھی
بلکہ مینہ بھی کم برستا تھا- روز جمعہ بست چہارم چار کوس طے کرکے موضع سواد نگر محل نزول ہوا
اس راہ مین جمیہ بہت تھا- بہت زردآلو اور شفتالو کے درختون مین شگوفہ لگے ہوئے تھے
صنوبر کے درخت مثل سرو کے دیدہ کو فریب دیتے تھے- اور شنبہ بست و پنجم ساڑھے تین کوس
کے قریب چلکر پکھلی کے باہر لشکر نے آراستگی پائی- روز یکشنبہ بست و ششم کو کبک کے شکار
کے لئے سوار ہوا- آخر دن کو سلطان حسین مرزا کی درخواست سے اوسکے گھر گیا- اور امثال
امیرون مین اسکا درجہ بڑھایا- والد ماجد بھی اسکے گھر گئے تھے- گھوڑے و خنجر و باز و جرہ پیشکش
مین دئے- اسپ و خنجر تو اسی کو دیدئے- باز و جرہ کو حکم دیا کہ پٹیان باندہ کے روبرو لائین
سرکار پکھلی ۳۵ کوس طول مین ۲۵ کوس عرض مین ہے- شرق رویہ کوہستان کشمیر ہے اور مغرب

ت مین اٹک بنارس ہے یہان قریب بنارس ایک چھوٹا سا گانوٗن اب بھی ہے
ب شمال میں کنور جانب جنوب مین گکھڑ واقع ہے جب صاحب قران امیر تیمور
ع کر کے ملک توران کو گیا تہا تو ایک طائفہ کو جو اوسکے ہمراہ تھے ان حدود کو
ا وہ کہتے ہیں کہ ہماری ذات قارنغ ہے لیکن وہ مشخص نہین جانتے کہ اسوقت مین او
ے کون تھے اور اونکا نام کیا تھا۔ بالفعل وہ لاہوری محض ہین اور انھین کی زبان بو
یا۔ دھنتور کے آدمیون پر بھی یہی قیاس کرنا چاہئے۔ والد ماجد کے عہد مین د
ا ہرخ تھا اب اسکا بیٹا بہادر زمیندار ہے۔ اگرچہ سب آپسمین خویشی و پیوند کی نسبت
ھتے ہیں لیکن ہمیشہ سرحد پر حدود کی بابت نزاع کرتا اونکو لازمی ہے وہ ہمیشہ میرے
ہے ہیں سلطان محمود پدر سلطان حسین و شاہرخ دونو میری شاہزادگی کے وقت میں میر
زمت کے لئے آئے تھے سلطان حسین کی عمر ستر برس کی ہے اوسکے قوائے ظاہری
اصلا فتور نہیں آیا اور سواری کی تاب و طاقت رکھتا ہے اس ملک مین نان برنج
بوزہ بناتے ہیں اوسکو سیر کہتے ہیں وہ بوزہ سے بہت تیز ہوتا ہے۔ یہان آدمیون
خمیر اکثر کا مدار سیر پر ہے جتنی وہ کہنہ ہوتی ہے اتنی بہتر ہوتی ہے مٹکون میں سیر کو بھر
ب اور اون کا منہ خوب محکم باندھ کر دو تین سال تک گھر مین رکھتے ہیں بعد ازان خم سے
ال کو نکال لیتے ہیں اوسکو اچھی کہتے ہین۔ اچھی دہ سالہ بھی ہوتی ہے اور اوس سے
لے کی بھی جسقدر پرانی ہو اوتنی ہی اچھی ہوتی ہے اقل مدت اوسکی ایک سال ہے
سکے پیالے کے پیالے پیتا تھا سلطان حسین بھی پیتا تھا میرے لئے وہ لایا مین بھی
چکھا تاکہ اوسے پیا اسکا لطف مشتہی ہے مگر ترشی سے خالی نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس میں
ھوڑی سی بھنگ بھی لوگ ملاتے ہین اسلئے خمار کا غلبہ ہوتا ہے اگرچہ وہ شراب نہین ہے
ر بالضرور شراب کا بدل ہوسکتی ہے۔ یہان میوہ زردآلو و شفتالو و امرود بغیر پرورش کے
زرد ہوتے ہیں۔ یہان کشمیر کی روش سے خانہ و منازل چوب سے بناتے ہیں گھوڑے
و ٹٹو گائے بھینس پالتے ہیں بز او مرغ بہت ہیں استر یہان چھوٹی ہوتی ہے

بار گران اور سیر نہیں لا سکتا معلوم ہوا کہ آگے چند منزل تک ایسی بستی نہیں ہے کہ وہان غلہ ایسا ملے کہ لشکر کو کفایت کرے حکم ہوا پیش خانہ بقدر احتیاج مختصر اور کارخانجات ضروری ہمراہ ہون - ہاتھیون کی تخفیف ہو اور تین چار روز کا آذوقہ ہمراہ ہو چند ملازم ساتھ ہون باقی آدمی بسرکردگی خواجہ ابوالحسن بخشی کے چند منزل پیچھے آئین - کمال تاکید و احتیاط سے سات سو زنجیر فیل پیش خانہ کے کارخانجات کے لئے ضرور تھے - بہادر دھنتوری لشکر بنگش کا کمکی مقرر ہوا - اور یکشنبہ بست و نہم سوا پانچ کوس چلکر تمین سکہ کے رودخانہ سے عبور کرکے منزل ہوئی تمین سکہ شمال سے جنوب کی جانب بہتی ہے اور یہ ندی کوہ وارو کے درمیان سے نکلتی ہے جو بدخشان و تبت کے درمیان ہے یہان ندی کی دو شاخین ہوئی ہیں اس سبب سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے لکڑی کے دو پل باندھے گئے ایک ، اگز دوسرا چودہ گز طول میں تھا عرض میں ہر ایک پانچ گز تھا اُ اس ملک میں پل بنانے کا طریق یہ ہے کہ بڑے درختون کو جیسے کہ بڑا اور تناور ہیں پانی کے اوپر ڈالتے ہین اور اسکے دونو سرون کو چٹانون سے باندھ کر استحکام دیتے ہیں اور اونپر لکڑیون کے موٹے تختے بچھا کر میخ و طناب سے قوی اور مضبوط کرتے ہین تہوڑی مدت سے ایسا پل سالہا سال برقرار رہتا ہے - ہاتھیوں کو پایاب و تارا اور سوار و پیادے پل پر سے اُترے سلطان محمود نے اس رودخانہ کا نام تمین سکہ یعنی راحت چشم رکھا - روز پنجشنبہ سی ام کو ساڑھے تین کوس کے قریب چلکر کشن گنگا کے کنارہ پر منزل ہوئی اس راہ مین ایک کوتل واقع ہے اوسکا ارتفاع نہایت بلند ڈیڑہ کوس اور سرنشیب ڈیڑہ کوس ہے اور اس کوتل کو ہیم ورنگ کہتے ہین وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کشمیری زبان مین روئی کو ہیم کہتے ہیں - حکام کشمیر نے داروغہ مقرر کیا تھا کہ روئی پر متعاد محصول لے یہان متا لینے میں درنگ ہوتی تھی اسلئے اُس کا نام ہیم ورنگ مشہور ہوگیا پل سے گذر کر ایک آبشار آتا ہے نہایت لطیف و صاف ہے ہم نے لب آب و سایہ درخت میں پیالے متعاد پئے شام کو منزل پر پہنچا اس رودخانہ پر قدیمی پل تھا اس کا طول ۵۴ درعہ اور عرض ڈیڑہ درعہ تھا کہ پیادہ ہی کا گذر ہو سکتا تھا

س پل کے محاذی دوسرا پل باندھا گیا ۳۰۵ ذرعہ طول میں اور تین ذرعہ عرض میں پانی عمیق ور تند تھا۔ ہاتھیوں کو ننگا اس دریا سے عبور کرایا اور پیادے اور سواروں کو پل پر سے

میرے باپ کے حکم سے دریا کے مشرق میں پہاڑ پر ایک پختہ سرا پتھر و چونے کی نہایت مستحکم بنائی گئی تھی۔ رود خانہ کشن گنگا جنوب کی طرف سے آتا ہے شمال کی جانب بہتا ہے (غلط لکھا ہے وہ شمال جنوب کی طرف بہتا ہے) دریائے بہت سمت شرق سے آتا ہے اور کشن گنگا سے مل کر شمال میں جاری ہوتا ہے (آب بہت کچھ شمال کا رخ لیتا ہے لیکن جب کشن گنگا میں مل جاتا ہے تو وہ جنوب کو بہتا ہے)

الہ داد کا باغی ہونا۔

اس سال کے واقعات یہ بھی ہیں کہ الہ داد خان پسر جلال افغان باغی ہوا۔ مہابت خان کو بنگش کے انتظام اور افغانوں کے استیصال کے لئے اجازت ملی تھی اس گمان سے کہ الہ داد پر بادشاہ نے مراحم و نوازش کی بخشش کی ہے اونکے عوض میں وہ کوئی خدمت کریگا مہابت خان نے اوسکے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ ان کافر نعمتوں حق ناشناسوں کی سرشت میں نفاق و بداندیشی داخل ہے اسلئے حزم و احتیاط کی وجہ سے یہ مقرر ہوا کہ اپنے فرزند و برادر درگاہ میں بطریق یرغمال بھیجدے کہ وہ بادشاہ کے حضور میں ہیں جب اوسکے پسر و برادر درگاہ شاہی میں آئے تو اونکی تسلی و دلاسے کے واسطے ترحم اور نوازش و تدبیر کی گئیں لیکن

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ — بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

جس تاریخ سے کہ الہ داد اس سرزمین میں گیا ہے دولتی اور حق ناشناسی اوسکے احوال سے ظاہر ہوئی مہابت خان نے نظام کار کے لئے سر رشتہ مدارا کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور ایک فوج اپنے بیٹے کو سردار بنا کے افغانوں کے سر پر بھیجی اور الہ داد کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر اوسکی بداندیشی اور نفاق کے سبب سے اس لشکر نے خاطر خواہ سرانجام نہ پایا اور بے حصول مقصود مراجعت کرنی پڑی۔ الہ داد کے دل میں توہم پیدا ہوا کہ کہیں مہابت خان مجھسے بازپرس کرکے پاداش کردار میں گرفتار کرے اسلئے اوسنے پردہ (آزرم) کو اوٹھا کے

بغاوت وحرام نمکی جو ابتک وہ پوشیدہ رکھتا تھا بے اختیار ظاہر کیا جب بادشاہ کو
اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے حکم دیا کہ اوسکے بھائی اور بیٹے کو قلعہ گوالیار میں مقید کریں۔ ایک
سال بعد الہ داد ندامت زدہ بادشاہ پاس حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا
اور بدستور سابق دو ہزاری پانصدی اور بارہ سو سوار کا منصب دیا۔ بادشاہ نے سنا کہ سہرند
(سرہند) میں شیخ احمد ایک مکار نے مکر و فریب کا جال بچھا کر بہت ظاہر پرست بے معنی کو اپنا
شکار کیا ہے ہر شہر و دیار میں اپنے مریدونکو جو دکان آرائی کا آئین اور معرفت فروشی و
مردم فریبی میں اوروں سے زیادہ پختہ تھے خلیفہ نام رکھ کر بھیجا ہے اور اپنے مریدوں و معتقدوں
کے لئے مزخرفات لکھ کر ایک کتاب جمع کی ہے اور اوسکا نام مکتوبات رکھا ہے اور اسمیں جہلات
اور بہت مقدمات لاطائل مرقوم کئے ہیں کہ زندقہ و کفر پر منجر ہوتے ہیں ایک مکتوب میں وہ
لکھتا ہے کہ اثناء سلوک میں مقام ذی النورین پر میرا گذر ہوا وہ نہایت عالی و خوش و مصفا
تھا وہاں سے گذر کر میں مقام فاروق میں آیا۔ اور مقام فاروق سے مقام صدیق پر عبور کیا
اور ہر مقام کی تعریف جو اوسکے لایق تھی لکھی۔ اور وہاں سے مقام محبوبیت میں واصل ہوا
ایک ایسا مقام مشاہدہ کیا کہ نہایت منور و ملون تھا انواع انوار و الوان ایسے مجھہ میں
منعکس ہوئے تھے یعنی (استغفر اللہ) مقام خلفاء سے گذر کر عالی مرتبت پر پہنچا اور اور
گستاخیاں کیں جنکا لکھنا طول سے خالی نہیں اور ادب سے دور ہے اسلئے بادشاہ نے حکم دیا
کہ عدالت میں وہ حاضر ہو حسب الحکم حاضر ہوا جو کچھہ بادشاہ نے اوس سے پوچھا اسکا معقول
جواب نہ دے سکا باوجود عدم خرد و دانش کے نہایت مغرور و خود پسند تھا اسلئے بادشاہ
نے اوس کو زندان ادب میں قلعہ گوالیار میں محبوس کیا کہ اوس کی شوریدگی مزاج اور
آشفتگی دماغ قدرے تسکین پائے اور عوام کی شورش بھی فرو ہو۔ پھر بادشاہ نے اوسکو
ایک سال بعد چھوڑ دیا خلعت و ہزار روپیہ دیا اسنے عرض کیا کہ حضور کی یہ تنبیہ و تادیب
درحقیقت میرے لئے ایک ہدایت تھی۔ امان اللہ پسر مہابت خان نے لڑکر احداد کی
فوج کو شکست دی اور بہت افغانوں کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے شمشیر خاصہ اوسکو عنایت کی

شیخ احمد سرہندی ۱۰۲۸ھ

اسلام خان صوبہ دار بنگالہ کا مرنا +

جہانگیر لکھتا ہے کہ جب اجمیر میں مجھے کچھ تکسر ضعف ہوا تو اُس سے پہلے یہ خبر ناخوش ولایت بنگالہ مین پہنچی۔ ایکدن اسلام خان خلوت مین بیٹھا تھا کہ عالم غیب سے اوسکو دکھائی دیا کہ میری طبیعت مین گرانی ہے جسکا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی کسی نہایت عزیز چیز کو فدا کرے اول اوسنے اپنے فرزند ہوشنگ سے فدا کرنے کا قصد کیا مگر کم عمری اور رحم پدری کے سبب سے اوسکو چھوڑکر خود اپنے تئین فدا کیا۔ خدا نے اوسکی دعا قبول کی کہ مین اچھا ہوگیا وہ صحت سے آناً فاناً مین مرگیا +

جشن پانزدہم ۱۵ جلوس ۱۰۲۹

۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۹ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۲۰ء کو نیر اعظم مراد بخش عالم برج حمل مین آیا جشن معمولی ہوا۔ روز یکشنبہ سوم فروردی کو ساڑھے چار کوس طے کرکے مہوران مین نزول ہوا۔ شب جمعہ کو بارہ مولہ کے سوداگر بادشاہ کی خدمت مین آئے۔ بادشاہ نے اُنسے بارہ مولہ کی وجہ تسمیہ پوچھی۔ اونھون نے کہا کہ باراہ زبان سنسکرت مین خوک کو اور مولہ مقام کو کہتے ہین یعنے جاے باراہ ہندوؤن کے مذہب مین اوتارون مین خوک بھی داخل ہے۔ باراہ مولہ کثرت استعمال سے بارہ مولہ ہوگیا۔ بادشاہ بھولباس سے آگے چلا تھا کہ برف وباران نے اوسے گھیر لیا وہ اونکے آسیب سے بچنے کے لئے معتمد خان مصنف اقبال نامہ کے خیمہ مین گیا اور اوس مین مع اہل محل کے ایک رات دن رہا۔ معتمد خان کہین اور رہتا وہ نہایت شوق وذوق سے پیادہ دو گھنٹے ڈہائی کوس مسافت طے کرکے سرا آیا اور زبان حال سے یہ شعر پڑہا ؎

آمد جہانم نسیم شب جان دادم گشتم خجل ۔ خجلت بود درویش را ناگہ چہ مہمان عزیز

جو کچھ اوسکی بساط مین نقد وجنس ناطق وصامت تھا تفصیل کرکے پیش کش بطور انداز پیش کیا بادشاہ نے سب اوسکو بخش دیا۔ اور فرمایا کہ متاع دنیا ہمارے چشم ہمت مین ہیچ معلوم ہوتی ہے ہم جوہر اخلاص کو گران بہا سے خریدتے ہین اس تعلق کو اصل اخلاص اور تائیدات حق تعالیٰ سے سمجھنا چاہئے کہ ہیچ جیسا بادشاہ اہل حرم کے ساتھہ شبان روز اوسکے گھر مین راحت وآرام سے رہا۔ کشمیر کی سرحد مین داخل ہوا۔ بادشاہ منزلین طے کرتا ہوا جب شہاب الدین پور

یہں آیا تو دلاور خان کا کر حاکم کشمیر کشتوار سے اس منزل سے بادشاہ پاس آیا کشتوار کشمیر کی جنوبی سمت ہیں ہے معمورہ کشمیر سے منزل آنکہ تک حاکم نشین کشتوار ہے - اور کشمیر سے ساٹھ کوس کی مسافت رکھتا ہے - دہم شہریور ۱۴ سلہ جلوس کو دلاور خان دس ہزار جنگی سواروں اور پیادوں کو لیکر فتح کشتوار کے ارادہ سے سوار ہوا اور اپنے بیٹے حسن کو گرد علی میر بحر کے ساتھ شہر کی محافظت اور سرحدونکی حراست کے لئے مقرر کیا چونکہ گوہر چک اور ایبہ چک و راجتنا گ کشمیر کا دعوی رکھتے تھے اور کشتوار اور اوسکی نواح مین پڑے رہتے تھے - دلاور خان نے اپنے بھائیون مین سے ہیبت کو ولسیو کے مقام مین کہ کوتل پیر پنجال سے متصل واقع ہے احتیاط کے لئے چھوڑا اور منزل مذکور سے افواج کو تقسیم کیا خود سنگین پور کی راہ پر فوج لیکر دوڑا اور اپنے بیٹے جلال کو نصر اللہ عرب و علی ملک کشمیری اور ایک جماعت بندہائے جہانگیری کو دوسری راہ پر تعین کیا اور اپنے بڑے بیٹے جمال کو جوانان کار طلب کے ساتھ ہراول فوج بنایا - اور دو اور فوجین دست چپ و دست راست کو مقرر کیں - گھوڑون کے جانے کی راہ نہ تھی اسلئے چند گھوڑے پاس رکھے باقی کشمیر واپس بھیجے - جوانان کمر بستہ پیادہ کوہ پر چڑھے اور مخالفون سے لڑتے لڑتے نر کوٹ تک پہونچے - یہ جگہ غنیم کی محکم تھی - جلال و جمال کی فوجین مختلف راہون سے آنکر مل گئیں مخالفون میں تاب مقاومت نہ رہی وہ بھاگ گئے اور بادشاہی بہادر جان نثار بہت نشیب و فراز طے کرکے دریا مرد تک گئے - آب مذکور کے کنارہ پر آتش قتال نے اشتعال پایا - اور ایبہ چک مارا گیا اسکے مرنے سے راجہ بے دست و دل ہوکر بھاگ گیا اور بھنڈر کوٹ مین توقف کیا - اور لشکر شاہی سے دریا کے پار اترنے پر بیس رات دن لڑائی رہی اور دشمنون نے خوب مقابلہ و مقاتلہ کیا جب دلاور خان گھاٹون کا اور آذوقہ کا خاطر خواہ انتظام کرکے آیا تو راجہ نے حیلہ بازی اور روباہ بازی سے دلاور خان سے التماس کی کہ مین اپنے بھائی کو مع پیشکش بادشاہ کی خدمت مین بھیجتا ہون اور جب میرا گناہ معاف ہوجائیگا اور پھر ان کی خاطر زائل ہوجائیگا تو مین خود ہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا

دلاور خان نے اوسکی فریب آمیز باتون پر کچھہ خیال نہیں کیا۔ راجہ کے فرستادون کو بے حصول مقصود واپس کیا اور دلاوری وشناوری سے دریاے ذخار سے پار ہوا اور مخالفون سے سخت جنگ لڑا مخالف پل توڑکر بھاگ گئے۔ بادشاہی ملازمون نے پھر پل کو باندہا اور باقی لشکر نے عبور کیا اور بھندرکوٹ مین لشکر شاہی آراستہ ہوا اور آب مذکور سے دریاے چناب تک کہ مخالفون کا معتمد قوی تھا دو تیر انداز مسافت تھی۔ اور آب چناب کے کنارہ پر ایک اونچا پہاڑ تھا۔ اس آب سے عبور دشوار تھا۔ پیادون کی آمد و رفت کے لئے دو موٹے رسے اس طرح لگائے کہ اونکا ایک سرا قلۂ کوہ سے مستحکم کیا اور دوسرا سرا دریا کے اس طرف مضبوط باندھا اور ان دو رسون کے درمیان ایک ایک ہاتھہ کے فاصلہ سے چوبین لگائین اور دو اور رسے پہلے رسون سے ایک گز اونچے لگائے کہ پیادے ان چوبون پر پاؤن رکھیں اور دونون ہاتھون کو اوپر کے رسون کو باندھیں تاکہ دریا سے گذر ہو۔ اسکو کوہستانیون کی اصطلاح مین رم پہ کہتے ہین جہان رم پہ باندہنے کا مظنہ ہوسکتا تھا وہان بندوقچی اور تیر انداز کام کے آدمیون سے استحکام دیکر خاطر جمع کی۔ دلاور خان جالے بناکر اپنے آدمیون کو اونپر بٹھا کے چاہتا تھا کہ دریا سے پار پہونچے لیکن پانی مین ایسی تندی و شورش تھی کہ جالہ سیل فنا مین آگیا اور ۲۸ آدمی بحر عدم مین غرق ہوئے۔ اور دس آدمی شناوری کی یاوری سے سلامت آگئے۔ اور دو آدمی دریا کے پار جاکر مخالفون کے ہاتھہ مین اسیر ہوئے۔ غرض دلاور خان چار مہینے دس روز تک بھندرکوٹ مین سعی کرتا رہا مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ ایک زمیندار نے راہ بری کی اور ایک جگہ سے جہان مخالفون کو رم پہ باندھنے کا گمان بھی نہ تھا وہ دو سو پانسو شاہی سپاہیون کو لے گیا اور بے خبر راجہ کے سر پر جا پہونچے۔ مخالف خواب و بیداری کے درمیان سراسیمہ نکلے اور قتل ہوئے۔ ایک سپاہی راجہ کو تلوار مارنا چاہتا تھا کہ اوسنے فریاد کرکے کہا کہ مین راجہ ہون مجھے دلاور خان پاس لے چلو۔ اونھون نے اوس کو اسیر کیا۔ کشتوار مین جو دھان ماش و ارہر و بہت ہوتے ہین یہان رسم نہین کہ راجہ خراج لے ہر خانہ سے سال مین شش ہانسی کہ چار روپیہ کی برابر

ہوتی ہیں لیتا ہے سات سو راجپوت توپچی قدیم سے نوکر ہیں اونکی تنخواہ میں زعفران مقرر
کر رکھا ہے جو ایک من یعنے دو سیر خریدار کے ہاتھ چار روپیہ کو بکتا ہے۔ راجہ کا کل حاصل ڈنڈ
پر موقوف ہے۔ ذراسی تقصیر پر بہت روپیہ ڈنڈ میں لے لیتا ہے جس کسی کو کہ متمول اور
صاحب جمعیت دیکھتا ہے بہانہ بنا کے کل روپیہ اوس کا لے لیتا ہے بہمہ جہت تخمیناً ایک
لاکھ روپیہ حاصل ہوتا ہے۔

حسن ابدال سے کشمیر تک جس راہ سے بادشاہ آیا ہے ۷۵ کوس کی مسافت تھی جسکو بادشاہ نے
۱۹ کوچ اور ۶ مقام کر کے ۲۵ روز میں طے کیا۔ دار الخلافہ آگرہ سے کشمیر تک تین سو چھتیس کوس مسافت
ایک سو دو کوچ اور ترسیٹھ مقام میں طے کی خشکی کی راہ جو متعارف ہے تین سو چار اور زیادہ
کوس ہے۔

سہ شنبہ دوازدہم کو دلاور خان حسب الحکم راجہ کشتوار کو مسلسل حضور میں لایا راجہ کی شکل
وجاہت سے خالی نہیں تھی پوشش اسکی اہل ہند کی روش پر تھی۔ برخلاف اور زمینداروں
کے وہ دونوں زبانیں ہندی و کشمیری جانتا تھا۔ وہ شہری معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ نے حکم
دیا کہ باوجود گناہ و تقصیر کے اگر وہ اپنے فرزندوں کو بادشاہ کی درگاہ میں حاضر کرے تو
حبس و قید سے نجات پائے۔ اور آسودہ و فارغ البال زندگی بسر کرے اور نہیں تو ہندوستان
کے کسی قلعہ میں حبس دوام میں رہے گا۔ راجہ نے عرض کیا کہ میں اہل و عیال و فرزندوں کو بادشاہ
کی ملازمت میں لاتا ہوں امیدوار مرحمت شاہی ہوں جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ کشمیر اقلیم چہارم میں ہے عرض اسکا خط استوا سے ۳۵ درجہ اور طول
اسکا جزائر سفید سے ۱۰۵ درجہ۔ اس ملک میں قدیم سے راجہ حکومت کرتے تھے اونکی حکومت
کی مدت چار ہزار سال ہے اُنکا حال و اسامی تاریخ راجہ ترنگ میں کہ والد ماجد کے حکم سے
سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوئی ہے بتفصیل مرقوم ہے ۷۱۲ھ میں اس ملک نے نور اسلام سے
روشنی پائی ہے۔ ۳۲ مسلمان بادشاہوں نے ۲۸۲ برس اس ملک کی حکومت کی ۹۹۴ھ میں والد
ماجد نے اوسکو فتح کیا اور اس تاریخ سے اب تک کہ ۳۵ سال ہوئے ہمارے قبضہ میں ملک کشمیر

کوتل بھولباس سے نیچے تک ۵۶ کوس جہانگیری ہی۔ عرض میں ۲۷ کوس سے زیادہ نہیں ہے اور دس کوس سے کم نہیں ہے شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ میں تخمیناً لکھا ہے کہ اس ملک کا طول دریائے کشن گنگا سے نیچے تک ۱۲۰ کوس ہے اور عرض دس کوس سے کم اور پچیس کوس سے زیادہ نہیں ہے میں نے احتیاط اور اعتماد کے لئے ایک معتمد کاردان جماعت کو مقرر فرمایا کہ طول و عرض کی پیمایش کریں تا کہ قرار واقعی حقیقت لکھی جائے شیخ نے ۱۲۰ کروہ جہاں لکھے تھے وہ پیمایش میں ۶۷ کروہ ہوئے۔ یہ امر مقرر ہے کہ ہر ملک کی حد اس جا سے شروع ہوئی ہی کہ اس ملک کی زبان وہاں کے باشندے بولتے ہوں۔ اسلئے بھولباس سے کہ گیارہ کوس ہے کشن گنگا سے اس طرف ہی کشمیر کی سرحد مقرر ہوئی۔ اس حساب سے ۵۶ کروہ ہوتے ہیں اور عرض میں ۲۷ کروہ سے زیادہ فرق نہیں معلوم ہوا۔ اور بنارزمند کے عہد میں ہر کوس پانچہزار ذرع ہے اور ہر ذرع دو شرعی ذرع کا ہے اور ہر ذرع میں ۲۴ انگشت ہوتے ہیں اور جہاں کوس یا گز کا ذکر ہوتا ہے اس سے مراد اسی معمولی گز اور کوس سے ہوتی ہے۔ شہر کا نام سری نگر ہے اور اوسکی آبادی کے اندر دریا بہت گذرتا ہے اور اوس کے سرچشمہ کو ویرناگ کہتے ہیں وہ شہر سے چودہ کوس پر جنوب میں واقع ہے میں نے اس چشمہ کے اوپر ایک عمارت اور باغ ترتیب دیا ہے شہر میں چار پل سنگ و چوب کے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہیں۔ آدمی اوسپر آتے جاتے ہیں اس ملک کی اصطلاح میں پل کو کدل کہتے ہیں شہر میں ۷۹۵ھ میں ایک مسجد نہایت عالی سلطان سکندر نے بنائی تھی ایک مدت کے بعد وہ جل گئی تو پھر اوسکو سلطان حسین نے بنایا۔ ابھی وہ تمام نہ ہوئی کہ وہ خود تمام ہوگیا۔ ۹۰۹ھ میں ابراہیم ماگری وزیر سلطان حسین کے زمانہ میں تمام ہوئی حکام کشمیر کی سب سے زیادہ عمدہ یادگار یہی مسجد ہے آدمی کی آمد و رفت اور غلہ و ہیمہ کی نقل و تحویل کشتی پر ہوتی ہے شہر و پرگنوں میں ۵۷۰۰ کشتیاں ہیں ۷۴۰۰ ملاح کشمیر میں ۳۸ پرگنے ہیں اسکے دو حصے کئے ہیں۔ بالائے آب کو امراج کہتے ہیں اور پایان آب کو کامراج ضبط و داد و ستد زر و سیم کی رسم جزوی سی ہے سائر جہات و نقد و جنس کا حساب خروار شالی سے ہوتا ہے ہر خروار ۳ من ۸ سیر وزن حال ہے کشمیری دو سیر کو ایک من کہتے ہیں چار من یعنی آٹھ سیر کو ایک ترک کہتے ہیں

ولایت کشمیر کی جمع ۳۰ لاکھ ۶۳ ہزار روپیہ چار خروار و یازدہ ترک ہے کہ بحساب نقدی ۷ کروڑ
و ۴۶ لاکھ ۷۰ ہزار دام ہوتے ہیں ضابطہ حال کے موافق وہ آٹھ ہزار و پانسو سوار کی جگہ ہے کشمیر میں درآمد
کی راہ متعدد اگر کوئی شخص کشمیر کی بہار دیکھنی چاہے تو وہ منحصر راہ پکلی پر ہے اور راہیں اس موسم میں
برف سے بھری ہوتی ہیں بھمبر کی راہ نزدیک ہے۔ کشمیر کی تعریف و توصیف لکھنے کے لئے
دفتر چاہئے اسلئے اُسکے اوضاع اور خصوصیات کا مجمل بیان ہوتا ہے کشمیر ایک باغ ہے ہمیشہ
بہار یا قلعہ ہے آہنین حصار بادشاہوں کے لئے ایک گلشن عشرت افزا ہے درویشون کے لئے
ایک خلوتکدہ دلکشا چمن خوش۔ آبشار دل کش۔ آبہائے رواں شرح و بیان سے زیادہ
اور چشمہ سار حساب و شمار سے باہر جہانتک نظر جاتی ہے آب رواں و
سبزہ ہی نظر آتا ہے۔ گل سرخ و بنفشہ و نرگس خودرو و صحرا صحرا انواع گل و اقسام ریاحین اسے
زیادہ ہیں کہ شمار میں آئیں بہار میں کوہ و دشت اقسام شگوفہ سے مالامال در و دیوار اور صحن
و بام گھرون کے مشعل لالہ سے بزم افروز اور جلکہا سے سطح وسہ برگہ کا کیا بیان ہو کشمیر میں
لکڑی کے مکانات یک منزلہ اور دو منزلہ و سہ منزلہ و چہار منزلہ بناتے ہیں اور کوٹھون کو خاک سے
کر کے پیاز لالہ کو سال بسال لگاتے ہیں موسم بہار میں وہ کھلتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے
نادر العصر اوستاد منصور نے جو پھولون کی تصویریں کھینچی ہیں وہ سو سے زیادہ ہیں۔
اقبال نامہ اور اور کتابون میں لکھا ہے کہ اس ملک کا محصول برنج و زعفران ہے
زیادہ تر آدمیون کی غذا برنج گندہ یعنی بھات ہے چنانچہ وہاں اول سال خوب پیدا ہوتا ہے
لیکن اگر اسکو دوسرے سال بوئیں تو چھوٹا اور کم حاصل ہوتا ہے اور پھر اگر تیسرے سال بوئیں
تو مونگ کی برابر پیدا ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں یہان بڑا گھوڑا اور گاؤ و گاومیش کمیاب تھے
تازہ طعام کھانے کا رواج بہت کم ہے جو صبح پکاتے ہیں وہ شام کو کھاتے ہیں جو شام کو
پکاتے ہیں وہ صبح کو کھاتے ہیں طعام میں نمک ڈالنے کا رواج اس قدر کم ہے کہ عورتون اور
مردون کے چہرہ میں نمک کا اثر نہیں ہے۔ عورت و مرد کا ملبوسات پشمینہ متعارف پٹو ہے
ہے اس پٹو کو کشمیری کہتے ہیں کہ اگر ہم نہ پہنیں تو ہوا کا اثر جسم پر ایسا ہوتا ہے کہ کھانا نہیں ہضم

اس پٹو کا ایک کرتہ عورتین تین چار سال تک پہنتی ہین اور کبھی اوس کو دھلواتی نہین
پٹو کا کرتہ جو وہ پہنتی ہین بدن پر پھٹ پھٹ کر اُتر جاتا ہے مگر اسپر کوئی شوب نہین پڑتا۔
غرض اس کرتہ کو یہ بہنون کے زنار کی طرح کبھی جدا نہین کرتین باوجودیکہ پانی کی یہ کثرت ہے
کہ ہر محلہ مین نہر جاری ہے مگر عورت مرد بہت کم ایسے ہوتے ہین کہ غسل جنابت بھی کرین
عورتون کا لباس ایسا کثیف ہوتا ہے کہ جب اونکے وضیع و شریف کہین جاتے ہوون
اور کوئی آدمی تازہ وارد اونکے پہلو سے گذرے تو اوسکو بڑی نفرت ہوتی ہے
اکثر جہانگیر کہا کرتا تہا کہ کشمیر میری قلمرو مین بہشت روئے زمین ہے اور اکثر ہر سال کشمیر کی
سیر کو جایا کرتا تہا۔ ایک دن کشمیر کے بازار مین گذر ہوا۔ ہاتھی پر سوار تہا۔ ہاتھی کے
دو طرف کشمیرن کھڑی دعائین دیتی تہین اُنکے کپڑون کی بو بادشاہ کی ناک مین گئی
اوسکو بڑی نفرت ہوئی پوچھا کہ یہ کاہے کی بو آتی ہے تو ایک گستاخ امیر نے جو
بادشاہ سے بہت کہل گیا تھا عرض کیا کہ حضور کے بہشت روئے زمین کی حورون کی
بو آتی ہے اگرچہ اس ملک زمین کے آدمی حدت فہم و ذکا و جوہر شرارت آراستہ ہین لیکن روز
اول سے انکی سرشت کا خمیر شرارت سے مخمر ہوا ہے کہ کشمیری بے پیری ضرب المثل خاص و
عام ہے جو تاریخ بین ہین اُنکا حال پہلے زمانہ مین خاندان سلاطین کی نسبت اور آپسمین
ہنگامہ فساد و عناد کے شعلے اوٹھاتے تھے وہی زمانہ حال مین مشاہدہ مین آتا ہے اور
جسکو اس طائفہ سے سروکار ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس گروہ مین شرارت و مروت
و غیرت کمتر ہے مگر ہر قوم مین نیک و بد ہوتے ہین بطریق ندرت انمین بھی کوئی اچھا
ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کشمیر کی تعریف مین یہ ہجو ملیح کی ہے

رباعی

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند ـــ بسے سال و مہ در سفر بودہ اند
بہ تعریف کشمیر و کشمیریان ـــ بہشتے پر از دوزخی دیدہ اند

کشمیری سر گھٹواتے ہین اور گول پگڑی پہنتے ہین۔ ازار پہننا عیب جانتے ہین
کرتہ دراز و فراخ سر سے پانو تک پہنتے ہین اور کمر باندہتے ہین +

اقبال نامہ مین لکھا ہے بکہ شہنشاہ اکبر کے عہد مین کشمیر کا حاکم مرزا حیدر تھا اوسکے زمانے مین اسپ کلان کی سواری نے اور بنا سے عمارت دل نشین نے اور اکثر وضع معقول نے شہر مین رواج پایا اشجار میوہ دار کے پیوند لگانے کا رواج نہ کشمیر مین تہا نہ ہندوستان مین محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر نے اکبر کے عہد مین اسکا رواج دیا اول کابل سے شاہ آلو کو منگا کر پیوند دیا تو یہان کی آب و ہوا کے موافق وہ ہوا اس زمانہ سے اوسکا رواج پھیلا اور سال بسال کل بلاد ہندوستان مین اس پیوند سے میوون کی شادابی بڑھتی جاتی ہے لیکن اب تک آم کے درخت میں پیوند نہیں لگا۔

فرقہ نوربخشی

اس ملک کے آدمی سوداگر اور اہل حرفہ اکثر سنی ہیں سپاہی شیعہ امامیہ ہیں ایک گروہ نوربخشی ہے جسکی نسبت مرزا حیدر نے کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ کشمیری تمام حنفی مذہب تھے فتح شاہ کے زمانہ مین ایک شخص شمس الدین طالش عراق سے آیا اور اوسنے اپنے تئیں میر محمد نوربخش سے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف کو لایا۔ اس مذہب کا نام نوربخش رکھا اور طرح طرح کا کفر و زندقہ ظاہر کیا۔ اور ایک کتاب فقہ کی جسکا نام حوطہ تھا اسکا رواج دیا وہ اہل سنت و جماعت و شیعہ کے کسی مذہب کے موافق نہ تھی جو آدمی یہ مذہب رکھتے وہ سب اصحاب ثلاثہ و حضرت عائشہ کو جو شعار روافض کا ہے تبرا بھیجنا لازم جانتے ہیں۔ اور شیعہ کے عقیدہ کے برخلاف میر سید نوربخش کو صاحب الزمان و مہدی موعود جانتے ہیں اور شیعہ کے بالعکس وہ اکابر اولیاء کے معتقد نہیں ہیں اور سب کو سنی مذہب سمجھتے ہین۔ کل عبادات و معاملات میں اس قبیل کے تصرفات کئے ہیں کہ تفرقہ عظیم ہو گیا ہے اور اپنے مذہب کو نوربخشی کہتے ہیں ان اوراق کے مسود نے (مرزا حیدر نے) بدخشان میں اوسکے مشایخین کی جماعت کو دیکھا ہے وہ درس علوم میں میرے ساتھ شریک تھے سب شریعت ظاہری سے آراستہ سنن نبوی سے پیراستہ تھے بالتمام اہل سنت و جماعت سے موافق و متفق تھے چنانچہ امیر سید محمد نوربخش کے بیٹون مین سے ایک نے مجھے ایک رسالہ اسکا دکھایا۔ ایک بات اسمین خوب لکھی تھی کہ سلاطین و امرا و جہال گمان کرتے ہیں کہ سلطنت صوری طہارت و تقوی

کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور یہ محض غلط ہے اسواسطے کہ اعظم انبیا و رسل باوجود نبوت کے
سلطنت کرتے تھے اور اسمیں انہوں نے مساعی محمودہ کین مثل یوسف و سلیمان و داود و
موسیٰ و آنحضرت رسالت پناہ مقصود یہ ہے کہ کشمیر کے فرقہ مذہب نوربخشی کے برخلاف وہ تھے
اور بعض اہل سنت و جماعت کے موافق فقیر نے کتاب احوطہ جو اسوقت کشمیر میں مشہور تھی ہندوستان
کے علما پاس بھیجی اونہوں نے اس کتاب کی پشت پر یہ فتویٰ لکھا +

فتویٰ علمائے ہندوستان بر کتاب احوطہ نوربخشیہ

یہ ہے کہ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَاَرِنَا الْاَشْيَاءَ كَمَا هِيَ اس کتاب کو
بہت تحقیق سے مطالعہ کیا گیا تو اوسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ صاحب اس کتاب کا مذہب
باطل رکھتا تھا سنت مشہورہ سے اجتناب قبول کیا تھا وہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ
نہ تھا اور دعویٰ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اِنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ
اَوَّلًا فِي الْفُرُوْعِ سُنَنِ الشَّرِيْعَةِ اُحَمِّلُ بِهٖ كَمَا كَانَتْ فِيْ زَمَانِهٖ مِنْ غَيْرِ
زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ وَثَانِيًا فِي الْاُصُوْلِ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ وَكَافَّةِ اَهْلِ الْعَالَمِ
بِالْيَقِيْنِ ـ کاذب تھا اور زندقہ و سفسطہ کے مذہب پر مائل ـ اس قسم کی کتاب کا مٹانا
اور عالم سے اسکا معدوم کرنا ان آدمیوں پر جو اسپر قادر ہوں موجبات و فرائض سے ہے
اور اس مذہب کا قلع و قمع ضروریات دین سے اور اس دین کے عاملوں کا اور اس مذہب
معتقدوں کا اور اس کتاب کا قلع و قمع فرض ہے جو اس مذہب کے مقر ہوں اور مذہب باطل
سے نہ پھریں تو اونکے شر کا مسلمانوں کے سر سے دفع کرنا سیاست و قتل کے ساتھ واجب
اور اگر وہ تائب ہوں اور اس مذہب کو ترک کریں تو اونکو حکم دیں کہ مذہب حضرت الٰہی جل
کہ جنکی شان میں حضرت رسالت پناہ نے سراج الٰہی فرمایا ہے قبول کریں جب نوشتہ
میرے پاس پہنچا تو مردم کشمیر مذہب میں ارتداد کی طرف میل رکھتے تھے میں طوعا و کرہا
حق میں اونکو لایا ـ اور بہت آدمیوں کو قتل کیا ـ ایک جماعت نے تصوف میں بنا دلی اور اپنا
نام صوفی رکھا لیکن نہ وہ صوفی صافی ہیں نہ زندیقی چند ملحدی مذہب رکھتے ہیں چند آدمی

گمراه کرتے ہین حرام وحلال کی مطلق خبر نہین رکھتے ہیں شب بیداری وکم خوری کو تقوی و
طہارت جانتے ہین۔ جو کچھہ ہاتھہ لگے وہ کھا جاتے ہین اور لے لینے اور شرہ وحرص
بہت رکھتے ہین اور ہمیشہ خوابون کی تعبیر دیتے ہین اور اپنی کرامات کا اظہار اس طرح
کرتے ہین کہ اس سال مین یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مغیبات آینده وگذشته کے اخبار مین
مشغول رہتے ہین اور ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہین اور اس رسوائی سے چلے بیٹھے ہین
اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم ومکروہ جانتے ہین اور بے شریعت راہ طریقت پر چلتے ہین
اور کہتے ہین کہ اہل طریقت کو شریعت سے کچھہ کام نہین غرض اس طرح کے ملاحدہ وزنادقہ
اور جگہہ دیکھنے مین نہین آتے عیاذاً باللہ معاذ اللہ حق سبحانہ تعالی کل اہل اسلام کو اس
نوع کی آفات وبلیات سے اپنی عصمت کی پناہ مین مصون ومحفوظ رکھے بحق محمد وآلہ اسکے
پہلے کشمیر مین کافرون کا فرقہ آفتاب پرست تھا جسکو شماسین کہتے ہین انکا مذہب ہے کہ
ہستی نور ہے۔ آفتاب ہمارے عقیدت کی صفائی کے سبب سے ہے۔ اور ہمارا وجود اوسکے
نورانیت کی وجہ سے ہے اگر ہم اپنے عقیدت کو مکدر کرین تو آفتاب کا وجود نہ رہے اور
اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اٹھا لے تو پھر ہستی نہ رہے ہم اوسکے ساتھہ موجود ہین اسکا
وجود ہمارے بغیر نہین ہے اور ہمارا وجود اس کے بغیر نہین ہے جسوقت وہ ہوتا ہے تو ہمارا
احوال اوسپر ظاہر ہوتا ہے ہمکو سوا نیک کام کے اور کار روا نہین ہے۔ جب رات ہوتی ہے وہ
ہم کو نہین دیکھتا اور ہمارے حال سے واقف نہین ہوتا جو چاہین کرین اوسپر مواخذہ نہین ہوتا
فرقہ شماسین نے بموجب القاب تنزل من السماء شمس الدین لقب رکھا ہے۔ مردم کشمیر نے
اوسکو غلط کرکے مخفف کیا ہے اور شمس الدین کا شماس بنایا ہے فقط صاحب فرشتہ کی
تحقیق یہ ہے کہ اس ملک کی کل رعایا حنفی مذہب ہے اور اوسکے اکثر سپاہی شیعہ ہین اور یہان کے علماء
اکثر نوربخشی ہین اور تبت کوچک کے بادشاہ گو کہ کشمیر کے ہمسایہ ہین ہے کشمیر کے سپاہیون کی
مخالفت وآمیزش سے تشیع مین ایسا غلو ہے کہ اگر کوئی سنی ہوگا نہ وہان شہر مین وارد ہو وہ جب تک تبرا نہ کرے
تو شہر مین رہنے دیتے ہین ——— ایک فقیرونکا طائفہ ہے اوسکو ریشی کہتے ہین

اگرچہ علم و معرفت نہین رکھتے لیکن بے ساختگی و ظاہر آرائی سے زندگی بسر کرتے ہین وہ کسی کو برا نہین کہتے ۔ زبان خواہش و پائے طلب کو کوتاہ رکھتے ہین گوشت نہین کھاتے اور عورت نہین کرتے اور جنگلون مین میوہ دار درخت اس نیت سے لگاتے ہین کہ آدمی اون سے بہرہ ور ہون ۔ اور خود اوسنے متمتع نہین ہوتے ۔ قریب دو ہزار کے ایسے آدمی ہونگے ۔ برہمنون کی ایک جماعت جو قدیم سے اس ملک مین رہتی تھی اور اب بھی رہتی ہے تمام کشمیریون مین انکے اور مسلمانون کے تکلم مین تمیز نہین ہوسکتی لیکن اونکی کتابین زبان سنسکرت مین ہین وہ اونکو پڑہتے ہین اور جو بت پرستی کی شرائط ہین اونکو ادا کرتے ہین ۔ بت خانے جو ظہور اسلام سے پہلے بنے ہوئے ہین سب جا بجا ہین اور اونکی عمارتین سنگین ہین بنیاد سے لیکر چھت تک تیس تیس چالیس چالیس من کے پتھر لگے ہوئے ہین شہر کے متصل ایک کوہچہ ہے اوس کو کوہ ماران یا ہری پربت کہتے ہین سمت شرقی مین کوہ ڈل ہے جہان والد ماجد نے ایک قلعہ سنگ و آہک کا بنوایا تھا جو اب بن کر تیار ہوگیا ہے ۔ مین نے یہان ایک باغ لگایا جس کا نور افزا نام رکھا ۔

شاہزادہ شجاع کا گرنا ۔

شاہزادہ شجاع کھیلتے کھیلتے ایک دریچہ سے سر کے بل گرا ۔ اتفاق کی بات ہے کہ نیچے پلاس و نمد فرش کے لپٹے ہوئے دیوار کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور فراش ایسکے متصل بیٹھا تھا شہزادہ کا سر پلاس پر لگا اور پانون فراش کی پیٹھ اور کندھے پر زمین سے لگے ہر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ چونکہ راجہ جوتشی نے پہلے لکھ دیا تھا کہ شہزادہ پہ تین چار مہینے سخت ہین وہ کسی مرتفع جا سے گرے مگر اوسکی حیات پر کوئی آسیب نہ پہونچے ۔

جنگ لشکر حضرت شاہی و جلال خان گکھر کا مارا جانا

جب محصول کی اوگاہی کا وقت آیا مہابت خان نے لشکر متعین کیا کہ کوہستان مین جاکر افغانون کی زراعت کو کھائین اور تاخت و تاراج و مار دھاڑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین جب لشکر شاہی پائے کوتل مین آیا تو سر کوتل پر ہجوم کر کے اوس کو مستحکم کیا جلال خان جو مرد کار دیدہ جہان دیدہ و محنت کشیدہ تھا اوس نے صلاح وقت اس مین دیکھی کہ دو تین روز توقف کیا جائے ۔ افغان جو چند روز کا آذوقہ پیٹھ پر لاد کے لائے ہین ختم ہوجائیگا

لاچار خود بخود وہ ویران ہوجائینگے اس وقت سہولیت کے ساتھہ ہمارے آدمی اس گریوہ دشوار سے گذر جائینگے اور جب ہم اس کوتل سے گذر جائین گے تو افغان کچھہ نہیں کر سکین گے اور اونکو خوب مالش دینگے مگر عزت خان ایک شعلہ تھا رزم افروز اور برق تھی دشمن سوز اسنے جلال خان کی صوابدید پر کچھہ خیال نہ کیا۔ برہنہ چند سادات بارہہ کو لیکر چلا۔ افغانون نے جو کثرت سے تھے اوسے گھیر لیا اور اوس کو معہ رفقا کے ہلاک کیا۔ افغانون نے پہاڑ دن کی چوٹیون پر سے پتھر اور تیر مارکے بادشاہی جوانون کو مارا اور اس لڑائی مین جلال خان کا بیٹا مسعود اور بعض اور سردار مارے گئے۔ سپاہ شاہی کو یہ صدمہ پہونچا۔ مہابت خان نے تازہ فوج روانہ کی تھا نونکو از سر نو مستحکم کیا اور افغانون کو خوب مارا دھاڑا۔

۲۷ شہریور روز جمعہ کو جہانگیر ویرناگ کے سرچشمہ دریائے بہت کی سیر کو سوار ہوا۔ پانچ کوس کشتی مین گیا۔ موضع پان پور کے باہر اُترا اس روز بادشاہ پاس کشتوار سے یہ ناخوش خبر آئی کہ جب دلاور خان کشتوار کو فتح کرکے بادشاہ پاس آیا تو اوسنے نصر اللہ عرب کو اور چند منصبدارون کو وہان کی محافظت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس عرب نے اپنی راے مین دو خطائین کین ایک یہ کہ وہان کے زمیندارون اور رعایا کو تنگ کیا اور نا ملائم سلوک کیا۔ دوم جو جماعت اوسکی کمک کے لئے مقرر تھی اوسنے اپنے اضافہ منصب کی طمع مین رخصت طلب کی کہ بادشاہ پاس جاکر اپنا مقصد حاصل کریں۔ اوس نے اکثر آدمیون کو رخصت دیدی اسلئے جمعیت اسکی کم ہوگئی۔ زمیندار اسے جلے ہوئے بیٹھے تھے اونہون نے شورش کی گھات مین بیٹھے تھے اونہون نے اطراف سے ہجوم کرکے پل کو جو بسر کہ ہو رشکر و کمک منحصر تھی جلا دیا اور فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکایا۔ نصر اللہ نے دو تین روز متحصن ہوکر ہزار جانفشانی سے اپنی حفاظت کی مگر آذوقہ پاس نہ تھا اور راہ بند تھی۔ ناچار ناطاقتان کی طرح مردانہ دشمنون سے لڑا اور جان دیدی۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اوسنے جلال خان پسر دلاور خان کو سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا ہے اور راجہ سنگرام زمیندار جمو کو حکم دیا کہ وہ جمو کی راہ جائے امید ہے کہ دشمنون کو جلد از کام کی سزا ملے۔

فتح کانگڑہ

دوشنبہ ۵ محرم کو فتح کانگڑہ کا مژدہ بادشاہ نے سُنا جسکا حال بادشاہ یہ لکھتا ہے کہ کانگڑہ
ایک قدیمی قلعہ شمال رویہ لاہور کے کوہستان مین واقع ہے ابتداء استحکام و دشوار کشائی
و متانت و محکمی مین معروف و مشہور ہے۔ ولایت پنجاب کے زمینداروں کا اعتقاد ہے کہ یہ قلعہ کبھی
غیر قوم کے ہاتھ مین نہیں گیا اور کسی بیگانے نے اسپر غلبہ نہین پایا اَلعِلمُ عِندَ اللہِ اسقدر مانا ہے
کہ ہندوستان مین صیت اسلام و آوازہ دین مستقیم محمدی بلند ہوا سلاطین والاشکوہ میں سے
کسی کو فتح کرنا نصیب نہوا سلطان فیروزشاہ اس قلعہ کی تسخیر مین مصروف ہوا اور مدتوں تک
محاصرہ رکھا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ قلعہ کا استحکام اس حد پر ہے کہ جب تک اہل قلعہ کے پاس
قلعہ داری کا سامان اور آذوقہ ہے اوسکی تسخیر مین ظفر نہیں حاصل ہوسکتی۔ باوجود شوکت و استعداد
کام و ناکام فقط راجہ کی ملازمت کرنے سے خوش ہوگیا اور محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا۔

جب مین تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام غزاؤن مین کہ اپنے ذمہ لازم جانتا تھا ان میں
سے ایک یہ بھی تھی اول بیٹے مرتضے کو ایک بہادر فوج کے ساتھ اس
قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا ابھی یہ مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ مر گیا۔ بعد ازان جوہرمل
(جوہرمل) پسر راجہ باسو اس خدمت کا متعہد ہوا اوسکو لشکر کا سردار بناکے بھیجا مگر اوس نے
بدی و بغی و کافر نعمتی کی جس سے تفرقہ عظیم نے لشکر میں راہ پائی اور تسخیر قلعہ میں توقف ہوا
لیکن تھوڑی مدت میں وہ مر گیا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان دنون شاہزادہ خرم نے اس
خدمت کا تعہد کیا اور اپنے ملازم سندر رائے رایان کو بہت سامان دیکر بھیجا اور بہت سے
امراے شاہی کو اوسکی کمک کے لئے اجازت ملی۔ سندر نے زمینداروں میں سے ایک پر فوج بھیجکر
لڑائی شروع کی اور احتیاط کچھ نہیں کی بغیر اسکے کہ راہ برآمد کو استحکام دے اور سر کوبون پر قبضہ
کرے پہاڑون کی تنگ نایون میں آنکر بے صرفہ جنگ کی جسکے سبب سے بعض نامی سرداروں کی جان
گئی۔ ۱۶ شوال سنہ ۱۰۲۹ کو لشکر دن نے دور قلعہ کو گھیر لیا مورچلون کو قسمت کیا۔ مداخل و مخارج
قلعہ کو نظر احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ آذوقہ کی آمد و شد کی راہ کو مسدود کیا۔ رفتہ رفتہ اہل قلعہ
کو تنگ کیا جب ان پاس وہ غلہ جو غذا بن سکے نہ رہا تو اونہوں نے اور خشک غلے نمک میں

جوش دیکر کھائے جس سے اونکی نوبت ہلاکت پر آئی اور کسی راہ سے امید نجات نہ رہی تو ناگزیر امان مانگ کر قلعہ کو حوالہ کیا۔ دوشنبہ غرہ محرم ۱۰۳۱ھ میں یہ فتح ایسی حاصل ہوئی کہ پہلے کسی بادشاہ کو نہیں ہوئی۔

۲۷ مہر الہی روز دوشنبہ کو بادشاہ ہندوستان کی طرف چلا۔ زعفران کے پھول کھل رہے تھے۔ بادشاہ سواد شہر سے کوچ کر کے موضع پنپیر (پام پور) میں آیا۔ تمام ملک کشمیر میں سوا اس گانون کے کہیں زعفران نہیں ہوتا۔ یہان جہانتک نظر جاتی تھی پھول کھلے ہوئے تھے اوسکی نسیم دماغون کو معطر کرتی تھی۔ زعفران کا منہ زمین سے پیوستہ ہوتا ہے اسکے پھول کی پانچ پتیاں بنفشہ رنگ کی ہوتی ہیں اور گل چنبہ کی برابر ہوتا ہے اسکے درمیان میں تین شاخیں زعفران کی ہوتی ہیں یہ معمولی سالون میں ۴۰۰ من یعنی ۳۲۰۰ من خراسانی من پیدا ہوتا ہے نصف حصہ خالصہ یعنی بادشاہ کا حصہ ہوتا ہے اور نصف رعایا کا۔ ایک سیر دس روپیہ کو خرید و فروخت ہوتا ہے کبھی کبھی یہ نرخ کم و زیادہ ہوتا [illegible] یہ دستور ہے کہ گل زعفران کو تول کر کاریگر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور زعفران نکالتے ہیں اس کا وزن پھولوں کی چوتھائی وزن کی برابر ہوتا ہے۔ وہ اسکو بادشاہی ملازمون کو دیتے ہیں اور اپنی اجرت میں اوتنے زعفران کے وزن کی برابر نمک لیتے ہیں کشمیر میں نمک نہیں ہوتا ہندوستان سے لیجاتے ہیں۔

بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ کشمیر سے انتہاء کوہستان تک ہر منزل میں بادشاہ اور اسکے اہل حرم کے لئے ایک عمارت عالیشان تیار کی جائے کہ سرما اور برف میں [illegible] گذارا ہوسکتا تھا۔ معماران چابکدست اور کارداران باوقوف نے مصالح کی [illegible] تیاری میں سعی کی۔ یہ عمارات تھوڑے دنوں میں تیار ہوگئیں۔ بادشاہ نے ایک باغ [illegible] اسمیں ایک تصویر خانہ بنوایا جسمیں سب کے اوپر شبیہ بادشاہ کے [illegible] پھر خود شاہ کی اور اسکے مقابل شاہ عباس کی پھر اوسکے بعد مرزا کامران [illegible] و شاہ مراد و سلطان دانیال اور دوسرے [illegible] اور امرا اور چند [illegible] کی شبیہیں [illegible]

باہر اطراف میں منازل راہ کشمیر کی اس ترتیب سے کہ آمد و شد ہوئی اور اوسکی تاریخ مجالس شاہان سلیمان
حشم تھی ہیرپور سے کرم کالہ تک راہ دو زمینداروں جہدی نایک و حسین نایک کے قبضہ میں ہے
یہ دو نو بھائی اگرچہ بظاہر مدارا رکھتے ہیں لیکن باطن میں نہایت عداوت +

پنجشنبہ ہفتم کو موضع ہشٹہ میں بادشاہ آیا - اس منزل سے آگے ہوا اور زبان و لباس
و حیوانات اور مخصوصات ولایت گرم سیر میں بڑا تفاوت معلوم ہوتا ہے یہانکے آدمی فارسی اور ہندی
دونو زبانیں بولتے ہیں اصل زبان اونکی ہندی ہے قرب و جوار کے سبب سے کشمیری زبان بھی سیکھ
لی ہے غرض یہانسے ہند میں داخلہ شروع ہوتا ہے - یہان کی عورتیں پشمینہ کا لباس نہیں
پہنتیں ہند کی عورتوں کی طرح لباس اور ناک میں نتھ پہنتی ہیں - روز جمعہ ہشتم راجور میں محل
نزول ہوا - پہلے زمانہ میں یہان کے باشندے ہندو تھے - یہان کے زمینداروں کو
راجہ کہتے تھے سلطان فیروز نے اونکو مسلمان کیا مگر باوجود اسکے وہ اپنے تئیں راجہ ہی
کہتے تھے اور ہندو پنے کی رسمیں انمیں جاری تھیں جیسے کہ ہندوؤں کی عورتیں اپنے مردہ
خاوندوں کے ساتھ ستی ہو جاتی تھیں یہان عورتیں اپنے مردہ خاوندوں کے ساتھ قبر میں
زندہ دفن ہوتی تہیں سوا اسکے بے بضاعت آدمی اپنی لڑکیوں کا دم گھوٹ کر مار ڈالتے
تھے اور ہندوؤں سے پیوند خویشی کرتے تھے لڑکی دیتے تھے اور لیتے تھے - لینا تو خوب تھا
مگر دینا نعوذ باللہ - بادشاہ نے فرمان دیا کہ پھر یہ باتیں نہونی پائیں اور جو کوئی انکا مرتکب
ہو اسکی سیاست کی جائے -

سپہ سالار خان خانان اور تمام دولتخواہوں کی عرائض سے معلوم ہوا عنبر نے پھر سر
اوٹھایا اور اس سبب سے کہ بادشاہ ولایت دور دست میں چلا گیا ہے وہ عہد و پیمان جو
بادشاہ سے کئے تہے توڑ ڈالے اور بادشاہی ملک میں دست درازی کی - خانخانان نے
خزانہ مانگا تہا اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ بیس لاکھ روپیہ آگرہ سے متصدی بھیجدیں اسکے
سامنے یہ خبر بھی آئی کہ تھانوں کو امرا چھوڑ کر داراب خان پاس جمع ہوئے ہیں اور
رہتے لشکر شاہی کے گرد صف بستہ پھرتے ہیں خنجر خان احمد نگر میں متحصن ہوا

دو تین دفعہ دکنیون سے لڑا اور ہر بار دکنیون کو شکست دی - اور داراب خان دکنیون کی بنگاہ پر چھاپہ مار کر فتحیاب ہوا اور بنگاہ کو لوٹ کر اپنے لشکرگاہ مین آیا لشکر مین غلہ کی بڑی عسرت تھی اسلئے وہ گریوہ دھنگرہ سے پایان گھاٹ مین آئے کہ غلہ سہولیت سے حاصل ہو ناگزیر بالاپور مین لشکر آیا - یہان بھی دشمنون نے پیچھا نہ چھوڑا - راجہ نرسنگہ دیو نے غنیم پر حملہ کیا اور بہت آدمیو نکو قتل کیا حبشی منصور کو زندہ گرفتار کرکے قتل کیا - بادشاہ کشمیر مین سیر و شکار مین مصروف تھا +

متصدیان ممالک جنوبی کی متواتر عرائض آئین کہ بادشاہ مرکز خلافت سے زیادہ دور ہو گیا ہے - دکن کے دنیادارون نے نقض عہد کیا اور فتنہ و فساد اوٹھایا اور اپنی حد سے پانون باہر رکھکر احمدنگر و برار کے مقامات پر متصرف ہوئے ہین - چنانچہ مکرر عرائض آئین کہ اہل دکنیون کا مدار کار تاخت و تاراج و آگ لگانے اور زراعت کے ضایع کرنے پر ہے - اول مرتبہ جب کہ حضور نے ممالک جنوبی کی تسخیر کے لیے سفر کیا تھا اور شاہزادہ خرم کو سپہ سالاری لشکر پر سرافراز کیا تھا جب برہانپور مین وہ آیا تو گریزت و حیلہ سازی سے کہ اونکی ذات فتنہ سر کو لازم ہے اوسکو شفیع بنا کے ولایت بادشاہی کو چھوڑ دیا تھا اور پیشکش مین نقد و جنس بادشاہ پاس بھیجا تھا اور تعہد کیا تھا کہ بعد اسکے سررشتہ بندگی کو ہاتھ سے نہ دینگے اور حد ادب سے پاؤن باہر نہ رکھینگے اسکا بیان پہلے ہو چکا ہے شاہ کے کہنے سے قلعہ شادی آباد منڈو مین بادشاہ نے قیام کیا اور اوسکی استشفاع سے اونکی تضرع و زاری پہ خیال کرکے اونکی بخشایش کی اب انہون نے نقض عہد کرکے شہرہ بستی کی اور شیوہ اطاعت و بندگی سے انحراف کیا اسلئے بادشاہ نے پہر شاہجہان کو سپاہ کی سرکردگی پر متعین کیا - لیکن مہم کانگڑہ اسکے سپرد تھی اور اکثر کارآمدنی آدمی اس خدمت مین بھیجے گئے تھے اسلئے اس کام مین چند روز التوا ہوا اب ان دنون مین عرائض پے در پے آئین کہ غنیم قوی ہو گیا ہے ساٹھ ہزار سوار اوس پاس جمع ہین زیادہ تر ملک بادشاہی پہ متصرف ہو گیا ہے اور ہر جگہ سے تھانہ کو اوٹھا کر مہکر مین پانچ جمع ہوئے ہین تین مہینے سے مخالفون سے رزم و پیکار ہو رہا ہے

[illegible]

تین بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ ہر دفعہ بادشاہی لشکر کو غلبہ ہا لیکن کسی راہ سے غلہ و آذوقہ لشکر مین نہ پہنچ سکا اور لشکرگاہ کے گرد تاخت و تاراج دشمن مصروف رہا عسرت غلہ کی کوئی انتہا باقی نہیں رہی ہی۔ چارپائے مر گئے یا دبلے ہو گئے۔ ناگزیر بالا گھاٹ سے اُتر کر بالاپور مین توقف کیا تو دشمن تعاقب مین اور دلیر ہو کر حوالی بالاپور مین آیا۔ قزاقی اور یغماگری میں مشغول ہوا بادشاہی چھ سات ہزار سوار تھے۔ جنگ عظیم ہوئی اور اونکا بنگاہ تاراج ہوا۔ بہت سے قتل و اسیر ہوئے لیکن جب لشکر شاہی پھرا تو پھر دشمنون نے اطراف سے لشکر شاہی پر ہجوم کیا اور لڑتے ہوئے لشکر شاہی پر آ گئے۔ جانبین سے قریب ایک ہزار آدمیون کے قتل ہوئے۔ اس حملہ کے بعد بالاپور مین چار مہینے توقف ہوا جب عسرت غلہ نہایت کو پہنچی تو صلاح توقف مین نہ دیکھی۔ برہان پور مین لشکر شاہی آیا لشکر کے پیچھے دشمن آئے۔ برہانپور کا اُنہون نے محاصرہ کیا چھ مہینہ تک برہانپور کو وہ گھیرے رہے اور برار اور خاندیس کے اکثر حصہ پر وہ متصرف ہوئے اور محصول کو تحصیل کیا۔ لشکر نے بہت محنت و تکلیف اوٹھائی تھی چوپایون مین جان نہ تھی لشکر شاہی شہر سے باہر نکل کر دشمنون کو تنبیہ نہیں کر سکتا۔ اور اس سبب سے دشمن کا غرور اور پندار بڑھتا جاتا تہا اس حال میں بادشاہ آگرہ مین آ گیا اور کانگڑہ فتح ہو گیا۔ چہارم دی مہینے کو شاہجہان کو دکن رخصت کیا۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ ملک دکن کی تسخیر کے بعد وہ دو کروڑ دام ولایت مفتوحہ سے اپنے انعام مین لے کر متصرف ہو۔ ۵۰ ہفت دار۔ ایک ہزار احدی و ایک ہزار برق انداز رومی اور ایک ہزار توپچی پیادے و توپخانے و ہاتھی سوار اٹھتیس ہزار سواروں کے جو اسطرف تھے اوسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے اور ایک کروڑ روپیہ مدد خرچ کے لئے مقرر ہوا۔ اس اثنا میں بادشاہ نے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ بادشاہ نے یہ سفر دار السلطنت لاہور سے دار الخلافہ آگرہ تک دو ماہ دس روز مین ۴۹ کوچون اور ۱۲ مقاموں مین ختم کیا۔ ہر روز شکار کھیلا۔

روز دوشنبہ ۷ ربیع الآخر ۱۰۳۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۲۲ء کو نوروز ہوا۔

ایک عجیب واقعہ ہے کہ پرگنہ جالندہر کے ایک موضع مین صبح کے وقت مشرق کی جانب سے ایک غوغا عظیم و مہیب ایسا اوٹھا کہ قریب تھا لوگون کی جان نکل جائے اس شور و شغب

آسمان پر سے ایک روشنی زمین پر آئی خلقت کو یہ گمان ہوا کہ آسمان سے آگ برستی ہے بعد ایک لحظہ کے یہ شورش موقوف ہوئی اور لوگوں کا ہول گیا۔ اس قطعہ زمین پر محمد سعید عامل پرگنہ گیا اور وہاں دیکھا کہ بارہ گز زمین طول اور عرض میں اس قدر جل گئی تھی کہ سبزہ و گیاہ کا نشان باقی نہیں رہا تھا مگر حرارت و تفسیدگی ہنوز باقی تھی۔ اوسنے اس زمین کو کھدوایا جسقدر اوسکو زیادہ کھودتے تھے اوسی قدر حرارت اور تپش زیادہ ظاہر ہوتی تھی یہانتک کہ ایک پارچہ آہن تفتہ نمودار ہوا۔ وہ اتنا گرم تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی آگ کی بھٹی سے نکلا ہے کچھ دیر کے بعد وہ ٹھنڈا ہوا وہ بادشاہ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ بادشاہ نے اوسے تلوایا تو ۱۶۰ تولہ وزن میں ہوا استاد داؤد کو حکم ہوا کہ اسکی شمشیر و خنجر و کارد بنا کر لائے۔ اوسنے عرض کیا کہ وہ پتک (ہتھوڑے) کے نیچے نہیں ٹھیرتا۔ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ اس میں اور قسم کا لوہا ملا کر عمل کرے اوسنے تین حصے آہن برق اور ایک حصہ اور لوہا ملایا اور دو شمشیریں اور ایک کارد اور ایک خنجر بنا کے لایا شمشیر یمانی کی طرح یہ شمشیر خم ہوتی تھی اور اصل شمشیروں کی برابر کاٹ کرتی تھی شعلہ برق شاہی اسکی تاریخ ہوئی۔ بعض آدمیوں کا گمان یہ ہے کہ داؤد نے کسی اور لوہے کی یہ چیزیں بنا دیں +

خبر آئی کہ دکنیوں کی فوج نے دریاے نربدا سے عبور کیا اور ملک مالوہ میں داخل ہوئی اور تاخت و تاراج کی خرابی پھیلائی۔ اونھوں نے سنا کہ شاہجہان کی سپاہ قریب آگئی ہے اور اوسنے خواجہ ابو الحسن کو پانچہزار سوار دکن کے ساتھ اونکی تنبیہ کے لئے بطریق ہراول بھیجا ہے تو وہ بھاگ گئے۔ ابو الحسن پاشنہ کوب اونکے تعاقب میں دریاے نربدا سے پار گیا اور بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ غنیمت اور قیدی زیادہ ہاتھ لگے جہانگیر نے شاہجہان کو چوبیس برس کے عمر جشن وزن سالگرہ میں بہ تکلف شراب پلائی تھی جیسے کہ بابر بادشاہ نے رانا سانگا کی لڑائی میں شراب اور منہیات سے توبہ کی تھی اسطرح شاہجہان نے اکتیسویں سال کی عمر میں دکن کی فتح کے لئے خدا سے عہد کیا کہ پھر وہ شراب [illegible] آلودہ نہ ہوگا اور اوسنے شراب کے ظروف طلائی توڑ ڈالے اور اونکو مستحقوں کو دیدیا اور آب چنبل میں جسکے کنارہ پر وہ اترا ہوا تھا شراب کو ڈلوا دیا +

حبذا شاہے کہ در عہد شباب — شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب

اگر سلاطین سلف کے حال دیکھیے تو تعجب ہوتا ہے کہ شاہجہان نے باوجود نشہ جوانی وریاست کامرانی و دستگاہ عیش و خمار روز جزا کے اندیشہ سے سرمایہ نقد نشاط کو چھوڑ دیا

اب شاہجہان کا خیمہ شادی آباد کے قلعہ مانڈو مین آیا۔ خانخانان اور داراب خان اور سپہ سالاران دکھن کی عرضداشت آئی کہ دکھن کی سپاہ ساٹھہ ہزار سے زیادہ ہے اور اوسکے سردار عمدہ ہیں اور وہ برہان پور کے حوالی میں بطریق محاصرہ ٹھیر رہی ہے اس عرضداشت پر بعض مقربون نے عرض کیا کہ اکثر ملکی اور جمعیت بادشاہی اور مردم سرکاری سرانجام سفر کے لئے پیچھے رہ گئے ہیں حوالی قلعہ میں چند روز دریا کے اس طرف توقف کرنا چاہیئے لیکن شاہجہان نے کچھہ نہ سُنا اور سولہ ہزار سوار جو اس پاس حاضر تھے اُن کو لیکر آب نربدہ سے عبور کیا اور دریا کے کنارہ پر عبداللہ خان جو عمدہ ملکی تھا دو ہزار سواروں کے ساتھہ شاہجہان سے آن ملا۔ شاہجہان نے فوج بندی کی ترتیب دی عبداللہ خان کو اور دلاوروں کے ساتھہ ہراول کا سردار بنایا اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابوالحسن کو جرنغار قرار دیا۔ دریا کے کنارہ سے برہان پور تک چار روز کی راہ ہے اور دکھنیوں کی ایک تاخت سے زیادہ نہیں ہے شب خون کے لئے احتیاط کی گئی جب لشکر شاہی برہان پور کے قریب آیا تو خانخانان و داراب خان اور منصبداران متعینان شاہجہان کی خدمت میں آئے اور اونھوں نے عرض کیا کہ باوجود لشکر کے جانے کے دکنی پانچ چار کوس پر یہان سے پھیلے ہوئے ہیں اور شوخیان کرتے ہیں صلاح دولت یہ ہے کہ غنیم زیادہ قوی ہوگیا ہے اور اوسکی کومکی فوجیں آگئی ہیں برسات میں دو مہینے باقی ہیں فی الحال فوج دکھن کو آگے سے ہٹا کر اور آب پورنا سے پار ہوکر اطراف کی فوجوں کے جمع ہونے تک اور دو تین مہینے برسات کی شدت گذرنے تک آب پورنا پر کہ برہان پور سے دس پندرہ کوس ہے چھاونی ڈالکر توقف کرنا چاہیے جب بارش کی تخفیف ہو تو مخالفون کے ملک

داخل ہوکر اونکی تنبیہ کرنی چاہئے شاہجہان نے اسکا جواب دیا کہ تمھارے نزدیک جسے نیک
صلاح تھی وہ تم نے عرض کی ہم حسب بات تمکو نیک جانینگے اُسپر عمل کرینگے۔ اس کے بعد بخشیون اور دیوانون
کو حکم دیا کہ ان منصبدارون کو جنکی جاگیرین دکھنیون کے قبضہ مین چلی گئی ہیں اور وہ متعین آدمی کہ
دور دست جاگیر رکھتے ہین از روئے سر رشتہ دفتر بغیر اسکے کہ متصدیون کی مطلوبہ اسناد تیار ہون
اور اونکی طرف رجوع کی جائے انکو خزانہ سے جو ہمراہ ہے اور جہان زر سرکار ہو وہان واقف کار
سزاول مقرر کرکے ارباب طلب کو شش ماہہ تنخواہ دیدیں اور محصلون کو متعین کرین کہ اسپ و
بار بردار و یراق جن پاس نہ ہو وہ اس کو خرید کرکے موجود کرے خود بدولت عشاء کی نماز تک
سپاہ کی حال کی پرداخت مین متوجہ رہے تین روز مین چالیس لاکھ روپیہ سپاہ کو تقسیم کیا
اور تیس ہزار سوارون کو پانچ نامدار تجربہ کار کارزار دیدہ مین تقسیم کیا تین فوجین بسرکردگی
عبد اللہ خان و دارا بخان و خواجہ ابوالحسن امراے بادشاہی کو اور دو فوجین بسرداری راجہ
بکرماجیت و راجہ بھیم اپنے عمدہ نوکرون کے سپرد کیں۔ شاہزادہ کی سرکار مین چھ سات ہزار
سوار تھے اونکا اور اپنی تمام فوج کا اہتمام راجہ بکرماجیت کے حوالہ کیا اور پھر سب دارابخان
کا محکوم کیا جنگ دکھن مین تمام شورش و یورش چنداول پر عقب میں ہوتی ہی اسلئے
شاہجہان نے حکم دیا کہ ان پانچ فوج کے سردارون مین نوبت بہ نوبت ہر ایک ایک دن
چنداولی کیا کرے سردارون کو اسپ و فیل و جواہر و خلعت فاخرہ دیکر خوش دل کیا۔
اور دکھنیون کی تنبیہ و تادیب کے لئے رخصت کیا۔ جب سپاہ نے برہان پور سے چار پانچ کوس پہ
آب تپتی سے عبور کیا تو دوسرے تیسرے کوچ مین یاقوت خان حبشی نے جو عنبر کا نامدار سپہ سالار
تھا وہ بھاری فوج جنگی لیکر ناگہان چنداول پر جھکا۔ اُس دن چنداول مین خواجہ ابوالحسن کی
باری تھی۔ دکنیون نے ایسی جرأت کی کہ لشکر شاہی مین تزلزل آگیا۔ باوجودیکہ دکنیون کا
لشکر شاہی سے سہ چند تھا مگر خواجہ ابوالحسن نے ایسی استقامت سے رزم کی کہ پانچ سو دکنی
مارے گئے اور بہت سے زخمی و اسیر ہوئے اور یاقوت خان بھاگ گیا۔ بادشاہی آدمیون کو
غنیمت وافر ہاتھ آئی خواجہ ابوالحسن کے ہمراہیون میں لشکر شاہی نے ہمدردی بیگانگان

اور شیر بہادر زخمی ہوئے۔ دکنیوں کے تعاقب مین لشکر شاہی نے آب پورنا سے عبور کیا
جو برہانپور سے چودہ پندرہ کوس فی نفسہ دور ہے۔ اور بلکاپور کے نزدیک نزول کیا۔ ابھی
لشکر کی بعض بہیر راہ میں تھی۔ اور داراب خان اور راجہ بکرماجیت ترتیب فوج کے لئے
اُترنے کے واسطے اطراف لشکر مین پھرتے تھے کہ دلاور خان و آتش خان نظام الملکی
چودہ پندرہ ہزار سواروں کو ساتھ لیے خبر آن پہونچے ایک طرف سے بان مارنے اور
دوسری طرف سے بہیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے اور انھون نے آشوب و غلغلہ عظیم ڈالا
شاہی سپاہ نے تردد نمایان کیا۔ زد و خورد مین طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے
اور دکنیون کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر پھر انھون نے بہیر کے کمرگاہ پر دوبارہ حملہ کر کے
ایک جماعت کو مار ڈالا اور دست اندازی کی اور بھاگ گئے۔ پھر لشکر شاہی گھاٹ دیوی کی بلندی
پر آیا اور ملک نظام الملک مین داخل ہوا۔ اور ملک کی تاخت و تاراج شروع کی۔ ملک عنبر کے
سرداروں مثل یاقوت خان و دلاور خان حبشی و آتش خان و جادو راؤ و اوبنگ راؤ و
ساہوجی بھوسلہ وغیرہ نے اتفاق کر کے ایک دو فوج کو بادشاہی سرفوجون کے مقابل مین
سیلاب بلا کی طرح بھیجا اور ایک اور فوج نے اطراف لشکر کو گھیر کر بان مارنے شروع کئے۔ راجہ
بکرماجیت کی استقامت و انکی سید صلابت خان سید علی و سید مظفر بارہ نے راجہ بخت کی مدد مین ستجانہ کا تمام
کی۔ یہ سب سادات بارہ مین سے تھے۔ دونو طرف سے بڑی مردانگی ظہور مین آئی اور جب بینگ راؤ جو دکھنی مین بڑا
تھا مجمع کثیر کے ساتھ کشتہ ہوا اور بادشاہ کی طرف سے سید مظفر بارہ جمشید خان حبشی کام مین آئے
سید مظفر بارہ جسکا آخر کو خان جہان خطاب ہوا سادات بارہ مین سے علم شہرت بلند کیا اور اوس
کے رو بھتیجوں کے چار زخم کاری لگے اور وہ گھوڑے سے گرے اور انھون نے عرصہ کارزار کو گلگون کیا
اور بہت سے آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے تو دکھنی بھاگ گئے۔ دکھنیون کا دستور ہے کہ
وہ فرار ہو کر پھر بازگشت کر کے دشمن سے لڑتے ہیں۔ یاقوت خان نے عین فرار مین بازگشت
کر کے دوسری طرف عقب فوج شاہی پر تاخت کی اور از سر نو فوج شاہی مین تزلزل پیدا کیا
تردد نمایان کے بعد پانچ عمدہ نوکر شاہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت جان سے گئی

اور غنیم کی طرف سے فیروز خان حبشی کہ ملک عنبر کا نامی سردار تھا مع سات سو نفر کے کشتہ ہوا اور
خیمہ خرگاہ بہت سا غارت گیا۔گو دکنیون کو ہزیمت ہوئی مگر روز جدال و قتال رہتی۔
یہان تک کہ اواخر اردی بہشت مین کھڑکی سے جسکو اورنگ آباد اب کہتے ہین چھہ کوس پر
لشکر شاہی آیا۔ساری رات لشکر کے گرد دکنی شوخیان کرتے رہے صبح کو ہر طرف سے
کئی ہزار سوارون نے نامدار سردارون کے ساتھ لشکر شاہی کی اطراف پر قزاقون کی طرح
حملہ کرنا شروع کیا اور دست برد کرکے فرار ہوئے اور پھر مقابل ہوئے۔بادشاہی سردار
بھی ہر جانب مین اُنپر تاخت کرتے تھے اور اونکے سر کو تن سے اور تن کو سر سے جدا
کرتے تھے۔ملک عنبر سراسیمہ وار نظام الملک کو جو اسکا آقا و محبوس تھا اپنے ساتھ لیکر اور
کار آمد اسباب و اثقال کو اٹھا کر قلعہ دولت آباد کے نیچے پناہ مین لے گیا اور لشکر کو مقابلہ کے
لیے مقرر کیا کہ وہ اطراف لشکر شاہی پر قزاقون کے طور پر شوخی کرتے رہین اور رسد اور
گھاس کو کہین نہ چھوڑین لشکر شاہی نے کھڑکی پر تاخت کرکے اوسکی عمارات عالیشان
کو جو بیس برس مین بنی تھین ایسا جلایا کہ پھر بیس برس مین آیندہ اونکے بننے کی امید نہین۔
تین روز بعد دولت آباد کے محاصرہ پر فوج شاہی متوجہ ہوئی۔اس دن سرداران غنیم سے ایک
جنگ عظیم ہوئی اور اوس مین عبد اللہ خان نے سردارون سے مقابلہ کیا اور تردد نمایان کیا
اور بہت دکنیون کو تہ تیغ کیا۔احمد نگر مین خنجر خان قلعہ دار تھا۔باوجودیکہ ایام محاصرہ کو
امتداد ہوا۔مگر اوسکی پامردی سے دکنیون کے ہاتھ یہ قلعہ نہ آیا۔ان دنون مین ذخیرہ کے
ختم ہونے سے اور دکنیون کی زیادہ شوخیون سے قلعہ دار کا حال تنگ ہو گیا تھا اس لیے
مصلحت یہ قرار پائی کہ لشکر شاہی احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جو سر حبشی داماد عنبر جو
احمد نگر کے محاصرہ مین مشغول ہے اوسکو وہان سے تنبیہ کرکے اور اس ضلع کے حوالی سے
دفع کرکے اور ذخیرہ سے خاطر جمع کرکے ناسک و سنگمنیر کی طرف جاکے۔یہ ملک سیر حاصل آباد ہے
جب فوجین احمد نگر کو روانہ ہوئین خنجر خان قلعہ دار نے خبر پائی تقویت بہم پہنچا کر استعداد تمام
قلعہ سے نکلکر جو سر حبشی پر تاخت کی اور ڈھائی سو نفر کشتہ و زخمی کیے اور دکنیون کو

ہزیمت دیکر قلعہ سے پرے ہٹادیا۔ افواج بادشاہی نے مونگی پٹن کے نزدیک بان گنگا
کے کنارہ پر نصف راہ مین یہ خبر سُنی اسوقت غنیم کی سپاہین بھی فراہم ہوگئی تھین
کہ ان مین جوہر مع فوج کے آن ملا اور راہ کے مابین کوچ کے وقت اور رات کو زیادہ
شوخیان کرنے لگا۔ بادشاہی سردارون نے بھی اس جماعت کی تنبیہ کے لیے اتفاق
کرکے تین فوجیں بنائین۔ چار پانچ ہزار سپاہ بنگاہ مین چھوڑی اور باقی فوج نے
دلاور خان اور آتش خان پر جنکے پاس پچیس ہزار سوار تھے صف آرا تاخت کی۔ دوسری طرف
سے عبداللہ خان اور راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن نے تاخت کی اور ایسی ہی
باقی اور طرفون سے لشکر شاہی نے دکنیون پر حملہ کیا۔ دکن کے سردارون نے بھی مردانہ
استقلال کے ساتھ جنگ کی۔ ہر طرف سے ایک عجیب جدال و قتال اور غریب رستخیز نمودار ہوئی
ہر طرف سے سعی و تلاش کی داد دی اور جلادت رستمانہ بروے کار لائے۔ اور دکنیون کو
ہٹاکر اونکی بنگاہ تک پہنچاتے تھے اور عنبر کی سپاہ ہزیمت پاکر پھر مستعد کارزار ہوتی
تھی اور مقابلہ مین آتی تھی۔ بہت سوار پیادے کشتہ و زخمی ہوئے۔ تمام دن آتش جنگ
مشتعل رہی۔ اس دار و گیر مین خواجہ ابوالحسن و راجہ بکرماجیت سے ترددات نمایان
ظہور مین آئے اور غنیم کے دو ہزار آدمیون سے زیادہ اونھون نے مارے اور بادشاہی آدمی
بھی بہت مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ بہت سی زد و خورد اور دستگیر ہونے کے بعد دکنیون
کے ایک دو سردار فرار ہوگئے۔ شاہزادہ شاہجہان نے دو اور فوجین خاندیس اور برار
کے پرگنون کے ضبط کی واسطے بسرداری محمد تقی متعین کین۔ اُنسے بہت سی لڑائیان
دکنیون سے ہوئین مگر آخر کو ان سب کی تادیب کی گئی اور اون کو مغلوب کیا اور ملک کا
انتظام از سر نو ہوا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عنبر اپنے لشکر کی پے در پے شکستون سے شکستہ بال ہوا
اور جب اوسنے سنا کہ لشکر شاہی ناسک و ترہنک کی جانب عزیمت رکھتا ہے
تو اوسنے وکلاے معتبر شاہجہان پاس بھیجے اور اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا اور
خجالت و ندامت زدہ ہوکر عذر کیا اور اس امر کا شکوہ کیا کہ اول دفعہ مہم دکن مین

جب حضرت تشریف لائے تھے تو عادل خان کو مشمول عواطف و مورد عنایات کیا تھا اور اس غلام کو بے اعتبار کیا تہا اور بندہ خاکسار کو قابل جبہ سائی شکر عنایات بندہ پروری اور الطاف شاہانہ کے نہ جانا تہا کہ اپنے جرائم کا شفیع بناکر عفو و مرحمت کی طلب کرتا۔ اب میری یہ التماس ہے کہ اس غلام کے جرائم پر قلم عفو کھینچا جائے۔ تو میں تعہد کرتا ہون کہ من بعد اطاعت سے سر نہ پہیرونگا۔ اور جریمۂ گذشتہ اور پیشکش حال اور آئندہ سال بسال حضور مین بہیجتا رہونگا۔ پچاس لاکھ روپیہ ابھی دیتا ہون اور یہ مقرر کرتا ہون کہ چودہ پندرہ لاکھ روپیہ کی محال سواے ملک مفتوحہ سابق متصل سرحد بادشاہی کے متصدیان سرکار کو حوالہ کرتا ہون اور بدرقہ ہمراہ کرکے قلعہ احمد آباد مین ذخیرہ بہیجتا ہون۔ شاہزادہ نے ملک کی خرابی اور غلہ کی گرانی اور کاہ کی آفت پر نظر کرکے عنبر کی التماسات کو قبول کرلیا۔ فضل خان کو عرضداشت فتح و عرایض عنبر کے ساتھ جہانگیر پاس بہیجا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا۔ بادشاہ نے جو اپنی علالت کا حال خود لکہا ہے اس کو مختصر کرکے مین لکہتا ہون۔

حال علالت

کشمیر مین دسہرہ کے جشن مین گرفتگی نفس (ضیق النفس) وکوتاہی دم کا اثر مجھے محسوس ہوا۔ بارش و رطوبت ہوا کی کثرت سے دل کے نزدیک جانب چپ مین مجرائے نفس مین گرانی اور گرفتگی ظاہر ہوئی۔ رفتہ رفتہ اوسکا امتداد اور اشتداد ہوا۔ اطبا نے گرم دوائیون سے ملایم تدبیرات کے ساتھ علاج کیا بظاہر کچھ تخفیف ہوئی جب اس گریوہ سے باہر آیا تو پھر مرض کی شدت ہوئی چند روز بکری کا دودہ اور پھر اونٹنی کا دودہ پیا کسی سے کچھ فائدہ نہ ہوا مختلف طبیبون کا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا تدبیرات ظاہری سے دل برداشتہ ہوکر حکیم علی الاطلاق کو اپنے تئین سونپ دیا۔ شراب کا نشہ کم ہوتا تھا اسلئے روزمرہ ضابطہ و معتاد کے برخلاف زیادہ شراب پیتا تھا رفتہ رفتہ اوسکی افراط ہوئی جب ہوا گرم چلنے لگی تو ضرر اسکا محسوس ہوا۔ ناتوانی کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوئی۔ نورجہان بیگم نے جسکا تجربہ ان اطبا سے بڑھا ہوا تھا اور مہربانی اور دل سوزی تجربہ و تدبیر

ے ساتھ بھی اوسنے پیالہ کو کم کیا اور جو تدبیرات کہ مناسب وقت اور ملائم حال تھیں وہ کین
ر پہلے اس سے بھی اطبا علاج اسکی صوابدید وصلاح سے کرتے تھے لیکن اس وقت مین نے اوسکی
ہربانی پر مدار رکھا اور شراب کو بتدریج کم کیا اور نامناسب چیزون اور ناموافق غذاون سے
ہیز کیا شروع سال میں چہرہ پر آثار صحت کے نمودار ہوئے جشن وزن مین بادشاہ کا وزن پہلے
ن من سے ایک دو سیر زیادہ ہوتا تھا لیکن علالت کے سبب سے ایسا لاغر ہوگیا تھا کہ ۲ من ۲ سیر
زن ہوا جب سے نورجہان عقد ازدواج میں آئی ہے شمسی وقمری وزنون کے تمام جشنون مین
ر لوازم کو جیسا کہ اس دولت کے لائق ہیں وہ ترتیب کرتی تھی اور اپنی سعادت و نیک بختی کا سرمایہ
نتی تھی لیکن اس جشن مین بیش از بیش تکلفات زیادہ کئے اور اس مجلس اور ترتیب بزم مین نہایت
جہ کی۔ بادشاہ کا جشن صحت نورجہان نے بڑی دھوم دھام سے کیا +

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر پرویز کو ہوئی تو فرمان طلب کا مقید نہ ہوا بلکہ لیے تابانہ
دشاہ کی ملازمت مین آیا۔ تین دفعہ تخت کے صدقے پھرا۔ بادشاہ اوسکو منع کرتا اور وہ تسلیم و تعظیم
رو زاری اور تضرع زیادہ کرتا تھا۔ بادشاہ نے اوسکا ہاتھ پکڑ کر گلے لگایا۔

والدہ نورجہان نے انتقال کیا۔ اس میں ساری خوبیان جو عورت میں ہونی چاہئیں موجود
مین۔ بادشاہ اوسکو اپنی مادر حقیقی کی برابر جانتا تھا۔ ایسی عورتین خوش نصیب کم ہوتی ہیں کہ بیٹی
رجہان۔ بیٹا آصف خان۔ خاوند اعتماد الدولہ۔ یہ تینون ایسی عمدہ صفات رکھتے تھے
کمتر ہوتی ہیں +

آگرہ کی ہوا حرارت کی شدت کے سبب سے بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ تھی۔ ۱۳ روز دوشنبہ
ن ۱۶ جلوس مین کوہستان شمالی کی طرف بادشاہ نے کوچ کیا۔ اوسنے ارادہ کیا تھا کہ اگر کسی
جگہ کی آب و ہوا اعتدال کے قریب ہوگی تو آب گنگ کے کنارہ پر ایک خوش سرزمین پر ایک
ہر آباد کرونگا کہ موسم تابستان مین محل اقامت ہو اور نہین کشمیر کی جانب جاؤنگا۔ ماہ صفر
۳۰ کو ہردوار میں مقام ہوا۔ اس وقت اس کوہ کی آب و ہوا بادشاہ کو پسند نہ آئی اور کوئی
رزمین قابل اقامت نظر نہ پڑی تو بادشاہ نے کوہ جمو و کانگڑہ کی طرف نہضت کی۔ ۲۱ کو صفر

پرویز کا آنا۔

آگرہ کا سفر اور اعتماد الدولہ کی وفات +

بہلون مین بادشاہ آیا۔ یہان لشکر کو چھوڑا۔ خاص ملازمون کو لیکر قلعہ مذکور کی سیر و تماشے کیلیے روانہ ہوا۔ اعتماد الدولہ بیمار تھا اوسکو یہین چھوڑا۔ صادق خان میر بخشی کو اوسکی محافظت حال کیلئے اور لشکر کی محارست کیلئے متعین کیا۔ دوسرے روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ اعتماد الدولہ کا حال متغیر ہوا۔ اور اوس کے چہرہ احوال سے علامت یاس نظر آتی ہے۔ نورجہان کے اضطراب کے سبب اور اپنے التفات کی وجہ سے جو اوسکے ساتھ تھا۔ بادشاہ بیتاب ہوکر اپنے لشکر مین پھر الٹا چلا آیا۔ آخر دن کو بادشاہ اسے دیکھنے آیا۔ سکرات کا وقت تھا کبھی بیہوش ہوتا تھا کبھی ہوش مین آتا تھا۔ بادشاہ دو گھنٹے اوسکے سرہانے ٹھیر کر چلا آیا تو اعتماد الدولہ کی جان نکل گئی۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ اس واقعہ وحشت افزا سے مجھ پر جو کچھ گذرا اسے بیان نہیں کرسکتا وہ وزیر عاقل کامل تھا اور صاحب بھی دانا مہربان۔

از شمار دو چشم یک تن کم — در حساب خرد ہزاران بیش

باوجودیکہ ایسی سلطنت کا بار اوسکے دوش اختیار پر تھا اور یہ ممکن و متیسر نہیں ہے کہ دخل و تصرف مین سب کو اپنے سے راضی رکھ سکے۔ کوئی شخص اپنی عرض مطالب و مہم سازی کے واسطے اعتماد الدولہ کے نزدیک نہیں جاتا تھا کہ اوس سے اندوہ ہوکر آئے۔ وہ اپنے صاحب کی دولت خواہی اور کفایت کی مراعات کرتا تھا۔ ارباب حاجت کو خورسند و امیدوار رکھتا تھا۔ سچ یہ ہے کہ یہ شیوہ اسی کے ساتھ مخصوص تھا۔ دوسرے روز مین اوسکے فرزندان اور خویشون کی پرسش کو گیا اکتالیس آدمی وسکے فرزندون اور قوم مین اور بارہ آدمی اسکے ہمنشینون میں تھے اُن کو خلعت عنایت کیا اور ماتم کا لباس اتروایا۔ اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تجمل یہانتک کہ نوبت کا بجانا نورجہان کو مرحمت کیا۔ پھر بادشاہ چار منزلیں طے کرکے بان گنگا کے کنارہ پر آیا۔ راجہ جگتا کی پیشکش پیش ہوئی۔ اوسکا ملک کانگڑہ سے ۲۵ کروہ ہے۔ کوہستان مین کوئی اس سے زیادہ عمدہ زمیندار نہین ہے۔ اس ملک مین زمینداروں کی گریز گاہ اوسکا ملک ہے۔ اس مین دشوار گذار گھاٹیان ہین۔ آج تک وسے کسی بادشاہ کی اطاعت نہین کی تھی اور نہ پیشکش بھیجی تھی۔ ۴ بہمن ماہ دی کو قلعہ کانگڑہ میں سیر کو گیا اور حکم دیا کہ قاضی و میر عدل اور علما و اسلام ہمرکاب جائین

اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی ہون۔ قلعہ مذکور مین عمل مین آئین پس قلعہ میں اذان دی گئی خطبہ پڑھا گیا گائے وغیرہ ذبح ہوئی غرض وہ باتین ہوئین جو بناء قلعہ سے ابتک نہ ہوئی تہیں اور ایک مسجد عالی بنانے کا حکم دیا۔ قلعہ کانگڑہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور استحکام و متانت اس حد پہ ہے کہ اگر ذخیرہ اور لوازم قلعہ داری بر جا ہیں تو کسی کا ہاتھ اوس کے دامن تک نہین پہنچ سکے۔ اور کمند تدبیر اوسکی تسخیر سے کوتاہ ہے اگرچہ بعض جگہ سرکوب لکھا ہے اور وہان توپ و تفنگ جا سکتی ہیں لیکن اس سے حصاریون کو زیان نہین پہنچا سکتین وہ نقل مکان دوسری جگہ کر کے اونکے آسیب سے محفوظ رہ سکتے ہین بادشاہ قلعہ کی سیر کر کے درگا کے بتخانہ کی سیر کو گیا جو بہون مشہور ہے زبان ہندوؤن کے سوا مسلمان بھی بہت وردو ساگر نذرین چڑھاتے ہین بتخانہ کے نزدیک اس کوہ میں خانۂ گوگرد کی کان معلوم ہوتی ہے اور اثر آتش و تابش سے ہمیشہ آتشی شعلے نکلتے رہتے ہیں اوسکا نام جوالا مکھی رکھا ہے اور اوسکو ایک بت کی کرامت قرار دیا ہے۔ فی الواقع ہندوؤن نے اعتقاد درست و راست لکھ کر عوام الناس کو دکھا دیا ہے ہندو کہتے ہیں کہ زن مہادیو کی عمر ختم ہوئی تو مہادیو نے غایت محبت و تعلق کے سبب سے جو اوسکے ساتھ تھا اوسکی لاش کو کندھے پر رکھ کر جہان میں پہرا اور لاش کو اپنے ساتھ پہرایا جب ایک مدت اسپر گذر گئی تو لاش کی ترکیب اگندہ ہو کر گر پڑی۔ ہر عضو ایک جگہ گر پڑا اور ہر عضو کی شرافت اور کرامت کے موافق اس جگہ کی عزت و حرمت کی گئی چونکہ اور اعضا کی نسبت سینہ شریف تر ہے وہ اس مقام مین گرا تہا اس جگہ کو نسبت اور جگہون کے ہندو زیادہ تر گرامی رکھتے ہیں۔

انہیں دنون میں خرم کی عرضداشت آئی کہ خسرو نے درد قولنج کے عارضہ میں ودیعت حیات خدا کو سپرد کی۔ معتمد خان مصنف جہانگیر نامہ تحریر کرتا ہے کہ خسرو دکن میں شاہجہان کے ساتھ گیا تہا وہان وہ مسموم ہوا۔ بادشاہ نے کانگڑہ سے کشمیر جانے کا قصد کیا و پنجشنبہ شہر جمادی الاول سنہ ۱۰۳۱ کو نوروز ہوا آصف خان برادر حقیقی نور جہان کو منصب شش ہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا۔

ششم ماہ مذکور کو بادشاہ راولپنڈی میں آیا۔ ان دنون میں مکرر استماع ہوا کہ قندہار کی تسخیر کے قصد سے دارائے ایران وخراسان چلا آتا ہے۔ اگرچہ یہ بات جہانگیر کو بسبب نباہ کے سابق وحال کے سبب سے بعید معلوم ہوتی تہی کہ اوسکے نوکر سے جس پاس تین چار سو آدمی ہون ایسا بڑا بادشاہ خود لڑنے آئے مگر اوسنے حزم واحتیاط سے زین العابدین بخشی احدیوں کے ہاتہہ اس مضمون کا فرمان خرم پاس بہیجا کہ وہ معہ لشکر وتوپخانہ وہاتھیون کے جس قدر جلد ممکن ہو ہمارے پاس آئے اگر شاہ ایران کی بات سچ مچ ہو تو ہم بھی اوسکو ایسے لشکر کے ساتھ بھیجین کہ حساب وشمار سے باہر ہو اور خزانہ اوسکے ساتھ حد سے زیادہ ہو تاکہ عہد شکنی اور حق ناشناسی کا نتیجہ شاہ ایران دیکھے۔ بادشاہ اول اردی بہشت میں کشمیر میں داخل ہوا فرزند خانجہان کی عرضداشت آئی کہ عراق وخراسان کا لشکر شاہ عباس لیکر قندہار میں آیا اور اوسکا محاصرہ کیا۔ بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوکر لاہور مین آیا سپاہ کا بڑا سامان کیا اور چونکہ ملتان وقندہار کے درمیان میں آبادانی کمتر ہے جب تک آذوقہ کا سامان نہ ہو لشکر گران نہیں بھیجا جاسکتا اسلئے اوسنے بنجارونکا انتظام کیا کہ ایک لاکھ بیل وہ غلہ کے سامان کے واسطے تیار کرین۔ حیدر بیگ وولی بیگ ایلچی شاہ ایران کا نامہ لائے اس نامہ اور اوس نامہ کے جو جہانگیر نے جواب میں لکھا ہے چند فقرے نقل کرتے ہیں جنسے معاملہ قندہار کا حال خوب کھل جائیگا۔ شاہ ایران لکھتا ہے کہ مین نے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اورونکے تصرف میں آگئے تہے سب لے لئے۔ قندہار آپ کے گماشتوں کے تصرف میں تہا اوسکو مینے اپنا جانا اور اوسکا متعرض نہیں ہوا اور اتحاد اور برادری کے سبب سے مجھے امید تھی کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے موافق قندہار کو مجھے خود ہی حوالہ کردینگے۔ مگر آپنے تغافل کیا۔ مکرر نامہ وپیغام مین کنایتہً وصراحتاً طلب قندھار ہوئی کہ آپکے نزدیک یہ محقر ملک قابل مضائقہ نہیں ہے آپ مقرر کرین کہ وہ میرے اولیاے دولت کے تصرف مین آئے تاکہ دشمنوں وبدگویون کا رفع طعن اور حاسدون وعیب جویوں کی قطع زبان درازی ہو۔ ایک جماعت نے اس امر کو تعویق مین ڈالا اس مقدمہ کی حقیقت

معاملات قندہار

دوست و دشمن میں مشہور ہوئی آپ کی جانب سے رد و قبول کا جواب پہنچا تو میرے دل میں آئی کہ
قندہار میں جاکر سیر و شکار کیجئے کہ شاید اس وسیلہ سے برادر کے گماشتے استقبال کرکے
میری خدمت میں آئیں میں اس ارادہ سے بغیر قلعہ گیری کا سامان لئے چلا جب فراہ میں آیا تو قندہار
کے حاکم و امراء کو پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں جدائی نہیں ہے اور ہم یہاں سیر
کے لئے آئے ہیں کوئی کام تم ایسا نہ کرنا کہ جس سے کلفت خاطر ہو انہوں نے حکم و پیغام
مصلحت انجام پر کان نہ لگایا۔ اور مراسم الفت و اتحاد جانبین کو منظور نہ کیا اور تمرد و عصیان
کو ظاہر کیا جوالی قلعہ میں پہنچکر عزت آثار خواجہ باقی کرکراق کو ملایا اور جو کچھ لوازمہ نصیحت
تھا اس سے کہا دس روز تک ہم نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ حصار کے پاس نہ جائے۔ مگر جب
نصایح سودمند نہوئیں اور مخالفت پر اصرار ہوا تو اب آگے مصالح کی گنجائش نہ تھی لشکر
قزلباش باوجود عدم اسباب قلعہ گیری تسخیر قلعہ میں مصروف ہوا اور تھوڑے دنوں میں
برج و بارہ کو زمین کی برابر کرکے اہل قلعہ پر کار تنگ کیا انہوں نے امان مانگی ہم نے برادری
کا خیال کرکے اہل قلعہ کی تقصیرات کو معاف کیا اور یہہ نامہ بھیجا۔ جہانگیر نے اوسکے جواب میں
لکھا کہ اب تک آپ کا کوئی مرسلہ ایسا نہیں آیا کہ جسمیں قندہار کی خواہش کا اظہار ہو ہاں
زنبیل بیگ نے زبانی یہ کہا تھا تو اوسکے جواب میں ہم نے یہ فرمایا تھا کہ اس برادر کامگار سے
کسی چیز میں مضائقہ نہیں ہے انشاء اللہ تعالی بعد سرانجام مہم دکن کے جس طرح مناسب
ہوگا تم کو رخصت دیجائیگی۔ ابھی ہم دورے سے آئے ہو لاہور میں آرام کرو پھر میں کشمیر کی
سیر کو گیا کہ اس اثناء میں خبر آئی کہ وہ برادر کامگار قندہار کی تسخیر کے لئے آئے ہیں مجھے
کبھی اسکا خیال بھی نہیں آتا تھا اور حیرت ہوتی تھی کہ کور دہ کے واسطے آپ خود قدم رنجہ
فرمائینگے اور ہماری دوستی و برادری و اتحاد سے چشم پوشی کرینگے باوجود مستخبران راست
قول و درست گفتار خبر دیتے تھے مجھے یقین نہیں آتا تھا بعد ازاں یہ خبر محقق ہوئی تو
اوسی وقت میں عبد العزیز خان کو حکم دیا کہ اس برادر کامگار کی رضا سے تجاوز نہ کرنا
ابتک سررشتہ برادری مستحکم ہے اس الفت و یکجہتی کی برابر ہم عالم کو کچھ نہیں سمجھتے اور کسی

عطیہ کو اوسکی برابر نہیں تولتے۔ لیکن برادری کے لائق و مناسب تھا کہ ایلچی کے آنے تک صبر فرمائے کہ شاید وہ آپ کے مطلب مدعا مین کامیاب ہو کر آپکی خدمت مین آتا۔ ایلچی کے پہنچنے سے پہلے اس خدشہ کا مرتکب ہوے تا عہد و صداقت کے پیرایہ کی اور مروت و فتوت کے سرمایہ کی تقصیر کو اہل روزگار کس طرف رجوع کرین گے۔

غرض مہم قندھار مین تو التوا ہوا۔ مگر یہان اور گل کھلا۔

جہانگیر کا فرمان جو زین العابدین کے ہاتھ شاہجہان پاس گیا تھا اوس کے جواب مین اوسنے یہ عرضداشت بھیجی کہ مین نیازمند مطابق حکم و مرضی کے کشمیر سے برہانپور مین بطریق ایلغار قریب ہزار کروہ کے طی کر کے آیا اور راہ کو تھوڑے زمانہ مین طی کیا۔ باوجود کمی جمعیت کے دکنیون کی بڑی بڑی فوجون سے مقابلہ کیا اور تھوڑی مدت مین مخالفون کی گوشمالی دیکے ملک سوا کروڑ دام کا جو ہاتھ سے نکل گیا تھا ضرب تیغ جہان ستان اور اقبال جہانگیری سے تصرف مین لایا اور پچاس لاکھ روپیہ نظام الملک سے سابق پیشکش کا وصول کیا اور دس لاکھ روپیہ اس ملک کے زمینداروں سے جرمانہ لیا۔ تھوڑے دنون مین مخالفون کے خس و خاشاک کو جھاڑ کر پاک صاف کیا۔ الحال اس مرید خیر خواہ کو مہم قندھار کے لئے طلب کیا۔ آپ کی خاطر کی رضا کے لئے بلا توقف برہانپور سے حضور کا عازم ہوا۔ اس وجہ سے کہ لشکر کو ابھی دکھن کی یورش سے آسودگی نہیں ہوئی ہے اور برسات کا موسم آگیا ہے اور لشکر کا عبور کرنا مالوہ کی گل سے ان ایام مین خالی کسالہ سے نہین ہے نواح مانڈو مین تا انقضاء شدت بارش مین توقف کرونگا اور جب ہنگام آسمان ہوگا تو کوچ بکوچ حاضر ہونگا۔ اور یہ بھی التماس کرتا ہون کہ یہ ایک عمدہ مہم پیش آئی ہے شاہ عباس سے جو شجاع و یکہ تاز مشہور ہے سروکار ہوگا بعض بلاد روم و توران اور اطراف میں جو کام اس سے ظہور مین آئے وہ حضور پر روشن ہین ایسے نہنگ دریا سے جرأت سے جبکے تمام قشون اور خان در رکاب اپنے ولی نعمت کی راہ مین فدا ہونے کو سرمایہ عبادت جانتے ہون اسے لڑنے کے لئے سامان لائق و سرانجام شائستہ و استقلال و اختیار مطلوب ہین امید وار ہون کہ صوبہ پنجاب کہ قندھار کی سرراہ واقع ہے

عرضداشت شاہجہان [illegible] ۱۰۳۱

اور لشکر کے آذوقہ مایحتاج کے لئے کہ مہم روانہ ہوگا۔ عقیدت کیش آدمیونکا اس ضلع مین ہونا
ضرور ہے اسلئے وہ نیاز مند کی جاگیر مین عنایت ہو جب یہ عرضداشت آئی تو بادشاہ نے
حکم دیدیا کہ صوبہ پنجاب کی زیادہ تر محال شاہ و لیعہد کی جاگیر مین مقرر ہون لیکن اس تاخیر مین
یہ فساد مچا کہ اس سے پہلے شاہجہان نے اپنی جاگیر کے لئے پرگنہ دہول پور کی درخواست کی تھی
اور اپنی حسن خدمت اور اختیار اور عنایات شاہ کے سبب پہنچنے سے پہلے اس سے کہ بادشاہ کی پذیرائی
کی خبر آئی دریا خان افغان کو اس محال کے انتظام کے لئے بھیجدیا عرضداشت پہنچنے سے
پہلے یہ پرگنہ نور جہان بیگم کی تجویز سے شہریار کی تیول مین مقرر ہوا تھا۔ (یہ بات یاد رکھو کہ
جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے کہ سب سے بڑا بیٹا خسرو تھا اسکا حال پڑھ چکے ہوا سے چھوٹا بیٹا پرویز
تھا اور ان دونو سے چھوٹا بیٹا خرم تھا جو دادا کا بھی لاڈلا تھا باپ کا بھی پیارا تھا اسکے
چھوٹا بیٹا جہاندار تھا اور سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا۔ نور جہان کی ایک بیٹی شیر افگن خان
سے تھی اوسکا بیاہ شہریار سے ہوا تھا اور نور جہان کے حقیقی بھائی آصف خان نے
اپنی بیٹی کا نکاح خرم کو سب سے زیادہ ہوشیار سمجھ کر کیا تھا) اور شہریار کی طرف سے اس دیار
مین شریف الملک گیا تھا اور ملک کو اپنے تصرف مین لایا جب دریا خان آیا تو محال کے
عمل دخل مین گفتگو سے آگے بڑھ کر جدال اور قتال پر نوبت آئی اور شریف الملک کی
آنکھ مین تیر لگا اس خبر کے پہنچنے سے زیادہ رنجش ہوگئی۔ اصل نزاع کا مادہ یہ تھا کہ حل
عقد امور خلافت بادشاہ کے عہد مین نور جہان کے اختیار مین تھا
ریاست مین ہر دن کا پاؤن جگہ سے ایسا پھسل جاتا ہے کہ پھر ولیسرا کر گئی۔ دوسرے کی
حیات کے شجر کو قطع کرنے مین سعی کرنے لگتے ہیں یہ تو عورت تھی روز بروز شاہزادہ خرم کا
استقلال بڑھتا جاتا تھا۔ نور محل کو یقین تھا کہ بادشاہ کے واقعہ ناگزیر کے بعد میرے
اساس دولت مین اختلال کلی ہوگا تھوڑتون کو داماد کے ساتھ ایک خاص محبت ہوتی ہے
اوسکو یہ فکر فاسد ہوا کہ شہریار کو پیش کرکے اوسکی تربیت و استقلال مین کوشش کرے
اور تا مقدور ایسی سعی کرے کہ آخر کار تاج شہریاری شہریار کے سر پر رکھا جائے اور

نورجہان کی جاگیر میں شاہجہان کا دخل دینا

میری دولت کامرانی کا دامن ہاتھہ سے نہ چھوٹ جائے اس باب مین اوسنے اپنے ہوا خواہان کی جماعت کو وعدے کرکے رفیق و معاون کر لیا تھا۔ بیگم صاحبہ ہی کی آج کل سلطنت تھی سار ادربار اوسکی چٹکی مین اور تمام انتظام اوسکی مٹھی مین تھا۔ اعتماد الدولہ نورجہان کا باپ بڑا عاقل اور دانشمند تھا وہ ایسے فساد کی باتون سے بیٹی کو روکتا رہتا تھا جب وہ مرگیا تو باپکا سارا اختیار اور منصب بیٹی کو بادشاہ نے دیدیا۔ اب کوئی قید نورجہان کے لئے نہین رہی وہ اپنے اختیار کو جسکی کچھہ انتہا باقی نہ تھی بادشاہ اور شاہجہان کے دلون مین فرق ڈالنے کے لئے ہر موقع مین کام مین لائی اوسنے مہم قندہار کے باب مین قسم کھا کر جہانگیر کے خاطرنشان کیا کہ اور فرزندون کے موجود ہونے کے باوجود شاہجہان کو دور کی راہ سے بلانا اور وہان سے بلانا جہان ہمیشہ ضرور مہمین پیش رہتی ہین اور اس خدمت قندہار پر مامور کرنا راے صواب کے خلاف ہے اس مہم پر شہریار کو مقرر کرنا چاہیئے وہ جانتی تھی کہ جہانگیر بے اختیار شہریار کو اس کار کے قابل نہین جانتا اسلئے اوسنے یہ تجویز کی کہ مرزا رستم صفوی کہ مدت تک قندہار مین کامران رہا ہے اور اس سرزمین کے کار سے واقف ہے وہ شہریار کا اتالیق اور صاحب اختیار اس مہم مین مقرر کیا جائے بیگم صاحب کا خزانہ ہی اور اعتماد الدولہ کا مال و سلو ہاتھہ لگا تھا تو وہ خود قندہار کی تسخیر و سامان یورش کی خرچ کی متکفل ہوئی۔ شاہجہان کی جاگیر پنجاب و اقطاع سیر حاصل تبدیل ہوکر شہریار کی تنخواہ مین مقرر ہوئیں۔ بادشاہ نے شاہجہان کے نام فرمان صادر کیا کہ جہانتک تم آئے وہین توقف کرو اور جو کمکی تمھارے ہمراہ ہین انکو جلدی روانہ کرو کہ وہ شہریار کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے ہین دکھن کے متعینہ آدمیون کے لانے کے لئے سزاول مقرر ہوئے۔ شہریار کو منصب دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار سے سرافرازی ہوئی اور مرزا رستم صفوی اتالیقی و سرداری پر مامور ہوا۔ مرزا رستم بعض سامان کی تیاری کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ بادشاہ بھی لاہور مین آگیا تھا کہ یہ فرمان اور احکام فساد افزا شاہجہان پاس پہونچے جنسے وہ نہایت مکدر اور آشفتہ خاطر ہوا۔ افضل خان اپنے دیوان کو یہ عرضداشت دیکر بھیجا کہ فرزند مرید کو کیا یارا ہے کہ اپنے قبلہ و مرشد کی خدمت مین دستور ادب کے خلاف اندر لکھہ کر خسرۃ الدنیا والآخرۃ بنے لیکن

بادشاہ جہانیان اور کل عقلا و حکما پر ظاہر ہے کہ جب غرض و حسد کا بھوت درمیان مین آتا ہے تو مردان فلاطون کا پانون پھسل جاتا ہے عورتون کا ذکر کیا ہے کہ وہ حلیۂ عقل سے معرا اور رشک و غرض کے زیور سے آراستہ ہوتی ہین —

چراغ کذب را کافروزش نزن | بجز اشک و غرضش نیست روغن
ازان روغن چراغی چون فروزد | بہ یک ساعت جہانے را بسوزد

خصوصًا مقدمات ملکی و مالی و کلی جزئی مین عورتون کی رائے پر عمل عقلا کے نزدیک مذموم و شوم ہے خاصہ غلام کے حق مین جس نے مالک کن کا فتنے سے بہرا ہوا دوبارہ شمشیر سے تسخیر کیا اور اپنے تئین گوسفند قربانی تصور کر کے کسی کام مین حکم سرتابی نہ کی ہو اور بہر فدویت و اطاعت کے سوا کچھہ اور منظور نہین ہے ایسے خدمات اور جانفشانی کی یاداش مین جسکے سبب مجھے طرح طرح کی امیدین تہین سرگرانی فرمانا اور دشمنون کی شماتت کا سبب بنانا منافقون اور اہل عناد کے کہنے سے نیازمندی کی جاگیرون کا بدلنا اور اس ناخلف کو دینا اور اپنے سود و نقصان مین فرق نہ کرنا اور غور و تامل کو کارفرما نہ ہونا ان سب باتون کو اپنے دنون کی گردش کے سوا کس بات پر حمل کر سکتا ہون —

اگرچہ شاہ ولی عہد کو کوئی غرض سوا اس مطلب کے اور نہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبون کی سعی سے اور نور محل کی کم توجہی سے جو باپ کی خاطر پر غبار ملال بیٹھا ہے اوسکو سرچشمہ اظہار عقیدت کے پانی سے دہوئے اور پردہ ادب درمیان سے نہ اٹھے اور نیز کی بدنامی اور فوج کشی نہ ہو لیکن بعض بد ہنجار کوتہ اندیش بیگم و شہریار کے متوسل ایسے تھے کہ وہ شہریار کے رتبہ جاہ و اعتبار کو بڑہا کر ملال و نزاع کے غبار کو ارتفاع دیتے تھے —

آصف خان کا داماد شاہجہان تھا اس سبب سے اوسکو شاہجہان کا طرفدار گمان کرتے تھے اہل غرض نے بہن بھائیون یعنی نورجہان و آصف خان کے درمیان بھی مادۂ ملال خاطر پیدا کر دیا تھا۔ آصف خان نے اپنی عقل و دانائی کے سبب سے زبان پر مہر خاموشی لگائی تھی اور نہ ہرزہ درائیون کی باتون پر کان نہ لگایا تھا جب ان باتون کا ذکر ہوتا تو کنارہ کشی کرتا

افضل خان نے بادشاہ پاس جاکر عرضداشت گذرانکر ہرچند سعی کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور بے نیل مقصد واپس آیا شاہزادہ کے نام حکم ہوا کہ وہ دکھن کو الٹا جائے اوسکے جواب میں اوسنے التماس کی کہ ایک دفعہ حضور میں پہنچکر اپنا عرض حال و بے تقصیری کی گزارش کرنی چاہتا ہوں پھر جو کچھ حضور کا حکم ہوگا عمل میں لاؤنگا اس بات کو بادشاہ سے لوگوں نے اسطرح لگایا کہ اس سے شاہجہان کی بغاوت و عدم اطاعت اوسکے خاطر نشان ہو بعض ہنگامہ طلب مفسدوں نے مصلحت کار نشین جانی کہ آصف خان اور مہابت خان میں باہم سوئے مزاجی ہے اور وہ دشمن دانا و سپاہی فراخ حوصلہ و صاحب فوج ہے اسلئے مہابت خان کو طلب کر کے شاہزادہ پرویز کے ہمراہ شاہجہان کے مقابلہ میں تعین کرنا چاہئے بیگم کے فرمان مہابت خان کی طلب میں بھیجے گئے مہابت خان کو نورجہان کے اسقدر عناد پر اوسکی عقل و دانائی سے تعجب بے تعجب ہوتا تھا کہ کیونکر ایسا ہوا کہ باوجود جوہر شعور کے امور ملکی میں سررشتہ عاقبت اندیشی کو اوسنے ہاتھ سے دیا اور سواد ہند میں وہ انتشار فساد کا سبب ہوئی وہ چاہتی ہے کہ ایک عالم میں شورش مچے بلکہ اوسکو یہ گمان بھی تھا کہ شاید یہ تمہید و ساختگی میرے ہی استیصال کے لیے ہو اس مہم ورا عقل کے قبول کرنے میں وہ تعلل کرتا تھا اوسنے جواب میں لکھا کہ اگر شاہجہان سے سلطنت میں خلل عظیم کا احتمال ہے اوسکی دولت و آبرو کی بربادگی کے لئے حضور کمربستہ ہوں تو چاہئے کہ آصف خان کو حضوری سے جدا کر دیں تاکہ مجھے آنے کی جرأت ہو یہ امر بھی قبول ہوا اور آصف خان کو حکم ہوا کہ وہ آگرہ میں جاکر خزانہ میں جو چاندی سونا غیر مسکوک ہو اوسکو جمع اور سرانجام کر کے حضور میں لائے اور مہابت خان کے لئے حکم ناطق پیہم صادر ہوئے کہ بیٹے کو کابل میں چھوڑ کر حضور میں آئے سلطان پرویز کو بھی شاہجہان کے مقابلہ کے لئے طلب کیا ان دنوں میں بادشاہ کا مزاج آزار ضیق النفس کے غلبہ سے بحال نہ تھا مگر شاہجہان کو حکم بھیجا کہ وہ دکن کو مراجعت کرے وہ یہ عذر اور التماس کرتا تھا کہ جب تک میں حضور کے قدم مبارک میں آکر اس خفت کو جو صاحب غرض سعیوں نے میری کی ہے نہ دور کرونگا معاودت نہیں کرونگا ہنگامہ جو دانوں نے نورجہان اتفاق کر کے بادشاہ سے اسی بات کو شاہجہان کی سرکشی

دلبھی کی دلیل بناکے عرض کرتی - اور بادشاہ کے دل مین ملال بہ ملال زیادہ کرتی -
مہابت خان کی وساطت سے اہل غرض نے عرض کیا کہ شاہجہان سے معتقد خان وکیل کی معرفت محرم خواجہ سرا اور خلیل بیگ و فدائی خان میر تزک و ذوالقدر خان خط و کتابت رکھتے ہین اگرچہ مہابت خان نے ان پانچون آدمیون کے قتل کے لیے صلاح بتلائی مگر فدائی خان اور ذوالقدر خان نے کلام اللہ کی قسم کو اپنا شفیع بنایا جس سے اونکی جان بچی مگر مقید ہوئے اور باقی اوس بادشاہ کے حکم سے قتل ہوئے اور بادشاہ کوچ بکوچ دار الخلافہ کو چلا - اور خانجہان اور امرا جا بجا سے حسب طلب کے حاضر ہوئے -

جہانگیر خود شاہجہان کی بغاوت کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ خبر آئی کہ خرم نے نورجہان بیگم اور شہریار کی جاگیر کے بعض محال مین بے حکم کے دست تصرف دراز کیا ہے اسکا نوکر دریا افغان شریف الملک نوکر شہریار سے لڑا جو دہولپور اور اوسکی نواح کا فوجدار تھا اور طرفین سے بہت آدمی قتل ہوئے قلعہ مانڈو مین توقف سے اور اوسکی نامعقول طبیعت سے جسکا اظہار وہ عرضداشت مین جرأت سے کرتا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ عقل اوسکی برگشتہ ہوگئی ہے ان خبرون کے سننے سے متیقن ہوا کہ ہم نے جو عنایت اور تربیت اوسکے حق مین کین اون کی گنجائش اوسکے حوصلہ مین نہ تھی اس کا دماغ خلل پذیر ہوا اسلیے راجہ روز افزون اپنے قدیمی خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا اس جرأت و بیباکی کی بازپرس کی اور حکم دیا کہ اب آیندہ وہ احوال کو منضبط کرکے جادۂ معقول اور شاہ راہ ادب سے قدم باہر نہ رکھے دیوان اعلی سے جو تنخواہ مین محال جاگیر مقرر ہے اس پر بس کرے اور ہرگز ملازمت مین آنیکا ارادہ نہ کرے - یورش قندھار کے لیے جو ملازم بلائے گئے ہین اونکو جلد بھیجے اگر خلاف حکم اسکے حضور مین آئیگا تو وہ ندامت اوٹھائیگا

خرم پیدا ہوا اور بادشاہ اوسکی فرزندی مین نہایت مرحمت و عنایت کرتا تھا اوسکا بیٹا جب بیمار ہوا تو مین نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر خدا تعالی اوسکو صحت بخشے تو مین بندوق سے شکار نہین کھیلونگا اور کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا - باوجودیکہ مجھے شکار کی

بڑی ہوس تھی مگر پانچ سال تک مین شکار کے پاس بھی نہین گیا۔ اب خرم کی کردار نا ملائم سے
میری طبیعت آزردہ ہوئی پھر مین نے بندوق سے شکار کرنے پر توجہ کی +

۱۴ مہر کو مین نے جہلم سے عبور کیا تھا کہ افضل خان دیوان خرم اوسکی عرضداشت میرے پاس لایا جسمین اپنی بے اعتدالیون پر معذرت کا لباس پہنایا تھا۔ اوسنے اوسکو اس لیے بھیجا تھا کہ شاید اسکی چرب زبانی سے کام چل جائے اور ناہمواری کی اصلاح ہوجائے مین نے اصلا اسپر توجہ نہ کی اور اوسکی طرف منہ بھی نہین کیا۔ افضل خان کو رخصت کیا اور فرمان بھیجا کہ صوبہ گجرات و مالوہ و دکن و خاندیس خرم کو عنایت ہوا انمین جہان چاہیے وہان اپنا محل اقامت بنائے اور انتظام ملکی کرے اور حکم سے باہر جائے گا تو ندامت اوٹھائیگا +

افضل خان کا شاہجہان کی طرف سے آنا +

جب میری ہمت مہم قندھار مین بالکل مصروف تھی تو خرم کے تغیر حال اور بے اعتدالیون کی خبرین میری خاطر کو متوحش کرتی تھین مین نے موسوی خان کو کہ بندہ بے اخلاص اور مزاج دان تھا تہدید و ترغیب کے پیام دیکر خرم پاس بھیجا کہ نصایح ہوش افزا کرے اور سعادت کی رہنموئی سے گران خواب غفلت و غرور سے بیدار کرے اسکے باطل ارادون اور فاسد مقاصد سے وقوف حاصل کرکے جلد خدمت مین آئے تاکہ جو مقتضاء وقت ہو وہ عمل میں آئے۔ اسی زمانہ مین اعتبار خان کی آگرہ سے عرضداشت آئی کہ خرم لشکر سمیت مانڈو سے اس طرف روانہ ہوا ہے ظاہرا خزانہ کی طلب کی خبر سنکر وہ بے اختیار بے تاب ہوا کہ شاید اثناء راہ مین خزانہ پر پہنچکر دست اندازی کرے۔ اس سبب سے مین نے خزانہ کے لانے مین صلاح دولت نہین جانی۔ برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم مین مشغول ہوا ایسی ہی آصف خان کی عرضداشت آئی کہ خرم کے آنے مین بوئے خیر نہین آتی صلاح دولت خزانہ کے لانے مین نہ دیکھی اوسکو حراست ایزدی مین سپرد کرکے خود ملازمت پر متوجہ ہوتا ہوں۔ اب بادشاہ سلطان پور سے متواتر کوچ کرکے اس سیاہ بخت کی تنبیہ و تاکید پر متوجہ ہوا اور مین نے حکم دیدیا کہ آج سے خرم کو بے دولت کہا کرین۔ غرہ اسفندار مذ کو اعتبار خان کی عرضداشت آئی کہ بہت سرعت سے بیدولت نواحی آگرہ مین آگیا ہے کہ

شاید استحکام قلعہ سے پہلے ابواب فتنہ وفساد کو مفتوح کرکے اپنا کام بنائے جب فتحپور میں آیا تو در دولت کے دروازہ کو اپنے لئے بند پایا خجلت زدہ اذبار ہوکر توقف کیا۔ خانخانان اور اوسکا بیٹا اور بہت سے امراء شاہی کہ صوبہ دکن اور گجرات مین تعینات تھے اوسکے ہمراہ اور رفیق راہ بن کر باغی اور کافر نعمت بنے شاہجہان سے موسیخان فتح پور مین ملا اور احکام بادشاہی کی تبلیغ کی۔ یہ مقرر ہوا کہ شاہجہان قاضی عبد العزیز اپنے ملازم کو موسیخان کی رفاقت مین بادشاہ پاس بھیجے کہ مطالب اسکے عرض کرے اوسنے سندلہ اپنے نوکر کو کہ سرحلقہ ارباب ضلالت تھا اور اہل فساد کا سرگروہ تھا آگرہ مین بھیجا کہ ملازمان شاہی پاس جو وہان خزائن ودفاین ہین اسپر متصرف ہو۔ دلتخان کے گھر مین آیا اور نو لاکھ روپیہ لے گیا اور جن ملازمان شاہی پاس سامان کا گمان تھا اون کے پاس وہ گیا اور دست تطاول دراز کیا جو کچھ ملا اوسکو لے لیا جبکہ خانخانان جیسے امیر نے کہ منصب عالی اتالیقی سے اختصاص رکھتا تھا ستر سال کی عمر مین اپنا منہ بغی وکافر نعمتی سے سیاہ کیا ہو تو اوروں کا کیا گلہ ہے گویا اسکی سرشت اوسکے بغی وکافر نعمتی پر مجبول تھی۔ اوسکے باپ نے آخر عمر مین میرے باپ کے ساتھ یہی شیوہ ناپسندیدہ اختیار کیا تھا اوسنے اپنے باپ کی پیروی کی اور اس عمر مین اپنے تئین مطعون اور مردود ازل وابد کیا +

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود　　گرچہ با آدمی بزرگ شود

جب بادشاہ پاس موسوی خان مع عبد العزیز فرستادہ شاہجہان آیا چونکہ شاہجہان کی ملتمسات معقولیت نہین رکھتی تھین عبد العزیز کو مین نے بات کرنے کی اجازت نہ دی اور مہابتخان کی حوالات مین سپرد کیا جہانگیر یہ لکھتا ہے مگر خافی خان نے یہ لکھا ہے کہ شاہجہان نے عرض کیا کہ مجھ بیتقصیر غلام کی آرزو یہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبون کی سعی سے اور بیگم کی کم توجہی سے جو غبار ملال حضور کی خاطر پر بیٹھا ہے اوسکو اپنی عقیدت کے پانی سے دھوؤں۔ پردہ ادب ازرم کو درمیان سے اٹھاؤں حضرت میری جاگیروں کو بحال فرمائیں ورنہ ایک بار حضور مین پہنچ کر قدمبوسی کرکے عرض حال کرون اور بیتقصیری اپنی دکھاؤں اوسکے سوا میرا مطلب کچھ اور نہین ہے

ان میں کوئی ملتمس نامعقول نہیں ہے۔ اب آگے بادشاہ لکھتا ہے کہ جب میں نربدا سے گذرا تو اطراف وجوانب سے فوجیں اسقدر جمع ہونی شروع ہوئیں کہ دہلی پہنچنے تک تمام ملک سپاہ سے پٹ گیا۔ جہانتک نظر جاتی تھی سپاہ ہی نظر آتی تھی۔ جب میں نے سنا کہ بیدولت فتحپور سے نکلا ہے تو میں دہلی کو چلا۔ اس یورش میں مدار امور اور ترتیب افواج مہابت خان کی صوابدید پر مفوض کیا اور ہراول سپاہ کی سرداری پر عبداللہ خان مقرر ہوا چیدہ و گزیدہ جوانوں اور کار رسیدہ سپاہیوں کو اوسنے ساتھ لیا میں نے اوسکو حکم دیا کہ اور افواج سے آگے ایک کوس جائے اخبار رسانی اور راہوں کی نگہبانی کرے لیکن اسسے غافل تھا کہ وہ اسی بیدولت کے ساتھ ہم داستان ہے اور غرض اصلی اس بد اصل کی یہ تھی کہ ہمارے لشکر کے اخبار اوسکو پہنچا ئے اس سے پہلے بھی وہ راست و دروغ خبروں کے طومار لکھکر لاتا تھا کہ میرے جاسوس یہ اس جگہہ بھیجے گئے ہیں بعد میرے فدوی بندوں کو متہم کرتا کہ اس بیدولت کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں اور یہاں کے دربار کا اخبار اوسکو لکھتے ہیں اگر اوسکی فتنہ سازی اور در اندازی سے میں از جا رفتہ ہوتا اور اضطراب و بیتابی کرتا تو اس طرح کی شورش میں کہ تند باد فتنہ و طوفان بلا آشوب و تلاطم میں تھا بہت بندہ ہاے فدوی اوسکی تہمت سے ضائع ہوتے باوجودیکہ بعض دولتخواہ خلا و ملا میں کنایہ و صریح اسکی بد اندیشی و ناراستی کی باتیں عرض کرتے لیکن وقت انکا مقتضی نہ تھا کہ اوسکے کام سے پردہ اٹھا دیا جاتا میں اپنی چشم و زبان کو اس ادا سے کہ اوسکی خاطر کو وحشت نہ ہو نگاہداشت کرتا اور بیشتر اوسپر عنایت اور التفات میں افراط کرتا کہ شاید خجلت زدہ ہوکر اپنے کردار ناپسندیدہ سے اور بدذاتی اور فتنہ پردازی سے باز آئے۔ مگر اس مردود ازل و ابد کی سرشت زشت خبث و نفاق پر مجبول تھی جو کچھ اوس نے کیا وہ اپنی جگہہ پر بیان ہوگا +

شاہجہان کی سلطنت کا اٹھارہواں سال ۳۰ جمادی الاول ۱۰۳۳ھ سے شروع ہوا

جشن نوروزی ہوا اسی روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ شاہجہان حوالی متہرا میں آیا اور ساٹھ ہزار سوار اس پاس ہیں پھر خبر آئی کہ شاہجہان جمنا کے کنارہ کنارہ چلا آتا ہے لشکر شاہی

اسی سمت مین نہضت کی اور افواج کی ترتیب ہراول و جرنغار و برنغار و التمش و طرح لایق اور مناسب آئین سے ہوئی - پہر خبر آئی کہ شاہجہان مع خانخانان راہ راست سے عنان تافتہ ہوکر گلکنڈ کو لکہ مین گیا کہ ہر کروہ جانب چپ مین واقع ہے اور سندر بیہمن (راجہ بکرماجیت) اور داراب خان پسر خانخانان اور مہابت نے امراے شاہی لشکر شاہی کی برابر آئے - بظاہر تو داراب خان لشکر کا سردار تہا لیکن سندر مدار کار تہا شاہجہان کا لشکر بلوچ پور مین آیا - اور لشکر شاہی قبول پور مین - ہراول کا سردار باقر خان تہا اوسپر شاہجہان کے لشکر نے حملہ کیا - اور کچھ اسباب لوٹ لیا - باقر جا رہا - ابو الحسن اوسکی کمک کو گیا مگر اوسکے پہنچنے سے پہلے شاہجہان کا لشکر بہاگ گیا - آصف خان و خواجہ ابو الحسن و عبد اللہ کی سرداری مین پچیس ہزار سوار جدا کئے گئے - اور شاہجہان کے لشکر سے لڑنے کے لیے بہیجے گئے - آصف خاں کی سپاہ مین آٹھ ہزار سوار و باقر خان کی سپاہ مین آٹھ ہزار اور عبد اللہ خان کی سپاہ مین دس ہزار سوار قلمبند ہوئے شاہجہان کی طرف سے راجہ بکرماجیت اس لشکر کے مقابلہ کے لیے متعین ہوا - جہانگیر نے ترکش خاصہ عبد اللہ خان پاس بہیجا کہ جس سے اوسکی دل گرمی ہو - جب طرفین کی فوجین سرحد مالوہ مین مقابل ہوئین اور صف کارزار آراستہ ہوئی ابہی صدا دار و گیر بلند نہ ہوئی تہی کہ عبد اللہ خان مع اپنے دس ہزار سوارون کے شاہجہان کے لشکر سے جا ملا - بکرماجیت ہراول تہا وہ داراب خان کو یہ فرد و سنانے کو خود چلا اور عبد اللہ خان کو بجاے خود قائم رکہا کہ شصت غیب سے تفنگ راجہ کے لگا اور وہ گھوڑے سے گرا اور اوسکا سر کٹا - اور بادشاہ پاس بہیجا گیا - اوسکے مرنے سے شاہجہان کے لشکر کا سر رشتہ انتظام ٹوٹا - عبد اللہ خان جیسے سردار کے ملجانے سے بادشاہ کا ہراول ویران ہوگیا پہر بہی شاہجہان کے سردارون نے اول حملہ مین کار نمایان کیا کہ بادشاہی لشکر مین سے [illegible] خان و شیر حملہ اور اوسکے بیٹے شیر بچہ اور سادات بارہ کی ایک جماعت کو مار رکہا - مگر بعد ازان صف شکن خان نے شاہجہان کے لشکر کو شکست دی کر پیچہے ہٹا دیا پہر دونون لشکر اپنے اپنے مقامون مین جدا ہوگئے - مہابت خان نے پہلے اس سے کہ شاہجہان کی مراجعت کی خبر آئی یہہ تدبیر

وتنزویہ کا جال بچھایا تھا کہ قاضی عبدالعزیز سے شاہجہان کو لکھ بھیجوایا تھا کہ مہابت خان نے یہ مقرر کیا ہے کہ جسوقت یہ خبر آئیگی کہ دکھن مین شاہجہان آگیا تو بدستور اس کے جاگیر بحال ہوگی۔ اس مضمون کا شقہ بمہر خاص فرمان بدستور صادر ہوا ہے شاہجہان اصلا فساد پر دل نہادہ نہ تھا۔ اوران نوشتجات کے وارد ہونے سے پہلے دکھن کو جاتا تھا اگرچہ وہ مدعیان دولت کے گفتہ و نوشتہ پر اعتماد نہیں رکھتا تھا اور باپ سے مقابلہ و مقاتلہ کو کفر جانتا تھا مگر اثبات حجت کیلئے اوسنے مراجعت مین مسافت طی کرنے مین عجلت کی اور جواب مین حکم کی اطاعت کا اظہار معروض کیا نورجہان اور ہنگامہ طلبون کی تکلیف سے بادشاہ آگرہ سے اجمیر کو روانہ ہوا۔ اثناء راہ مین سلطان پرویز اوس کے پاس آیا اور یہ خبرین آئیں کہ شاہجہان نے انبیر کے حوالی کو جو راجہ مانسنگھہ کا وطن مالوف تھا اور باشندون کو بیچکر لٹوایا۔ اور جگت سنگھہ پسر راجہ باسو تعین کیا کہ اپنے وطن مین جاکر پنجاب کے کوہستان مین فتنہ و فساد برپا کرے۔ بادشاہ نے صادق خان کو صوبہ پنجاب کی حکومت دیکر اوسکی تاکید و تنبیہ کے واسطے مقرر کیا۔ جہانگیر نے سلطان پرویز کو بڑی تیاریون کے ساتھہ شاہجہان سے لڑنے کے لیے بھیجا اور مدمس الدولہ القاہرہ مہابت خان کو اوسکے لشکر کا انتظام سپرد کیا۔ بڑے بڑے امرا اوسکے ساتھہ گئے چالیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ اور بیس لاکھہ روپیہ کا خزانہ اوسکے ہمراہ کیا۔

۱۱ تیر کو صوبۂ گجرات کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی اور فتح و فیروزی کی نوید لائی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ فتح رانا کی جلدو میں شاہجہان کو صوبہ گجرات جہانگیر نے عنایت کیا تھا شاہجہان نے اپنی نیابت مین یہان سندر برہمن یعنے راجہ بکرماجیت کو مقرر کیا تھا۔ وہ اس ملک کی حکومت و حراست کرتا تھا جب شاہجہان نے بکرماجیت کو اپنے پاس بلا لیا تو اوسکے بھائی کنہر داس کو اوسکی جگہ مقرر کیا جب راجہ بکرماجیت قتل ہوا اور شاہجہان مانڈو کی طرف روانہ ہوا۔ تو اوسنے ملک گجرات کو عبداللہ خان کے تیول مین مقرر کیا اور کنہر داس اور صفی خان اس صوبہ کے دیوان کو اپنے پاس طلب کیا کہ وہ خزانہ دس لاکھہ اشرفیون کا۔ اور تخت مرصع کہ پانچ لاکھہ روپیہ مین اور پرتلہ الماس کہ دو لاکھہ روپیہ میں بنا تھا

بیان محضر خان +

بادشاہ کا اجمیر جانا +

پرویز کا شاہجہان سے لڑنے کو روانہ ہونا +

عبداللہ خان کی صفی خان سے لڑائی +

ساتھہ لایا۔ یہ تخت و پرتلہ شاہجہان نے باپکے لئے تیار کرائے تھے۔ صفی خان جعفر بیگ کا
بہائی ہے جسکو اکبر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اور برادر نورجہان کو جہانگیر نے آصف خان
کا خطاب دیا تہا۔ اوسکی ایک لڑکی صفی خان سے اور دوسری لڑکی شاہجہان سے بیاہی تھی
یون ان دونون میں ہم زلفی کی نسبت تھی۔ شاہجہان کو اُس سے ہمراہی اور موافقت کی
توقع تھی عبد اللہ خان سے وفادار ناظم خواجہ سرا سے کو اس ملک کی حکومت کے لئے مقرر کیا
وہ احمد آباد میں آنکر شہر گجرات پر متصرف ہوا صفی خان کا ارادہ جہانگیر کی دولت خواہی کا
تہا۔ اوسنے جمعیت کے فراہم کرنے میں اور دلون کے صید کرنے میں ہمت صرف کی۔
کنہر داس سے پہلے چند روز بیشتر نکلا اور تال کانکریہ میں منزل کی۔ اور وہان سے محمود آباد
گیا اور ظاہر یہ کیا کہ میں شاہجہان پاس جاتا ہون اور سید یوہ ناہر خان و سید دلیر خان
و بالو خان افغان اور بادشاہ کے جان نثار فدویون کے ساتھ جو اپنے محال جاگیر میں تھے
مراسلات و مراعات کر کے مقدمات دولتخواہی کو ترتیب دیا اور فرصت کے انتظار میں بیٹھا
شاہجہان کا ملازم محمد صالح بہلاو کا فوجدار تھا اور بہت جمعیت رکھتا تہا وہ محاسے کا رسے
سمجہہ گیا کہ صفی خان کا ارادہ کچہہ اور ہے۔ اور کنہر داس کو بھی یہ بات معلوم ہوئی مگر صفی خان
ایک جماعت کو ساتھ لاد یکر شرائط حزم و احتیاط کو مرعی رکھتا تھا۔ کوئی دست بازی نہیں
کرسکتا تہا محمد صالح نے اس توہم سے کہ مبادا صفی خان ترک مدارا کے خزانہ پر دست درازی
کرے پیش بینی کر کے خزانہ کو لیکر پہلے چلدیا اور مانڈو میں شاہجہان پاس دس لاکھہ روپیہ
اشرفی بہیجا دیا۔ کنہر داس بھی پرتلہ لیکر اوسکے پیچھے روانہ ہوا۔ مگر تخت کو گرانی کے سبب سے
ساتھہ نہ لیجا سکا۔ صفی خان اپنی تدبیر اور امرا کی مدد سے شہر احمد آباد میں آیا اور وفادار
نائب عبد اللہ خان کو گرفتار کر لیا اور تخت مرصع کو توڑ کر اوسکا سونا اور زر خزانہ جو ساتھ
تھا سپاہ میں تقسیم کر دیا۔ اور جہانگیر کی طرف سے شہر کے نظم و نسق میں مشغول ہوا جب عبد اللہ خان
کو خبر ہوئی تو اوسنے شاہجہان سے رخصت لی اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ میں صفی خان کو
اپنے آگے کچہہ نہ گنا اور کمک اور لشکر کے جمع کرنے کا محتاج نہ ہوا اور بطریق ایلغار دوڑ کر

بڑودہ میں آیا کہ احمد آباد سے چالیس کوس ہے یہ نہ جانا کہ غرور کا خمار ندامت سے اوتر جاتا
ہے کہ ۶ دشمن ناتوان حقیر و بیچارہ شمرد + صفی خان۔ ناہرخان کو اور اپنے ہمسایہ کے امرا کو
ہمراہ لیکر احمد آباد سے بڑودہ میں آیا۔ اور عبداللہ خان کو شکست دی۔ دو دفعہ ان دونون
مین باہم کارزار ہوئی اور ہر بار عبداللہ خان نے ہزیمت پائی صفی خان نے اوسکا تعاقب
سلطان پور تک کیا اور دشمن نے لشکر کو نہایت ذلیل کرکے لوٹا عبداللہ خان بحالت تباہ
شاہجہان پاس برہانپور میں چلا گیا صفی خان نے ان فتوح کا حال بادشاہ کو اپنی عرضی
مین لکھا۔ بادشاہ نے صفی خان کو ہفت صدی سے سہ ہزاری اور سیف خان کا خطاب دیا اور
ناہرخان کو نصدی سے سہ ہزاری کر دیا۔ جب پرویز کا لشکر گریوہ چاندا سے گذرا اور مالوہ میں
آیا تو شاہجہان بیس ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھیون اور توپخانہ عظیم لیکر مانڈو سے رزم
کے عزم سے آیا۔ اور دکن کے برگیون (مرہٹون) کو جادو رائے وادو رائے نام داراب خان
کی سرداری میں اس سے پہلے روانہ کیا کہ بادشاہی لشکر پر قزاقی کرین۔ مہابت خان نے لشکر کو
شائستہ توزک سے مرتب کیا۔ شاہزادہ پرویز کو قول میں لیا۔ اور خود ہراول کی فوج
لیکر چلا سوار ہونے مین اور اوترنے میں شرائط حزم و احتیاط کو کام میں لایا برگی دور سے
اپنے تئین نمودار کرتے اور آگے نہ آتے۔ ایک دن چنداول میں منصور خان فرنگی کی باری
تھی۔ اوترنے کے وقت مہابت خان نے احتیاطًا اپنے لشکر کے لئے فوج کا بستہ کہہ دیا
تھا تاکہ آدمی فراغ خاطر سے اپنے ڈیرے لگائین منصور خان نے اثناء راہ میں شراب
خوب پی لی اور بدمست ہو گیا اور منزل پر پہنچا بحسب اتفاق ایک فوج اوسکو دور سے نمودار
ہوئی اور اوسکو شراب کے نشہ میں یہ سوجھی کہ تاخت کرنی چاہئے بغیر اسکے کہ اپنے بھائیون
اور آدمیون کو خبر کرے سوار ہو کر لڑنے دوڑا اور مارا گیا شاہجہان مانڈو سے گذرا
رستم خان کو کہ اسکا قدیم نمک پروردہ تھا اور یکجہتی کے پایہ سے پنجہزاری کے منصب پر
پہنچایا تھا۔ اور امرا کی ایک جماعت ساتھ اوسکو بادشاہ کی ہراول کی فوج کے سد راہ
ہونے کے لیے متعین کیا۔ رستم خان نے سلطان پرویز کی فوج پہنچنے سے پہلے مہابت خان

سلطان پرویز سے شاہجہان کا فرار

منصور خان فرنگی کا مارا جانا +

سازش کرکے اوس سے مل گیا۔ باقی فوج اور سردار شاہجہان پاس آگئے۔ شاہجہان نے نربدا کو اکبرپور کے گھاٹ سے عبور کیا اور کشتیونکو جمع کرکے اُنمین کاہ وہیمہ بھر کر جلادیا اور ملاحون کے سردار دو کو پکڑکر مقید کیا اور اونکو اپنے ساتھ لیا بیرم بیگ بخشی کو سپاہ کے ساتھ نربدا پر معین کیا کہ وہ فوج شاہی کو اُترنے نہ دے برسات کا موسم آگیا تھا۔ اور خود برہان پور کی طرف چلا جب برہانپور کے نزدیک وہ آیا تو قلعہ آسیر کو تدبیر اور منصوبہ سلطانی سے تصرف میں لایا۔ راجہ گوپال سنگہ کو قلعہ داری کے لئے مقرر کیا۔ اِن دنوں مین خانخانان نے جو ایک نوشتہ مہابت خان کو مخفی بھیجا تھا اُس میں یہ بیت درج تھی کہ

صد کس بہ نظر نگاہ میدارندم ورنہ بپریدمی ز بے آرامی

یہ نوشتہ شاہجہان کے سامنے محمد تقی بخشی لے آیا اور پیش کیا اوسکے مطالعہ کے بعد اوسنے خانخان کو طلب کیا اور نوشتہ اوسکے ہاتھ مین دیا تو عرق خجالت میں اوسکا چہرہ ڈوب گیا خجالت کے سوا کوئی جواب اُس پاس نہ تھا۔ شاہجہان نے حکم دیا کہ وہ مع بیٹون کے دولتخانہ مین نظر بند ہو اور موافق اُسکی فال کے کہ مزن فال بدکاورد حال بد سو نفر اوسکے نگہبان مقرر ہوں شاہجہان نے بعض خدمۂ محل کو اسباب کی زیادتی کے ساتھ قلعہ آسیر میں چھوڑا اور برہانپور کی حوالی میں دائرہ کیا جب سلطان پرویز اور مہابت خان دریاء نربدا کے کنارہ پر آئے تو کسی کشتی کو موجود نہ پایا۔ دریا طغیانی پر تھا اور سب گھاٹ بند تھے۔ مہابت خان نے بحر فکر و تدبیر مین غوطہ لگایا اور از راہ منصوبہ بازی خانخانان کو باوجود اسکے بدنام اور نظر بند ہونے کی اطلاع کے ایسا خط لکھا کہ جسمین ساختگی کی بو نہ آئے۔ اور خانخانان کی نسبت کوئی بدظنی بھی نہ پیدا ہو۔ اس مین یہ درج تھا کہ عالم پر ظاہر و ہویدا ہے شاہزادہ شاہجہان کا کوئی اور مطلب سوائے اطاعت پدر اور رفع فساد کے منظور نظر نہ تھا مدعیان دولت برہم کار ہوئے۔ وہ اپنے ہنگامہ بازار کی گرمی درہم اندازی میں جانتے ہیں وہ اپنے سزائے اعمال کو پہنچینگے۔ مین اگرچہ آتے مین مجبور تھا لیکن اصلاح حال ملک مین جو خلق اللہ کی امنیت کا سبب ہوا اپنے اوپر اور سب مسلمانون پر واجب جانتا ہون اگر شاہزادہ بلند اقبال کے خاطر نشان کرکے کسی معتقد

خانخانان کا نظر بند ہونا +

+ واقعات سنہ ۱۰۳۴ھ

خواہ وہ معاملہ فہم کو بھیجو کہ بعضے مذکورات باہم درمیان مین لاکر فساد و عناد کی آگ بجھا دی جاے
اور قتال و جدال کا پاؤن باہر کر دیا جا اور پسر و پدر کے درمیان سابق سے زیادہ آمیزش
ہو جائے اور نورجہان نادم ہو کر راضی ہو اور شاہ جوان بخت کے جاگیر اسنے مع اضافہ کے
بحال ہون یہ بہتر ہوگا اور اسی معنی کے کلمات صلح آمیز قسم اور پیمان کلام ایزد منان کی
کفالت کے ساتھہ بہت اسمین مذکور تھے وہ ایسی تدبیر و تزویر کام مین لایا کہ یہ خط شاہجہان کے
ہاتھہ مین پڑا اور مطالعہ خاص مین آیا۔ شاہجہان اصلاح کار اور رفع فتنہ کا خواہان تھا مہابت خان
کے ادعا سے کو اپنی خواہش کے موافق جانا اس کام کی وکالت کے لئے خانخانان سے بہتر
کسی اور آدمی کو نہ جانا اوسکی استمالت کر کے قسم کلام الہی کو کفیل بنا کے اوسکے دونو بیٹون کو
اپنے پاس بلا کے اوسکو مہابت خان پاس بھیجا اور یہ مقرر کیا کہ دریاء نربدا کے اس طرف
خانخانان پھر بنائے عہد و قرار کو استوار کرے جب خانخانان گذر اکبرپور کے نزدیک آیا اور
اور آدمیون کے درمیان صلح کی خبر پھیل گئی تو بیرم بیگ کے آدمیون کی جو معبرون کی حفاظت
پر مقرر تھے مصالحت کی خبر سننے سے خاطر جمع ہوئی اور اونھون نے گذرون کے بندوبست
مین سہل انگاری کی جب خانخانان آیا اور صلح کے رسل و رسائل آئے تو مہابت خان نے
آخر شب مین حکم دیا کہ دریا کے ایک طرف ایک جماعت بازار کے آدمیون کی اور سوارون کی
ناگاہ مشعل لیکر صدائے تفنگ اور آواز دار و گیر کے ساتھہ دریا سے عبور کرین اور بیرم بیگ
کی فوج کو اس طرف جا کر قتل کرین اور دوسری جانب سے چار پانچہزار سوار دو تین جگہہ سے
جہان کم پانی تحقیق ہو گیا تھا پانی مین اتر کر پار آگئے اس عرصے مین کہ بیرم بیگ کے
آدمی اپنی جگہہ سے ہلکر مقابل اور سد راہ ہونے کے لئے جمع ہون مہابت خان کی دو
تین فوجین دریا سے اتر آئین اور خانخانان پاس گئین۔ بیرم بیگ کے ہاتھہ مین جب کچھہ اختیار
نہ رہا تو اوسنے برہانپور کی راہ اختیار کی۔ خانخانان نے قرآن کی قسم کھانے کو بھی سہل جانکر
اسکا کھانا جانکر نا خوردہ خیال کیا اور شربت کی طرح پی گیا۔ اور مہابت خان اور سلطان پرویز
کی سپاہ سے مل گیا۔ شاہجہان نے اب برہانپور مین توقف کرنا مصلحت نہ جانا پریشان ہوکر

گلکنڈہ کی راہ اڑیسہ بنگالہ میں جانے کا قصد کیا۔ مینہ کی شدت اور دریاؤنکی طغیانی کے سبب کوچ بکوچ روانہ ہوا۔ اس پاس جو اوسکے اپنے نوکر اور بادشاہی نوکر تھے وہ مہابت خان اور سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے سلطان پرویز دریا سے عبور کر کے اور کارخانجات کو چھوڑ کر بطریق استعجال برہانپور میں آیا اور چند منزل ورار کی سرحد تک شاہجہان کا تعاقب کیا۔ اور پھر برہانپور میں مراجعت کی جہانگیر کو شاہجہان کی ہزیمت کے سننے سے کچھ اطمینان خاطر ہوا۔ دار الخلافہ کی گرمی سے اور اطراف دہلی کی ناموافقت ہوا سے اوسکی خاطر کو نفرت تھی۔ اور آب و ہوا کشمیر اوسکی طبیعت سے موافقت رکھتی تھی باوجود تفرقہ خاطر وہ اوائل آذر ماہ الہی میں کشمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس زمانہ میں بنگالہ میں آصف خان کا ہونا اس سبب سے خلاف مصلحت جانا کہ وہ شاہجہان کا ہواخواہ تھا اوسکو اپنے پاس بلا لیا۔ متصدیان دکن کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ شاہجہان و عبد اللہ خان و داراب خان بیرو پائی شکستہ بحال تباہ سرحد قطب الملک سے نکل کر اڑیسہ و بنگالہ کی جانب گئے اس سفر میں شاہجہان اور اوس کے ہمراہیون کو ایسی خرابیان پیش آئیں کہ اوسکے بہت سے آدمیون نے فرصت پا کر سروپا برہنہ جان سے ہاتھ دہو کر راہ فرار اختیار کی۔ ان سب میں سے ایک دن مرزا محمد پسر افضل خان دیوان شاہجہان مع اپنی والدہ وعیال کے کوچ کے وقت بھاگ گیا۔ شاہجہان نے سید جعفر اور معتمدون کی جماعت کو بھیجا کہ اگر وہ زندہ ہاتھ آئے تو فبہا ورنہ اوسکے سر کو کاٹ کر حضور میں لاؤ۔ نامبردون نے بہت جلد راہ میں اوسکو جا لیا۔ اس حادثہ سے اوسنے مطلع ہو کر والدہ اور عیال اپنے کو جنگل میں لیجا کر پنہان کیے اور خود چند معدود آدمیون کے ساتھ آیا اور مردانہ لڑائی کے لئے کھڑا ہوا۔ ایک ندی اور جھیل درمیان میں تھا سید جعفر نے چاہا کہ اوسکے پاس جا کر فریب کی باتیں بنا کر اپنے ہمراہ لیجائے ہرچند مقدمات بیم و امید کی ترتیب میں سخن پردازی کی مگر اوسنے اوسپر اثر نہ کیا۔ اسکا جواب تیر جان ستان سے دیا اور نہایت جنگ مردانہ کی اور جان دی اور سید جعفر بھی زخمی ہوا اور ان کاری زخمون میں بھی

جب تک اس میں رمق باقی رہی بہتون کو بے رمق کیا - سید جعفر نے مرزا محمد کا سر کاٹ کے شاہجہان پاس بھیدیا جب شاہجہان حوالی دہلی سے شکست پاکر مانڈو میں آیا تھا تو اوسنے افضل خان کو عادل خان و عنبر پاس کمک مدد کے واسطے بھیجا تھا - اوسکے ہاتھ عادل خان کے لیے بازو بند اور عنبر کے لئے اسپ و فیل و شمشیر مرصع بھیجی تھی اول وہ عنبر پاس گیا اور جو چیزین شاہجہان نے اوسکے لئے بھیجی تھین پیش کین عنبر نے اون کو نہین قبول کیا اور کہا کہ ہم عادل خان کے تابع ہین وہی دکن کے عمدہ دنیا دارون مین سے ہے تم اول اس پاس جاؤ اور اپنے مطلب کا اظہار کرو اگر وہ تمھاری بات کو مان لے تو مین اوسکی متابعت کرونگا اور جو کچھہ میرے لئے بھیجا گیا ہے وہ لے لونگا - اور اگر وہ نہ قبول کریگا تو نہین لونگا - عادل خان پاس افضل خان گیا وہ اوس سے بہت بری طرح پیش آیا مدتون تک شہر سے باہر اوسکو رکھا - اور اوسکے حال پر متوجہ نہ ہوا - اور طرح طرح کی خواری کی اور جو کچھہ شاہجہان نے اوسکے اور عنبر کے لئے بھیجا تھا سبکو غائبانہ اوس سے طلب کر لیا - افضل خان یہین تھا کہ بیٹے کے مارے جانیکی اور خرابی خانہ کی خبر سُنی تو وہ سوگ مین بیٹھا -

شاہجہان دور دراز کا سفر طے کر کے بندر مچھلی پٹن مین آیا - جو قطب الملک سے متعلق تھا اور اوسکی حوالی مین پہنچنے سے پہلے اپنا آدمی قطب الملک کے پاس بھیجا - اور انواع و اقسام کی امداد اور ہمراہی طلب کی قطب الملک نے کچھہ نقد و جنس برسم اقامت بھیجا - اپنی سرحد کے میر کو لکھا کہ اپنی سرحد سے شاہجہان کا بدرقہ بنکر سلامت گذار دے اور تمام غلہ فروشون اور زمینداروں کو دلاسا دیکر مقرر کیا کہ شاہجہان کے لشکر مین غلہ اور تمام ضروریات پہنچائی جائے

۲۹ جمادی الاول ۱۰۳۳ کو نوروز ہوا جشن بدستور ہوا بادشاہ نے ان دنون لیساولون و لیساقون کو حکم دیا کہ دولت خانہ سے نکلنے کے اور سواری کے وقت معیوب آدمیون کو جیسے کور و گوش و بینی بریدہ و کوڑی و مجذوم ہین روک دین کہ وہ نظر کے روبرو نہ آنے پائے جب بادشاہ کو اثر اسمین شاہجہان کے آنے کی خبر متواتر آئی تو شاہزادہ پرویز اور مہابت

شاہجہان کا مچھلی پٹن مین آنا

نوروز و جشن ۱۹ جلوس

اور امرا کو تاکید کے ساتھ فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دکن کا نظم ونسق کرکے بہت جلد صوبہ
الہ آباد و بہار کو روانہ ہوں۔ اگر بسبب اتفاق صوبہ دار بنگالہ اوسکی راہ نہ روک سکے
اور اوس سے مقاومت نہ کرسکے تو تم اس سے مقابلہ کرو اور حزم واحتیاط کے سبب سے
عمدۃ السلطنت شاہجہان کو دار الخلافہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ ان حدود میں حکم کے لیے
کان لگائے رہو اگر کسی خدمت کی حاجت پڑے اور اوسپر اشارہ کیا جائے ستو فرمان کے
حکم کے مطابق کاربند ہو۔ جس زمانہ میں شاہجہان کے پاس سے عبدالعزیز جہانگیر پاس آیا تھا
تو شاہ کے حکم سے وہ مہابت خان کی حوالات میں تھا بعد چند روز کے کام ونا کام مہابت خان
نے اوسکو اپنا ملازم کیا اور برہان پور سے برسم رسالت عادل خان پاس بھیجا۔ دنیا داران
دکن نے دلی بندگی اور دولت خواہی اختیار کی عنبر حبشی نے اپنے معتمد علی شیر کو مہابت خان
پاس بھیجا۔ اور نوکروں سے بھی زیادہ عرضداشت میں عجز و فروتنی ظاہر کی۔ اور اقرار کیا کہ
دیو لگانو میں آنکر مہابت خان سے ملاقات کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو بندگان درگاہ کی
سلک میں منتظم کرے۔ قاضی عبدالعزیز کا نوشتہ آیا کہ عادل خان خدمت و دولتخواہی پر
کمر بستہ ہوا اور اوسنے یہ مقرر کیا کہ ملا محمد لاری کو کہ وکیل مطلق العنان اور نفس ناطقہ
اسکا ہے اور محاورات و مراسلات میں اوسکو ملا بابا کہتے اور لکھتے ہیں پانچہزار سواروں کے
ساتھ بھیجے گا کہ وہ ہمیشہ خدمت میں بسر کرے اونکو آیا ہوا ہی سمجھو۔ سترہ فرمان صادر
ہوئے کہ شاہزادہ پرویز مع اپنے ہمراہی لشکر کے بنگالہ کو جائے۔ باوجود برسات کے
موسم کے اور شدت باران کے اور گل والوہ کے برہان پور سے کوچ ہوا اور مہابت خان
نے شاہزادہ کو روانہ کیا اور خود اور ملا لاری نے شہر میں توقف کیا۔ لشکر خان وجادو رائے
اور اودے رام اور (جو شاہجہان سے جدا ہو کر مہابت خان سے آن ملے تھے) آدمیوں کو
مقرر کیا کہ بالاگھاٹ میں جاکر ظفر نگر میں معسکر بنائیں اور جان نثار خان کو بدستور سابق
سرکار بیر میں بھیجا اور اسد خان معموری کو ایلچپور میں روانہ کیا منوچہر پسر شاہ نواز خان کو
جالناپور میں متعین کیا۔ رضوی خان کو تھالنیر روانہ کیا کہ صوبہ خاندیس کی حفاظت کرے

ہر جگہ ایک ملازم کاروان روانہ کیا گیا کہ ملک کا ضبط و نسق کرے +

ان دنون مین بنگالہ سے بادشاہ پاس ابراہیم خان فتح جنگ کی عرضداشت آئی کہ اڈیسہ مین شاہجہان داخل ہوا۔ احمد خان برادر زادہ ابراہیم خان گدھہ کے زمینداروں پر چڑھائی کرنے گیا تھا اس کو اس حادثہ کی پہلے سے کچھ خبر نہ تھی وہ متحیر و متردد ہوکر ناگزیر اس مہم سے ہاتھ اوٹھا کے موضع پپلی مین کہ اس صوبہ کا حاکم نشین ہے آیا اور اپنی اشیا لے کر کٹک مین گیا جو پپلی سے بارہ کوس پر بنگالہ کی طرف ہے اپنے مین مقاومت کی استعداد نہ دیکھی تو وہ کٹک مین بھی نہ ٹھیرا اور یہان سے بردوان مین گیا۔ اور جعفر بیگ برادر زادہ صالح پر صورت حال ظاہر کی صالح نے حصار بردوان کو استحکام دیا اور صلاح و صواب کا دروازہ اپنے اوپر بند کیا۔ ابراہیم خان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے حیرت زدہ ہوا۔ باوجودیکہ اوسکے کمکی بلاد مین متفرق تھے مگر اوسنے اکبر نگر مین پائے ثبات قائم کیا اور حصار کو استحکام دیا اور سپاہ کے فراہم کرنے مین اور لشکر و حشم کے دلاسا دینے مین اور اسباب رزم کے ترتیب دینے مین مشغول ہوا۔ اسوقت شاہجہان کا فرمان ابراہیم پاس آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بحسب تقدیر ربانی و سرنوشت آسمانی وہ حالت جو اس دولت خداداد کے لائق نہ تھا کتم عدم سے عالم ظہور مین جلوہ گر ہوا۔ روزگار کج رفتار کی گردش سے اور لیل و نہار کے اختلاف سے اس سمت پر اتفاق ہوا۔ اگرچہ نظر ہمت مردانہ مین اس ملک کی فسحت و وسعت ایک جولانگاہ بلکہ پرکاہ سے زیادہ نہین ہے۔ مدعا اس رفیع تر اور مطلب اس عالی تر ہے لیکن اس مین پر گذر ہوا ہے اسے چھوڑنا نہیں چاہئے اگر تیرا عزم بادشاہ کی درگاہ مین جانے کا ہو تو تیرے دامن ناموس خانمان سے تعرض نہین ہے بفراغ خاطر روانہ درگاہ ہو اور اگر توقف کو صلاح وقت جانے تو اس ملک مین جس جگہ کو پسند کرے اوس کو خیمہ گاہ کرے اور آسودہ و مرفہ الحال زندگی بسر کرے۔ ابراہیم خان نے معروض کیا کہ بندگان حضرت (جہانگیر) نے یہ ملک اس غلام کو سپرد کیا ہے یہ امانت سر اور جان کے ساتھ ہمراہ رہے گی —

شاہجہان کا لشکر بردوان پر آیا۔ صالح نے حصار کو استحکام دیا اور جنگ و جدال پر مستعد ہوا

شاہجہان کی فوجوں کا بہار و بنگالہ میں +

عبداللہ خان نے اوسکو فرصت نہ دی اور سخت محاصرہ کیا جب کام دشوار ہوا اور کسی جانب سے کمک اور نجات کی راہ نہ دیکھی تو وہ قلعہ سے نکلکر عبداللہ خان پاس آیا۔ خان نے اسکو شاہجہان پاس بھیجدیا اور حصار کو لے لیا جبتک سرراہ کا سنگ اٹھہ گیا تو لشکر اکبر نگر پر آیا۔ ابراہیم خان نے چاہا کہ قلعہ اکبر نگر کو استحکام دے اور شرائط حصن و قلعہ داری کو بجا لائے لیکن اکبر نگر کا حصار بڑا تہا اور اسکے پاس لشکر کی جمعیت اسقدر نہ تھی کہ سب طرف سے جیسی چاہے ویسی محافظت کرتا رہے۔ اوس کے بیٹے کے مقبرہ میں ایک حصار محکم مختصر سا تھا اس میں وہ متحصن ہوا اس اثنا میں جو امرا کہ تھانوں میں متعین تھے اس پاس آ گئے شاہجہان کا لشکر اکبر نگر کے باہر آیا اور اونے حصار مقبرہ کا محاصرہ اندر اور باہر سے آتش قتال نے اشتعال پایا۔ اسوقت احمد بیگ حصار میں آ گیا۔ اسکے آنیسے دلوں کو تقویت ہوئی۔ اکثر آدمیوں کے اہل و عیال دریا سے اس طرف تھے عبداللہ خان نے دریا خان کو دریا سے پار اسطرف روانہ کیا۔ وہان اونے لشکر آراستہ کیا۔ اس خبر وحشت اثر کو ابراہیم خان نے سنکر احمد خان کو ساتھہ لیا اور اس طرف سراسیمہ گیا اور آدمیوں کو قلعہ کی حراست و حصانت کے لئے چھوڑا جنگی کشتیوں کو جنکو ہند کی اصطلاح میں نوارہ کہتے ہیں اپنے سے پہلے اس سمت میں روانہ کیں کہ دشمن کی فوج کو سرراہ روکیں اور دریا سے عبور نہ ہونے دیں۔ مگر اس نوارہ کے پہنچنے سے پہلے دریا خان دریا سے پار اوتر گیا تہا۔ ابراہیم خان نے اس خبر کو سنکر احمد بیگ خان کو دریا کے پار دریا کے سر سے پر بھیجا جب وہ دریا پر پہنچا تو دریا کے کنارہ پر فریقین میں لڑائی ہوئی اور احمد بیگ کے ہمراہی بہت قتل ہوئے۔ وہ وہان سے بہاگ کر ابراہیم خان سے آن ملا اونے غنیم کے غلبہ و تسلط سے آگاہ کیا۔ ابراہیم خان نے اسی گہڑی چار دیوار مقبرہ سے کار طلب آدمی طلب کیے اور وہ اس سے فوراً آنکر ملے۔ دریا خان کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ چند کوس پیچہے ہٹا۔ نوارہ ابراہیم خان کے اختیار میں تھا اسلئے دریائے گنگ سے شاہجہان کا لشکر عبور نہیں کرسکتا تھا۔ اس اثنا میں راجہ بھیم نے ظاہر کیا کہ اگر فوج مجھے عنایت ہو تو ادہر جاکر اپنے تعلقہ میں کشتیاں بہم پہنچا کر لشکر کو پار اتروا دوں شاہجہان نے عبداللہ خان کو پندرہ سو سوار دیکر راجہ کے ہمراہ کیا وہ راجہ کی رہنمونی سے ہوا کی طرح گنگا

اور ایک تنگ زمین جسکی ایک طرف دریا تھا اور دوسری جانب کے متصل جنگل کا انبوہ تھا عرصۂ کارزار آراستہ ہوا۔ ابراہیم خان دریا سے پار جاکر عرصۂ نبرد پر متوجہ ہوا خود ایک ہزار سوار کے ساتھ قول بنا اور نور اللہ سیدزادہ جو اس صوبہ کے منصب داران تجویزی مین تھا آٹھ سو یا ہزار سوارون کے ساتھ ہراول قرار پایا اور احمد بیگ خان کو سات سو یا ہزار سوارون کے ساتھ طرح بنایا اور خود ایک ہزار سوارون کے ساتھ قول بنا۔ فریقین مین جنگ عظیم ہوئی۔ نور اللہ مین تاب مقاومت نہ رہی تو اپنی جگہ کو چھوڑ کر احمد خان سے ملا۔ وہ مردانہ زخمی ہوا۔ ابراہیم خان یہ حال دیکھ کر بیتاب ہو گیا۔ اسی دوڑنے مین فوج کا انتظام بگڑ گیا۔ اکثر اوسکے رفیق کہ ہم سے ہاتھ اٹھا کر بھاگ گئے۔ ابراہیم خان نے چند آدمیون کے ساتھ پائے غیرت و ہمت کو برپا رکھا ہر چند اوسکے جلودار آدمیون نے چاہا کہ اوسکو لیکر اس مہلکہ سے نکالیں مگر وہ راضی نہ ہوا اور کہا کہ میرا وقت اس کار کے لئے مقتضی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ کیا دولت ہوگی کہ اپنے بادشاہ کی خدمت مین جان نثاری کرون۔ ابھی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ دشمنون نے گھیر کر جان ستان زخمون سے اسکا کام تمام کیا۔ سر اسکا کاٹ کر شاہجہان پاس بھیجا۔ حصار مقبرہ مین جو جماعت متحصن تھی جب اوسکو ابراہیم خان کی شہادت کی خبر ہوئی تو اونکے دل ہار گئے۔ اوسی وقت رومی خان نے ایک نقب سے چالیس گز دیوار اوڑا دی شاہجہان کے کارطلب آدمی حصار مین دوڑے گئے اور اس دوڑ مین عابد خان دیوان اور شریف خان بخشی اور بندہ ہائے روشناس تیر و تفنگ سے جان نثار ہوئے اور حصار مفتوح ہوا جو آدمی قلعہ مین تھے وہ ننگے سر و پاؤن باہر آئے کچھ دریا مین گر کر مر گئے کچھ کشتی مین ہجوم کر کے بیٹھ کر ڈوبے۔ اور ایک گروہ اپنے اہل و عیال کے سلسلہ مین گرفتار تھا اوسنے آنکر ملازمت کی میرک جلائر جو اس صوبہ مین سب سے بڑا اتہادہ گرفتار ہوا۔ ابراہیم خان کے فرزند اور اموال و اسباب جو ڈھاکہ مین تھے دریا کی راہ سے شاہجہان کا لشکر وہان گیا۔ احمد بیگ خان برادرزادہ ابراہیم خان لشکر سے پہلے ڈھاکہ مین پہنچ گیا تھا۔ اوسکو سوا بندگی اور فرمان پذیری کے کوئی چارہ نہ تھا اوسنے مقربان درگاہ کے وسیلہ ملازمت کی حکم سے وکلا سرکار نے

ابراہیم خان کا مال ضبط کیا۔ چالیس لاکھ روپیہ کے قریب نقد سوا اور اجناس اور اقمشہ و فیل وغیرہ
کے ضبط ہوا۔ میر حلا ؟ سے پانچ لاکھ روپیہ وصول کیا۔ اور اس ملک مین پانسو ہاتھی اور
اور چارسو اسپ گوٹ ہاتھ آئے۔ نواڑہ اور توپخانہ اسقدر کہ بادشاہان ذی شوکت کے درخور تھا
ہاتھ لگے۔ عبداللہ خان کو تین لاکھ روپیہ راجہ بھیم کو دو لاکھ روپیہ اور داراب خان کو ایک لاکھ
روپیہ اور دریا خان مع وزیر خان و شجاعت خان و محمد تقی و بیرم بیگ مین سے ہر ایک کو پچاس پچاس ہزار
روپیہ عنایت ہوا +

اب تک داراب خان پسر خانخانان مقید تھا اب اسکو قید سے نکال کر اور قسم دیکر بنگالہ
کی حکومت اسکو سپرد کی۔ اور اوسکی بیوی اور ایک لڑکی اور ایک پسر شاہنواز خان کو ہمراہ لیا
راجہ بھیم پسر رانا نے اس ہرج مرج میں شاہجہان کی خدمت سے جدائی نہین اختیار کی تھی اوسکے
ساتھ ایک فوج برسم منقلا اپنے سے پہلے پٹنہ کی طرف روانہ کی اور خود مع عبداللہ خان
کے پیچھے روانہ ہوا۔ شاہزادہ پرویز کی جاگیر مین پٹنہ تھا۔ اوسنے مخلص خان اپنے دیوان کو
یہان کی حکومت و حراست حوالہ کی تھی اور الہ یار خان پسر افتخار خان اور شیر خان کو یہان
فوجدار مقرر کیا تھا۔ راجہ بھیم کے آنے سے پہلے ان سب نے ہمت ہاری اور حصار پٹنہ کے استحکام
کی توفیق نہ ہوئی۔ الہ آباس کی طرف بھاگ گئے۔ یہ ملک مفت ہاتھ سے گنوایا۔ اور اپنی جان کو بچایا۔ راجہ
بھیم بے مجادلت و ممانعت شہر پٹنہ میں آیا اور صوبہ بہار پر متصرف ہوا۔ چند روز کے بعد
شاہجہان نے اس مرزبوم کے سارے متوطنون پر سایہ عاطفت ڈالا اور اس صوبہ کے جاگیردار
اوسکی ملازمت مین دوڑے آئے اور پانچ چھ ہزار سوار نوکر ہوگئے۔ سید مبارک جو قلعہ
رہتاس کی حکومت رکھتا تھا قلعہ حوالہ کیا۔ اور اجھنیہ کے زمیندار نے قدمبوسی کی
شاہجہان نے اپنے سفر کرنے سے پہلے عبداللہ خان کو ایک فوج کے ساتھ الہ باس روانہ کیا
اور دریا خان افغان کو ایک جماعت کے ساتھ مانکپور و اودہ کی طرف تعین کیا۔ چند روز بعد
بیرم بیگ کو صوبہ بہار کی حکومت و حراست تفویض کی اور خود جونپور کی طرف روانہ ہوا
جہانگیر قلی خان پسر ... جونپور کی حکومت رکھتا تھا وہ الہ باس مین رستم خان پاس چلا گیا۔ عبداللہ

گرم و گیر اقصبہ جھوسنی مین آیا جو دریاے گنگ کے اوس طرف الہ باس کے مقابل مین ہے لشکرگاہ آراستہ کیا شاہجہان جونپور مین آیا۔ عبداللہ خان بنگالہ سے نوارہ عظیم لایا تھا۔ توپ تفنگ کی ضرب سے وہ دریا پار ہوا اور الہ باس کو لشکرگاہ بنایا۔ مرزا رستم قلعہ مین متحصن ہوا۔ جنگ و جدل کے رایات کو بلند کیا۔ اندر اور باہر سے تیر و تفنگ کے سفیر پیام مرگ لگے اور شور اجل کو دلیرون کے کان مین پہنچاتا تھا فتنہ و آشوب عظیم اس سرزمین مین برپا ہوا۔

سوانح دکن

سوانح دکن کا مجمل حال لکھا جاتا ہے۔ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ عنبر حبشی نے علی شیر اپنے وکیل کو مہابت خان پاس بھیجا تھا اور اس امید مین نہایت عجز و فروتنی ظاہر کی تھی۔ کہ صوبہ دکن کی مہمات کا اہتمام اسکے سپرد کیا جائے۔ اسکی عادل خان سے دشمنی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ بادشاہی آدمیون کی اعانت سے اپنا تسلط اور ترفع عادل خان پر ظاہر کرے۔ ایسے ہی عادل خان اوسکی رفع شر کے واسطے چاہتا تھا کہ صوبہ دکن اسکے قبضۂ اقتدار مین حوالہ کیا جائے آخر کو عادل خان کا افسون کارگر ہوا۔ مہابت خان عنبر کی جانب کو ترک کرکے عادل خان کی کارروائی مین مشغول ہوا عنبر برسر راہ تھا اسلئے ملا محمد لاری وکیل عادل خان اوسکی جانب سے خاطر نگران رکھتا تھا .... مہابت خان نے ایک بادشاہی فوج بالگھاٹ مین تعین کی کہ وہ ملا محمد کے ہمراہ ہوکر برہانپور مین اوسے پہنچا دے عنبر اس خبر کو سن کر متردد ہوا وہ نظام الملک کو قصبہ کھرکی سے قندہار مین لے گیا جو ولایت گلکنڈہ کی سرحد پر واقع ہے اور فرزندون کو مع احمال اور اثقال کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا۔ اور کھرکی کو خالی کیا۔ اور مشہور یہ کیا کہ مین قطب الملک کی سرحد پر اسلئے جاتا ہون کہ اپنا زر مقررہ اوس سے بازیافت کرون جب ملا محمد لاری برہانپور مین مہابت خان سے ملا تو وہ اوسکو شاہزادہ پرویز پاس لے گیا۔ اور سربلند راے کو شہر برہانپور کی حکومت و حراست سپرد کی جادو راے اور اودے رام کو اسکی کمک کے لئے مقرر کیا۔ اور لشکر اوسکی اور برادر دورین کو احتیاطاً ساتھ لیا۔ جب شاہزادہ سے ملا محمد ملا تو یہ قرار پایا کہ وہ پانچہزار سوارون کے ساتھ برہانپور مین رہے اور سربلند راے کے ساتھ احکام چلائے اور انتظام مہام کرے اور عین الدولہ اسکا بیٹا ہزار سوار کے ساتھ شاہزادہ کی خدمت مین رہے +

خانزاد خان کا یلنگ توش اوزبک پر فتح پانا

۱۹ - خرداد کو جہانگیر خطہ کشمیر مین آیا - یہان آنکراوسنے سُناکہ یلنگ توش اوزبک سپہسالار
نذر محمد خان نے ارادہ کیا ہے کہ حوالی کابل اور غزنین پر تاخت کرے - خان زاد خان پسر
مہابت خان نے مع اپنے کمکی امرا کے شہر سے باہر آکر اوس کی مدافعہ و مقابلہ مین ہمت
کی ہے اسواسطے بادشاہ نے غازی بیگ اپنے خدمتگار کو ڈاک چوکی مین روانہ کیا کہ
حقیقت حال پر اطلاع حاصل کرکے خبر مشخص لائے - غازی بیگ کی عرضداشت سے
معلوم ہوا کہ الوس ہزارجات نے جنکا یورت حدود غزنین مین واقع ہے اور قدیم سے
حاکم غزنین کے مال گزار تھے اونکے ضبط و انتظام کے لئے یلنگ توش نے مضافات
غزنین موضع صوار مین ایک قلعہ بنایا ہے اور اپنے ہمشیرہ زادہ کو ایک فوج کے ساتھ وہان
متعین کیا ہے - اس سبب سے الوس ہزارہ نے خانزاد خان پاس آنکر استغاثہ کیا کہ ہم قدیم
حاکم کابل کی رعیت و مالگزار رہے ہین یلنگ توش چاہتا ہے کہ ہم کو تعدی سے فرمانبردار
بنائے اگر اوسکے شر کو ہم سے دور کرو تو بدستور سابق ہم رعیت اور فرمان پذیر ہین ورنہ
ناگزیر یلنگ توش ملتجی ہوکر اپنے تئین اوزبکون کی بیداد اور ظلم کے آسیب سے بچاتے ہین
خانزاد خان نے ایک فوج ہزارہ کی کمک کے لئے بھیجی خواہرزادہ یلنگ توش نے انکا مقابلہ
اور زد و خورد کے درمیان وہ اوزبکون کی ایک جماعت کے ساتھ قتل ہوا اور سپاہ منصور نے
اوسکے قلعہ کو خاک کی برابر کیا اور ظفر و فیروزی کے ساتھ معاودت کی - یلنگ توش اس خبر کے
سُننے سے اپنے کردار سے خجل ہوا نذر محمد خان برادر امام قلی خان والی توران سے
التماس کی کہ کابل کی سرحد پر تاخت کرکے اپنے انفعال کو ملدور کرنا چاہتا ہون - ابتدا
مین نذر محمد خان و اتالیق و عمدہاے لشکر نے اس جرأت و بیباکی کی تجویز نہین کی لیکن
جب یلنگ توش نے بہت مبالغہ کیا تو اوسکو اجازت ملی وہ دس ہزار سوار اوزبک و الامانچی
لیکر ان حدود مین آیا - خانزاد خان نے اس خبر کو سُنکر تھانجات سے آدمیون کو طلب کیا
اور اسباب قتال و جدال کی ترتیب مین مشغول ہوا عمدہ سپاہ کا لشکرگاہ موضع شیر گڈہ مین
آراستہ ہوا جو غزنین سے دس کوس پر ہے - سپاہ اوزبک نے غزنین سے تین کوس پر لشکرگاہ

تیار کیا شیرگڈہ سے تین کوس لشکر شاہی چلا تھا کہ اوسکا مقابلہ اوزبکون کی سپاہ سے ہوا جنگ
مین امتداد و اشتداد ہوا آخر کو شاہی لشکر نے یلنگ توش کو قلعہ حماد تک کہ میدان جنگ
سے چھہ کوس تھا بھگایا - تین سو اوزبک مارے گئے اور ہزار گھوڑے اور بہت سے اسلحہ
کہ مخالفون نے گرانی کے سبب سے راہ مین پھینک دیئے تھے بادشاہ کے ہاتھ آئے اور فتح عظیم
کہ اور فتوحات کی عنوان تھی حاصل ہوئی - یلنگ توش کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ یلنگ کے معنی برہنہ
کے ہین اور توش کے معنی سینہ کے ہین کہ لڑائی مین سینہ کو کھول کر گیا تہا اسلئے یہ نام اسکا
مشہور ہوگیا - اکثر اوقات وہ قندہار اور غزنین کے درمیان رہتا تھا اور مگر خراسان مین
اوسنے سپاہیانہ دستبردین کین تہین شاہ عباس اسی مواخذہ مین اوسکو گرفتار کرنا چاہتا تہا
جب ملک عنبر قطب الملک کی سرحد پر آیا تو اوسنے مبلغ تقرری کو بازیافت کیا کہ ہر سال خرچ سپاہ کے
لئے اوس سے لیتا تہا اور دو سال سے اوسنے نہین دیا تہا - اور عہد و سوگند سے اس طرف سے
خاطر جمع کرکے ولایت بیدر مین آیا اور اس ملک کی حراست کے لئے جو عادل خان کے آدمی مقرر تہے
اونکو زبون اور بے استعداد دیکھہ کر اوس پر تاخت کی اور شہر بیدر کو تاراج کیا اور یہان سے جمعیت
و استعداد کے ساتہہ عادل خان کے سر پہ چڑھا - عادل خان نے اپنے مردان کار دیدہ اور
سرداران جنگ دیدہ ملا محمد لاری کے ساتھہ برہان پور بھیجے تھے - اس پاس ایسی جمعیت حاضر نہ تھی
کہ وہ ملک عنبر کی دفع شرارت کے لئے کفایت کرتی اسلئے صلاح وقت و پاس عزت و محارست دولت
اس مین دیکھی کہ وہ قلعہ بیجاپور مین متحصن ہوا اور برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم
مین مشغول ہوا - آدمی بھیجکر محمد لاری کو طلب کیا اور برہانپور مین جو لشکر اوسکے ہمراہ تہا اوسکو
حکم دیا کہ وہ اوسکے ساتہہ جلد آئے اور صوبہ مذکور کے متصدیون کو تاکید و مبالغہ کے ساتھ
لکہا کہ میرے اخلاص و دولتخواہی شاہی کی حقیقت ظاہر ہے اور مین اپنے تئین درگاہ
شاہی کے منسوبون مین سے جانتا ہون اوسوقت میرے ساتھہ عنبر ناحق شناس گستاخانہ پیش آیا ہے
مجھے امید ہے کہ کل دولتخواہ سپاہ کے ساتہہ جو اس صوبہ مین ہین میری کمک پر متوجہ ہونگے اور
اس فضول غلام کو دور کرکے اوسکے کردار ناہنجار کی سزا دینگے جب شاہزادہ پرویز اور

مہابت خان الہ باس گئے ہیں تو سربلند راے کو برہانپور میں حکومت و حراست کے لئے مقرر
کر گئے تھے کہ مہمات کلی و جزوی محمد لاری کی صوابدید سے کرے اور دکن کے انتظام
مہام میں اسکی صلاح سے انحراف نہ کرے جب محمد لاری بہت بجد ہوا تو اوس نے
تین لاکھ ہون کہ قریب بارہ لاکھ روپیہ کے ہوتے ہیں لشکر کے مدد خرچ کے صیغہ میں
منصبدیوں کو دئے عادل خان کے نوشتے درباب کمک مہابت خان پاس پہنچے
اوسنے بھی منصبداران دکن کو لکھا کہ بے تامل و توقف ملا محمد لاری کے ہمراہ عادل خان کی
کمک کے لئے وہ جائیں ناگزیر سربلند راے نے کچھ آدمیوں کے ساتھ برہان پور میں توقف کیا
اور لشکر خان و میرزا منوچہر و خنجر خان حاکم احمد نگر اور جان سپار خان حاکم بیر اور امرا و منصبدار
کہ صوبہ دکن میں متعین تھے ملا محمد لاری کے ساتھ عادل خان کی کمک کے لئے اور عنبر کے
استیصال کے لئے چلے جب عنبر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اوسنے بھی بندگان درگاہ کو
نوشتے بھیجے کہ میں غلامان درگاہ میں سے ہوں اور سگان درگاہ سے نسبت رکھتا ہوں
کوئی بے ادبی بھی مجھ سے ظہور میں نہیں آئی میں نے کونسی تقصیر و گناہ کیا ہے کہ میری
خرابی اور استیصال کے درپے ہوے ہو اور عادل خان کی تکلیف سے اور ملا محمد کی تحریک
سے میرے سر پر چڑھے چلے آتے ہو میرا اور عادل خان کا اُس ملک پر جھگڑا ہے جو کہ زمانہ
سابق میں نظام الملک سے متعلق تھا اب وہ اسپر متصرف ہے اگر وہ بندوں میں سے ہے تو
میں بھی غلاموں میں سے ہوں۔ اب مجھے اور اوسے چھوڑ دو وہ جھگڑے اور میں اوسے سمجھ لونگا
مشیت حق جو ہوگا وہ ظہور میں آئے گا ان لوگوں نے اوسپر التفات نہ کیا کوچ بر کوچ کرتے
ہوئے چلے گئے عنبر حبشی الحاح و زاری کرتا اوسکو بادشاہی وہ زبون جانتے اور
اوسپر شرارت ظاہر کرتے جب فوجیں بیجاپور کے نزدیک آئیں تو عنبر حوالی بیجاپور سے
فرار ہوا اور تلافی اور منصوبہ بازی کی فکر میں مشغول ہوا لشکر بادشاہی اور ملا محمد غالب
ہو کر عنبر کے پیچھے پڑے اور امان اور فرصت نہ دیتے جس طرف عنبر جاتا وہ اس طرف
اسپر تاخت کرتے وہ عنبر سے پیشتر آکر ستوا ہو کر بعضے تقصیر کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے بھیجتا

حوالی احمد نگر کے میدان مین وہ پہنچا یہان اوسکو جنگ کے لئے میدان قابو ملا اوسنے صف کارزار آراستہ کی طرفین کے رزم طلب فوجین آراستہ کرکے جنگی فیلان مست اور توپخانون کو مقابل لائے اول عادل خان اور عنبر کے آدمیون مین جنگ ہوئی اور فوج حبشی نے بلاے سیاہ کی طرح لشکر ملا محمد پر یورش کی اور حملے ایک دوسرے پر ہوے اس ضمن مین ملا محمد پر قضا کا گولہ لگا وہ گھوڑے سے گیا گرا کہ لشکر نے ہزیمت پائی اور فوج بادشاہی کے سرداران بیجاپور کے عنان بر عنان راہ فرار اختیار کی اس حال مین ایک فوج تازہ عنبر کی مدد کو اس قصد سے آئی کہ فوج ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرے۔ وہ اس انبوہ مغلوب سے دوچار ہوئی ایک طرف فوج عنبر نے تاخت کی سوار و پیادے بے شمار زیر تیغ کئے اور سوا اسکے بادشاہی اور عادل خان کے پانچ امیر اور عمدہ نوکر اسیر ہوے اور خنجر خان حاکم احمد نگر زخمی ہو کر جان سلامت لے گیا اور قلعہ مین پہونچ گیا۔ امراء مقیدین سے فولاد خان جو بیجاپور کے عمدہ نوکرون مین سے تھا اور عنبر کے ساتھ عداوت و ہمچشمی رکھتا تھا وہ قتل ہوا۔ باقی امرا کے طوق و زنجیر ڈالے اور قلعہ دولت آباد کے اوپر بھیجے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ملک عنبر نے امراے اسیر کو بستہ اپنے سامنے بلایا۔ امراے بادشاہی کو جدا کرکے مخاطب و معاتب ہوا کہ بغیر اسکے کہ تم مین سے کسی نے تردد کیا ہو یا کوئی تم مین سے زخمی یا کشتہ ہوا ہو محض ملا محمد کے مارے جانے سے تم نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ کیا نام و ننگ کا پاس اور حق نمک آقا تھا کہ ظہور مین آیا۔ پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائین انمین سے جنکو کوڑے مارنے کا حکم ہوا تھا ایک لطیفہ گو شاعر بھی تھا پانصدی منصب رکھتا تھا جب اسیر کو کوڑے لگانے کی نوبت آئی تو اوسنے فریاد کی اور کہا کہ مین سنتا تھا کہ ملک عنبر عدالت پیشہ او منصف ہے لیکن یہ غلط تھا۔ یہ کہان شرط عدالت ہے کہ جو جماعت دولت دو ہزاری و سہ ہزاری منصب رکھتی ہو اوسکا جرمانہ بھی سو کوڑے ہوا اور مین پانصدی ہون مجھپر بھی وہی جرمانہ ہو عنبر کو یہ بات خوش آئی اور کوڑے مارنا موقوف ہوا۔ ملک عنبر نے عادل خان کے ملک کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ شولاپور کو کہ ابتداے نزاع ملکی کا سبب ہوا تھا تاراج کرکے اوسکے لشکرون کو زیر تیغ کیا اور اس طرف بندوبست سے خاطر جمعی کرکے ملک

باتشاہی کی تاخت پر مصروف ہوا ملکہ پورا اور نواح برہانپور تک آبادی کے آثار چھوڑے۔ جب یہ خبر جہانگیر کو پہنچی تو اوسکو نہایت رنج ہوا اور کشمیر کے لالہ زار کی سیر کرکے وہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔

خانخانان کا نظربند ہونا۔

جب شاہزادہ پرویز بنگالہ روانہ ہوا تو خانخانان کی فتنہ سازی اور نیرنگ پردازی سے اندیشہ رہتا تھا۔ اور اوس کا بیٹا داراب خان شاہجہان کی خدمت مین تھا اسلئے اوس سے خاطرجمع نہ تھی اور اوسکی بیٹی بیوہ جانا بیگم جو شاہزادہ دانیال کی بیوی تھی صاحب اسپ و باتدبیر مشہور تھی پرویز نے حکم دیا کہ خانخانان مع اپنے تابعین اور لواحقین فوجی اقتدار کے دولت خانہ کے نزدیک ایک خاص خیمہ مین نظربند رکھا جائے۔ ان کے درمیان میان فہیم غلام تھا جو خانخانان صاحب کا اور شجاعت اور راے صائب و اختیار و کاروبار مین خاص عالم مین زبان زد تھا اوس کی غیرت نے قید کی خفت کو گوارا نہ کیا۔ اور جنگ مین کمربستہ ہوکر مع پسر و ہمراہیون کے کشتہ ہوا۔

شاہزادون کی لڑائی

اب شاہزادون کی لڑائی کی داستان یہ ہے کہ جب سلطان پرویز اور مہابت خان الہ آباد کے قریب پہونچے تو عبداللہ خان نے الہ آباد کے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا اور جھونسی مین مراجعت کی۔ دریا خان نے دریا کے کنارہ کو فوج سے استحکام دیا تھا اور کشتیون کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔ اسلئے بادشاہی لشکر کے عبور مین توقف ہوا۔ اور شاہزادہ پرویز اور مہابت خان نے گنگا کے کنارہ پر عسکر آراستہ کیا۔ دریا خان نے گذر دن (گھاٹون) کا ضبط کیا۔ زمینداران بیس کہ اس حدود مین اعتبار رکھتے تھے تیس کشتیان اطراف سے جمع کین اور اوپر کی طرف چند کوس لے گئے۔ اور وہان ایک گھاٹ پر لشکر شاہی کی رہبری کی۔ اس عرصہ مین دریا خان آگاہی پاکر مدافعہ و مقابلہ مین مشغول ہوا لشکر بادشاہی دریا سے گذر گیا۔ ناچار دریا خان نے توقف مین صلاح نہ دیکھی وہ جونپور کی طرف چلا گیا عبداللہ خان و راجہ بھیم بھی شاہجہان کے پاس جونپور کی طرف گئے اور شاہجہان سے بنارس جانے کی درخواست کی۔ شاہجہان نے بیگمات حرم کو قلعہ رہتاس مین بھیجا اور خود بنارس کی طرف حرکت کی اور دریاے گنگ سے عبور کرکے

ٹونس ندی پر اقامت کی۔ پرویز و مہابت خان گنگ سے پار ہو کر ٹونس کے کنارہ پر مقیم ہونا
چاہتے تھے کہ بیرم بیگ محافظت خانہ دوران خان شاہجہان کے حکم سے گنگا پار آیا اور آقا محمد
سے لڑا اور شکست پائی۔ اور قتل ہوا اسکا سر شاہزادہ پرویز پاس آیا اور ایک نیزہ پر لگایا گیا۔
رستم خان نے جو پہلے شاہجہان کا نوکر تھا اور بھاگ کر شاہزادہ پرویز سے ملا تھا اوسنے کہا کہ خوب ہوا
کہ حرامخور قتل ہوا جہانگیر قلی پسر اعظم خان حاضر تھا اوسنے کہا کہ اس کو حرامخور اور باغی نہیں کہنا چاہیے
اس سے زیادہ نمک حلال کوئی اور آدمی نہیں ہو سکتا کہ اپنے صاحب کی راہ میں جان دے اور
اس سے زیادہ کیا کوئی کر سکتا ہے اب بھی اسکا سر تمام سروں سے بلند تر ہے اس واقعہ کے بعد شاہجہان
نے اپنی سپاہ کے سرداروں سے مشورہ کیا۔ اکثر دولت خواہوں اور خصوصاً راجہ بھیم نے صلاح جنگ
صف میں دیکھی۔ مگر عبداللہ خان اصلا اس بات پر راضی نہ ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہی
لشکر کمیت میں ہمارے لشکر پر افزونی رکھتا ہے لشکر شاہی قریب چالیس ہزار سوار کے ہے اور
ہمارے لشکر میں قدیمی و جدید سپاہی سات (دس) ہزار سوار بھی نہیں ہیں مناسب حال یہ ہے
اور صلاح اسی میں ہے کہ لشکر جہانگیری کو اس سرزمین میں چھوڑ کر ہم اودہ اور لکھنؤ کی راہ سے اوپر کی
دہلی میں چلیں اور جب یہ گروہ انبوہ اس طرف دوڑ کر ہمارے نزدیک آوے تو ہم دکن کی طرف
متوجہ ہوں ناگزیر لشکر بادشاہی بسیاری اور گرانی حرکت سے اسباب حشمت سے عاجز ہو کر آشتی
کرے اور اگر صلح کی صورت نہ ہو گی تو اسوقت بمقتضاے وقت عمل ہو گا۔ راجہ بھیم نے جنگ
اصرار کیا اور کہا کہ بغیر اسکے میرا ہمراہ ہونا متصور نہیں ہے۔ بادشاہ نے کچھہ اپنی عزت اور
جلادت کے سبب سے اور کچھہ راجہ کی خاطر سے باوجود عدم استعداد اور زبونی لشکر جنگ صف
قرار دیا۔ طرفین کے لشکر آراستہ عرصہ کارزار میں مبارزت کرنے لگے اول ارابہ توپخانہ عصابہ سے
لشکر گرم آیا۔ افواج بادشاہی کی یہ کثرت تھی کہ قوس کی طرح شاہجہانی لشکر کو تین طرف
سے گھیر لیا اور تیر و تفنگ کا مینہ اسپر برسایا۔ توپخانہ چھین لیا۔ راجہ بھیم نے مخالفوں کی کثرت
پر ذرا خیال نہ کیا۔ راجپوتوں کے گروہ کے ساتھہ توسن ہمت کو کدایا اور فوج بادشاہی تک
پہنچا شمشیر اُدار سے کارزار کی راجہ جگناتھ فیل کو جو اوسکے سامنے آیا تیر و تفنگ کے زخم سے

گرادیا اور اس شیر بیشہ جرأت و جلاوت نے جان نثار راجپوتون کو ساتھ لیکر کارنامہ مردمی اور شجاعت
ظاہر کیا۔ یہ اوپر کا بیان توزک جہانگیری اور اقبال نامہ سے نقل ہوا ہے مگر خافی خان
اس جنگ کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ جب پرویز سرحد بنگالہ میں پہنچا ہے۔ پرویز کے
حکمون سے مہابت خان نے زمینداروں اور حکام شاہی پاس نوشتجات بھیجے جو وعدہ و وعید و
تہدید آمیز اور ترک اطاعت و رفاقت شاہجہان پر مشتمل تھے۔ اور مہابت خان ایسی تمہیدات
اور تدبیرات کو کام میں لایا جس سے کہ شاہجہان کا سلسلہ نسق و بندوبست برہم ہوا زمیندار
جو صاحب نواڑہ اور جنگی کشتیون کے مالک تھے اور اون میں سے بعض مجبور ہو کر شاہزادہ کے متعلق ہوں
کے قبضہ اقتدار مین آ گئے تھے اور اونکی ایک جماعت برضا و رغبت شاہجہان کی اطاعت کے
سرمایہ سعادت سمجھتے تھے اونمیں سے زیادہ تر مہابت خان اور احکام بادشاہی کی تہدیدات اور
تہدیدات سے بھاگ گئے اور ملاح کشتیون پر سے دریامیں کود کر فرار ہوئے اس ملک مین باشندون
اور لشکر کی زیست کا اور رسد غلہ و تمام ماکولات و ملبوسات و تردد جنگ کے بہم پہنچنے کا مدار
نواڑہ اور کشتی پر ہے سو تمام عملہ کشتی سلطان پرویز سے جا ملا تو شاہجہان کا لشکر اس قدر تنگ ہوا
کہ بغیر اسکے کہ پاسے جنگ و کارزار درمیان آئے جوق جوق سپاہ اور کاسبان بازار اٹھ کر چلے
گئے۔ شاہجہان نے جو تیس چالیس ہزار سپاہ جمع کی تھی اُس مین سے دس ہزار سوار باقی رہے
جنمین سے زیادہ تر فرار کے فکر مین تھے اتفاق سے لشکر کا نزول ایسے جنگل میں ہوا کہ خاردار
اشجار سے پُر تھا۔ شاہجہان نے ناچار ہو کر فرمایا کہ لشکر کے گرد چار دیواری بنائی جائے غلہ کے
پہنچنے کی راہ بالکل مسدود ہوئی۔ سلطان پرویز کی سپاہ سامنے آئی۔ اونسے اطراف کا محاصرہ
کیا۔ چند روز کے محاصرہ میں روز بروز لشکر کا حال تباہ ہوتا جاتا تھا اور باقی سپاہ کارزار
مین دل نہیں لگاتی تھی بلکہ عمدہ سردار بھی جنگ پر راضی نہ تھے اور صلح و مدارا چاہتے
تھے۔ راجہ بھیم و شیر خان تھوڑی کر کے شاہزادہ پرویز کی فوج کے مقابل آئے اور توپخانہ
آتشبار کے گرد دیدہ و دانستہ پھرے اور جنگ مردانہ اور تردد درستانہ کیا جو شرح و بیان مین نہیں
آسکتا خصوصیں راجہ بھیم خود شمشیر زنان مع جان نثار ہمراہیون کے صف فوج کو پھاڑ کر سلطان پرویز

قول بیر جا پہنچا جو سامنے آیا اوسکو شمشیر و سنان سے نیچے گرایا سلطان پرویز کے مقابل جانے میں کتنے ایک امیرون اور نامی مبارزون کو خانہ زین سے زمین پر سرنگون کیا قریب تھا کہ بادشاہ کی چالیس ہزار سپاہ برہم ہو جائے۔ مہابت خان نے حکم دیا کہ فیل مست کو اوسکے مقابل لائیں راجہ بھیم اور شیر خان نے اور رجپوتون کی ایک جماعت نے اس بلاے سیاہ پر حملہ کرکے شمشیر و برچھی سے اوسکی خرطوم کو زخمی کرکے مار ڈالا ہر دفعہ کہ راجہ قلب گاہ لشکر پر حملہ رستمانہ کرتا تھا بے اختیار دونوں لشکرون سے صدائے آفرین بلند ہوتی تھی۔ آخر کو مہابت خان مع چند نامدار بہادرون کے راجہ کے مقابلہ مین آیا۔ باوجودیکہ راجہ کے کاری زخم لگے تھے اوسپر بھی وہ مہابت خان کا ہم نبرد ہوا تردد بہادرانہ کرکے وہ گھوڑے سے گرا۔ اوسکے سر کاٹنے کے قصد سے جو مخالف اوسکے نزدیک آیا جوہر غیرت کی مدد سے وہ اوٹھتا تھا اور اپنے حریف کا کام تمام کرتا تھا۔ دم واپسین تک شمشیر ہاتھ سے نہیں چھوڑی۔ شیر خان نے بھی ایک راجپوتون کی جماعت کے ساتھ شرط فدویت و جانبازی کی تقدیم کی۔ پھر بازار کارزار ایسا گرم ہوا کہ دو تین تیر شاہجہان کے جامہ میں اور تین چار تیر اسپ سواری خاصہ مین لگے۔ کل بارہ ہزار سوارون مین عبداللہ خان کے ہمراہی پانچسو سوار اور بعض اور ہوا خواہ جان نثار باقی رہے۔ شاہجہان نے مکرر یہ چاہا کہ کلمہ شہادت و استغفار زبان پر لاکر دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کرے مگر عبداللہ خان مانع ہوا شاہجہان نے جب قصد مکرر کیا تو نوبت یہ آئی کہ عبداللہ خان بعض ہواخواہون کے اتفاق سے گھوڑے کو پکڑ کر گستاخانہ ازروے کرنشی فدویانہ سد راہ ہوا اور کہا کہ حضرت کے جد آبائے مثل فردوس مکانی بابر بادشاہ پاس کئی دفعہ دس بیس سوار رہ گئے وہ معرکہ کارزار سے نکل آیا اور خود کنارہ کشی کی اور پھر کامیاب ہوا۔ اگر حیات باقی ہے سلطنت آپ کی خانہ زاد و ہمرکاب ہے۔ شاہجہان کو چند نفر کے ساتھ جریدہ اس تہلکہ سے نکال لایا۔ تمام خزانہ و فیل و کارخانے و توپ خانے تاراج ہوئے اور سلطان پرویز کے آدمیون کے تصرف میں آئے اونھیں دنون میں شاہزادہ محمد مراد بخش پیدا ہوا اس نونہال کو بعض خادمان محل کے ساتھ قلعہ رہتاس مین پہنچایا اور فضل الہی کے سایہ میں سونپا محل خاص ہمراہ لیکر دکن کا قصد کیا

مہابت خان کے نوشتوں سے جہانگیر سے حقیقت حال معروض ہوئی تو اوسنے شاہجہان کے حال پر بہت افسوس کیا۔ یہ بھی معروض ہوا کہ شاہجہان صدمات بنگالہ کے بعد دکھن کو روانہ ہوا ہے تو تعاقب کا حکم سزاول کے ہاتھ سلطان پرویز پاس بھیجا اور فرمان گیا کہ مہابت خان ملک برہم خوردہ بنگالہ کے بندوبست کے واسطے یہان سے اور پرویز بلا توقف دکن کی طرف مرحلہ پیما ہو سربلند راے صوبہ دار برہانپور کے نام حکم صادر ہوا کہ سلطان پرویز کے پہنچنے تک اس صورت میں کہ شاہجہان برہانپور کو محصور کرے محافظت شہر مین مشغول ہو اور جنگ پر جرات نہ کرے اس حکم کی نسبت اقبال نامہ مین لکھا ہے کہ جب اسد خان بخشی دکن کی برہانپور سے عرضداشت آئی کہ یاقوت حبشی دس ہزار سوارون کے ساتھ بلکاپور میں موجود ہے جو برہانپور سے دس کوس ہے سربلند راے کا ارادہ شہر سے باہر جاکر اوس سے لڑنے کا ہے تو بادشاہ نے بتاکید تمام حکم صادر کیا کہ جب تک کمک نہ پہنچے زنہار لڑنے کا ارادہ نہ کرے برج و بارہ کو مستحکم کرے۔

داراب خان کا مارا جانا

جب شاہجہان نے داراب خان کو بنگالہ سپرد کیا تھا تو اوسکے زن و فرزند کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا بعد اس حادثہ مذکور کے اوسکے قبائل کو نونہال محمد مراد بخش کے ساتھ رہتاس میں چھوڑا اور داراب خان کو لکھا کہ ملک عنبر اور سرداران دکن کے نوشتے ہماری طلب میں آئے ہیں اور وہ ہمارے منتظر ہیں جلد ہمارے پاس چلے آؤ کہ ہم تم ساتھ روانہ ہوں۔ داراب خان نے ناموافقت ایام اور کوتاہی عقل سے عذرہاے ناسمجھ کرکے بات کو ٹالا اور لکھ بھیجا کہ زمینداروں نے اتفاق کرکے مجھے گھیر رکھا ہے میں نہیں آسکتا جب اسکے آنے سے مایوس ہوا تو دکن کو جس راہ سے آیا تھا اسی راہ پر روانہ ہوا۔

سلطان پرویز صوبہ بنگالہ مہابت خان کو سپرد کرکے شاہجہان کے تعاقب میں گیا۔ داراب خان کی طلب میں نوشتے بھیجے اور اپنے پاس اوسکو بلایا۔ اور مہابت خان کو اوسکے قتل کا اشارہ کیا جسنے اوس کو مار ڈالا عبداللہ خان نے داراب خان کی رفاقت سے مایوس ہوکر بڑے بیٹے کو شاہجہان کے حکم بغیر بادیہ عدم کا رہ نورد کیا۔ اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ جب داراب خان مہابت خان پاس آیا تو جہانگیر نے لکھا کہ اوس کو زندہ رکھنے میں

کیا مصلحت سوچی ہے تم کو چاہئے کہ اسکا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدو - مہابت خان نے حکم کے بموجب تعمیل کی اُس کے سر کو تن سے جدا کر کے شہنشاہ پاس بھیجدیا -

بادشاہ او اسط اسفندیار مذکور مین کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا - نوروز کا جشن ۹ جمادی الاخری سنہ ۱۰۳۰ھ ہوا جس سے فارغ ہو کر کشمیر کی سیر کے لئے چلا - راہ میں منزل منزل خانے و نشیمن بنے ہوئے تھے - جہانگیر نے یہ عمارتیں بنوائی تھیں اونکے سبب خیمہ و فرش کی ضرورت نہ تھی کہ بار برداری کی تکلیف ہوتی - فرشہا ملوکانہ موجود تھے ان میں اترتا ہوا و سیر و شکار کرتا ہوا تالاب ول میں کہ کشمیر کے فیض نشان مکانوں میں سے ہی بادشاہ پہنچا - ایک مرتفع جا سے پر ڈیرہ لگایا گیا جہان تک نظر کام کرتی تھی دشت و کوہ و صحرا و بام و خانہا سے شہر میں طرح طرح کے پھول اور سبزہ جلوہ گر تھے بعد سیر و شکار کے اُنہوں کے پنجاب کی طرف بادشاہ نے مراجعت کی جب منزل بھمبر پہنچا تو بہت آدمی برف و سرما سے بے ہنگام اور گزند رسان ہوا سے کوہ کے اوپر اور نیچے تلف ہوئے منزل بھمبر کی کوہ کے نیچے اوپر کی اختلاف ہوا کی عجیب نقل کرتے ہیں کہ شاہین تیر ماہ الٰہی میں زمین اور آسمان دونوں تو بار کی بھٹی ہوتے ہیں کوتل کے نیچے گرمی و شدت حدت ہوا تابستان کے موسم کے موافق ہوتی ہے کہ مسافر کو برہنہ سونا گرمی کا عذاب دکھاتا ہے اور کوہ کے اوپر جاڑے کے مارے بے لحاف نیند نہیں آتی

بادشاہ نے اس سفر میں یہ تجربہ بھی کیا کہ کتب طب میں خاص کر ذخیرۂ خوارزم شاہی میں جو لکھا ہے کہ زعفران کے کھانے سے ہنسی آتی ہے اور اگر زیادہ تر کھلایا جائے تو ہنسی کے مارے مر جائے یہ بات بالکل غلط نکلی بہت زعفران آدمیوں کو کھلایا اونہوں نے تبسم بھی نہیں کیا (زعفران کا اثر بعض ایسے آدمیوں پر ہوتا ہے جو سریع الاحساس ہوتے ہیں)

اس سال کے ابتدا سے کے واقعات یہ ہیں کہ جب شاہجہان دکھن میں برار کی سرحد پر آیا تو ملک عنبر نے اوسکی خدمتگاری شروع کی اوسکی ہوا خواہی کے لئے ایک فوج بسر کردگی یاقوت خان کے حوالی برہانپور میں تاخت و تاراج کے لئے بھیجی اور شاہجہان کو لکھا کہ جلد آؤ - شاہجہان اس طرف چلا اور دیوگانو میں خیمہ لگایا عبداللہ خان محمد تقی مخاطب بشاہ قلی خان

واقعات شاہجہان ۱۶۲۰

اایک فوج کے ساتہہ تعین کیا کہ وہ یاقوت خان کے ساتھہ متفق ہوکر برہان پور کا محاصرہ
کرین اور قلعہ گیری کے لوازم مین مصروف ہون - اور اوسکے بعد وہ خود بھی اس طرف
متوجہ ہوا اور سواد شہر مین لال باغ مین اُترا - راو رتن اور اور بادشاہی ملازم
قلعہ مین تھے - اور شہر و حصار کے استحکام کی شرائط اہتمام و لوازم کارآگہی کی تقدیم
کرکے متحصن ہوے - شاہجہان نے حکم دیا کہ ایک طرف عبداللہ خان اور دوسری طرف
سے شاہ قلی خان قلعہ پر چسپان ہون جس طرف عبداللہ خان تھا غنیم نے ہجوم کیا اور
سخت جنگ ہوئی اور شاہ قلی خان قلعہ کی دیوار توڑکر حصار مین آیا - سربلند رائے
کارکردہ آدمیونکو عبداللہ خان کے مقابل مین چھوڑکر خود شاہ قلی خان سے لڑنے آیا -
اکثر زر بندی نوکر کوچہ و بازار مین متفرق ہوگئے تھے شاہ قلی خان نے ارک کے
میدان مین دشمن کے مدافعہ و مقابلہ مین کوشش کی - اسکے ساتھہ جو آدمی تھے اُنمین
چند مارے گئے اور وہ ناگزیر ارک مین آیا اور قلعہ کا دروازہ بند کیا - سربلند رائے نے
اسکا محاصرہ کرکے اوسپر کار تنگ کیا شاہ قلی خان نے مضطر ہوکر قول لیا اور اوس سے
ملاقات کی جب شاہجہان کو اسکی خبر ہوئی تو دوسری دفعہ فوج کو ترتیب دیکر یورش کا حکم
دیا ہرچند مبارز خان و جان سپار خان اور اور دلیر شرائط سعی و کوشش بجالائے
مگر کچھہ اثر مرتب ہوا - بار سوم شاہجہان نے خود سوار ہوکر یورش کا حکم دیا - اطراف سے
بہادران رزم آرا اور دلیران قلعہ کشا نے قدم جرأت و جلادت آگے رکھا اور شجاعت
کے کارنامے ظاہر کئے اور اہل قلعہ مین بعض نامی آدمی مارے گئے جسوقت متحصنین پر
کام دشوار ہو رہا تھا کہ اتفاق سے سید جعفر کی گردن پر تیر تفنگ پیوست ہوا اور وہ
مضطرب ہوکر پھرا - اسکی باگ موڑنے سے تمام دکھنی سراسیمہ ہوکر بھاگ گئے - اور بہت سے
بیدلون کو اپنے ساتھہ لے گئے اور اسی حال مین یہ خبر آئی کہ مہابت خان و خانخانان سپہ سالار
اور شاہزادہ پرویز نے لشکر بادشاہی کے ساتھہ بنگالہ سے معاودت کی اور دریاے نربدا
پر آگئے ہین تو شاہجہان نے بالاگھاٹ مین مراجعت کی اسوقت شاہجہان سے عبداللہ خان

جدا ہو گیا اور موضع انندر مین جا بیٹھا نصرت خان جدا ہو کر نظام الملک پاس چلا گیا اور
اوس کا نوکر ہو گیا +

شاہجہان کا قصور معاف ہونا +

شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ چھوڑ کر بالاگھاٹ کی طرف گیا اثناء راہ مین اس کے
مزاج پر قوی ضعیف نے استیلا پایا اور تصدیعات روحانی پر عارضہ بدنی کا اضافہ ہوا تو ان
ایام نکبت مین اسکی خاطر مین آیا کہ بدرگاہ والا قدر سے عذر تقصیرات کر کے معافی مانگی ۔ اس
ارادہ حق پسند کے ساتھہ عرضداشت مین جرائم ماضی و حال کا انفعال لکھہ کر ارسال کیا
حضرت شہنشاہ نے ایک فرمان اپنے خط مبارک سے قلمی فرمایا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر
دارا شکوہ اور اورنگ زیب کو ملازمت مین بھیجو اور رہتاس اور آسیر کے قلعون کو ہمارے
آدمیون کے تصرف مین دیدو تو تمہاری تقصیرات معاف ہو جائینگی ۔ اور ملک بالاگھاٹ
اسکو مرحمت ہوگا ۔ اس فرمان کے پہنچنے کے بعد شاہجہان باوجودیکہ شاہزادون کے ساتھہ
کمال دلبستگی رکھتا تھا مگر والد ماجد کی رضا جوئی کو مقدم جانا اور ان جگر گوشون کو مع
پیشکش کے جسکی قیمت دس لاکھہ روپیہ ہوگی بادشاہ پاس روانہ کیا ۔ سید مظفر خان اور
رضا بہادر کو جو قلعہ رہتاس کی حراست پر مقرر تھے لکھا کہ فرمان بادشاہی جس جس کے نام
آئے اوسکو قلعہ حوالہ کر دو اور مراد بخش کے ہمراہ میرے پاس چلے آؤ اور حیات خان کو
لکھا کہ قلعہ آسیر بندہ ہائے شاہی کو حوالہ کر کے میرے پاس آؤ ۔ پھر خود ناسک
کی طرف کوچ کیا +

عبدالرحیم خانخانان کا قصور معاف ہو کر [illegible]

بادشاہ نے عبدالرحیم خانخانان کو اپنے پاس بلایا اور وہ آیا ۔ دیر تک ناصیہ خجالت کو
زمین پر سے نہ اوٹھایا ۔ بادشاہ نے اوسکی دلنوازی اور تسلی کے لئے فرمایا کہ اس مدت مین
جو کچھہ ظہور مین آیا وہ آثار قضا و قدر سے تھا کہ ہمارے تمہارے اختیار سے باہر تھا ۔ اسقدر
خجالت و ملامت کو راہ نہ دو غرض اوسکو مناسب جا پر بٹھا دیا ۔ اور از سر نو اوسکو خانخانان کا
خطاب دیا اور قنوج جاگیر مین عنایت ہوا +
بادشاہ نے نور جہان بیگم کے اغوا سے آصف خان اور فدائی خان کو شاہزادہ پرویز پاس

بھجوایا تھا کہ مہابت خان کو اسکے جدا کرکے بنگالہ روانہ کرے اور خانجہان کو گجرات سے طلب کیا تھا کہ وہ شاہزادہ کی وکالت کرے۔ اگرچہ شاہزادہ نے اول اس مین عذر کئے مگر آخرکار مہابت خان بنگالہ گیا اور اوسکی جگہ خانجہان مقرر ہوا۔ خانجہان پاس عبد اللہ خان نے پیغام بھیجا کہ عصیان و نمک حرامی اور شاہجہان کی رفاقت سے نادم و پشیمان ہون عفو جرائم اور سلطان پرویز سے ملنے کے لئے التماس کرتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف + اس مصرع کے جواب مین یہ پڑھا گیا ۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نا امیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اس کا قصور معاف ہوگیا۔

بادشاہ ۱۹ محرم ۱۰۳۵ھ کو کشمیر سے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ سلخ ماہ مذکور کو لاہور مین داخل ہوا۔ مدت مدید سے بادشاہ کو کابل کی سیر کا خیال تہا سو وہ ۳ صفر ۱۰۳۵ھ کو کابل کی طرف روانہ ہوا۔ افتخار خان پسر احمد بیگ خان نے احداد کا سر صوبہ بنگش سے لاکر پیشکش مین پیش کیا۔ بادشاہ نے خوشی کے شادیانے بجوائے اور سر کو لاہور بھیجا کہ قلعہ کے دروازہ پر لٹکائیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ظفر خان پسر خواجہ ابو الحسن کابل مین پہنچا تو اوسنے سنا کہ پلنگ توش اوزبک شورش افزائی اور فتنہ انگیزی کے قصد سے نواحی غزنین مین آیا ہے۔ ظفر خان نے لشکر کو جمع کیا۔ اس اثنا مین احداد قابو پاکر پلنگ توش کے اشارہ سے تیراہ مین آیا۔ راہزنی اور دست اندازی کہ شیوہ بد اس مفسد کا تھا اختیار کیا۔ پلنگ توش اپنے ارادہ باطل سے نادم ہوا اور اپنے خویشون مین سے ایک شخص کو ظفر خان پاس بھیجا کہ ملائمت اور چاپلوسی کرے۔ اولیائے دولت کی خاطر اس طرف سے فارغ ہوئی۔ احداد کے فساد کے دفع پر مائل ہوئی اور سپاہ شاہی اوسکے سر پر جا چڑھی جب اوسکو پلنگ توش کے پھر جانے کا اور لشکر شاہی کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی کوہ اوا غزین جہان اس کا محکمہ تھا چلا گیا اور اوسکو

احداد کا سر [illegible] +

اپنی پناہ سمجھا اور ایک دیوار آگے کھینچی اور خوب استحکام کیا اور سامان اور ذخیرہ اور قلعہ داری کا اسباب جمع کیا لشکر شاہی نشیب و فراز طے کر کے اوسکی تسخیر کے لیئے آیا۔ جمادی الاول صبح سے پہر تک لڑکر اس محکمہ کو فتح کرلیا اور احداد مارا گیا جسکا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا گیا۔

۲۲ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ کو نوروز ہوا۔ اور جلوس کا اکیسوان سال شروع ہوا اور دریا چناب پر جشن نوروزی ہوا اور شاہجہان کے محبت نامہ کا جواب لکھا گیا اور ایک گرز مرصع تمام الماس قیمتی لاکھ روپیہ کا اس پاس بھیجا گیا +

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان سلطان پرویز سے جدا ہو کر بنگالہ کا صاحب صوبہ ہوا اور اس سیر حاصل زرخیز ملک میں وہ رہا۔ جاگیرداروں کے تمام محالات اور بے تقصیرون اور صاحب تقصیرون کے ہاتھی اور بہت دولت تصرف میں لایا اور وہان کے رہنے والون پر زیادہ ظلم و تعدی کیا محالات خالصہ پر بھی متصرف ہوا اور بادشاہی دیوانون اور متصدیون کو نکال باہر کیا۔ اور بادشاہ کو ایک دام درم نہ بھیجا۔ جاگیرداروں اور امرا کے وکلا نے اوسکی ظلم و ستم کی فریاد بادشاہ سے کی مہابت خان نے نورجہان بیگم کی تہدید سے شاہجہان کو صدمہ پہنچایا تھا اور بے شمار خزانہ اور جواہر مع کل کارخانجات کے تصرف مین لایا اور پھر اس ضلع کے رہنے والون کو ستایا تھا۔ جہانگیر مظلومون کی شکایت سننے میں گوش شنوا رکھتا تھا۔ عدالت اور ستم رسیدون کی عوض مین جد و جہد بہت کرتا تھا۔ آصف خان نے مہابت خان کی سب تقصیرات و تعدی اور مردم آزاری بادشاہ کے خاطر نشان کین وہ مہابت خان سے مدت سے لاگ ڈانٹ رکھتا تھا اور اس سے جلا ہوا بیٹھا تھا۔ بعد اس عرض کے بادشاہ نے عرب دست غیب کو جو بڑا ضابط و شجاع تھا بنگالہ بھیجا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ مہابتخان نے محال بادشاہی سے کیا تصرف میں لایا ہے اور زیر دستون پر کیا ظلم کیا ہے اور اوس کو مع خزانہ اور ہاتھیون کے ساتھ لے آئے۔ آصف خان کی کارپردازی اور تحریک کے سبب سے یہ طلب تھی جس کے دل مین یہ تھا کہ اپنے حریف کو خوار اور بے عزت کرے اور اوسکے ناموس اور جان و مال پر دست تعرض دراز کرے جب عرب دست غیب

مہابت خان پاس پہنچا تو اوسنے اوسکی خدمت ماموره کی مقدمات سے اور مکالمہ سے جو ہوا
کی اور بادشاہی ہاتھیون کو عرب دست غیب کے ساتھ بھیجدیا اور خود چند روز کی مہلت
چاہی۔ آصف خان تو اس مطلب گران کو سہل دست جانتا تھا مگر مہابت خان بڑا
سوڑ تیلیا تھا اوسنے سوا مقرری فوج کے پانچ ہزار راجپوت خونخوار یک رنگ و یکجہت
نوکر رکھے اور اونکے اعیان کے فرزندون کو لے لیا کہ جسوقت جان پر آن بنے
اور کارد باستخوان پہنچے اور سب طرف سے مایوس ہون تو اپنی عزت اور ناموس کے لیے بقدر
امکان دست و بازو کرین اور اہل و عیال کے ساتھ جان نثار ہون۔

وقت ضرورت چو نماند گریز ۔ دست بگیرد سر شمشیر تیز

عرب دست غیب ہاتھیون کو لیکر مہابت خان سے پہلے بادشاہ پاس پہنچ گیا اور جو
حقیقت دریافت کرنی تھی وہ عرض کی۔ ایک دو مہینے بعد مہابت خان بھی آراستہ
لشکر کے ساتھ آگیا۔ اس عرصہ مین آصف خان کے اغوا سے بنگالہ کے ستم رسیدون
مین سے ہزارون دادخواہ اور جاگیردارون اور مددار امرا کے وکلا گروه گروه
بادشاہ کے حضور مین سواری اور معتاد آرام بادشاہی کے وقت مین اپنی داد و
فریاد سے بادشاہ کو بے آرام کرنے لگے۔ باوجودیکہ مہابت خان جس روش سے
آیا تھا اوسکی نسبت حرفہائے ناملائم مذکور ہوتے تھے۔ مگر آصف خان نہایت غافل
و بے پروا تھا۔ جب بادشاہ کو مہابت خان کے آنے کی خبر ہوئی تو اوسکو حکم ہوا کہ
جبتک بادشاہی مطالبون سے اپنے تئین فارغ نہ کریگا اور بمقتضاء عدالت اپنے
مدعیون کو تسلی نہ دیگا کورنش و ملازمت سے محروم رہیگا۔ اگرچہ یہ ساری آگ نورجہان کی
لگائی ہوئی تھی مگر وہ اس مقدمہ کی ہمواری اور اصلاح چاہتی تھی لیکن بادشاہ عدالت
گستری اور ستم رسیدون کی فریادرسی کا بڑا مقید تھا۔ باوجودیکہ نورجہان سے عشق کا
تعلق تھا اور امور ملکی و مالی کا کوئی مقدمہ بے اسکی صلاح کے فیصل نہ ہوتا تھا مگر جب ستم
رسیدون کا استغاثہ ہوتا تھا تو نورجہان کو کسی کی طرفداری کا یارا نہ ہوتا تھا۔ اور بکرر

بادشاہ نے فرمایا تہا کہ سلطنت کا سارا مدار تجہہ پر ہے لیکن مظلوموں کے مقدمہ مین غور کرنے کے اندر مین تیری کچہہ نہ سنونگا +

اسی زمانہ مین مہابت خان نے اپنی لڑکی کا نکاح خواجہ برخوردار بزرگ زادہ نقشبندی سے کر دیا تہا یہ نکاح اس عہد کے ضابطہ کے خلاف بے عرض و اذن بادشاہ ہوا تھا آصف خان نے اس باب مین اسکے غرور کو بادشاہ سے عرض کیا اس تقصیر مین برخوردار کو پکڑ کر بادشاہ کے روبرو لائے اور اوسکے دونو ہاتھہ پیٹھہ پر باندہ ذلت و خواری کے ساتھہ با سر برہنہ زندان مین بھیجا۔ اور فدائی خان کو حکم دیا کہ جو اسپ اور فیل اور تمام اسباب جہیز کا جو اوسکو دیا گیا ہے تحقیق کر کے ضبط کر لے اور محصلان شاہی متعین ہوئے کہ مطلوبات مطلوبہ جاگیرداران معزول کے ادائے حق کے بعد دفتر دیوانی مین رجوع کرین اور محاسبہ تصرف و مطالبات چندین سالہ سرکار سے فارغ کرین۔ آصف خان اگرچہ ایسے قوی مدعی کی خفت و خواری چاہتا تہا جو شجاعت و تدبیر و تزویر مین مشہور تہا مگر وہ اس کام کو ایسا خفیف جانتا تہا اور دشمن عظیم کو حقیر سمجھہ کے تلافی کرنی چاہتا تہا کہ اس ارادہ کے موافق احتیاط و بندوبست جیسا کہ چاہیے نہیں کرتا تہا۔ اور مطلوب کے جو مصالح ضرور تہی اونکے جمع کرنے مین اور تدبیر کرنے مین کوشش نہین کرتا تہا۔ اس غرور کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچہہ کام نہ بنا اور سوا اسکے کہ ملک مین فساد عظیم مچا اور اوس کو خود ایسی خفت و ذلت ہوئی کہ تواریخ مین داخل ہو کر غرائب لیل و نہار سے سمجھی جاتی ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ مہابت خان ان مکارہ کے بعد جو مکافات عمل کے اثر سے اسکے سامنے پیش آئے تہے مغلوب و مغموم ہو کر دن رات بسر کرتا تہا۔ دریائے بہت پر آسانی سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے پل بنا تہا۔ بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے موافق دستور کے امرا و لشکر نے عبور کرنا شروع کیا۔ کل ارکان دولت اور امرا و ذوالاقتدار اور نامی منصبدار یہانتک کہ آصف خان و فدائی خان و خواجہ ابو الحسن کہ مدار علیہ سلطنت تہے دریا سے پار چلے گئے۔ اور بادشاہ کی خدمت مین سوائے نور محل اور صادق خان

اور میر منصور بدخشی و شجاع خان و مقرب خان اور چند امرا و معدود عہدہ دارون اور خواجہ سرایون
اور خواصون مثل خدمت پرست خان و جواہر خان و عرب دست غیب و فصیح خان کے
کوئی نہ رہا۔ آصف خان کی دانائی پر یہ پتھر پڑے کہ اوسنے زہریلا سانپ تو ہاتھ مین
پکڑا اور زہر کا کچھہ فکر نہ کیا مار بازی کو سرسری بازیچہ جانا۔ ولی نعمت کو تنہا چھوڑا۔ آپ سے
گذر کر عالم آب مین محبوبون کے ساتھہ عشرت مین مشغول ہوا۔ مہابت خان تو ایسے قابو کے
لیے چشم بر راہ اور گوش بر آواز بیٹھا تھا جب میر اور وزیر کی بے خبری اور تدبیر کی خطا کا
مطلع ہوا تو اوسنے لشکر کو خفیہ آخر شب مین اشارہ کیا کہ بے صدا اور ندا بے شہرت مسلح اور
آمادہ جمع ہون وہ سات آٹھہ ہزار سوار جو اوسکے اپنے تھے سوار ہوا۔ قریب دو ہزار
سوارون کے پل پر تعین کئے اور اونکو حکم دیا کہ اوس طرف سے جو سوار و پیادہ آئے
اُسے آنے نہ دین اور اس طرف سے جو جائے اوسے روکے نہین۔ اور خود چار پانچ ہزار
سوار لیکر بادشاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور نشان اور اسباب تجمل کو اس فوج کے
ہمراہ کیا کہ پل پر متعین تھے اور بادشاہ کے عبور کی شہرت دی۔ اور جماعہ دارون کو تاکید کی
کہ اگر اوس طرف سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دین اور کمک نہ آنے دین۔ آپ خود دولتخانہ
کے قریب آیا اور حکم دیا کہ اطراف خیمہ کو سپاہ گھیر لے اور خود اپنے خاصون کی جماعت لیکر
بارگاہ مین داخل ہوا۔ خواص و خواجہ سرایان باریدار خبردار ہوئے اور سراسیمہ وار
بادشاہ کی خوابگاہ کی طرف گئے اور بادشاہ شب کے خمار سے اول روز مین آرام مین تھا
پانون دبا کر اُٹھایا اور نیرنگی روزگار اور اس نابکار کے آنے سے آگاہ کیا۔ خوابگاہ
کے نزدیک تک جانے مین کئی ایک عہدہ دار پردہ دارون نے مہابت کی ممانعت مین آواز بلند
کی تھی اوسنے اونکو گرا دیا۔ اسلئے اورون کا پائے استقامت بھی لغزش مین آگیا تھا۔ اور
اطراف مین متفرق ہو گئے تھے۔ بادشاہ خواب آلودہ خمار زدہ شمشیر ہاتھہ مین لیکر اُٹھا
دیکھا کہ مہابت خان ایک جماعت کے ساتھہ آگیا ہے۔ مہابت خان اپنے ولی نعمت سے
چہار چشم ہوا۔ بادشاہ نے چلا کر اوس سے کہا کہ اے مہابت نمک حرام یہ آنا کس طرح کا ہے

اس غدار کے دل میں مہابت بادشاہی نے اثر کیا مگر مکاری سے آداب ملازمت کو شروع کیا
اور دستور مقرری کے موافق ثنا خوانی اور کورنش کی۔ مدعیوں کے شکوہ کے عذر میں
اور قدمبوسی کی آرزو سے شوق میں زبان کھولی۔ اور ہمراہ کے آدمیوں کو دور تخت کے
روبرو کھڑا کیا اور عجز کے ساتھ نزدیک پہونچکر قدمبوس ہوا تین دفعہ بادشاہ کے گرد پھرا
اور زبان نیاز سے پردۂ راز کو اوٹھایا اور دست بستہ کھڑا ہوا اور یہ التماس کیا کہ مجھے
یقین تھا کہ آصف خان کی آسیب عداوت و دشمنی سے مجھے خلاصی و رہائی ممکن نہیں اور
نہایت خواری اور رسوائی سے کشتہ ہونگا۔ از روئے اضطرار دلیری و جرأت کر کے
حضور کی پناہ میں آیا ہوں۔ اگر میں مستوجب قتل و سیاست ہوں تو مجھے اپنے سامنے
سیاست فرمایئے مگر بے دین دشمنوں کو حوالہ نہ کیجیے۔ جہانگیر نے مکرر قبضہ شمشیر پہ ہاتھ لیجا کے
چاہا جلاوت و تہور کو کام میں لائے اور اس نمک حرام بے ادب کو اپنی سزا کو پہنچائے میر منصور
بدخشی نے ترکی زبان میں منع کیا اور عرض کیا کہ بادشاہان باوقار کی حوصلہ و بردباری
و تحمل کے امتحان کا وقت ہے اوسکی تسلی کرنی چاہیے۔ بادشاہ نے قبضہ سے ہاتھ اوٹھا لیا
اور بہ تقاضاء وقت مہابت خان کی دلبری کی۔ اندر اور باہر راجپوت بھر گئے اور
ہر ساعت زیادہ ہوتے گئے۔ خواص اور عہدہ دار جس خدمات پر مامور تھے اس سے ہاتھ
کھینچے جاتے تھے۔ اور مہابت خان زبانی چاپلوسی کا اظہار کر کے اپنی رسوخیت بڑھاتا
تھا۔ اوسنے عرض کیا کہ سواری اور شکار کا وقت ہے طشت اور آفتابہ منہ دھونے کے
لئے لائیں اور پوشاک خاص حاضر کریں۔ بادشاہ نے منہ دھونے کے بعد قصد کیا کہ خواب گاہ
سے لباس بدلنے کے لئے نورمحل کے پاس جائے۔ اور تدبیر کار میں مشورہ کرے۔ تو
مہابت خان مانع ہوا۔ التماس کیا کہ حضور باہر لباس بدلیں اور جلدی سوار ہوں اور
غلام کو ہمرکاب لے چلیں تاکہ واقعہ طلب آدمیوں کو کچھ اور گمان نہ ہو۔ ناچار اسکی جماعت سے
بادشاہ نے لباس ورجا باہر پہنا اور سوار ہوا۔ نورمحل نیرنگی روزگار سے خبردار ہوئی اوس کے
چہرہ کا رنگ اڑ گیا حواس باختہ ہو گئے اور افسوس کر کے دست حسرت سر اور زانو پر مارتی تھی

اب اسکو سوار اس کجہہ اور نہ سوجھی کہ تغیر وضع اور تبدیل رخت و سواری کرکے جواہر خان
خواجہ سرا کے ساتھ پل سے پار چلی گئی - پل پر مہابت خان کا یہ حکم تہا کہ جو اس طرف
سے جائے اسے روکو نہیں لیکن کسی نے اوسکو نہ روکا اور وہ اپنے بہائی کے گہر جا پہنچی
اور اوسنے آصف خان اور امرا کو جنکی ہوش و عقل برباد ہو گئے تہے تشنیع و لعنت ملامت
کرنی شروع کی اور اپنے برادر بیخبر کو زیادہ سرزنش کی اور کہا افسوس ہے تمہاری
عقل اور نمک کہانے پر کہ اپنے ولی نعمت کو تنہا دشمن کو حوالہ کرکے چلے آئے وہ تدارک اور
تدبیر کار کے فکر مین ہوئی - مہابت خان بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تسلی دیتا ہوا خیمہ سے باہر
سوار ہونے کے لئے لایا ایسے فیل سواری خاصہ کو ہر چند عہدہ دارون نے چاہا کہ پہنچائیں
لیکن مہابت خان کے آدمیون کے ممانعت کے سبب سے نہ پہنچا سکے - مہابت خان نے
اپنا گھوڑا حاضر کیا - بادشاہ غیرت کے مارے اوسپر سوار نہ ہوا - اسپ سرکار طلب کیا اور اوسپر
سوار ہوا چارون طرف سے رجپوتون نے مجبور کرکے گھیر لیا - چند قدم نہ گیا تھا کہ مہابت خان اپنا
فیل لایا اور منت سماجت کرکے بادشاہ کو اوسپر سوار کیا تاکہ بادشاہ بالکل بے اختیار ہو جائے
اور بادشاہ کے دونو طرف دو مسلح راجپوت بٹھائے - اسوقت داروغہ فیلخانہ گجپت خان
بادہ فیل سرکاری کو لایا اور ہٹ کر بادشاہ کے نزدیک اس تلاش مین آیا کہ بادشاہ کو اسپر
سوار کرائے مگر مہابت خان کے اشارہ سے وہ مع بیٹے کے راجپوتون کے ہاتھ سے
مارا گیا - مقرب خان داروغہ خواصان بہت سعی کرکے حوضہ پر سوار ہو کر مگس رانی کے
لئے بیٹھا - اس کشمکش مین اوسکی پیشانی پر ایک زخم لگا جس سے خون جاری تھا -
خدمت پرست خان خدمتگار کہ شیشہ و پیالہ معتاد ہمراہ رکھتا تھا اپنے پہلوون پر راجپوتون
کے برچہہ کے صدمہ اوٹھا کر حوضہ کے کنارہ سے لٹک گیا پھر حوضہ کے اندر کسی طرح
جا بیٹھا مہابت خان سواری کے ہاتھی کو اپنے خیمہ کی طرف لے گیا اور ادب کے ساتھ بادشاہ
کو اسپر سے اوتارا اور اپنے بیٹون کو نذر و نثار کے ساتھ حاضر کیا اور بادشاہ کے گرد صدقہ
پھرایا - اب اوسکو نورجہان کا خیال آیا تو اوسکو اطلاع ہوئی کہ وہ اپنے بھائی پاس چلی گئی

تو دست افسوس ملے اور اپنے اور ہمراہیو کی غفلت پر لعنت ملامت کی اور بیگم کی مجارست پر
جو سہو ہوا اوسے ندامت ہوئی اور اوسکی خاطر متردد ہوئی۔ اب اوسکو شہریار کا فکر ہوا وہ جانتا
تھا کہ بادشاہ کی خدمت سے اسے جدا رکھنا ایک خطائے عظیم ہے اسلئے وہ بمقتضائے مصلحت
و سراسیمگی کہ وہ نہیں جانتا تہا کہ میں کیا کرتا ہون اور مآل کار کیا ہوگا۔ بادشاہ کو شہریار کے
خیمہ میں لے گیا خیمہ بادشاہی لٹ گیا تہا۔ اس خیمہ مین بادشاہ کو اوتار کر بادشاہ کی تسلی
و دلبری میں کوشش کرتا تھا اور دست بستہ کھڑا رہتا تہا۔ ادمی خیمے کو گھیرے رہتے
تھے۔ اس وقت شجاع خان امیر اکبری کا نبیرہ جھجو کسی طرح بادشاہ کے پاس پہنچ گیا
مہابت خان کے اشارہ سے وہ قتل کیا گیا۔ باوجود کاردانی اور کامیابی کے مہابت
خان کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور حوصلہ باختون کی طرح ہر دم و ہر لحظہ تازہ فکر و
خیال کا ہمدم رہتا تہا۔ لیکن بادشاہ کا دل اور حوصلہ بدبیر ایسا بجا تہا کہ جو کچھ وہ کہتا
تہا اور حکم دیتا تھا راسے صواب سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اپنے فکر صایب سے مہابت خان کے
کردار اور اطوار کے اور تقاضاء روزگار کے موافق اپنے تئیں دکھلاتا تھا۔ اس قتل پر
اوسنے فرمایا خوب کیا کہ مجھہ کو اس شخص بدکیش کے ہاتھ چھٹا کر اپنے اختیار میں رکھا او
اس بدخواہ دولت کا ہاتھہ کوتاہ کیا۔ مہابت خان ہردم اظہار عقیدت و فدویت کا دم
بھرتا تہا اور معذرت کرتا تہا اور تخت پر بادشاہ کو بدستور سفری بٹھاتا۔ شراب معتاد
حاضر کرتا۔ اور خود بندہ ہائے عقیدت کیش کی طرح خدمت کرتا۔ جب نور محل اپنے بھائی
اور امیرون کے پاس پہنچی اور اونکی سرزنش کے بعد مصلحت یہ قرار پائی کہ کل صبح کو
کو نور جہان کو ہاتھی پر سوار کرکے اور سب اتفاق کر کے شمشیر انتقام کو نیام سے نکالیں اور
مہابت خان کے ہاتھہ سے ولی نعمت کو خلاص کریں۔ اگر نور محل اس مصلحت کو اس
سبب سے جیسا کہ چاہیئے پسند نہیں کرتی تھی کہ دشمن کے اختیار میں بادشاہ ہے۔ لیکن
اس خیال سے کہ کوئی فکر صائب اس سے بہتر سوجھتا نہ تھا اور اوسکو اپنے عدم جرأت پر
مطعون ہونے کا خوف تہا۔ چار و ناچار یہی امر قرار پایا اور راضی ہو گئی۔ اس مصلحت کی خبر

جب جہانگیر کو ہوئی تو مہابت خان کی رہنمائی سے بتاکید تمام نورجہان و آصف خان اور
امیرون کی تسلی کی اور اس تدبیر کے منع کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور مقرب خان۔
صادق خان بخشی الملک امیر منصور بدخشی کو بھیجا کہ وہ اونکے ارادہ کے منع کرنے مین مبالغہ کریں
اور کہا کہ جب مین اس جگہ ہون تم کو مقابلہ میں جنگ کرنی اور میرے مُنہ پر تیر و بندوق سے
چلانا تمہارے صواب نہیں ہے دریا سے پار ہو کر لڑنا محض خطا ہے میں یہان سب طرح
آرام سے ہون میری طرف سے کچھ وسوسہ نہ کرو اور میر منصور کے ہاتھ اپنی انگوٹھی بھیجی۔
مہابت خان نے صادق خان کی زبانی آصف خان کو پیغام بھیجا کہ اپنے تئیں افلاطون
وقت جانتا تہا۔ اب فکر اختیار سلطنت کی شومی سے تیرے ولی نعمت کا حال یہ ہوا۔ اب
صلاح دولت اور بہبود کار تیری یہ ہے کہ کچھ مدت تک مجھ ناکارہ کو کار وزارت اور بادشاہ
کی خدمتگاری کرنے دے اور خود پنجاب مین اپنی جاگیر مین چلا جا — نورجہان
اور آصف خان کو یہ گمان ہوا کہ یہ باتین مہابت خان کی گھڑی ہوئی ہین اوس کی
تکلیف سے بادشاہ نے کہلا بھجوائی ہین اور مُنہ بھیدی ہے۔ اونہون نے اس پیغام کو نہ مانا
فدائی خان جو بڑا بہادر تھا یکہ تازہ بہادرون کی جمعیت کے ساتھ دریا کے کنارہ پر آیا۔
راجپوتون نے پل کو آگ لگا دی اور کارزار پر مستعد ہوئے۔ دلاورون نے نہ دریا کے پانی کا
خیال کیا اور نہ روبرو کے تیرباران کا خوف کیا۔ گھوڑون کو پانی مین ڈال دیا۔ اور
فدویانہ بہادری کرکے دولتخانہ کے مقابل آئے۔ ایک جماعت ڈوب گئی اور بعض
دریا کی تھپیڑ سے کنارہ پر ادھموئے پہنچے۔ وہ فوج سے نہ مل سکے غرض کل فوج میں
سے ستر آدمی پیش قدمی کرکے مہابت خان کی سپاہ کے روبرو ہوئے کچھ انمیں سے
مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے۔ فدائی خان نے جانا کہ کچھ کام نہیں چلے گا وہ ادھر گیا اور
ادھر آیا۔ اسکا جانا آنا ایسا تہا کہ جیسے کہ دیوار پر سے گیند کھینچ کر آتی جاتی ہے پھر اس
سال کے اواخر جمادی الآخر میں آصف خان نے سب امیرون کو ساتھ لیا اور نورجہان کو
ہاتھی پر سوار کیا جس نے دو تیر کش اور دو کمان و بندوق فتیلہ روشن کرکے ساتھ اپنے پاس

رکھے اور سب ہمراہیونکو دلاسا دیا اور جنگ پر رغبت دلائی - ایک راہ پایاب غازی بیگ
مشرف نوارہ نے دریافت کی تہی اوسی راہ سے دریا مین داخل ہوئے سب جان نثار
کارزار کے لیے مستعد ہوگر اور نقد جان کو کف اخلاص پر لیکر اور سر وجان کا دھیان چھوڑکر بیگم
کے ہمرکاب آب مین آئے عبور ہونے کے وقت اس سبب سے کہ راہ قلب تہی اور بعد تین غار و آب
عمیق اسمین تہے لشکر مین عجب ہرج مرج ہوا اور فوج کا سلسلہ انتظام شکستہ ہوا - سر پر سے پانی
گذرنے کے صدمات کی تکلیفات اوٹھانے کے بعد کوئی فوج کہین نکل گئی اور کوئی سردار کہین
نکل گیا - بیگم کی عماری سے آصف خان وخواجہ ابوالحسن و ارادت خان جدا ہوئے -
دریا کے کنارہ ہی پر پہنچے تھے کہ مہابت خان کی فوج اور راجپوت جنگی ہاتھی اونکے مقابل
آنکر سدراہ ہوئے اور دریا مین آنکر تیر باران اور توپ وتفنگ کے گولے گولیان مارنی
شروع کین - ابہی آصف خان وخواجہ ابوالحسن اور بیگم دریا ہی میں تہے - تیر باران گولہ
بندوق کے صدمونکے کہ متصل پہنچے تہے جلوے سیاہ الٹا پہرا بعض نے دلاوری کرکے
بیش آہنگی کی اور دریا سے پار اتر گئے تو یراق اور رخت کے تر ہونے کے سبب اپنے
تئین جمع نہ کرسکے شمشیرین علم کرکے مہابت خان کی فوج سے مردانہ لڑے کوئی کمک اونکو
نہ پہنچی - تیر وسنان کی ضرب سے زیادہ تر زخمی وکشتہ ہوئے باقی متفرق ہوکر جان سلامت لیگئے
راجپوتون کی فوج نورجہان کی سواری کے مقابل آئی اور شمشیر وبرچھی کے زخمون سے
جوانون کے پرخون سر وبدن کے روسے آب کو گلگون کیا اور جواہر خان ناظر محل وندیم خواجہ
بیگم کا اور اور مردم روشناس نورجہان کے ہاتھی کے پاس کشتہ وغرق بحر فنا میں ہوے - ہاتھی اور
اونٹ وگہوڑے اور بہت آدمی آپس کے صدمات سے دریا میں گر گئے تھے اور سفر آخرت اختیار
کرا ایک دوسرے سبقت لے جاتے تھے - اس رستخیز میں بیگم کی عماری مین شہریار کی دختر
شیرخوار مع دایہ کے بیٹھی ہوئی تھی اوسکے بازو مین تیر لگا وہ پہرک گئی اور خون سے عماری
رنگین ہوئی نورجہان نے اوسکے بازو سے تیر نکالا اور اوسکو تسلی دی (کوئی لکھتا ہے کہ
لڑکی کے نہین اوسکی دایہ کے تیر لگا تھا) اور زخم باندہا - نورجہان کے ہاتھی کی سونڈ مین اور

مہابت کے تلوار کے دو زخم اور برچھی کے کئی زخم لگے پیاپے زخمون سے ہاتھی اس طرف دریا کے پار گیا اور فیلبان اپنے زخمون کے سبب سے اور فیل کے اضطرار کی وجہ سے اوس کو اپنے بس مین نہین کر سکا اور وہ گہرے پانی مین جا پڑا اور کئی غوطہ کھائے مگر اپنی شناوری کے زور سے دریا سے وہ اس طرف نکل آیا اور اس تہلکہ سے نجات ہوئی بیگم دولت خانہ مین بادشاہ کے پاس چلی آئی خواجہ ابو الحسن کا گھوڑا تیر باران سے دریا مین بیتابی کرتا تہا۔ دو تین زخم اوسکے لگ چکے تھے وہ گہرے پانی مین جا پڑا۔ باگ بے اختیار ہاتھ سے جاتا رہا زین سے سرنگون ہوا مگر اوسنے قاش زین کو پکڑ لیا تہا۔ نورجہان کے ایک کشمیری ملاح کی مدد سے گرداب بلا سے ساحل نجات پر وہ آیا۔ آصف خان مع خواجہ ابو الحسن سے دو تیر پرتاب پر فدائی خان تہامہ پامردی کرکے دریا سے پار آیا۔ اور ابوطالب پسر آصف خان والہ یار وشیر خواجہ اور بہت سے جانباز فدائی خان سے بائین جانب مین اوترے۔ فدائی خان نے ایک جماعت بادشاہی ولا ور ملازمون اور اپنے نوکرون کے لی اور دشمنون کے مقابل ہوا اور کچہہ آدمیون کو تلوار و تیر و سنان سے زخمی کیا اور راجپوتونکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اور خیمہ شاہی تک پہنچا۔ مہابت خان کی فوج مقابلہ و مقاتلہ کے لئے پیش آئی۔ اور صدائے دار و گیر بلند ہوئی۔ فدائی خان کے تیر خیمہ مین بادشاہ کے نشیمن کے سامنے جانے لگے مخلص خان بادشاہ کی سپر بنا۔ اسوقت مہابت خان نے بادشاہ سے کہا کہ اس پاجی کی جرأت و بے ادبی کو حضور ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے ولی نعمت کے روبرو تیر مارتا ہے اور مآل اندیشی کا ملاحظہ اصلا نہین کرتا۔ بادشاہ نے فدائی خان پاس مکرر پیغام بہیجے کہ جنگ مین سعی نہ کرے مگر اوسنے انکو نہ سنا اور دلیرانہ کوشش کی فدائی خان کا داماد محمد عطاء ہد اور سید مظفر اور وزیر بیگ جان نثار ہوئے اور چند اور آدمی زخمی ہوئے اور خود فدائی خان کو اور اوسکے گہوڑے کو تین چار زخم تیر کے لگے۔ اسنے بہت ہاتھہ پاؤن پیٹے کہ اپنی جماعت کے ساتھہ اندر جائے اور کچہہ کام بنائے مگر مہابت خان کی فوج کے ہجوم نے جسکو مدد پیہم پہنچی تہی اور اوس کی

کمک کے لئے کوئی ایک شخص بھی نہیں آیا - اور منع جنگ کا حکم پے در پے آتا تھا - ناچار کارزار
سے پانٔون نکال کر لشکر سے باہر آیا اور پھر زور بازو اور رستاوری سے دریائے عبور کیا -
اور رہتاس پنجاب میں اپنے تئیں پہنچایا وہان اسکے فرزند تھے اور عیال و ناموس کو
ان زمیندارون کو حوالہ کیا جنسے کہ پرانی دوستی تھی اور خود جریدہ دہلی کو چلا آصف خان
جانتا تھا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست + مہابت خان اس سے انتقام لے گا
اٹک کو چلا گیا جہان اوسکی جاگیر تھی - شیر خواجہ والہ یار اور بہت سے بادشاہی ملازم
اپنی آبرو کا پاس کر کے متفرق ہو گئے اور اپنی اپنی راہ پر چلے گئے - خواجہ ابوالحسن و
ارادت خان اور معتمد خان مولف اقبال نامہ اور ایک اور جماعت نے امان اور
آبرو کا عہد و پیمان مہابت خان سے لیا اور اوس سے ملاقات کی - مہابت خان نے اون کو
کچھ اور نقصان تو نہیں پہنچایا - اگر ملاقات کے وقت ان سب کو دیوث و نامرد اور زن
سے کمتر کہا - ایسی باتون کے سننے سے مرجانا بہتر تھا - آصف خان ڈھائی سو اقربا
اور نوکرون کے ساتھ قلعہ اٹک میں آیا - مہابت خان نے اول راجپوتون کی فوج
محاصرہ کے لئے بطریق ایلغار روانہ کی اور پھر خود حضور کا بندوبست یہہ کیا کہ بادشاہ
کی خواہش کے موافق نور جہان کو اوسکی شب ہائے الم کا رفیق و ہمدم کیا نصف جمعیت کو
بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا اور باقی فوج لیکر آصف خان پاس پہنچا تھوڑے سے تردد
وہ جماعت جسکے اعتماد پر آصف خان وہان گیا تھا - مہابت خان کی رفیق ہو گئی
اوسنے آصف خان کو اور اوسکے بیٹے ابو طالب اور میر میران کے بیٹے خلیل اللہ کو مقید
کیا اور اونکی بڑی بے حرمتی کی اور اپنے ساتھ لیکر بادشاہ پاس آیا - محمد تقی بخشی شاہجہان
کو جسے برہانپور سے پکڑ کر اپنے ساتھ لایا تھا اور خواجہ عبد الصمد و ملا محمد کو رجپوتون
کے حوالہ کر کے قتل کرایا - یہ دونو فاضل صالح آصف خان کے مصاحب و صلاح کار تھے
مہابت خان نہایت سختی و شقاوت قلبی کرتا تھا - بادشاہ اس عاجزی کے ساتھ نیک نفسی عالی
حوصلگی اور بردباری سے پیش آتا تھا - اور ان ایام ملالت افزا میں عاقبت بینی کرتا تھا -

بادشاہ اور مہابت خان کا حال +

آخر کو اس رفق و مدارا کے سبب سے کار بخیر ہوا ؎ مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش

چو در طاس رخشندہ افتاد مور — رہانندہ را چارہ باید نہ زور

بادشاہ جو کلمہ کلام زبان سے نکالتا وہ مہابت خان کے مزاج کے موافق ہوتا۔ اور نورجہان بھی بہ تقاضاء وقت و صلاح دولت اوسکی رہنمائی کرتی تھی اور کہتی تھی کہ جہانتک ہو سکے میرے بھائی کے شکوہ مین زبان کو آشنا کرے اور کہے کہ جو کچھ ہوا اُسکو مین اُن دونون بھائیون کی ناتوان بینی کے سبب سے جانتا ہون۔ اونکے سبب سے میرے تیرے درمیان جو باتین عمل مین نہ آنی چاہیئے تہین وہ آئین۔ نہین میرا تیرا قصور نہین ہے۔ مہابت خان بھی بادشاہ کے ساتھہ نیک سلوک کرتا تھا۔ فدویت و عبودیت کا اظہار کرتا تھا۔ خدمتگاری کے طریقہ کو نہیں چھوڑتا تھا اور سرپارا کو تخت پر بدستور مقرری بٹھاتا اور خود گستاخ کاردان دستورون کے دستور کے موافق سر دیوان کھڑا ہوتا اور مطالب و وقائع اطراف بلاد کو بادشاہ عرض کرتا اور بادشاہ جو اپنی زبان سے جواب دیتا اوسکے موافق حکم لکھتا اور کے احکام امنیت دور و نزدیک کے اطراف حکام نشین میں روانہ کرتا۔ بادشاہ مہربانی سے اوس کو بیٹھنے کا حکم دیتا وہ عمداً کبھی حکم کی اطاعت کرتا اور کبھی پاس ادب کو کار فرما ہوتا۔ بادشاہ کے حوضہ کے آگے پیچھے جو دو رجپوت بیٹھے تو گندہ دہانی اور عرق انگوزہ کی بو سے بادشاہ کا مزاج مکدر ہوتا۔ انکی تبدیل و تخفیف کے لئے بادشاہ نے فرمایا۔ مہابت خان نے دو رجپوتون کی جگہہ ایک رجپوت کا پیچھے بٹھانا منظور کیا۔ بادشاہ کوچ بکوچ اس طرح کابل گیا۔ کبھی کبھی شکار اور بزرگون کے مزار کے لئے تشریف لے جاتا۔ مہابت خان سایہ کی مانند ظل اللہ سے جدا نہ ہوتا۔

ان ہی دنون مین ایلچی توران نامہ اور تحفے نذر محمد خان والی توران کے لیکر آیا۔ ان تحفون کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی۔ ان دنون مین نورجہان کی تمہید سے مہابت خان کے استقلال مین عجیب اختلال آیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اوسنے مین۔ نورجہان کی تجویز سے ایک رسالہ احدیون کا بنایا گیا اور اس مین منتخب بہادر بہم

احدیوں اور راجپوتوں کی لڑائی +

کئے گئے تھے ان میں سے ایک جماعت شکارگاہ کی حفاظت کے لئے تعینات ہوئی تھی کہ اوسکو افغانوں کی دست اندازی سے باز رکھے - ایک دن بعض جپوتوں نے جو مہابت خان کے بھروسہ کے سبب سے کسی کو اپنے آگے کچھہ نہ گنتے تھے شکار کی چراگاہ میں اپنے گھوڑوں اور بار برداری کے چوپایوں کو چھوڑ دیا احدی قراول مانع ہوئے - رجپوتوں نے مانا نہیں گفتگو کی نوبت زد و کشت پر پہونچی - ایک دو احدی کشتہ و زخمی ہوئے سب احدیوں اور قراولوں نے اتفاق کرکے دیوان سے استغاثہ کیا مہابت خان نے کہا کہ جس کو پہچان کر نشان دو اوسکو سزا دی جائیگی مستغیثوں کو اس جواب سے متصدیوں کی طرفداری معلوم ہوئی وہ مطمئن خاطر نہ ہوئے - ان سب نے ملک شورش مچائی - نورجہان کی طرف سے اس جماعت کو اشارہ ہوا - ان سب نے اتفاق کرکے رجپوتوں پر حملہ کیا - ایک شور و غوغائے عظیم برپا ہوا اور جنگ ہوئی - اگرچہ سپاہی نزاد راجپوت اپنے مقابلہ میں دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے - اور اپنے غرور میں ایسے مست تھے کہ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے سواے شمشیر اور برچھہ کے کوئی اور حربہ نہ رکھتے تھے احدیوں میں کماندار قدر انداز اور قراول حکم انداز بندوقچی تھے - اور بیسیرا جپوتوں سے جلے ہوئے بیٹھے تھے اور بہانہ ڈھونڈھتے تھے - اس جنگ میں راجپوت مغلوب ہوئے -

انزدحام عام بھی فرقہ اسلام کا معاون ہوا - مہابت خان کی خبر پہونچنے تک ایک ہزار کے قریب راجپوت جنمیں اکثر مشہور اور مہابت خان کے روشناس نوکر تھے کشتہ و زخمی ہوئے - اور ایک جماعت کثیر اونکے معاونوں کی اپنے اعمال کی جزا و سزا کو پہونچی - چار پانچ سو راجپوت احدیوں و قراولوں کے ہاتھہ سے بچکر اطراف غار و کنار مغاک میں بھاگ کر روپوش ہوئے تھے وہ اتفاقیہ شہزادہ کے ہاتھہ پڑے اونھوں نے دست بدست گوسفند کی طرح لشکر میں پکڑکر اپنے دستور کے موافق کو تل ہندوکش سے گذار کر بیچ ڈالا - اور رگ پا سے معیوب کرکے چوپائی کیا - اس واقعہ سے جب مہابت خان خبردار ہوا تو حواس باختہ سراسیمہ وار سرا رہوا - چاہتا تہا کہ میدان میں جائے اور راجپوتوں کی مدد کرکے تلافی کرے کہ اس عرصہ میں بادشاہی آدمی جوق جوق و فوج فوج احدیوں و قراولوں کی کمک کو

آگئے اور ہنگامہ جو افغان شمار سے زیادہ فراہم ہوکر ملازمان شاہی کے رفیق ہوئے مہابت خان کے آدمیون نے یہ دیکھکر کہ وقت ہاتھ سے گیا اور بازی مات ہوئی۔ مہابت خان کے گھوڑے کو آگے جاکر پکڑ لیا اور خیر خواہی کا اظہار کرکے مانع ہوئے جنکو خود اپنے مارے جانے کا خوف تھا۔ اوس نے روزگار کی نیرنگ بازی کو اور کارزار کے بازار کی گرمی کو اور طرح کا دیکھا۔ موحش خبرون کے سننے سے اسکا رنگ فق ہوگیا۔ ازدحام کے مقابلہ مین آنا مناسب نہ جانا تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا الٹا بادشاہی دولت خانہ کی پناہ مین آیا۔ اور کوتوال خان و خلیل اللہ خان و جمال محمد خواص کو نورجہان کے آدمیون کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا کہ وہ اس لگی آگ کو بجھائیں۔ دوسرے روز سرداروں نے یہ ظاہر کیا کہ بادہ فساد قاسم خان برادر خواجہ ابوالحسن اور اوسکا خویش بدیع الزمان ہیں لڑائی کے وقت اونھون نے اپنے آدمیون کو کمک کے لئے بھیجا ہے۔ دونو کو نہایت ذلت کے ساتھ پابرہنہ گھر سے بلاکر مقید کیا اور اونکے گھر کا سارا اسباب ضبط کیا۔ مگر اب مہابت خان کے تسلط مین خلل پڑا۔ ہرچند اوس نے چاہا کہ احدیون کا تدارک کرے مگر اب وہ کچھ نہ کرسکا ایک دو مہینے میں اونکا رسالہ موقوف کرادیا +

ان دنون میں واقعات دکھن میں معروض ہوا کہ ۱۳ ساردی بہشت کو ملک عنبر حبشی اسّی برس کی عمر میں اجل طبعی سے مرگیا۔ ملک عنبر فنون سپاہ گری و سرداری وضوابط تدبیر میں عدیل ونظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس ملک کے اوباشون کا انتظام جیسا کہ چاہئے تھا اوس نے کیا تھا۔ وہ طریق قزاقی میں جسکو دکھن کی اصطلاح میں برگی گری کہتے ہیں خوب مہارت رکھتا تھا۔ آخر عمر تک عزت و نیکنامی کے ساتھ جیا۔ تاریخ میں کہیں دیکھنے مین نہیں آیا کہ کوئی حبشی غلام اس عالی مرتبہ پر پہنچا ہو۔ اوائل شہریور میں کابل سے بادشاہ نے ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو معلوم ہوا کہ شاہجہان نے اجمیر میں آنکر ٹھٹھہ کی راہ لی نورجہان کی چند تدبیرین بادشاہ کے خلاص کرانے کے باب مین لکھی جاتی ہین اول راجپوتون اور احدیون کے درمیان جنگ کا کرانا ایسی خانہ جنگی گنتر سنی گئی ہے جس سے

مہابت خان کا غرور ڈھے گیا - دوم مزاح گوئی بدمستی جو وہ بادشاہ سے مہابت خان کو
سنواتی کہ جس سے مہابت خان کے دل سے کینہ دھویا جاتا تھا - بادشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ نورجہاں
کے ساتھ میری محبت ظاہری نے میرے ملک اور جمعیت کو درہم برہم کیا - میرے فرزند دلبند
اور لشکر سے ان بن کرادی لیکن مجھے اپنے دل پر اختیار ہے کہ اب میں ان دونوں بھائیوں
کا منہ دیکھنا نہیں چاہتا - اور بعض اوقات مہابت خان سے بادشاہ فرماتا کہ نورجہاں تیرے
استیصال کے درپے ہے تو اوس سے باخبر رہ - ان کلمات اور تقریب سے جو ہر روز مہابت خان
سنتا تھا اوسکے دل کو تسلی خاطر ہوتی تھی - اور دولت خانہ کے گرد راجپوتوں کے احاطہ
کرنے میں احتیاط کم ہوتی تھی - سوم نورجہاں نے شہریار اور اپنے تعلقہ جاگیر کے سرراہ کے
عمال اور خواجہ سراؤں کو جنکو وہ کاردان اور رازدان جانتی تھی پیغام بھیجا اور نامہ
لکھا - اور بعض کو خلوت میں طلب کرکے زبانی خاطرنشان کرکے کہا کہ بقدر مقدور سپاہ
جلادت پیشہ کارزار دیدہ انتخابی تجربہ کار بیش قرار سنہ بندی نوکر رکھ کر لشکر میں متفرق
بھیجتے رہو کہ وہ آپس میں دور دور اطراف میں پراگندہ آئیں دو تین ہزار سوار جرار کار آزما
بہادر خاطرجمعی کے ساتھ محال جاگیر کے عمال نے سرراہ نوکر رکھ لیے اور اسلیے کہ اوسکی
شہرت نہ ہو متفرق بھیجے اور ایسے دور و نزدیک کے فاصلوں پر وہ ٹھیرے کہ اونکا نام
ونشان کوئی نہیں جانتا تھا - وہ کثیف لباس پہنے بیکار جماعت کی طرح نوکری کی تلاش
میں آتے ہوئے معلوم ہوتے تھے جبکہ اس جماعت کے فراہم ہونے تک بادشاہ نے بیگم کے
اشارہ سے بغیر اسکے کہ وہ مقدمہ کی اصل تمہید سے اطلاع پائے مہابت خان کی رسوخیت
و فدویت کی تعریف امرا اوروں کی نمک حرامی اور بدخواہی امرا اور تمہیدات بیان کرتا -
خلوت میں مہابت خان سے کہتا کہ اس ہنگامہ میں بعض واقعہ طلبوں نے اپنے نامیمون
(ملازمون) کو برطرف کردیا ہے - اگر امرا کی سپاہ کی موجودات لی جائے تو اس میں کچھ
برائی نہیں ہے - مہابت خان نے اوسکو قبول کیا - جابجا نقیب اور سزاولوں کو بقید
تاریخ و روز تعین کیا کہ امرا اپنی سپاہ کی موجودات دیں - ایک نقیب اس خبر پہنچانے کے لیے

نورجہان کے متقدیون پاس بھی گیا اور نورجہان سے یہ کہا بیگم نے بظاہر خفگی ظاہر کی اور
پیغام دیا کہ مجھکو سپاہ اور موجودات سے کیا کام اور کیا نسبت - بادشاہ جو ہمکو دیتا ہے وہ ارباب
نشاط کے انعام کے لیے اور ہماری زیب و زینت و آرائش اور محل نشینون کے واسطے ہے -
باوجود اسکے میری چادر سہ گزی اور مردون کی دستار سی گزی سے کمتر نہوگی - اور اسی طرح
کے کلمات غیرت افزا کہ جنسے بوئے سازشگی نہیں آتی تھی کہلا بھجوائے - مہابت خان نے اس خبر
کو سنکر لغو باتین بکین اور موجودات کے لینے مین اور زیادہ تقید کی اور نورجہان کے کل توابعین
منصب داران برسر اول تعین کیے اور بیگم کی سپاہ کی موجودات کا دن مقرر کیا گیا - اور قرار داد
کے موافق دست راست پر سپہ و قدیم لباس فاخرہ پہنے زرین پوش خوش یراق مع نذر کے
جو موجودات کے وقت ہوتی ہے تحف و جنس اعلیٰ لے کر کھڑے ہوئے اور جانب چپ
مین نئے نوکر کہ جنمین یہا و سپاہیانہ لباس پہنے اور یراق شکستہ غیر معلوم گمنام امرا کے
نام سے کھڑے ہوئے - رات کے وقت جہانگیر نے مہابت خان سے اخلاص کی باتین کہہ کر
فرمایا کہ کل نورجہان کی سپاہ کی موجودات ہے تم اپنے تئین اسکے تلفچیون سے دور رکھنا
لازم و ضرور جان کر پوری احتیاط کرنا - اس رسوز فہم نے بھی اپنی خیریت اسمین جانی - دوسرے
روز ایک وہ عنان کشان سواری کے ہمراہ ہوا - جونہین بادشاہ کا ہاتھی نورجہان
کی دونون فوجونکے آدمیون کے درمیان آیا اور نقیبون نے طرف یمین کی سپاہ کے مجرے کے
لیے موجودات سپاہ بیگم کے نام سے آواز بلند کی اور بادشاہ اور مہابت خان اور اوسکی ہمراہی
متوجہ ہوئے - اور سپاہ اسکے زرق برق کے لباس نے حاسدون کی آنکھہ کو خیرہ کیا کہ یکبارگی
بائین طرف کی سپاہ شمشیر و سنان کھینچ لیے اپنی جگہہ سے لپک کر نہایت چستی و چالاکی سے آئی
اور طرفۃ العین مین راجپوت اور فیلبان کو جو مہابت خان کے منصوبے کیے ہوئے تھے کام
تمام کیا اور بادشاہ کو اونکے شر سے مامون کیا - اور اسی گرمی اور جلدی مین ایک فیلبان
جو اس سپاہ مسلح کے ہمراہ تھا اور کے چشم براہ تھا - بادشاہ کے ہاتھی پر جا بیٹھا - مہابت خان
اور اوسکے آدمی اس فتنہ سے خبردار ہو کر بائین طرف متوجہ ہوئے کہ تلافی مین کوشش کرین

کہ دائین طرف کی سپاہ قدیم فیل کے اطراف مین آئی اور جدید جان بازون کے ساتھ متفق ہوئی
اور بادشاہی ہاتھی کو حلقہ وار گھیر لیا اور سعی و اعدا مین بازو کھولا - مہابت خان نے ماجرے کا
اور تبدیل وضع روزگار سے واقف ہوکر جانا کہ کار اور اختیار ہاتھ سے گیا اور تلافی کے
درپے ہوکر جان دینا شرط عقل نہیں ہے اس ضمن مین اور امرا بھی بادشاہ کی رکاب مین حاضر
ہوئے اور جان فشانی پر کمر بستہ ہوئے ایسی حالت مین مہابت خان اپنے لشکر کی طرف
کنارہ کشی کرکے ایسا باہر گیا کہ اوسکے سایہ کو بھی خبر نہ ہوئی اور راجپوت اور آدمی مہابت خان
کے ہمراہی متفرق ہوکر بھاگ گئے اور بغیر قتال و جدال کے بادشاہ نے ایسی قوی دشمن کے
پنجہ سے نجات پائی - جہانگیر نے مریم زمانی سے لشکر کے تعین اور تعاقب کرنے کے لئے مصلحت
پوچھی تو نورجہان نے کہا کہ بادشاہ سلامت زنہار یہ فکر نہ فرمائیے - مہابت خان کو چھوڑ دیجیے
کہ جہان اسکا جی چاہے چلا جائے - بلکہ اوسنے مہابت خان پاس بادشاہ کی زبانی بلند خان خواص
کے ہاتھ لطف و اخلاص کا پیغام بھیجا کہ تم نے بہت عاقلانہ اور بیجا کام کیا کہ بیگم کے آدمیون
کے شر سے کنارہ کشی کی بہتر ہے کہ اب تم آب بہت سے عبور کرو - مہابت خان آب رہتاس سے
گذر کر اُترا - اور بادشاہ نے اس گل زمین میں جہان وہ پہلے گرفتار ہوا تھا اب اپنی رہائی
کے شادیانے بجوا لئے - اور آخر روز مین جہابت خان پاس افضل خان کو بھیجکر پیغام
دیا کہ آصف خان اور اوسکے بیٹے ابو طالب اور دانیال کے بیٹون کو جو اوسکے پاس ہین بھیج
بھیجدو ہم تمھاری تقصیر معاف کر دینگے اور تم خود شاہجہان کے تعاقب مین جاؤ جو اس وقت
تھٹھہ مین ہے - جہابت خان نے دانیال کے دونو بیٹوں کو افضل خان کے حوالہ کیا اور
آصف خان کے باب مین یہ عذر کیا کہ مین بیگم کی طرف سے مطمئن خاطر نہیں ہون لاہور گذر جانے تک
آصف خان اور اوسکے بیٹے کے حوالہ کرنے سے معذور رکھیں - بادشاہ اس کے اُس جواب
سے بید ماغ ہوا اگر تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا مکرر افضل خان کو بھیجا اور اپنی اور
بیگم کی طرف سے کلام الہی کی قسم کھائی - جہابت خان تین چار منزل تک تو آمد و رفت اور پیغام
مین دفع الوقت کرتا رہا اور آخر کو آصف خان کو اپنے پاس طلب کرکے ایسی شدید قسمین دلائین

الحد اسپ و خلعت و فیل تواضع کر کے پادشاہ پاس بھیجدیا اور ابو طالب کو اور چند روز نگاہ رکھا کہ اس وسوسہ سے خاطر جمعی ہوجائے کہ فوج اوسکے تعاقب مین تو نہین مقرر ہوئی بعد ازان اوس کو بھی باعزاز مرخص کیا۔

اوائل ماہ آبان مین بادشاہ لاہور کے نزدیک آیا۔ اب شاہجہان کا حال سنو کہ جب اوسنے مہابت خان کی گستاخی کی خبر سُنی تو اوسکا مزاج شورش مین آیا۔ باوجود قلت جمعیت اور عدم سامان کے اوسنے دعیہ مصمم کیا کہ پدر والا قدر کی خدمت مین پہنچکر مہابت خان کو کردار ناہنجار کی سزا دے وہ ۲۳۔ رمضان کو ۱۰۳۵ھ کو ہزار سوار لیکر مقام ناسک پر ترنبک سے چلا اس گمان سے کہ اس مسافت مین شاید اسکے پاس جمعیت بہم ہوجائے جب وہ اجمیر مین آیا تو راجہ کشن سنگہ پسر راجہ بھیم کہ پانسو سوار اس پاس تھے اجل طبعی سے مرگیا اور اوس کی جمعیت متفرق ہوگئی کل پانسو سوار نہایت پریشان و تنگدست ہمراہ رہے اور اوسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی بیگم کا دل بھی اس سے صاف نہین ہے اور بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے اسلئے مادہ فساد دور نہین ہوا اسواسطے باپ کی خدمت مین جانا مصلحت نہ جانا۔ اور یہ راے ٹھیری کہ ولایت ٹھٹھہ میں چند روز گوشہ گزینی مین بسر کیجے اجمیر سے ناگور مین اور ناگور سے حدود جودہ پور مین اور وہان سے جیسلمیر مین اوسنے کوچ کیا۔ شہنشاہ ہمایون بھی اپنے ایام مصیبت مین اسی راہ سے گیا تہا۔ ایام شاہزادگی مین شاہ عباس بادشاہ ایران سے شاہجہان کی محبت اور خط و کتابت تھی اور اس ہرج مرج میں بھی اوسنے شاہجہان کا حال پوچھا تھا۔ اسلئے اس کے دل مین آئی کہ ایران جاکر بادشاہ سے ملنا چاہئے ممکن ہے کہ اوسکی مہربانی اور اشفاق و معاونت سے جو شورش و فساد کا غبار مرتفع ہوا ہے وہ فرو ہوجائے۔

جب شاہجہان ٹھٹھہ مین آیا تو شریف الملک اس ملک کے لشکر میں سے سوار و پیادہ جمع کر کے گستاخانہ پیش آیا۔ باوجودیکہ شاہجہان پاس تین چار سو سوار وفادار تھے اس کے صدمہ کی تاب شریف الملک نہ لاسکا حصار شہر مین وہ آیا۔ اوسنے پہلے سے یہان کے قلعہ کی مرمت کر کے بہت توپ و تفنگ برج و بارہ پر لگا رکھی تھیں آدمیون سے متعلقین کو جمع

شاہجہان کا ٹھٹھہ جانا اور وہان لڑنا +

دروازہ حصار پر لایا اور متحصن ہوا اور مدافعہ و مقابلہ کے لئے تیار ہوا شاہجہان نے تاکید سے منع کیا کہ بندہ ہائے جان نثار قلعہ پر تاخت نہ کرین اور اپنے تئین توپ تفنگ سے ضائع نہ کرین باوجود اسکے جوانان کارطلب کی جماعت اپنے تئین ضبط نہ کر سکی اور شہر کے حصار پر یورش کی۔ برج و بارہ کے استحکام اور توپ خانہ کی کثرت نے کچھہ کام نہ ہونے دیا۔ وہ واپس آئے۔ کچھہ دنون کے بعد پھر شیر دل بہادرون نے قلعہ پر حملہ کیا۔ قلعہ کے گرد بالکل مسطح میدان تھا اصلا پستی و بلندی اور دیوار و درخت کہ حائل ہون نہ تھے سر پر سپرین لگا کے دوڑ گئے مگر وہان ایک خندق عمیق و عریض پانی سے بھری ہوئی حصار کے گرد تھی آگے جانا محال تھا اور پیچھے آنا محال تر توکل کا حصار باندھ کے بیٹھے۔ ہر چند شاہجہان آدمی بھیجکر اونکو بلاتا مگر اثر نہ ہوتا جو گیا وہ عدم کی راہ پر دوسرے کے پہلو مین بیٹھ گیا اور پھر نہ پھرا۔ شاہجہان اس وقت بیمار تھا غرض ایسے سبب سے کہ اسنے عراق جانیکا ارادہ فسخ کیا۔ شاہزادہ پرویز کی بیماری کی بھی متواتر خبر آتی تھی اسکا ضعف نہایت قوی ہو گیا تھا۔ ٹھٹہ کی فتح مین شاہجہان نے اپنا وقت ضائع کرنا مناسب جانا۔ گجرات اور بہار کی راہ سے دکن جانیکا ارادہ کیا۔ وہ ایسا بیمار و ضعیف تھا کہ پالکی مین سوار ہوتا تھا۔ اب اوسکو معلوم ہوا کہ پرویز کا انتقال ہوا تو اور بھی جلدی جلدی اوسنے سفر کیا۔ یہ وہی راہ ہے جسپر محمود غزنوی سومنات کے بتخانہ کی فتح کے لئے گیا تھا۔ شاہجہان ملک گجرات سے راج پیپلہ کی حوالی سے گذر کر ناسک ترنبک مین آیا جہان اسکا بنگاہ تھا اس ملک مین کوئی عمارت نہ تھی اسلئے وہ جنیر مین چلا گیا ٹھٹہ جانے مین اجمیر کی راہ سے ۵۱۴ کروہ کی مسافت چار مہینے مین ۸۰ کوچون اور پچاس مقامون مین طی کی۔ مراجعت مین احمد آباد کی راہ سے ۴۶۰ کروہ کی مسافت ۴۴ کوچ اور ۲۰ مقام مین طی کی۔

غرہ شہریور کو جب بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف چلا ہے دکن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ پرویز درد قولنج مین مبتلا ہوا شراب بہت پیتا تھا۔ اپنے چچا شاہزادہ مراد اور دانیال کی طرح وہ بھی ۶ صفر ۱۰۳۵ھ کو ۳۵ سال کی عمر مین مر گیا۔ وفات شاہزادہ پرویز اوس کی تاریخ ہے۔ آگرہ مین وہ اپنے باغ مین دفن ہوا +

شاہجہان کا دکن جانا +

شاہزادہ پرویز کی وفات +

مہابت خان ٹھٹھہ کی راہ سے پھر آیا۔ اور ہندوستان کی طرف چلا اور یہ بھی سنا کہ بائیس لاکھ روپیہ نقد اوسکے وکلانے بنگالہ سے بھیجا ہے اور خزانہ حوالی دہلی میں داخل ہوا ہے۔ اوسنے بادشاہ کی طرف سے صفدر خان کو ایک ہزار احدی کے ساتھ تعین کیا تا کہ بہت جلد جا کر اوس روپیہ کو چھین لے جب شاہ آباد کی حوالی میں خزانہ کے پاس وہ آیا تو خزانہ کے محافظ خزانہ کو سرائے میں لیکر متحصن ہوگئے۔ جہانتک ممکن تھا مدافعہ و مقابلہ کیا لیکن بادشاہی آدمیوں نے سرائے میں آگ لگادی اور اوسکے اندر جا کر خزانہ پر متصرف ہوگئے۔ خزانہ کے محافظ بھاگ گئے صفدر اپنی فوج کے ساتھ مہابت خان کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا۔ خانخانان کو ہفت ہزاری ذات و سوار کا منصب ملا۔ اور وہ مہابت خان کے تعاقب کے لئے متعین ہوا اور صوبہ اجمیر اس کی تیول میں مقرر ہوا۔

بادشاہ سے صوبہ دکن کے متصدیوں کی عرضداشت معروض ہوئی کہ یاقوت خان حبشی کہ دکن میں ملک عنبر کے بعد سرداری میں اسکا نمبر تھا اور عنبر کے عہد میں بھی سپہ سالار لشکر اور انتظام افواج کا عہدہ اوسکو تھا وہ بندگی اور دولت خواہی اختیار کرتا ہے اور پانچسو سواروں کے ساتھ جالناپور میں آیا ہے اور سربلندرائے کو لکھا ہے کہ میں نے فتح خان پسر ملک عنبر اور نظام الملک کے سرداروں سے دولتخواہی کا اقرار لے لیا ہے اور اون میں سے میں نے پیش قدمی کی ہے نامبردہ بعد ایک دوسرے پر سبقت کر کے پے در پے آئینگے۔ جب شاہجہان سربلندرائے کی تحریر سے حقیقت کار پر مطلع ہوا تو اوسنے یاقوت خان کو خط لکھا جسمیں نہایت استمالت اور دولتخواہی تحریر تھی اور اوسکو سرگرم عزیمت کیا اور سربلندرائے کو بھی ایک مکتوب قلمی کیا کہ لوازم ضیافت و مراسم مہماندارکی بجا لائے۔

پھر دکن کے متصدیوں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ نظام الملک نے فتح خان پسر عنبر کو اور بہت سے لوگو دولت تربیت یافتوں کو ملک بادشاہی میں بھیجکر فساد برپا کیا ہے۔ عمدۃ الملک خانجہان نے لشکر خان کہ بندہائے کہن سال میں تھا اور کاروان تھا برہانپور کی حراست اور محافظت پر چھوڑی اور خود لشکر کے ساتھ بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور کھڑکی تک جو نظام الملک کا محل اقامت تھا

منازعت کی اور نظام الملک نے قلعہ دولت آباد سے سر نہ نکالا اور وہین رہا اور حمید خان نام غلام حبشی کو اپنا پیشوا بنایا مدار اور اعتبار ملک و مال کا اوسکے قبضۂ اقتدار مین سپرد کیا حمید خان نے ایک عورت پر عاشق ہو کر نکاح کیا تہا اسکا استرضا اس مرتبہ پر کرتا تھا کہ لوگ اوس کو دیوس کہتے تھے اس عورت نے نظام الملک سے وہ رشتۂ الفت مستحکم کیا تہا کہ باہر شوہر اور اندر خود صاحب اختیار ہو گئے تھے۔ اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ اس عورت نے اپنے شوہر کو خانجہان کا رفیق بنایا ہدیے اور تحفے اور نامہ و پیام محبت التیام بہیجکر بنائے دوستی و یکدر خواندگی کو قائم کیا۔ اور اپنے افسانہ اور افسون سے بازار رزم و فوج کشی کو بزم یکجہتی مین تبدیل کیا۔ چار پانچ لاکھ ہن اور دو تین لاکھ روپئے کے جواہر خان جہان کو دیکر وہ ملک خرید لیا جو نظام الملک کے ہاتھ سے گیا تہا اور اکبر و جہانگیر نے ہزارون جانین کھو کر اور کروڑوں روپئے خرچ کر کے لیا تہا اس نمک حرام افغان نے فساد ایام پر نظر کر کے طمع سے بچند لاکھ دمحال کے محصول کے عوض مین دو بادشاہوں اور دو تین نامدار شہزادون اور امرائے ذوی الاقتدار کی چند سال کی محنت اور کروڑون روپئے کے خرچ کو جو اس دیار کی تسخیر مین صرف ہوئے مفت رائگان ہاتھ سے دیدیا۔ اور امرائے شاہی کے نام جو تھانون مین مقرر تھے نوشتے بہیجدیئے کہ اپنے محال کو نظام الملک کے وکلاء کو سپرد کر دین۔ ان سب نے اُسکے حکم کی اطاعت کی مگر سپہدار خان حاکم احمد نگر نے خانجہان کے نوشتہ اور حکم کو نہ مانا اور جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم بغیر قلعہ کی کنجیان میرے سر کے ساتھ وابستہ ہین مگر تمام متعلقہ بالا گھاٹ محال نواح احمد نگر متصدیان نظام الملک کے ہاتھ آگیا۔ خانجہان کا بالاگھاٹ نظام الملک کو دینا +

حمید خان حبشی کی منکوحہ کا حقیقت حال یہ ہے کہ وہ اس ملک کی غریب زادیون مین سے تھی۔ ابتدا مین کہ نظام الملک شراب پر مفتون اور عورتون پر شیفتہ تھا تو اوسکو حرم سرا مین دخل ہوا اور وہ نظام الملک کے لئے شراب ایسی مخفی لی جاتی تھی کہ باہر کے آدمیون کو خبر نہ ہوتی تھی اور یہ سرکارہ عمدہ آدمیون کی عورتون کو جو حسن صورت اور خوشی سیرت مین شہرت رکہتی تہین نظام الملک کی تسخیر دل کے لئے گمراہ کر کے اس بزم عشرت کا ہمدم بناتی عنبر کے مرنے کے بعد وہی امور ملکی کے سرانجام مین مشغول ہوئی۔ ملک و سپاہ کا اختیار اوسکے ہاتھ مین ایسا آگیا کہ جب سوار ہوتی تو امرا و عمدہ حمید خان کی عورت کا حال +

نوکر اوسکی سواری کے ساتھ پیادہ چلتے اور اپنے اور بادشاہی مطالب عرض کرتے۔ عادل شاہیون اور نظام الملکیون مین ہمیشہ عداوت وفوج کشی رہتی تہی۔ اور ان میان بیوی کے اقتدار کے زمانہ مین خبر آئی کہ عادل شاہ آراستہ لشکر و جنگی فیلون اور توپخانون کو لیکر مقابلہ کو آتا ہے۔ نظام الملک نے جنگ کے ارادہ سے باہر آنا چاہا تو اس عورت نے اوسسے کہا کہ اس جنگ کا اختیار مجہے دیدیجے اور فوج کا سردار بنادیجے اگر مین خصم پر غالب ہوئی تو مدتون تک خلق کی زبانون پر یہ بات رہیگی کہ نظام الملک کی ایک عورت نے بادشاہ بیجاپور کو مقابلہ کرکے ہزیمت دیدی ہے اور خدا نخواستہ قضیہ برعکس ہوا تو لوگ کہینگے کہ بادشاہ نے ایک عورت کو مغلوب کیا۔ پہر اوسکا تدارک ہوسکتا ہے نظام الملک کو یہ بات پسند آئی اور اپنی محبوبہ ناز نین کو لشکر کی سرداری پر مامور کیا وہ لشکر کو ترتیب دیکر اور جنگی ہاتھیون اور توپخانہ کو لیکر چلی خود نقاب مرصع چہرہ پر ڈالا اور ایک ہاتھی پر سوار ہوئی سپاہیون کے خوش زبانی کرکے امیدین دلائین اور وعدہ و وعید و تہدید کرکے اونکو سرگرم کارزار کیا اور بہت سے کڑے مرصع و طلا و نقرہ کے موافق دستور دکن کے ساتھ لئے وہ سپاہ کے دل خوش کرنے کے لئے دئے جاتے ہین میدان کارزار مین صفون کو آراستہ کیا۔ لڑنا شروع کیا سپاہی جو شجاعت کا کام کرتے اونکو وہ کڑے مرصع طلا و نقرہ کی دیتی اور اوسکا مرتبہ بڑہاتی اور مٹھائی سے بہرے ہوئے ٹوکرے ساتھ رکہتی اور فوج کو پہنچاتی۔ غرض عادل شاہ کی فوج کو اسی مرد افگن زن نے ہٹا دیا۔ پہلے سے زیادہ نظام الملک کی معزز محبوبہ ہوگئی +

الحاصل خانجہان نے ایک عورت کی چال بازی سے مات کہائی اور ایسا بڑا ملک تہوڑے سے روپیون کو بیچ ڈالا جو ہندوستان کے بادشاہون کے ایک روز کے خرچ کے لئے وفا نہ کرتا۔ اور اپنے ولی نعمت اور عالم کے نزدیک اپنے تئین مطعون کیا +

خانزاد خان کی جگہ مکرم خان ولد معظم خان حاکم بنگالہ مقرر ہوا تہا۔ وہ یہان آکر کامیاب مراد ہوا بحسب اتفاق ایک فرمان شاہی اوسکے نام گیا وہ اوسکے استقبال کے لئے کشتی مین سوار ہوا اوسکی کشتی ایک نالہ مین ڈوب گئی وہ اور اوسکے ساتہی بحر فنا مین غرق ہوگئے

انہی دنون میں خانخانان ولد بیرم خان بہتر برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا جب وہ دہلی
میں آیا تو اسکا ضعف قوی ہوا یہان توقف کیا۔ اواسط ۱۰۳۶ھ سنہ مین ودیعت حیات کو سپرد
کیا اور اس مقبرہ مین کہ اسنے اپنی منکوحہ کے لئے بنایا تھا مدفون ہوا وہ امرائے اعظام مین سے
تھا جو جو کام اوسنے کئے وہ تاریخ مین بیان ہوئے ہیں۔ سوا اسکے خانخان قابلیت و استعداد
مین یکتا سے روزگار تھا۔ زبان عربی و ترکی و فارسی و ہندی جانتا تھا عقلی و نقلی علوم
اور سنسکرت کے علوم میں بہرہ وافی رکھتا تھا۔ ہندی فارسی میں شعر خوب کہتا تھا ایک
رباعی اسکی لکھی جاتی ہے رباعی۔

زنہار رحیم از پئے دل نروی ۔۔۔ بیہودہ بہ آرزوے دل درگروی
گفتم سخنے و باز ہم میگویم ۔۔۔ خواہش کاری ہمیشہ کاہش دروی

جب مہابت خان ٹھٹھہ کی راہ سے پھرا اور وہ فوج اوسکے تعاقب مقرر ہوئی جو اسکا
خزانہ چھین لگئی تھی اوسکو حکم تھا کہ اوسکو گرفتار کرے یا قلمرو سے باہر نکال دے پیچھے دنون وہ
رانا کے کوہستانون مین تباہ حال بسر کرتا رہا۔ اب اوسکے لئے کوئی راہ باقی نہ تھی کہ وہ جہانگیر کا
ناصیہ فرسا ہوتا ناچار اپنی نجات شاہجہان کے توسل مین جانی بعرائض اپنے وکلاء زبانی ان
کے ہاتھ بھیجیں جنمین ندامت و خجالت اپنے گناہون کی عذر مین ظاہر کی شاہجہان نے بمقتضا
وقت اسکی تقصیرات سے درگذر کی اور فرمان مرحمت عنوان اپنے پنجہ کے ساتھ اسکی استمالت
اور تسلی کے لیے بھیجا۔ وہ دو ہزار سوار لیکر شاہجہان سے خیر میں لا۔ ابھی اسکے اقبال مین فروغ
دولت باقی تھی کہ شاہجہان کی ایک درست ادا سے اوسکی چندین سالہ شکست درست ہوگئی +
۲۔ اسفندارمذ کو بادشاہ کشمیر کی سیر کو روانہ۔ یہ سفر اضطراری تھا اختیاری نہ تھا۔ بادشاہ
کے مزاج کو ہوائے گرم نہایت ناسازگار تھی ہر سال وہ موسم بہار کے شروع مین کشمیر کی صعوبت
راہ کو آسان سمجھ کر جاتا اور وہان کی آب و ہوا سے تروتازہ و توانا ہو کر ہندوستان مین آتا۔
روز یکشنبہ سوم ربیع ۱۰۳۶ سنہ کو نوروز ہوا۔ دریاے چناب کے کنارہ پر جشن ہوا۔ بادشاہ سیر
اور شکار کرتا ہوا راہ طے کرتا ہوا کشمیر مین آیا۔ مکرم خان کی جگہ فدائی خان نے صوبہ بنگالہ کی

حکومت پر سرفرازی پائی اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال دو پانچ لاکھ روپئے نورجہان بیگم کے خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے۔

اس عرصہ میں کہ بادشاہ کشمیر کی سیر کر رہا تھا آناً فاناً مین دمہ کے مرض نے جو مدت سے اوسکے دم کے ساتھ تھا زور کیا اور برے آثار ظاہر ہوئے۔ گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے کی طاقت نہ رہی پالکی میں سوار ہوتا کچھ دنون بعد اس مرض مین تخفیف ہوئی تو بھوک جاتی رہی اور افیون سے بھی نفرت ہوگئی جو چالیس برس سے رفیق منہ سے لگی ہوئی تھی۔ فقط شراب انگوری کے دو چار پیالون پر زیست کا مدار تھا۔ ایسے وقت مین شہزادہ شہریار داء الثعلب کے مرض مین مبتلا ہوا۔ داڑھی مونچھ کے بال اڑ گئے ٹنڈ منڈ ہوگیا۔ بدخواہون کی مصلحت کے تقاضے سے باوجود نورجہان کی ممانعت کے اوسنے لاہور مین علاج کے واسطے جانے کے لئے بادشاہ کی منت سماجت کی۔ بادشاہ کے حکم سے وہ لاہور روانہ ہوا۔ نورجہان نے مصلحت کار کے لئے احتیاطاً داور بخش پسر خسرو کو اوسکے حوالہ کر رکھا تھا کہ مقید رکھے۔ اب جو وہ جانے لگا تو اوسکے لیجانے کو اپنے لئے ایک بار سنگین سمجھا اوسنے کہا کہ اوسے کسی اور شخص کو حوالہ کیا جائے سو وہ ارادت خان کے سپرد ہوا۔ اب بادشاہ نے کشمیر کے سرد ملک کو چھوڑ کر لاہور کے گرم ملک کی طرف راہ لی بارہ مولہ مین آیا شکار کے لئے بادشاہ سوار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس طرح شکار کھیلنے بیٹھا کہ زمیندار ہرنون کو گھیر گھار کر منہ کوہ پر دولتخانہ کے سامنے لاتے بادشاہ اونپر بندوق مارتا وہ لوٹتے پوٹتے پہاڑ سے نیچے گرتے اور اپنا تماشا دکھاتے۔ اس ملک کا ایک اجل رسیدہ پیادہ ہرن کو بھگا کر لایا۔ ہرن ایک پرچہ سنگ پر جا کر ہو بیٹھا کہ اچھی طرح دکھائی نہیں دیتا تھا اس پیادہ نے چاہا کہ آگے جا کر اوسکے بھگائے کہ قدم کا آگے رکھنا تھا کہ وہ پھسلا آگے درخت تھا اوسکو پکڑا تو وہ بھی اکھڑ گیا اور خود شکار کی طرح پہاڑ سے قلابازیان کھاتا ہوا نیچے آیا سارا بدن چور چور ہوگیا بادشاہ یہ دیکھ گھبرایا اور حکم ہوا کہ پیادہ کی مان روتی پیٹتی آئی روپیہ سے اوسکی تسلی کی۔ مگر اسکا اپنا دل ایسا بیقرار ہوا کہ پھر اوسکو قرار [illegible] اس پیادہ ہی نے اپنی صورت مین حضرت عزرائیل کی تجلی دکھادی۔ اب بادشاہ لاہور کی [illegible]

[illegible]

آگے بڑھا - بہاڑ کے اتار چڑھاؤنے بھی مرض کو اور زیادہ کیا شراب سے بھی نفرت ہوگئی - راجور کی راہ میں ایک پیالہ پیا تہا وہ حلق سے نہ اُترا - قے ہوگیا - دولتخانہ تک پہنچتے پہنچتے نزع کی حالت طاری ہوئی - پہر دن چڑھے ۲۸ شہر صفر ۱۰۳۷ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ کو سفر آخرت پیش آیا - ساٹھہ برس کی عمر تھی - ۲۲ برس سلطنت کی - یا ۲۱ سال ۸ ماہ ۴ روز تاریخ وفات + خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت + جہانگیر کے مرنے سے نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی - سارے بہاگ اوسکے خاوند کے ساتہہ خاک میں مل گئے - سارا بناؤ سنگار رنگین کپڑے پہننے چھوڑ دیئے رات دن رونا پیٹنا اختیار کیا - تادم واپسین اس سوگ کو اپنے ساتھہ رکھا مگر اس حال میں بھی اپنے داماد شہریار کے بادشاہ بنانے کا خیال نہ چھوڑا ہر چند اوسنے اپنے بھائی آصف خان کو تجہیز و تکفین اور امور ملکی کی مصلحت کے لیئے بلایا - مگر اس کو اپنے گھر میں سلطنت لینی تھی وہ اپنے داماد کو چھوڑکر بہن کے داماد کے لئے کیوں تدبیر کرتا - اوسنے مصلحت عذر کرکے دفع الوقت کیا اور اعظم خان اور ایک جماعت امرا کو جو اوسکے ہمراز اور دمساز تھے ہمداستان بنا کے داور بخش پسر خسرو کو قید سے نکال کر اوسکو فرد سلطنت سنایا جو محض خواب و خیال تھا داور بخش جانتا تھا کہ یہ سلطنت بے اعتبار دو تین ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے وہ میرا خون بہائیگی یہ تخت میرا تختہ ہوگا وہ اس امر پہ بے اختیار راضی نہ ہوا اضطرار اور انکار بہت کیا مگر فائدہ نہ ہوا عہد و سوگند سے اوسکی تسلی کی گئی اور بہ تقاضاء مصلحت جیسے کہ مریض کی جان کے عوض بکرے گوسفند کو صدقہ کے لئے لاتے ہیں تخت پر بٹھایا چتر سر پہ رکھا شرط نثار اور مبارکباد بجا لا منزل بھنبر میں اوسکے نام کا خطبہ پڑھوایا - نورجہان بیگم جار ناچار روتی پیٹتی اپنے رفیق آخرت کی نعش کو لیکر لاہور میں لائی اور اپنے باغ میں مدفون کیا +

آصف خان نے بنارسی داس ایک ہندو کو جو تیز روی میں مشہور تھا بلا کر کہا کہ یہ ہمارے ہاتھہ کی انگوٹھی لو اور ابھی شاہجہان پاس پہ لگا کر اوڑ جاؤ اور زبانی پیغام دو کہ جہانگیر کا انتقال ہوا عرضداشت کا لکھنا مقتضاء وقت نہ تھا یا اوسکو ایسی جلدی تھی کہ عرضداشت لکھنے میں

وقت ضایع نہ کیا شہریاری باتیں اوسکو سمجھا دین کہ اول بہت جلد مہابت خان پاس جانا اور اوسکے ساتھ شاہجہان کی ملازمت میں آنا اور جلد روانہ ہونے میں مبالغہ کرنا -

نورجہان بیگم شہریار کی سلطنت کے لئے بہت بیقرار تھی اسکی دوسری بہن کا شوہر صادق خان تھا اور نورجہان کے ساتھ ہمراہ تھا آصف خان نے دونو بہنون کے گھر پہ چوکی بٹھا کر امرا اور نامہ و قاصد کی آمد و رفت بند کر دی سب امرا جانتے تھے کہ آصف خان نے دولت جہانی کی استقامت و استدامت کی یہ تمہید کی ہے کہ داور بخش کو بادشاہ بنایا سب اوسکی اطاعت کرنے لگے

نورجہان بیگم اس اندیشہ و تدبیر میں تھی کہ شہریار کو سریر آرائے سلطنت کرے شہریار نے لاہور میں باپ کے مرنے کی خبر سنی تو اپنی بیوی کی تحریک اور فتنہ پردازی سے اپنے تئین بادشاہ بنایا - اور خزانون اور تمام بادشاہی کارخانجات پر دست دراز کیا جس شخص نے جو مانگا وہ اوسکو دیدیا اور لشکر اور جمعیت جمع کرنے مین مصروف ہوا اور ایک ہفتہ مین خزانہ کے نوے لاکھ روپیون میں سے ستر لاکھ روپئے قدیم و جدید منصبدارون کو دیدیے کہ اونکے ہاتھ کو دل مین لائے اور مستقل بادشاہ ہو جائے - بایسنغر خان پسر دانیال جہانگیر کی وفات کے بعد لاہور مین شہریار پاس بھاگ آیا تھا وہ اوسکا سپہ سالار مقرر ہوا - اور لشکر کو دریائے راوی کے پار لے گیا - اس طرف سے آصف خان بڑھا ایک ہاتھی پر داور بخش کو کبہ و دبدبہ و تجمل بادشاہی کے ساتھ بٹھایا - دوسرے ہاتھی پر آپ سوار ہوا - لاہور سے تین کوس پر دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوا اول ہی حملہ مین شہریار کی سپاہ کا انتظام شکستہ ہوا اور ساری فوج فرار ہوئی بعض قلعہ لاہور مین داخل ہوئے اور ایک جماعت داور بخش کی سپاہ سے آن ملی شہریار دو تین ہزار سوارون کے ساتھ لاہور سے باہر نیرنگی تقدیر کا منتظر تھا کہ + تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون + کہ ناگاہ ایک ترکی غلام نے جنگ گاہ سے دوڑ کر اس شکست کی دلکوب خبر سنائی تو شہریار قلعہ کے اندر آیا اور خود اپنے پائون کو جال میں پھنسایا - دوسرے دن امرا نے حصار شہر کے متصل لشکرگاہ بنایا - اکثر شہریار کے نوکر قول لیکر آصف خان سے آن ملے اور رات کو قلعہ کے اندر اعظم خان گیا اور بادشاہ دولتخانہ میں ٹھیرا اور صبح کو اور امرائے عظام قلعہ میں گئے اور داور بخش کو سریر آرا کیا -

داور بخش اور شہریار کی لڑائی اور شہریار کا اندھا ہونا +

شہریار بادشاہ کی حرم سرا میں جا چھپا گیا۔ فیروز خان خواجہ سرا نے اوسکو پکڑکر اللہ وردی خان کو سپرد کیا۔ اور وہ اوسکو داور بخش کے روبرو لایا۔ اور مراسم کورنش و تسلیم اُس سے ادا کرائیں اوسکو محبوس کیا۔ اور دو تین روز بعد اندھا کیا۔ تو اوس نے یہ رباعی بدیہہ فرمائی۔ رباعی

زنرگس گلاب ار چہ نتوان کشید — کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من — بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خان عرضداشت میں نوید فتح شاہجہان پاس ارسال کی اور التماس کیا کہ حضور بہت جلد یہاں تشریف فرما ہو کر آشوب اختلال سے خلاص کریں۔ اب بنارسی اور شاہجہان کے سفر کا بیان مجمل ہوتا ہے۔ بنارسی منزل جلد ہی سے وسط کشمیر میں بیس روز کے عرصہ میں ۱۹۔ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر میں پہنچا جو سرحد نظام الملک کی انتہا پر ہے وہ اول مہابت خان کے پاس جو شاہجہان کو قدمبوسی کے لئے آیا ہوا تھا گیا۔ اور صورت حال کو عرض کیا وہ برق و باد کی طرح حرمسرا میں پہنچا اور خبر بھیجی شاہجہان محل سے باہر آیا اور بنارسی زمین بوس ہوا حقیقت حال عرض کی اور آصف خان کی مُہر بادشاہ کو دی۔ اس حادثہ دلخراش کے واقع ہونے سے شاہجہان کو رنج و غم ہوا مراسم تعزیت کا وقت یہ نہ تھا۔ مہابت خان کے کہنے سے پنجشنبہ ۲۱ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو نجومیوں کی مہورت کے موافق گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ اور آصف خان کو بنارسی بھیجنے کا اور اپنے چلنے کا فرمان امان اللہ کے ہاتھ ڈاک چوکی میں بھیجا۔ خان جہاں خان صوبہ دار برہانپور میں تھا جسکی تفصیلات کا بیان اوپر ہوا۔ اوسکی شاہجہان کو اطلاع تھی مگر وہ تو بھی اوس نے جان نثار خان کو اوس پاس فرمان لطف آمیز دیکر بھیجا۔ وہ نمک حرامی کے توہم میں گرفتار تھا اور دریا خان روہیلہ اور آقا افضل دیوان دکھن (کہ دیوان شہریار کا بھائی تھا اور نورجہان اور شہریار کے حال پر مطلع نہ تھا) سکے بہکانے سے خان نے فرمان کے جواب میں عرضداشت نہ بھیجی اور جان نثار خان کو آزردہ کیا اور فقط فرمان کی نافرمانی پر اکتفا نہیں کی بلکہ برہان پور میں اپنے جلیسوں کو سکندر خان لودھانی کے ہمراہ چھوڑ کر خود اپنی جمعیت اور بادشاہی ملازموں مثل

شاہجہان ۱۰۳۷ +

راجہ جگت سنگھ وغیرہ کو جو اوسکی رفاقت میں مجبوری سے تھی ہمراہ لیکر مانڈو میں آیا اور مالوہ
کے اکثر قصبات و محالات کو تاخت و تاراج کیا اور اس مخالفت و بغاوت کا نقارہ بجاکر
برہان پور میں مراجعت کی +

شاہجہان جب بابا ہار کے معبر گذرا شیر خان عرف ناہر خان کی عرضی آئی جسمیں اطاعت
اور فدویت کا اظہار اور سیف خان کے ارادہ فاسد کا اظہار تھا سیف خان اسوقت احمد آباد میں
صوبہ دار تھا اور جہانگیر کے عہد میں شاہجہان کے ساتھ بہت گستاخیاں کین تھیں ناہیر کاموں سے
اوسکو بڑا اس خوف بہت تھا شیر خان کی عرضداشت آنے سے اوسکی تصدیق ہوگئی اسلیئے
شیر خان کو گجرات کے صاحب صوبہ ہونے کا حکم ہوا اور فرمان گیا کہ شہر احمد آباد پر متصرف ہوکر معتمد خان
کے حوالہ کرے اور سیف خان کو نظر بند کر کے ہمارے پاس بھیجے اوسوقت سیف خان سخت
بیمار تھا ملکہ ممتاز محل کی بڑی بہن سیف خان کی بیوی تھی اور ملکہ کو اپنی بہن سے نہایت محبت
تھی اور سیف خان کی ناہمواری اور بیماری سے دونو بہنون کی خاطر جمع تھی وہ سیف خان کی
شفیع ہوئیں بیگم کی التماس کے موافق۔ خدمت پرست خان کو حکم ہوا کہ وہ شیر خان کو پیغام پہنچادے
کہ سیف خان کے نظر بند کرنے میں کوئی ضرر جانی اوسکو نہ پہنچائے۔ بادشاہ نے دریاے نربدا
سے عبور کر کے قصبہ سیلونر میں وزن قمری کا جشن کیا۔ دلیر خان بارہ نے آنکر شہریار کے مکحول
و مقید ہونے کی اور دانیال کے بیٹون کے محبوس ہونے کی خبر سنائی سیف خان قریب المرگ
ہوگیا تھا۔ شاہجہان نے اوسکی تقصیر معاف کین تو پھر اوسکی جان مین جان آئی۔ بیماری
سے صحت بدل گئی جب بادشاہ احمد آباد سے محمود آباد مین آیا تو شیر خان مع عیسی خان شرف اندوز
ملازمت ہوا شیر خان کو منصب پنج ہزاری و صوبہ داری احمد آباد سے سربلندی ہوئی۔ اور عیسی خان
چار ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی پایہ پر پہنچا اور ٹھٹہ کی حکومت سے معزز ہوا یمین الدولہ
آصف خان پاس خدمت پرست خان فرمان لایا کہ جو کچھ کیا وہ مستحسن ہوا اگر امن کے لئے
اور دفع آشوب کے واسطے داور بخش اور شہریار اور دانیال کے بیٹون کو جو مادہ فساد ہیں شہر
عدم کو روانہ کرے تو ہواخواہان ملک و سلطنت کے لئے قرین مصلحت ہوگا۔

سر وارث ملک تا بر تن است   تن ملک را فتنہ بر آہن است

اِس فرمان کے پہنچنے کے بعد آصف خان نے حکم کے مطابق ۲۲ جمادی الاولی کو داور بخش اور اوسکے بھائی گشتاسپ و شہریار اور دانیال کے بیٹوں طہمورث و ہوشنگ کو صحرائے عدم میں آوارہ کیا۔ ہاں بسنغر خان پسر دانیال بچ کر چلا گیا۔ اور شاہجہان کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا گیا جب شاہجہان سرحد رانا میں آیا تو رانا کرن جو ایام شاہزادگی میں جانفشانی کی شرطوں کو بجا لایا تھا۔ زمین بوس اور مورد الطاف ہوا۔ اجمیر میں شاہجہان پیادہ پا حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آیا۔ اور بہت روپیہ مستحقوں کو خیرات میں دیا اور حکم دیا کہ ایک مسجد سنگین یہاں بنائی جائے اور اوسکے جلد بننے کی تاکید کی مہابت خان کی درخواست کے موافق اجمیر کے صوبہ داری اوسکو مرحمت ہوئی۔ جابجا زراعت کی حفاظت کے لئے اور رعایا اور زیردستوں کے حفظ مال اور ناموس کے واسطے اور زبردستوں کی تنبیہ کے لئے خدا ترس اور حق شناس آدمی مقرر کئے اواخر جمادی الاخری سنہ مذکور میں دار الخلافہ آگرہ میں شاہجہان آیا اور ایک عالم اوسکے دیکھنے سے خرم و شاد ہوا۔ دوشنبہ بست و ہفتم جمادی الاخری کو سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور خطبہ اور سکہ کو اپنے نام سے زیب و زینت بخشی

جہانگیر کی سلطنت میں سفارت انگلستان

سر طامس رو ممبر پارلیمنٹ جو انگلستان سے ہندوستان میں سفیر شاہ انگلستان آیا وہ سنہ ۱۵۶۸ء میں پیدا ہوا تھا۔ اوکسفورڈ یونیورسٹی میں اوسنے تعلیم پائی تھی۔ وکالت کی لیاقت پیدا کی تھی۔ وہ انگلستان کے اون مدبران ملکی میں سے تھا جو انگلستان کی آب و ہوا اور اس زمانہ کی معاشرت نے پیدا کئے تھے۔ وہ فاضل و زیرک اور ناموس دوست مہذب دلیر تھا۔

جب جیمس اول بادشاہ انگلستان نے اوسکو نائٹ کا خطاب دیا۔ وہ ولیعہد انگلیس کی سفر میں ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کے لئے انتخاب کیا گیا۔ وہ سنہ ۱۶۰۹ء میں امیزون کے کنارہ پر آیا سنہ ۱۶۱۴ء میں وہ کامن ہوس میں مباحثہ کے لئے کھڑا ہوا۔ وہ سال آیندہ میں جہانگیر کے دربار

کے لئے سفیر مقرر ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کرائے اسوقت یہ کمپنی
حالت طفلی میں تھی - بعد اس کے وہ انگریزی سفیر ٹرکی کا مقرر ہوا اور کئی برس تک قسطنطنیہ میں رہا
پھر وینا کا سفیر ہوا ۱۶۴۴ء میں چہتر برس کی عمر میں مر گیا - اوسنے جو اپنا اور جہانگیر کا حال
لکھا ہے اوسکو ہم نقل کرتے ہیں وہ لکھتا ہے کہ جب سورت میں ۱۶۱۵ء میں آیا تو سمندر میں
انگریزی جہاز جھنڈیوں و بیرقوں سے آراستہ ہوئے - اونکی توپیں میری سلامی میں چھٹ گئیں
کپتان اور سوداگروں اور اسی مسلح آدمیوں سے مرا لوڈی گارڈ اوفات او نیز مرتب ہوا - بادشاہی
افسروں نے میرا استقبال کیا - ایک کھلے ہوئے خیمہ میں مجھے اوتارا - مگر پھر یہ بداخلاقی
کی کہ میرے نوکروں کی تلاشی لینے لگے میرے بکسوں کو توڑا ہر چند میں نے کہا کہ ان
بکسوں میں جہانگیر کے واسطے تحائف لایا ہوں مگر اونہوں نے اوسکے کہنے کو ذرا نہ سنا
شہر سورت میں ایک مکان رہنے کے لئے مجھے دیا - ایک مہینہ تک یہاں اس انتظار میں
مجھے رہنا پڑا کہ گاڑیاں اور چوکی پہرہ کے آدمی ہمراہی کے لئے ملیں کہ میں برہان پور تک ان
تحائف کو لے جاؤں طامس رو کا سفرنامہ ۲۶ ستمبر سے ۲۰ اکتوبر ۱۶۱۵ء آگے اسی سفرنامہ
کی تاریخ کا حوالہ دیا گیا ہے +

جہانگیر آگرہ میں نہ تھا - وہ اجمیر کے جنوب میں گیا ہوا تھا - اوسنے اجمیر کو اپنا صدر مقام
بنایا تھا - سورت سے مشرق کو برہانپور تک اور برہانپور سے شمال کو اجمیر تک سڑک جاتی تھی
میں پندرہ روز میں سورت سے برہانپور گیا - ملک ویران پڑا تھا - قصبات و دہات میں مٹی کے
کچے جھونپڑے تھے - انمیں کوئی مکان اوترنے کے قابل نہ تھا - پہاڑی چوروں کے ہاتھ
سے ایک منزل میں تیس سواروں اور بیس بندوقچیوں نے مجھے بچایا - برہانپور میں کوتوال سولہ
سوار جھنڈیاں لئے میرے استقبال کو آیا - اور مجھ کو ایک مکان میں لے گیا جو باہر سے تکلف شاندار
بنا ہوا تھا - مگر اوسکے اندر کمرے تنور کی مانند تھے اسلئے میں نے خیمے میں رہنا پسند کیا ۱۴ نومبر ۱۶۱۵ء
مغلوں کی فوج جو دکن میں رہتی تھی اوس کا صدر مقام برہانپور تھا یہاں شہزادہ
پرویز سے ملاقات کی - پرویز باپ کی طرح یہاں بادشاہی کرتا تھا اوسکی حویلی کے

سواروں کا دستہ کھڑا رہتا تھا جب وہ باہر نکلتا تو وہ سلامی اوتارتا تا ۔ مین اسکے دربار مین داخل ہوا وہ تخت گاہ پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اور اوسکے سر پر شامیانہ تنا ہوا تھا تخت گاہ سے نیچے چبوترہ تھا جسپر سرخ کٹہرہ لگا ہوا تھا جسمین امرا کھڑے رہتے تھے ۔ مین نے پرویز کے آگے زمین بوس ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ مین ایک بادشاہ کا سفیر ہون نوکر نہیں ہون ۔ مین چبوترہ کی تین سیڑہیون پر چڑہا ۔ امرا پرویز کے گرد غلامون کی طرح دست بستہ کھڑے تھے ۔ مین نے پرویز کے آگے سر جھکایا پرویز نے بھی جواب مین سر جھکایا

مین نے بیان کیا کہ مین شاہ انگلینڈ کا سفیر ہون ۔ پرویز نے کچھ سوال مجھ سے پوچھے مین آگے سیڑھیون پر چڑھ کر جواب دینا چاہتا تھا کہ شہزادہ کے ایک آدمی نے مجھے روک دیا اور مجھ سے کہا کہ آگے شاہ نہ سلطان ترک قدم رکھ سکتا ہے ۔ یہ مغلون کو گھمنڈ و غرور تھا مگر پرویز نیک مزاج تھا ۔ اوسنے میری درخواست منظور کی کہ یہان یورپین انگریز اپنی تجارت کی کوٹھی قایم کر سکتے ہین گاڑیون اور پہرہ چوکی کے سامان تیار کرنے کا حکم دیدیا کہ وہ مجھ کو آگرہ تک پہنچا دیں ۔ اوسنے میری نذر کو مہربانی سے قبول کیا ۔ اس مین ایک کیس شراب کی تھی تلون کا تھا اوسے دیکھ کر وہ کھسکا اور مجھ سے کہا کہ مین تم سے خلوت مین ملکر باتین کرونگا وہ اس کام کے لئے تخت گاہ سے اوٹھ گیا ۔ مگر پھر مجھ کو اوسنے بلایا نہیں مین بے فائدہ انتظار کرتا رہا ۔ اور آخر کو اوسنے بن ملے مجھے رخصت کر دیا ۔ پرویز نے شراب اسقدر پی تھی کہ وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتا تھا ۔ ۱۴ ۔ نومبر سے ۲۳ تک ۱۶۱۵ء

ایک مہینہ کے عرصہ مین بانپور اجمیر گیا ۔ راہ مین مانڈو مین گذر ہوا جو مالوہ کا قلعہ عظیم تھا ۔ یہان سے چتوڑ گیا جو راجپوتانہ کا قدیمی دارالسلطنت تھا ۔ اور اب ایک ویران قلعہ تھا ۔ سارے رستے مجھے بخار آتا رہا ۔ مین ۲۳ ۔ دسمبر ۱۶۱۵ء کو اجمیر مین داخل ہوا ۔ ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء کو میری اول ملاقات جہانگیر سے ہوئی ۔ ۲۴ ۔ نوامبر ۱۶۱۵ء سے ۱۰ ۔ جنوری ۱۶۱۶ء تک

سر روکا دربار مین جانا ہندوستان کی تاریخ مین ایک واقعہ عظیم ہے وہ اس قوم کا سفیر اول تھا جس نے ہندوستان مین بعد ازان شان و شکوہ سے سلطنت کی ۔ اور سلطنت کر رہی ہے اور جس نے دیکھا

دربار کے محل کی پشت پر ایک تخت گاہ ہی اور تخت پر جہانگیر بیٹھا ہے - اوسنے سجدہ کرنیسے اوس
سے انکار کیا - بادشاہی آدمیون نے بھی اوس پر کچھ اصرار نہیں کیا - وہ اول کٹہرہ تک گیا جو
تمام آدمیون کو امرا سے جدا کرتا تھا - وہان اول کورنش ادا کی پھر وہ سرخ کٹہرہ تک جا کر امرا
مین داخل ہوا اور دوسری دفعہ کورنش کی - وہ چبوترہ پر تین سیڑھیان چڑھا اور تیسری دفعہ
کورنش بجا لایا - اب وہ امرا اور شہزادون کے درمیان کھڑا ہوا - اس نے اس
دربار کو بھی تھئیٹر سے تشبیہ دی ہے کہ بادشاہ گیلیری کے اوپر بیٹھا ہے اور بڑے آدمی سٹیج
کے اوپر ایکٹر ہیں اور گنوار اسکا تماشا دیکھ رہے ہیں +
جہانگیر نے اس انگریزی سفیر پر بہت التفات کیا - اور اوسنے شاہ انگلستان کو کہا کہ وہ میرا
شاہی برادر ہے اوسنے شاہ جیمس کے خط کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا - فارسی ترجمہ اوسکے ساتھ تھا
وہ لکھتا ہے کہ مین نے جو تحائف پیش کئے وہ بادشاہ نے بڑی خوش اخلاقی سے قبول کئے - یہ
تحفے باجے - چاقو - کارچوبی سکراف وتلوار اور انگریزی کوچ یعنی گاڑی تھی - میرے ہمراہیون
مین سے ایک باجا بجانیوالے سے بادشاہ نے باجا بجوایا - انگریزی کوچ دربار سے باہر رہی -
بادشاہ نے اوسکے دیکھنے کے واسطے اپنے آدمیون کو بھیجا - اوسکو میری صحت کا فکر تھا - اوسنے
مجھ سے کہا کہ مین آپ کے علاج کے واسطے اپنے کسی طبیب کو بھیجدون - اوسنے مجھکو صلاح
دی کہ جب تک قوت نہ آئے گھر مین رہو جن باتون کو بادشاہ جاننا چاہتا تھا وہ اوس نے
بے تکلف مجھسے پوچھیں پھر مجھکو رخصت کیا مین اپنی اس ملاقات سے بہت منبسط ہوا مجھسے
لوگون نے کہا کہ کبھی کسی سفیر کی ایسی تواضع نہیں ہوئی جیسی تمھاری ہوئی ہے - ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء
جب دربار ہوچکا تو جہانگیر شہنشاہ عظیم الشان نہ رہا بلکہ ایک محقق مغل بن گیا - وہ
باہر آیا - اور اوسنے انگریزی کوچ کا ملاحظہ کیا - اوس کے اندر خود بیٹھا اور اوسکے نوکر وہ اپنی کوچ کو
چلایا - اوسنے سر طامس رو کے انگریزی نوکر کو حکم دیا کہ وہ انگریزی وضع سے اپنے تئین لباس
اور تلوار سے آراستہ کرے - اوسنے تن کر اپنی تلوار سونتی اور پھرائی - بادشاہ نے انگریزی
پادریون سے شکایت کی کہ یہ تحائف نہایت خفیف ہیں وہ چاہتا تھا کہ شاہ انگلستان نے

اوسکو جواہر بھیجے ہوتے – ۲۵ جنوری ۱۶۱۶ء کا خط بنام الیسٹ انڈیا کمپنی

بہت مہینون تک مین اس خیال میں پڑا رہا کہ عہد نامہ کی تیاریان ہو رہی ہین خرم نے میری خوب مدارات اور آؤ بھگت کی اور اوسنے وعدہ کیا کہ مین تمھارے شکایتون کا علاج کرونگا۔ جہانگیر نے بھی میری خاطر داری کی اور فرمانون کو جاری کر دیا کہ خشکی مین تمام راہ داری کے محصول معاف کر دیئے جائین۔ مگر یہ فرمان خالی احکام ہی تھے۔ اگر کوئی اونکے عدول کرتا تو سزا نہ پاتا۔ میں چاہتا تھا کہ ایک عہد نامہ ایسا حاصل کرون جسپر بادشاہ کے دستخط ہون۔ مین نہیں جانتا تھا کہ اگر ایسا عہد نامہ ہوگا تو امرا اور اہلکاران شاہی کو خاص شرائط کا پابند کریگا اور اوس کے عوض مین انگریز سوا چند تحائف کے کچھ اور نہ دینگے اور اپنی موعود تجارت کو بڑھائینگے نہ کوئی وزیر نہ کوئی حاکم اس عہد نامہ کو اس سبب چاہتا تھا کہ وہ اونکی حکومت کا مانع ہوتا تھا – سفر نامہ رو۔

ان عہد و پیمان مین سفیر انگلستان کو ایک اور دقت پیش آئی جس سے وہ دق ہوا کہ دربار مین جو کام ہوتا اوسکو اور بادشاہ کے ہر کام کو واقعہ نویس لکھتے اور اوس کو دفتر شاہی بناتے جس شخص کا دل چاہتا ایک روپیہ خرچ کرکے نہایت مخفی اور نازک و خانگی معاملات پر آگاہ ہو سکتا تھا جب بادشاہ مر جاتا تو انھیں دفترون سے اوس کے سلطنت کی تاریخ مقید بہ زمانہ بن جاتی +

نوروز کا جشن مارچ کے مہینے میں ہوا۔ یہ جشن اسلامی نہیں ہے بلکہ اسلام سے بہت مدتون پہلے وہ ایران میں ہوتا تھا – دربار مین جہانگیر بہت شان و شوکت سے آیا۔ اسکا تخت سیپ کا بنا ہوا تھا۔ وہ مسند تکیہ پر آن کر بیٹھا جنمین موتی اور بیش قیمت جواہر ٹکے ہوئے تھے اوسکے سر پر ایک شامیانہ زربفت کا لگا ہوا تھا اوسمین موتیونکی جھالر لٹکتی تھی اور اس مین سونے کے سیب و ناشپاتی اور انار آویزان تھے۔ دربار کے دیوان خاص کے آگے ایک صحن تھا جسکا طول ۵۶ قدم اور عرض ۴۳ قدم تہا۔ اسمین ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے اور اس کے اوپر شامیانہ ریشمی مخمل اور کمخواب کا لگا ہوا تھا اور وہ ... [illegible]

عہد نامہ کے باب میں مشکلات +

واقعات سلطنت کا ... واقعہ نویس کا ... ہونا

جشن نوروز

سونے چاندی کے خول چڑھے ہوئے تھے اور اس مربع کے درمیان چھوٹے چھوٹے مکان تھے ان میں سے ایک چاندی کا مکان تھا اور بہت سی عجیب عجیب چیزیں تھیں اس شامیانہ کے گرد امرا کے شامیانے کھڑے تھے اور اُن میں بادشاہ کی پیشکش کے لئے نادر چیزیں رکھی ہوئی تھیں - ۱۱ - مارچ ۱۶۱۶ء -

میں نے دوسرے روز شامیانہ میں دولت کی نمائش دیکھی - اسباب کا بڑا انبار تھا مگر اس میں عظمت و جلال نہ تھا ساری چیزیں بے قرینے لگی ہوئی تھیں وہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک کپ بورڈ پر پلیٹ اور کارچوبی سلیپروں کی نمائش ہے - ایک کونے میں وہ تصویریں لگی ہوئی تھیں کہ میں انگلستان سے لایا تھا - یہ تصویریں جیمس اول - کوئین این - لیڈی الزبتھ - طامس سمتھ اول گورنر السیٹ انڈیا کمپنی کی تھیں - ۱۲ - مارچ ۱۶۱۶ء +

سفیر کا روکا جانا +

مغل کے دربار سے میرا دل بھر گیا - نئی نئی چیزوں کے دیکھنے سے تھک گیا اہلکاروں نے چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا سرخ کٹہرے میں جانے سے میں روکا گیا جسکی شکایت میں نے جہانگیر سے کی جسکے بعد مجھ کو کسی نے منع نہیں کیا شاید میں رد کے جانے سے مستثنیٰ کیا گیا - رانا اودی پور کا بیٹا اوس کے دربار میں آیا تھا - بادشاہ کے روبرو تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا جہانگیر نے اوسکو اپنی تخت گاہ میں بلایا - اور اوس کے سر کو بغل میں لیا - ان سوبات سے میں ناخوش ہوتا تھا - ہاتھیونکی موجودات ہوئی - ناچنا گانا ہوا - ۱۲ مارچ سے ۲۳ مارچ ۱۶۱۶ء +

عہد نامہ کی مخالفت +

اب میں نے جہانگیر سے عہدنامہ کی درخواست کی - اس درخواست سے لچھے اُپڑا ارکین سلطنت نے یہ ارادہ کر لیا کہ انگریزی سفیر سے عہدنامہ نہ ہونے دیں - اونکو اندیشہ تھا کہ شاید جہانگیر عہدنامہ لکھنے پر راضی ہو جائے - ایک دن یہ تماشا ہوا کہ میں جھجکتے ہوئے بادشاہ کے سامنے پیش کر رہا تھا آصف خاں و شاہزادہ خرم ترجمان کو خاموش کرنا چاہتے تھے مگر میں نے ترجمان کو قابو میں رکھا اور آصف خاں کو آنکھیں جھپکانے اور فضول اشاروں کے کرنے میں بے سود تکلیف اٹھانی پڑی - اتنے میں بادشاہ غصہ میں بھر آیا اور اصرار سے پوچھا کہ کس نے انگریزوں کو تکلیف پہنچائی ہے جب میں نے آصف خاں و خرم کا نام لیا تو بادشاہ نے بیٹے کا نام

سنکر خیال کیا کہ مین کہ بادشاہ کے بیٹے پر الزام لگاتا ہون۔ اسنے یہ کہا کہ پسر من پسر شما
خفا ہونے لگا اور سب حیران رہ گئے۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو خوب ملامت کی جسنے بہت
معذرت کی معاملہ ختم ہوا تو بادشاہ خود کھڑا ہوگیا اور مجھے اپنی برابر کھڑا کیا +

دوسری طرح اس واقعہ کو یون بیان کرتے ہین کہ جہانگیر نے کہا جو فرمان مین نے جاری کرنے
ہین وہ کافی ہین۔ مین نے عہدنامہ کے لئے جہانگیر سے اصرار کیا تو اوسنے کہا کہ انگریز کیا مجھے
جواہر نذر کرینگے مین نے کہا کہ جواہر ہندوستان سے جہان جہانگیر بادشاہ ہے آتے ہین انگلستان
ہی سے جواہر لئے اوسکے پاس کیسے لاسکتے ہین + جہانگیر چپ ہورہا مگر اوسکو میری
بات کا یقین نہین ہوا۔ ایک امیر نے پرتگیزون کا ذکر چھیڑ کر کہا کہ انگریز صرف تلوار اور چاقون
اور کپڑے کے نذر کے لئے کچھ نہین لاتے ہین اور پرتگیز لعل زمرد الماس لاتے ہین۔
انگریزی سفیر نے جہانگیر کو اور آصف خان و خرم کو رنج کیا۔ خرم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ
باپ اسکا کہین مخالف نہ ہوجائے۔ آخر کو مجھ سے یہ کہا گیا کہ وہ عہدنامہ کا مسودہ تیار کرے
یہ میری دلی تمنا تھی۔ مین نے عہدنامہ کا مسودہ جسقدر جلد ممکن تھا تیار کیا۔ اس عہدنامہ
کی تحریر مین مین نے سفیرانہ ذہانت کو خرچ کیا۔ یہ لکھا کہ گریٹ برٹن کے بادشاہ اور ہندوستان کے
بادشاہ مین ہمیشہ مصالحت رہیگی انگریزون کو اختیار ہے کہ جہان چاہین تجارت کرین جو بادشاہ
کے لیے وہ تحائف لائین وہ راہ مین بغیر کھولے اور دیکھے بادشاہ پاس لے جائین بادشاہ کے
استعمال کے بہانہ سے انگریزون کا اسباب روکا نہ جائے راہداری کا محصول سب جگہ معاف
ہو۔ فقط بندرگاہ مین جب انکا اسباب جہاز سے اوترے ساڑھے تین روپیہ سیکڑہ محصول
لیا جائے۔ اور جو انگریز مرجائے اوسکا اسباب بادشاہ نہ لے۔ اوسکے عوض مین بادشاہ جسکو حکم
کرجائے گا اوسکو معقول قیمت پر انگریز سرانجام کردینگے۔ وہ اوسکے سارے دشمنون کے
دفع کرنے مین ممد و معاون ہونگے۔ مین جانتا تھا کہ اس عہدنامہ مین کوئی بات مستثنے نہین کی
جائیگی اور اوسپر مہر شاہی فوراً لگ جائیگی۔ مین اس عہدنامہ مین یہ نہ سمجھا کہ اسکی شرائط ایسی ہین
جو سارے ہندوستان مین ہر حاکم اور افسر کے حق مین مضر ہین۔ تحفون کی خاطر جہانگیر اسپر

مہر کردیتا مگر خرم اور آصف خان نے ریڈ باری او راوسکو دستخط نہ کرنے دیئے ۲۶ مارچ سنہ ۱۶۱۶ء تک
اسوقت میں ارکین سلطنت میں باہم نا اتفاقی ہو رہی تھی نہ انہیں اصول
قائم تھے نہ انہیں مخفی خیالات تھے خرم اس بات میں کوشش کر رہا تھا کہ میں اپنے بھائی پرویز
سے بہتر ہو جاؤں ۔جہانگیر کو سمجھایا گیا کہ وہ پرویز کو دکن میں سپہ سالاری سے بلا لے اور اوسکی
جگہ خرم کو بھیجدے ۔جون سنہ ۱۶۱۶ء میں برہمنوں سے نیک ساعت روانہ ہونے کے لیئے پوچھی گئی
نومبر تک اسباب سفر پہلے جمع ہوتا رہا ۔جون سے نومبر تک و ۔
اس درمیان میں میں نے کچھہ کام نہیں کیا ۔اکثر میں دربار او غسل خانہ میں گیا جہانگیر ہر وقت
خوش گپی کرنے کو تیار تہا ۔اسکو ان تصویروں کے دیکھنے کا شوق تھا جو میں لایا تہا اوس نے
اپنے مصوروں سے اونکی نقل اتروائی تھی اور اپنے کاریگروں کی بڑی شیخی بگھارتا تھا ۔
وہ یہ چاہتا تہا کہ انگلستان کا گھوڑا یہاں آئے وہ کہتا تہا کہ اگر جہاز میں چھہ گھوڑے سوار کیے
جائیں تو اونمیں سے ایک گھوڑا زندہ یہاں پہنچے گا اگر سمندر میں وہ دبلا ہو جائیگا تو خشکی پر
اوترکر پھر موٹا ہو سکتا ہے اسنے مجھہ سے پوچھا ۔دن بہر میں کتنی دفعہ اور کتنی شراب پیتے ہو
—— اور ہندوستان میں کیسی شراب نوشی کرتے ہو کس طرح پیتے ہو اور انگلستان میں کیسی ۔وہاں شراب
کیونکر بنائی جاتی ہے تو اوسکو بنا سکتا ہے سفرنامہ رو ——
مغل دربار کی اخبار ایسے
ہی ہوتے ہیں جیسے کہ مشرقی ملکوں میں ہوتے ہیں ۔نور محل کی ایک عورت کی بابت
دو خواجہ سراؤں میں جھگڑا ہوا ۔ایک خواجہ سرا نے دوسرے خواجہ سرا کو مار ڈالا اور مقتول
کے قصاص میں قاتل خواجہ سرا ہاتھی کے پاؤں تلے روندا گیا عورت زندہ بغلوں تک زمین
میں گاڑی گئی اور تین روز تک دہوپ میں سکھائی گئی ۔وہ چوبیس گھنٹے میں مرگئی ۔اوس کے
پاس ایک کروڑ ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا نقد جواہر نکلا سفرنامہ رو ۔جہانگیر کے سامنے سو چور پکڑے
آئے ۔تیرہ چوروں کے گلے کاٹے گئے ۔وہ ایک ہی جگہ پڑے رہے اور اونکا خون بہا کیا
باقی کے گروہ بنائے گئے وہ ذبح کیے گئے اور اجمیر کی مختلف گلی بازاروں میں پھینکے گئے
سفرنامہ رو ۔ایک واقعہ ایسا پیش آیا جسنے مجھہ کو انتظام اضلاع میں غور کرنے کا موقع ملا ۔

[illegible]

تیرہ چوروں کا مارا جانا +

بہار کا صوبہ دار جمال الدین حسین اجمیر مین درگاہ شاہی مین ملازمت کے لیے آیا۔ اوسنے مجہہ سے اخلاص پیدا کیا غالبًا اوسکو یہ شوق تہا کہ جس شخص کی رسائی بادشاہ تک ہو اوسکو اپنے اوپر مہربان کرے میرے سامنے اوسنے نیک نیتی سے حضرت عیسیٰ کی اور اوسکی شریعت کی تعریف کی۔ اوسکی گفتگو بڑی مسرت ناک اور پر نتائج ہوتی تھی۔ اوس نے رعایا کی غلامی اور ملک کے بے قانون ہونے اور مغلون کی سلطنت کی افزونی کے باب مین باتین کین۔ اوسنے سلطنت کے محصول کی آمدنی کا ذکر کیا کہ وہ کسطرح حاصل کی جاتی ہے۔ نذرون و بھینٹون کے لینے سے اور ضبط کرنے سے اور قرق کرنے سے آمدنی بڑہائی جاتی ہے وہ خود گیارہ لاکھہ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیتا تھا۔ باقی آمدنی کو اپنے پاس رکہتا تھا۔ وہ جو چاہتا تھا سو لیتا تھا۔ اوسکا منصب پنج ہزاری سوار تہا۔ دو سو روپیہ سالانہ ہر گہوڑے کا خرچ اوس کو ملتا تہا۔ وہ صرف پندرہ سو گہوڑے رکھتا تھا۔ باقی مردون کی تنخواہ تھی ہزار روپیہ روزانہ اوسکو بادشاہ وظیفہ بھی دیتا تھا۔ اوسنے کہا کہ بیس ایسے ہی اور امیر وظیفہ پاتے ہیں اور اور بعض کو مجہہ سے دگنا وظیفہ ملتا ہے۔ سفر نامہ رو۔

۲ ستمبر جہانگیر کی سالگرہ کا دن تہا۔ بادشاہ چہہ دفعہ سونے کی ترازو مین تلا۔ ایک پلڑے مین وہ آلتی پالتی مارکے درزی کی طرح بیٹھا تھا۔ اور سونے سے چاندی سے ریشم سے کپڑے سے اناج سے گھی سے تولا گیا۔ یہ سب چیزین غریبون مین تقسیم کی گئین۔ دوپہر کو بادشاہ کے روبرو ہاتھیون کی بڑی نمایش ہوئی۔ بڑے ہاتھیون کو لاٹ ہاتھی کہتے تہے ہر لاٹ ہاتھی کے ساتہہ چار ہتنیان اور زنجیرین۔ گھنٹے اور ساز سونے چاندی کے ہوتے تھے اوسکے ساتہہ عصا بردار ہوتے تھے اور اوس کے ساتھہ آٹھہ دس ہاتھی اور ہوتے تھے جنکے اوپر زرین و ریشمین جہولین پڑی ہوئی ہوتین۔ ان ہاتھیون کی بارہ قطارین بادشاہ کے روبرو سے گذرین اور اونہون نے سلام کیا مین نے ایسا تماشا کبھی نہیں دیکھا۔ ۲ ستمبر رو۔

سال گرہ کے دن شام کو بادشاہ نے اپنے امرا کے ساتہہ شراب پی۔ قانون کے موافق

غسل خانہ میں شراب نوشی +

کوئی شخص جسکے مُنہ سے شراب کی بو آتی ہو غسل خانہ میں داخل ہونے کا مجاز نہ تھا۔ اگر کوئی اس قانون کا پابند نہ ہوتا اور بادشاہ کو اوسکی خبر ہوتی تو وہ اوسکو اپنے سامنے کوڑے پٹوا تا جشنون میں وہ اپنے امراکو شراب پینے کا حکم دیتا اور ہر ایک آدمی حکم کی تعمیل کرتا رات کے دس بجے جہانگیر نے سررو کو آدمی بھیجکر بلایا۔ وہ اس وقت اپنے جھونپڑے میں سوتا تھا۔ فوراً وہ بادشاہ پاس پہنچا۔ جہانگیر ایک چھوٹے سے تخت پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ تخت جواہر سے مرصع تھا۔ امرا بھی تکلف کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ سونے کے ظروف پاس رکھے ہوئے تھے۔ شراب کی صراحی و خم لگے ہوئے تھے۔ سب نے شراب پی مگر آصف خان و خرم اور میں نے۔ جہانگیر نے جو آدمی پیچھے کھڑے ہوئے تھے اون میں روپیون کی تھیلیان بکھیریں۔ اوسنے اپنے گرد چاندی سونے کے بادام امیرون کے چننے کے لئے نچھاور کئے۔ آخر کو جہانگیر ایسا نشہ میں مست ہوا کہ سو گیا۔ روشنی گل کی گئی۔ امرا غسل خانہ سے اپنے اپنے گھر گئے۔ سفرنامہ رو +

سفیر اور معشوقہ کی تصویر +

اس پر یہ ایک اور اضافہ کیا جاتا ہے + جہانگیر پاس سفیر آیا اپنی معشوقہ کی تصویر بھی ساتھ لے گیا جو مر گئی تھی۔ جہانگیر اور اوسکے امرا شراب پی رہے تھے کہ وہ پہنچا۔ جب سفیر نے تصویر دکھائی تو جہانگیر نے کہا کہ یہ مجھے دیدو۔ اول سفیر نے دینے میں عذر کیا پھر وہ تصویر اوسکو دیدی۔ اور ایک عجیب تماشا ہوا کہ بادشاہ اور سفیر اپنی فیاضی دکھاتے تھے۔ بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ ایسی حسین عورت کبھی زندہ بھی تھی سفیر نے کہا کہ یہہ تصویر اوس کے حسن کی پوری داد نہیں دیتی وہ تصویر سے کہیں زیادہ حسین تھی۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ تصویر تم نے مفت مجھے دیدی میں اوسکو اپنی حرم سرا میں عورتون میں لے جاؤنگا اور اوسکی نقلیں تروا ؤنگا۔ ان نقلون کو تمہارے روبرو لاؤنگا تم اپنی اصل تصویر پہچان کر لے لینا سفیر نے کہا کہ میں نے تصویر مفت دی ہے میں اوسکو واپس نہ لونگا۔ جہانگیر نے کہا کہ وہ تصویر آپ کی معشوقہ کی تھی جیسے آپ اسے محبت کرتے تھے اوسکی یادگار رہے (تصویر) اسے بھی محبت رکھئے۔ یہ مشرقی مغربی فیاضی کا افسانہ بڑا دلاویز ہے +

یہ ایک واقعہ بھی مغلون کے زمانہ کی تصویر کھینچتا ہے کہ گجرات کا صوبہ دار معزول ہو کر معرض عتاب میں آیا تہا اوسنے احکام کی اطاعت نہیں کی تھی - وہ جھروکہ کے نیچے اپنی معافی قصور کے لئے آیا - وہ ننگے پاؤن تھا - اوس کے ٹخنون میں بیڑی پڑی ہوئی تہی - اوس کی سر کی دستار انکھون پر پڑی ہوئی تھی کہ وہ جہانگیر سے پہلے کسی اور کو نہ دیکھے - وہ آداب بجالایا چند سوالات اوس سے کئے گئے اور اوسکی تقصیر معاف ہوئی - اوسکی بیڑی اوتاری گئی اوس کو خلعت رسم کے موافق دیا گیا نئی دستار و کمر بند عنایت ہوا - ۹ سے ۱۰ اکتوبر تک -

ایک صاحب صوبہ کا بے عزت ہونا +

درگاہ شاہی میں میں ہمیشہ محلات شاہی کی فضیحت سنا کرتا تہا - پرویز دکن سے بلا کر بنگالہ بھیجا گیا جہانگیر کو دکن سے خانخانان کے بلانے میں تامل تھا - وہ بڑا ذی اقتدار تھا - اوسکے بلانے میں یہ اندیشہ تہا کہ کہیں وہ بغاوت نہ کرے - جہانگیر نے اوسکو معافی کا خلعت بھیجنے کا ارادہ کیا - اور خانخانان کے کسی رشتہ دار سے جو اوسکے حرم سرا میں رہتی تھی اپنا ارادہ ظاہر کیا - اوسنے جواب دیا کہ خانخانان اس خلعت کو کبھی نہ پہنے گا - وہ اوس کو جانے گا کہ یہ زہر آلود ہے - اوسنے کہا کہ حضور نے دو دفعہ اوسکو زہر دیا - اوسنے کھانے کے بجائے اپنی چھاتی میں رکھ لیا - ہر دفعہ اوسکو تحقیق ہوا کہ وہ زہر تھا - جہانگیر نے اوسکے انکار نہیں کیا - اس خلعت کو خود گھنٹہ بھر پہنا تا کہ ثابت ہو کہ وہ زہر آلود نہیں ہے عورت نے کہا کہ اب ہم دونو کا خانخانان اعتبار نہیں کریگا تو جہانگیر نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور مانڈو تک گیا - ۱۰ اکتوبر سفرنامہ رو -

زہر دینا محلات شاہی مین +

ایک اور سازش کا بھانڈا پھوٹا خسرو ایک اجپوت راجہ انی رائے کی حراست میں مقید تھا - نور محل اور آصف خان نے اوسکے مارنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کے سبب سے انکو شاہجہان کی تخت نشینی کے لئے تردد اور اندیشہ رہتا تہا - ایک رات کو جب جہانگیر شراب سے مست تھا تو اونہوں نے جہانگیر سے التماس کیا کہ خسرو کی حراست کے واسطے انی رائے سے آصف خان بدرجہا بہتر ہے - اسی رات کو آصف خان نے انی رائے کو بادشاہ کے نام سے بلا کر کہا کہ خسرو کو میرے حوالہ کرو - انی رائے نے انکار کیا - وہ خسرو سے بڑی محبت رکھتا تھا -

خسرو کے برخلاف سازش +

وہ جہانگیر کے سوا کسی اور کو خسرو کو حوالہ کرنا پسند نہیں کرتا تہا +

دوسرے روز انی رائے نے جہانگیر سے جو کچھہ ہوا تہا بیان کیا اور یہ اور اضافہ کیا کہ مین مرجاؤنگا مگر خسرو کو دشمنون کے حوالہ نہیں کرونگا جہانگیر نے اوسکی وفاداری کی تعریف کو آسمان پر چڑہادیا۔ اوسنے انی رائے سے کہا کہ تم نے خوب کیا آیندہ تم کو یہی کرنا چاہئے جواب کیا ہے۔ سات روز بعد نورمحل نے اس باب مین جہانگیر سے کہا اوسنے انی رائے کو حکم دیدیا کہ وہ خسرو کو آصف خان کے سپرد کردے۔ غالبًا انی رائے کو خسرو کی طرفداری سے یہ خوف ہوا کہ بادشاہ کہین اسے مشتبہ نہ ہوجائے جو اسنے حوالہ کیا۔

درگاہ شاہی مین ہر شخص کو یہ یقین تہا کہ اب خسرو اسلئے مارا جائیگا کہ خرم بے کہٹکے جانشین ہو۔ خسرو کی بہن نے اور حرم سرا کی بیگمون کے ساتھہ رونا پیٹنا اور دہائی دینا شروع کیا۔ سب نے کہانا پینا چھوڑا اور دہمکایا کہ اگر خسرو مارا جائیگا تو ہم سب مر جائینگے جہانگیر نے ہر چند کہا کہ مین خسرو کو کوئی آزار پہنچانا نہیں چاہتا مگر کسی کو یقین نہیں تہا۔ اوسنے نورمحل کو بہیجا کہ انکو جاکر سمجہائے تو بیگمون نے اوسکو دہمکایا اور کہا کہ ہم تیری صورت دیکہنی نہین چاہتے۔ سفرنامہ رو +

ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی تجارت کو اس ملک مین دور تک پہیلانا چاہتی تہی اسلئے یہان کے واقعات کو مین لکہتا تہا کہ وہ یہان کے حالات سے آگاہ ہوجائے۔ ایک وقت آنیوالا ہے کہ جسمین سارے ہندوستان مین کہلبلی پڑیگی اگر خسرو کامیاب ہوا تو انگریزون کو فائدہ ہوگا اور سلطنت عیسائیون کے واسطے ایک امن ہوگا وہ عیسائیون سے محبت رکہتا ہے اون کی عزت کرتا ہے۔ اگر خرم فتحیاب ہوا تو انگریزونکا نقصان ہوگا۔ وہ عیسائیون سے نفرت رکہتا ہے وہ بڑا متکبر۔ جہوٹا۔ ظالم۔ ریاکار ہے۔ رو اپنے اس فیصلہ مین کہانتک صحیح تہا وہ آیندہ دیکہا جائیگا سفرنامہ رو +

اجمیر مین ایک ایرانی سفیر محمد رضا بیگ آیا۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ اس کے آنے کی غرض یہ ہے کہ وہ جہانگیر اور سلطان دکن کے درمیان صلح کرادے اور رو نے یہ خیال کیا کہ وہ

اسلئے آیا تہا کہ ترکون سے لڑنے کے لئے کمک طلب کرے - اسکی جلو مین پچاس سوار زرین لباس کمان و ترکش منقش لگائے مسلح تہے - اسکے ساتہہ چالیس بندوقچی اور دو سو پیادے سپاہی بہی تہے دوپہر کو محمد رضا بیگ دربار مین بلایا گیا - اوسنے جہانگیر کی بے حد خوشامد کی تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا - اس سجدہ مین وہ زمین کے اندر سر کو گھسانا چاہتا تہا - جب اوسنے تحائف پیش کئے تو طامس رو اونکو دیکہہ کر شرمندہ ہوا اور اپنے دل مین لیا گیا - اس نذر مین ۲۷ عربی و عراقی گھوڑے نو بڑے خچر - سات اونٹ مخمل سے لدے ہوئے - دو جوڑے فرنگستانی لشکنون کے اور ایک پر تکلف الماری چالیس کفنگ - پانچ گہنٹے - ایک اونٹ زرین المشتہ ایرانی سے لدا ہوا - آٹہہ ریشمی قالین - دو لعل - ۲۱ اونٹ انگورون سے لدے ہوئے اور چودہ اونٹ گلاب سے لدے ہوئے - سات خنجر مرصع بجواہر - پانچ مرصع تلوارین - اور سات حلبی آئینے تہے - سفرنامہ رو +

چند روز بعد بادشاہ کے غلام کا ایک تماشا دیکہنے مین آیا - جہانگیر نے ایرانی سفیر کی دعوت کی - حاضرین کو شراب پینے کا حکم دیا - ایسے موقعون پر بخشی کام کیا کرتا ہے - ہر ایک آدمی نے اوسکے ہاتہہ سے پیالہ لیکر پیا - واقعہ نویس شاہی نے ہر ایک آدمی کا نام دستور کے موافق کتاب مین داخل کیا - جہانگیر ایسا شراب مین مست ہوا کہ اوسکو یہ یاد نہین رہا کہ مین نے شراب پینے کا حکم دیا ہے - دوسرے دن کسی نے اس شراب کے جلسہ کا ذکر اسسے کیا - اوس نے پوچہا کہ حکم کس نے دیا تہا تو اوس سے کہا گیا کہ بخشی نے ہمیشہ جب بادشاہ اپنے حکم کو بہول جاتا تو ایسے موقع پر بخشی کا نام لیا جانا مناسب گنا جاتا تہا - جہانگیر بہت غصہ ہوا - اوس نے کتاب منگائی اور اپنے مجرمون کو سزا دینی شروع کی بعض پر سخت جرمانہ کیا بعض کو درگاہ شاہی مین کوڑے پٹوائے - کوڑے ایسے سخت لگائے گئے کہ بعض آدمی مر گئے - بعض پر لات گھونسے مارنے کا حکم دیا ایک یہین مر گیا - بعض مجروح گہر گئے - سفیر اس سزا سے بری رہا - کسی شخص کا مقدور نہ تہا کہ ان مظلومون کے حق مین کوئی کلمہ خیر لکہتا -

۲۶ اکتوبر - سفرنامہ رو ———— سب چیزین سفر مین جاتی

خرم کا رخصت ہونا +

کے لیئے تیار ہوگئین - دربار مین خرم باپ سے رخصت ہوا - موتی اُور الماس لگے ہوئے لباس پہنے ہوئے تہا - لشکرگاہ چار میل پر تھا - وہ اس کوچ مین بیٹھہ کر گیا جو انگریزی کوچ کی نقل یہان بنائی گئی تہی - اسکے امرا پیدل اوسکے ہمراہ گئے - سارے رستے لوگون پر وہ چونیان پھینکتا ہوا گیا - دوسرے روز صبح کو جہانگیر نے لشکرگاہ مین جانے کا ارادہ کیا - محل مین بہت سویرے طامس رو گیا

جہانگیر کا جھروکون مین بیٹھنا +

اوسنے دیکہا کہ بادشاہ جھروکہ مین بیٹھا ہوا ہے - دو خواجہ سرا اسپر مورچھل جھل رہے ہین وہ لوگون کو چیزین لے دے رہا ہے جو چیز دیتا ہے وہ ڈوری مین لٹکا دیتا ہے جو چیز لیتا ہے اوسکو ایک بڑھیا جو بت کی طرح آراستہ تھی رسی میں اوپر کھینچ لیتی ہے - بادشاہ کی دو ملکہ بھی جھروکہ مین چلمن کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھین - اونھون نے چلمن مین سے مجھہ کو جھانک کے دیکھا مین نے اونکی اونگلیان دیکھین - پھر اونکے چہرے بھر ساری صورت - وہ متوسط درجے کی سفید رنگ تھین اونکے سیاہ بالون مین تیل پڑا ہوا تہا - الماسون سے وہ چمک رہی تھیں وہ مجھہ کو دیکھہ کر بہت خوش ہوئین بادشاہ جھروکون سے چلا گیا وہ اس کے پیچھے پیچھے چلی گئیں - ۲ - نومبر سفرنامہ رو -

دربار مین آدمیو نکا جمع ہونا +

دربار مین جہانگیر کی ملازمت کے لئے امرا جمع ہو رہے تہے مین ا ٹہین جاکر فرش پر ہو بیٹھا - جہانگیر آیا - اور ڈیڑہ گہنٹہ کے قریب تخت پر بیٹھا اس عرصہ مین اہل حرم پچاس ہاتھیون پر سوار ہوئین یہ ہاتھی خوب آراستہ تھے - تین ہاتھیون پر مرصع عماریان لگی ہوئی تہین - اونپر سونے کے پردے پڑے ہوئے تھے - اور اُن پر چھتریں چاندی کی لگی ہوئی تھین - رو

جہانگیر کا شاہانہ سفر +

آخر کو بادشاہ تخت پر سے اوٹھا اور تخت گاہ کے زینے سے اُترا ایسا شور غل مچا کہ کان بہرے ہوگئے تہے اور توپون کی آواز بھی اس مین نہین سنائی دیتی تہین - زینے کے نیچے ایک آدمی بڑی مچھلی لایا دوسرا آدمی ایک طباق مین کوئی سفید چیز لایا جس مین بادشاہ نے انگلی رکھی اور پہر اوسکو مچھلی سے لگایا اور پہر اوسکو اپنی پیشانی سے رگڑا - یہ ایک نیک شگون سفر کے لئے تھا - سفرنامہ رو +

بادشاہ کا لباس اور اوسکے ہتیار +

جہانگیر اپنی بہا درانہ پوشاک پہنے ہوا تہا۔ کمخواب کا کوٹ بے آستین کے زیب تن تہا اور سپر ایک کرتہ ململ کا تھا۔ اُسکی جوتیون مین موتی ٹکے ہوئے تھے۔ اوسکی دستار مین پر لگے ہوئے تھے اور اوسکے ایکطرف لعل اخروٹ کی برابر لگا تہا۔ دوسری طرف ایک بڑا ہیرا چمک رہا تھا۔ بیچ میں مخروطی زمرد لگا ہوا تہا۔ اسکا پٹکا موتیون کی لڑیون اور یاقوتون اور ہیرون سے گتھا ہوا تھا۔ گلے کے ہار میں تین دوسری لڑیان موتیون کی تھین۔ اوسکے بازوبندون میں الماس ہیرے لگے ہوئے تھے۔ ہر انگلی میں دو انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھا اوسکی تلوار اور سپر کو ایک شخص لئے ہوئے تہا۔ دونون مین ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے تھے دوسرا آدمی اوسکی کمان اور ترکش لئے ہوا تہا جسمین تیس تیر تھے۔ رد

بادشاہ کی سواری +

اس طرح بادشاہ آراستہ پیراستہ ہوکر کوچ میں بیٹھا جسمین چار گھوڑے جتے ہوئے تھے جنکے ساز سونے و مخمل کے تھے یہ کوچ ایسی بنائی گئی تہی جیسی کہ انگریزی کوچ آئی تہی مگر کمخواب سے منڈھی ہوئی تھی اسکا کوچبان انگریز تھا وہ خوب زرق برق پوشاک پہنے ہوئے تہا۔ بادشاہ کے دونو طرف دو خواجہ سرا تھے جو سونے کے عصا لئے ہوئے تھے۔ اور اونمین لعل جڑے ہوئے تھے۔ گھوڑے کے سفید بالون کے مورچھل سے مگس رانی ہوتی تہی۔ بادشاہ کے آگے نقارے اور تریان اور روم کے باجے بجتے تہے۔ اور چھتر اور بہت سے امارات شاہی عجیب و غریب۔ نو گھوڑے جلو مین تہے جو لعل و موتیون و زمردون سے آراستہ تھے تین پالکیان تہین۔ ایک سونے کے پترون سے منڈھی ہوئی تھی جسمیں موتی لگے ہوئے تھے موتیون کے جہالر ایک فٹ نیچے لٹک رہی تھی۔ اور دو پالکیون کے پردے کمخواب کے تھے۔ اسکے بعد وہ کوچ تھی جو انگلستان سے آئی تہی اوسکی پوشش وتاری گئی تھی اور اوسکی جگہ اور زرین پوشش چڑھائی گئی تھی۔ جہانگیر نے نورمحل کو وہ دیدی تھی اور نورمحل اوس میں سوار تھی۔ جہانگیر کے دو چھوٹے بیٹے ہندستان کی بنی ہوئی کوچون مین سوار تہے۔ بعد اسکے بادشاہی بیس ہاتھی تہے جو سونے چاندی مین لپٹے ہوئے تھے۔ ہر ہاتہی پہ ملیدہ پھریرا اطلس اور دریائی کے پہراتے تہے۔ امرا پیدل چلتے تہے۔ اور عورتین ہاتہیون پر سوار ہوکر پیدل

چھپی اسطرح جاتی تھیں جیسے زرین پنجروں میں طوطے - یہ اول دن کا سفر محل سے لشکرگاہ تک
تھا - سارے رستہ میں چھ سو ہاتھیوں کا جلوس جنپر مخمل و کمخواب کی جھولیں تھیں - ہر ہاتھی
میں ایک تو یا ایک توپچی مربع انباری میں بیٹھا ہوا اور اوسکے ہر کونے میں ایک جھنڈا تھا - سر
پر چھتر کا و خاک بیٹھنے کے لئے ہوتا - جہانگیر کے کوچ سے ایک فرسنگ پر سوائے پیادوں کے کوئی
سوار نہیں آسکتا تھا - سفرنامہ رو -

جب سواری چلی ہے تو یہ واقعہ قابل لکھنے کے واقع ہوا - جہانگیر اس دروازہ پر کھڑا
جہاں خسرو مقید تھا خسرو نے بادشاہ کے آگے آکر کورنش کی - اس کے ہاتھ میں ایک تلوار
اور سپر تھی اوسکی ڈاڑھی چھاتی تک بڑھی ہوئی تھی - یہ ایک نشانی بادشاہ کی نامہربانی کی تھی
جہانگیر نے حکم دیا کہ کسی خالی ہاتھی پر سوار ہوکر ساتھ چلے - اور ایک ہزار پیادے دئے کہ وہ آدمیوں میں
انکو گھیرے رہیں - آصف خان اور خسرو کے اور دشمن مجبوراً پیدل چلتے تھے - محل کے دروازہ تک
میں پیدل چلا پھر گھوڑے پر چڑھ کر خیمہ گاہ پر آیا - بادشاہی خیمہ و خرگاہ عجیب شان و شوکت
رکھتے تھے نصف میل کے گرد قناتیں کھڑی کئے ہوئے تھیں - یہ قناتیں قلعہ کی فصیل کی طرح
بنائی گئی تھیں کہ اس میں برج و بارہ بنے ہوئے تھے - وہ چوبوں کے درمیان کھڑی تھیں
جنکے سروں پر پیتل کی برجیاں لگی ہوئی تھیں - قناتیں باہر کی طرف نہایت چمکدار رنگ کی
تھیں اور اندر کی طرف تصویریں بوکالون پر بنی ہوئی تھیں داخل ہونے کا دروازہ بڑا
خوبصورت بنا ہوا تھا - میں اول درجہ میں گیا - مرکز پر بادشاہ کا تخت صدف کا سب سے
اونچے خیمے میں رکھا ہوا تھا - نیچے بے انداز بچھونا بچھا ہوا تھا اوپر کمخواب کا شامیانہ لگا ہوا

جہانگیر کوچ میں بیٹھا ہوا دروازہ میں داخل ہوا - دروازہ پر امرا صف باندھے کھڑے
تھے - جہانگیر اونکے درمیان چلا - اوسنے طامس رو پر ایک نظر ڈالی - سفیر انگلستان نے کورنش
کی - جہانگیر نے چھاتی پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا - وہ اپنے خیمہ کے زینہ پر چڑھا اور پانی مانگا
اور ہاتھ دھوئے اور چلا گیا - سفرنامہ رو -

بادشاہی خیمہ و خرگاہ بادشاہی محل کی نقل ہوتی ہے اوسمیں مربع صحن ہے

جنمین ایک سے دوسرے مین رستہ جاتا تھا۔ اول دربار کا صحن تھا۔ دوسرے مین غسل خانہ اور دوسرے خیمے تھے۔ تیسرے مین حرم سرا تھا جسکو محل کہتے تھے۔ اس حرم سرا کے ایک کونہ مین دو منزلے خیمے مین۔ اکبر اور جہانگیر سویا کرتے تھے اور دوسری منزل مین جھروکہ ہوتا تھا جسمین بیٹھکر کہلا میدان دیکھہ سکتے تھے۔ بادشاہ کی خدمت گاری تاتاری عورتین کرتی تہین۔ عورتون اور خواجہ سرایون اور بعض اوقات شاہزادون کے سوا غسل خانہ سے پرے کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ رو +

امرا اپنے اپنے خیمون مین گئے۔ مین نے اونکے گرد دیکھنا شروع کیا۔ عجیب ایک شان و شکوہ و حشمت و عظمت کا تماشا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگل مین ایک شہر پیدا ہو گیا۔ بیس میل نہ مین اوسکا احاطہ تھا جسمین بہت سے رنگ چمکتے تھے۔ شاہی خرگاہ سرخ تھا۔ اور امرا کے خیمے سفید، سبز اور مرکب رنگون کے تھے سب قناتون سے گھرے ہوئے تھے۔ اور گھر کی طرح ہر شے تھی انمین دارالسلطنت کی طرح بڑے بڑے کوچہ و بازار و دکانین تھیں۔ وہان کسی طرح کی بے ترتیبی نہ تھی۔ ہر روز خیمہ گاہ چند میل دکن کی جانب آگے جاتا تھا۔ خیمون کا سامان دوہرا تھا ایک لگتا تھا دوسرا اکھڑتا تھا۔ سارے خیمہ و خرگاہ چار گھنٹے مین لگجاتے تھے۔ اجمیر آدمیون نے لشکر گاہ سے ہلنے مین تاخیر کی بادشاہ نے اونکے گھر جلوا دئے اور اونکو مجبور کیا کہ وہ میدان مین جائین۔ ۲ نومبر سے ۹ دسمبر تک۔ سفرنامہ رو +

اس زمانہ مین رو نے خرم سے دو دفعہ ملاقات کی اول دفعہ ملاقات مین خرم پریشان خاطر تھا۔ رو نے خیال کیا کہ اسوقت اوسکا دل نور محل پاس یا اوسکی کسی اور بیگم پاس ہے۔ دوسری ملاقات مین اوسنے کمخواب کا جبہ مجھہ کو دیا۔ مجھہ کو مجبور پہننا پڑا جسے مجھے اپنی ذلت معلوم ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ اگر مین کسی کٹھپتلی بن تاتاری تیمور کی نقل اوتارتا ہوتا تو بہتر ہوتا +

لشکر گاہ مین تجربہ سے معلوم ہوا کہ زندگی خوشی سے نہیں گذر سکتی۔ ایک دفعہ سو چور کھیتون مین قتل کئے گئے۔ ایک اور مقام پر مجھہ کو اونٹ ملے جنمین قندھار کے تین سو مقتول باغیون کے سر لدے ہوئے تھے۔ مغل بادشاہ جیسا کہ عوام رس شہر مین تھا۔ ایسا لشکر گاہ مین نہیں تھا کوئی شخص بادشاہ کے مقام سے ایک گولی کے فاصلہ پر نہیں آسکتا تھا۔ جہانگیر ہر روز جھروکہ مین

بیٹھا تھا۔ کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ کوئی اسے بات کرے۔ دربار نہیں ہوتا تھا سارا وقت شکار میں جاتا تھا غسل خانہ مین شام کو وہ خاص امرا جاتے تھے جنکو اجازت ہوتی تھی یہان بادشاہ اتنی شراب پیتا تھا کہ کچھہ کام نہیں کرسکتا تھا۔ ایکدن جہانگیر کی ملاقات کو میں گیا تو مین نے دیکھا کہ بادشاہ ایک جوگی سے باتیں کر رہا ہے یہ جوگی چیتھڑے پہنے ہوئے تھا جہانگیر جوگی سے بغل گیر ہوا۔ اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی اور سو روپئے دیئے اور اوس کو باپ کہا۔ ۱۸ سے ۲۳ دسمبر تک +

بہت جلد لشکر کے انتظام اور ترتیب بگڑ گئی لشکر کا سفر راجپوتانہ میں ہوتا تھا جو آدھا فتح ہوا تھا۔ سارا ملک چورون اور راہزنون سے بھرا پڑا تھا بعض اوقات جنگلون اور پہاڑون مین رستہ چلنا پڑتا تھا سیکڑون اونٹ جنگل میں بے آب و دانہ رہ جاتے تھے۔ ہزارہا گاڑیان چھکڑے جنگلوں میں کھوئے جاتے تھے۔ بہت سی حرم کی عورتیں بے سامان پیچھے چھوڑ دی جاتی تہیں۔ جہانگیر ایک چھوٹے ہاتھی پر سوار ہوکر پہاڑون میں چلا جہان اور دوسرا جانور چڑھ نہیں سکتا۔ ایک قصبہ کے آدمی مفرور ہوکر پہاڑون میں چلے گئے تھے تو جہانگیر نے اس قصبہ کو جلا دیا۔ اسکے انتظام میں رجپوتون نے ایک جماعت گم گشتہ راہ کا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکو مار ڈالا۔ ایک درجگہ تکانہ کوہ پر معسکر بنایا گیا۔ وہان پانی نہیں ملا۔ علی العموم جہانگیر اور امراکو ہر طرح کا سامان میسر ہوتا مگر غربا اور سپاہیون کو اکثر نایحتاج سامان بھی میسر نہیں ہوتا۔ ۲۳ سے ۲۶ دسمبر پہلے اس سے کہ جہانگیر نے یہ سفر شروع کیا ہو۔ نور محل اور آصف خان نے اوسکو یہ یقین دلایا تھا کہ جب بادشاہ دکن کے پاس پہنچے گا تو سلطان دکن اسکی اطاعت قبول کرلیگا مگر یہان سلطان نے اس قسم کا کام نہیں کیا۔ دکن مین مغل سے مقابلہ کرنے کے لئے شیعون اور سنیوں مین آپسمیں اتفاق ہوگیا۔ اونھون نے سرحد پر ایک سپاہ بھیجی وہ جنگ کرنے کو تیار ہوئی۔ اسلئے نور محل ڈر گئی اور جہانگیر کی منت کرنے لگی کہ حضور اس سفر کو سیر و شکار کی غرمیت بنائیے۔ اور آگرہ کو واسطے تشریف لے جائیے

جہانگیر نے اوسکو منظور نہین کیا اسطرح لڑائے جانے مین اوسکی عزت کو بٹا لگتا تھا اوسنے خرم پاس لشکر کمک کے لئے بھیجا آخر کو فروری سنہ ۱۶۱۶ کو بادشاہ اجمیر سے چلکر چار مہینے کے بعد شہر اجین کے قریب خیمہ زن ہوا جنوری و فروری سنہ ۱۶۱۶ع

اس زمانہ مین میری سرگذشتین کچھ عجیب ہین یا مین نے محمد رضا بیگ سفیر ایران سے ملاقات کی ایرانی سفیر نے ارکان و اہلکاران سلطنت مغلیہ کو برا بھلا کہہ کر مجھکو اپنا ہمدرد اور دلسوز بنایا تھوڑے دنون بعد ایرانی سفیر نہایت رنجیدہ ایران کو گیا جس کام کے لئے وہ آیا تھا اوسمین ناکام رہا اوسنے جہانگیر کی پیشکش مین پینتیس گھوڑے دئے جسکے عوض مین اوسکو تین ہزار روپئے ملے جہانگیر نے انصاف کرنیکا ارادہ کیا اوسنے حکم دیکر دو فہرستین بنوائین ایک فہرست مین ایران کے تحفے لکھے گئے اور اونکی قیمت کم لگائی گئی اور دوسری فہرست مین مغل کے تحائف لکھے گئے جنکی قیمت زیادہ لکھی گئی مغل کی فہرست مین بڑی ذلیل چیزین لکھی گئین جیسے نگر سے انناس کیلے اوسپر بھی ایران کی چیزین زیادہ تھی اسکے عوض سفیر کو نقد روپیہ دیا گیا محمد رضا بیگ بیماری کا بہانہ بنا گیا آصف خان سے رخصت ہوکر نہین گیا

یکم جنوری سے ۳۰ اپریل تک

مین ایک درخت کے تلے بیٹھا تھا کہ شاہزادہ ہاتھی پر بیٹھا ہوا میرے پاس سے گذرا مجھسے بعض سوال خوش اخلاقی سے پوچھے اور چلا گیا مجھکو اس سے بڑا تعجب ہوا کہ اوسنے کبھی انگلش کا نام نہ سنا تھا نہ اوسکے سفیر کا اس عرصہ مین ارکان سلطنت سے مین بہت رنجیدہ ہوگیا جہانگیر نے اقرار واثق کیا تھا کہ انگلستان سے جو تحائف آئینگے اونکو نہ کوئی روکیگا نہ کوئی اوسکو کھولیگا مگر خرم نے اونکو روک لیا جہانگیر نے تحفون کے صندوق منگا لئے خرم نے اونکو بھیجدیا جہانگیر نے خود اونکو کھولا جو چیز اوسکو پسند آئی وہ لی بہت سی چیزین اوسنے لے لین وہ اوسکے لئے نہین آئی تھین رو غسلخانہ مین جہانگیر سے فریاد کرنے گیا جہانگیر نے کہا کہ سب کچھ تمہارے لئے بھلا کیا جائیگا مین شاہ انگلینڈ کے ساتھ بہت دوستی کا سلوک کرونگا مگر مین نے کوئی بات اوسکی درست نہ پائی جہانگیر نے بہت شراب پی لی وہ کہنے لگا کہ مین عیسائیون مسلمانون اور یہودیون کا محافظ ہون پھر وہ رونے لگا اور بہت جلد سو گیا

غسلخانہ مین آدھی رات تک جلسہ رہا اوسپر حاشیہ چڑھایا گیا ہے کہ ولیعہد کی خلوت مین سے نا راض ہوا اور اوسکو میرے پاس معذرت کیلئے بھیجا یہ نیک بادشاہ یہود عیسائیون اور مسلمانون کی شریعت کے باب مین مباحثہ کرنے لگا اور شراب کے نشہ مین ایسا مہربان ہوا کہ اوسنے میری طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین بادشاہ ہون یہود و نصاریٰ و مسلمان اپنے تئین مبارکباد دین کہ مین کسی کے مذہب مین مداخلت نہین کرتا وہ مجھسے محبت کرتے ہین

ایرانی ایلچی کا رخصت ہونا +

سر ٹامس رو کی ملاقات +

جہانگیر کا غسلخانہ مین باتین کرنا اور جلسہ +

مین اونکی حفاظت کرتا ہون۔ اوس نے مسٹر ٹری سے کہا کہ پادری صاحب خوش آمدی۔
یہہ گہر تمہارا ہے تم اوسکی قدر کرو۔ ۱۱ مارچ ۱۶۱۷ء۔

مارچ مین لشکر شاہی مانڈو قلعہ مین آیا۔ یہان ایک درسازش کا گل کھلا۔ نور محل کی ایک بیٹی پہلے خاوند سے تھی۔ وہ اس لڑکی کے لئے بڑے اونچے خیال رکھتی تھین۔ اب اوسنے اپنے بھتیجی ممتاز محل کا خیال چھوڑ دیا تھا۔ وہ خرم سے بیاہی تھی خرم نے خانخانان سے صلح کر لی اور اوسکے پوتے سے نکاح کر لیا جس سے نور محل نہایت رنجیدہ ہوئی۔ اوسنے خرم کے زوال کے لئے جہانگیر اور خسرو مین ملاپ کرا دیا اور خسرو سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا۔ رو۔
خرم صاحب اقبال تھا وہ دکن مین فتحیاب ہوا یہ فتحیابی اوسکو سازشون سے زیادہ بہ نسبت لڑائی کے حاصل ہوئی تھی سلاطین بیجاپور اور گولکنڈہ کو جو شیعہ تھے ملک عنبر جو سنی تھا جسے حسد و عداوت پیدا ہوئی اونھون نے بالطبع اوسکے معاملات سے ہاتھ اوٹھایا۔ خرم نے ملک عنبر کو شکست دی اور احمد نگر کو فتح کر لیا خرم فتح سے خوش و خرم مانڈو گیا جہانگیر نے نہایت گرمجوشی سے اوسکو مبارکباد دی اوسکو شاہ کا خطاب ہوا۔ شاہ خرم یا شاہجہان وہ مشہور ہوا۔
نور محل کی تدبیر و تزویر کچھہ نہ چلی خسرو نے اوسکی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کیا سفرنامہ رو
اب میری بیقدری ہونے لگی مین عہدنامہ حاصل نہ کر سکا۔ لوگ مجھہ سے نفرت کرنے لگے مین نے جو صوبون کے حکام کی شکایتیں کیں اسے میرے دشمن وہ ہو گئے۔ مین اسسے واقف تھا اوسکے اسباب کی توجیہ یہہ ہے صوبہ دارون اور حاکمون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید جہانگیر اونکے ظلمون کی تحقیق کرکے مواخذہ کرے وہ سلطنت کے محصول مقرر کرتے تھے۔ وہ ہندوؤں پر ظلم کرتے تھے وہ آدمی کو جب تک اولٹا لٹکائے رکھتے تھے کہ وہ جرمانہ یا ڈنڈ ادا کرے اسلئے اونہون نے مجھہ کو جاسوس جانا۔ رو کا سفرنامہ

یہ تعجب کی بات ہے کہ اس زمانہ مین مغل انگریزون سے چونک پڑتے تھے اہل ایشیا کا انگریزون کی خلقت و جبلیت مین نفرت داخل ہے یہ حقارت ذلت اونکی طبیعت سے ایک جزو غیر منفک ہے۔ بعض ملاح ہندو جی سورت کے قریب خشکی مین اترے بعض بانشی

ملاحون نے کہدیا کہ ہم قلعہ لینے آئے ہین یہ اونکی دہمکی بیہودہ تھی مگر مغل اوسنے ڈر گئے دربار شاہی مین اسکی اطلاع ہوئی اور قلعہ مستحکم کیا گیا۔ افواہ اوڑ گئی کہ انگریزون نے گوا لے لیا اور ایک بڑا بیڑا انگلستان سے آتا ہے جہانگیر کو یہ خیال ہوا کہ طامس رو مخفی جانا چاہتا ہے مگر رفتہ رفتہ یہ وحشت اثر خبر کم ہو گئی پھر وہی پہلی سی باتین ہونے لگین +

دفعتہً انگریزون پر مہربانی +

دفعتہً انگریزون پر مہربانی اسلئے ہونے لگی کہ مکے سے ملکہ حج سے واپس آتی تھی کہ اوس کے جہاز کو انگریزی قزاقون نے گرفتار کر لیا۔ اوسکو ایسٹ انڈیا کمپنی کے بیڑے نے چھڑا دیا۔ امراء شاہی نے طامس رو کا شکریہ ادا کیا اور اوسکو تعجب ہوا کہ شاہ انگلینڈ نے اپنی رعایا کو بحری قزاقی کی اجازت دیدی ہے۔ ۱۵ اکتوبر ۱۶۱۷ء رو۔

آصف خان کو رشوت دینا اور رو کا ایران کو جانا +

اسی زمانہ مین آصف خان کو طامس رو نے ایک بڑا موتی رشوت مین دیا جسنے سحر کا سا اثر پیدا کیا کہ آصف خان انگریزون کا دوست ہو گیا اور انگریزون کا روپیہ جو لوگون پر قرض آتا تھا وہ سب وصول ہو گیا۔ کچھ دنون بعد آصف خان کی یہ سرگرمی سرد ہو گئی۔ مگر پھر بھی مغل اور انگریزون مین خاصی دوستی رہی۔ ایسی باتین یہان ہوتی رہین کہ رو کا دورہ ختم ہوا ۱۶۱۹ء مین وہ ایران کو گیا۔ اب آگے تاریخ جہانگیری مین اسکا نام اوڑ گیا۔ وہ یہ بھی لکھ گیا کہ بادشاہی کے ہاتھ مین سارے اختیارات ملکی ہین اسلئے کوئی دوسرا شخص کام کی پروا نہین کرتا ہر جگہ لڑائی کی سی لوٹ مار رہتی ہے۔

ایک اور انگریز کپتان ہاکنس جہانگیر کا درباری تھا۔ وہ ترکی زبان جانتا تھا جہانگیر سے جو اپنی آبائی زبان ترکی بولنی جانتا تھا بے تکلف باتین اس زبان مین ہوتی تھین وہ ۱۶۰۸ء مین سورت مین ہیکٹر جہاز مین آیا۔ جیمس اول شاہ انگلستان کا خط جہانگیر کے نام لایا تھا مغل ہیکٹر کی توپون سے ڈرتے تھے اسلئے اوسکی خاطر بہت کرتے تھے گجرات کا صوبہ دار مقرب خان سورت مین آیا اور اوسنے ہاکنس کی بہت سی چیزین خرید لین۔ پرتگیزون نے ہاکنس سے ہر طرح کی مخالفت کی۔ اونہون نے مقرب خان کو رشوت دی اور جیمس اول کی تفضیح کی کہ وہ مچھیرون کا بادشاہ ہے۔ اور گریٹ برٹن کی حقارت کی کہ وہ ایک ذلیل جزیرہ ہے اونہون نے انگریزی

کشتیان پکڑ لین مگر اونکو ہیکنز پر حملہ کرنے کی جرأت نہوئی آخر کار ہاکنس نے اپنا جہاز لاد کر
الٹا انگلینڈ کو بھیجدیا جب جہاز ہیکنز چلا گیا تو مقرب خان نے اس اسباب کی قیمت دینے
سے انکار کیا جو خریدا تھا مگر آخر کو ہاکنس کو آگرہ پہنچانے کے لیئے بہرہ جوکی مل گیا۔
جہانگیر ہاکنس کی بڑی خاطر کرتا تھا۔ اوسکی ہر ایک خواست کو منظور کر لیا سورت مین انگریزون
کو تجارت کی کوٹھی بنانے کی اجازت دیدی۔ اور اونسے وعدہ کیا کہ کوئی اونپر زور ظلم نہیں
کریگا اور محصول نہین لے گا۔ بادشاہ نے ہاکنس کو چار سو سوارون کا سردار کردیا اپنے محل مین
سے ایک گوری عورت کو صطباغ دلا کر ہاکنس سے کہا کہ اوس سے نکاح کرلو۔ مگر اوسنے انکار کیا
اور ایک آرمینی عورت سے شادی کرلی اور آگرہ مین رہنے لگا اور انگریزی کمپنی کی مقصد برآری
کے دریے ہوا۔ دو برس تک وہ یہان رہا اور ہر روز بادشاہ کا حاضر باش رہا غسلخانہ
مین جہانگیر کے ساتھ شراب پیتا تھا۔ وہ فرنگستان اور راوس کے بادشاہون کے باب مین
ہزارون سوالون کے جواب دیتا تھا۔

ہاکنس نے مقرب خان کی شکایتین کین کہ وہ روپیہ زبردستی لوگون سے چھینتا ہے اور
ستم کرتا ہے۔ اوسنے ایک ہندو لڑکی کو یہ بہانہ بنا کے کہ بادشاہ یا اس کو بھیجونگا
اپنے پاس رکھا ہے مقرب خان آگرہ مین طلب ہوا اور مقرب خان سے روپیہ اگلوایا گیا۔ اس کا
سارا اسباب قرق ہوا مگر مقرب خان نے بے تکلف رشوتین دین اور اپنے سابق کے
عہدہ پر بحال ہوا اور اوسنے اقرار کیا کہ مین گوا سے لعل لاؤنگا۔ اگر انگریزون کو تجارت
کرنا منع ہوجائے اور امیرون نے بھی انگریزون کے برخلاف دہائی مچائی۔ ایک امیر نے کہا
کہ اگر ہندوستان مین انگریزون کے قدم جم جائینگے تو وہ ہندوستان کے مالک ہوجائینگے
جہانگیر مشتبہ ہوا اور اوسنے ہندوستان مین انگریزون کی تجارت کی ممانعت کا فرمان جاری
کیا سنہ ۱۶۱۱ء مین ہاکنس مع اپنی میم کے آگرہ سے چلا گیا اوسکی دو برس کی محنت خاک مین مل گئی

ہاکنس نے جہانگیر کی عجیب حکایات لکھ لکھ کر انگلستان بھیجین کہ جہانگیر کی سالانہ
آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ کی ہے اسی ہزار روپیہ روزانہ وہ اپنا اور اپنی عورتون کا خرچ

رکھتا ہے بیس کروڑ روپیہ اوسکے خزانون - آگرہ - دہلی - لاہور - اجمیر کے جمیع خزانون مین جمع رہتا ہے - ہزارون ہاتھی گھوڑے - اونٹ خچر چیتے - باز شکرے کبوتر اور خوش الحان پرند اوس پاس ہین ہزارون شیر بھیڑیے شکاری کتے سدھائے ہوے ہین - ایک گھنٹے مین ۲۵ پچیس ہزار سپاہ جمع کر سکتا ہے - ایک ہفتہ مین اوسکے امرا تین لاکھ سوار جمع کر سکتے ہین - اسکے دربار اور شہر مین پچیس ہزار افسر ہین وہ اپنے تمام امیرون کی دولت کا وارث ہے جو شخص اوسکے روبرو آتا ہے اوس سے نذر لیتا ہے - نوروز اور سالگرہ کے جشنون مین امرا مین سے ہر ایک کو یہ شوق ہوتا ہے کہ اوسکی پیشکش اورون کی پیشکشون پر فوقیت رکھے - صوبون کے صوبہ دار بادشاہ کی مہربانی خریدنے کے لئے غریبون کو روپیہ لینے کے لئے دباتے ہین امرا اکثر دربار شاہی مین بلائے جاتے ہین اور وہان وہ خود روپیہ دینے کے لئے دبائے جاتے ہین - بادشاہ سب کا خداوند ہے اوس کی مرضی قانون ہے اپنی قلمرو مین ملک کی ساری زمین کا مالک مطلق وہ ہے - وہ اپنی خوشی سے جو چاہے دیدے اور جو چاہے لے لے +

ہاکنس گو سر طامس رو کی برابر لائق فائق نہین تھا مگر اوسکی تحریر کو اوسکے ہم قوم ایشیائی مورخون سے زیادہ معتبر جانتے ہین جہانگیر کے مذہب و خصلت کے باب مین جو اوسنے تحریر کیا ہے اوسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے - بادشاہ صبح کو سورج نکلتے ہی قبلہ رخ اپنے خلوت خانہ مین ایک پتھر کے تخت پر بیٹھتا ہے جسپر ایرانی مرگ چھالا اوسکے نیچے بچھی ہوئی ہوتی ہے - اوسکے پاس آٹھ لڑکی تسبیح ہے - ہر ایک لڑ مین چار سو دانے ہین - یہ دانے موتیون ہیرون لعلون زمردون اور اور جواہرون کے ہین - اوسکے امام پتھر کے ہین جسپر حضرت عیسی اور حضرت مریم کی تصویر کھدی ہوئی ہے وہ اس تسبیح پر تین ہزار بتیس لفظ پڑھتا ہے - پھر وہ اپنا درشن آدمیون کو دکھلاتا ہے ہر صبح کو ہزارہا آدمی اوسکو سلام کرنے آتے ہین - اسکے بعد وہ دو گھنٹے سوتا ہے پھر کھانا کھاتا ہے اور عورتون مین رہتا ہے - پھر دوپہر کو وہ باہر آتا ہے اور تین چار بجے تک بیٹھتا ہے اور ہر روز آدمیون اور جانورون کے تماشے دیکھتا ہے جو مختلف قسم کے ہوتے ہین - پھر تین بجے گھر مین تمام امرا سواے اونکے جو بیمار ہوتے ہین حاضر ہوتے ہین - اور بادشاہ دربار عام کرتا ہے اور تخت پر بیٹھتا ہے اور ہر

امرا اپنے مراتب کے موافق اوسکے سامنے کھڑے ہوتے ہین - امرا عظیم سرخ کٹہرہ مین داخل
ہوتے ہین اور باقی آدمی اسے باہر کہڑے رہتے ہین سرخ کٹہرا تین سیڑہیون کے اوپر لگا
ہوا ہے - ان سیڑہیوں سے نیچے امرا کھڑے رہتے ہین - ان آدمیون کے کھڑے رہنے کا
انتظام اور اونکی ترتیب بعض ذکر کرتے ہیں - ہر روز کچھہ گھنٹون بادشاہ مقدمات کو سنتا ہے
پھر وہ اپنے عبادت خانہ میں جاتا ہے - جب عبادت سے فارغ ہوتا ہے - اوسکے بعد خاصہ طعام
تناول کرتا ہے - اور شراب پیتا ہے - پھر وہ خلوت خانہ مین جاتا ہے - وہان امرا ما
جاتے ہین اور وہ شخص جاتا ہے جسکو وہ بلاتا ہے - یہان وہ شراب کے پانچ پیالے پیتا ہے
یہ وہ معتاد ہے جسکی اجازت طبیبون نے اوسکو دے رکھی ہے - پھر وہ سو جاتا ہے اور سب
آدمی اپنے گھر چلے جاتے ہیں - جب دو گھنٹے سو چکتا ہے تو اوسکو جگاتے ہیں - اور کھانا
نوکر اپنے ہاتھہ سے کھلاتے ہیں وہ خود اپنے ہاتھہ سے نہیں کھا سکتا اسمین رات کا ایک
بج جاتا ہے - پھر باقی رات کو وہ سو جاتا ہے - اس میکدہ مین بہت سے نکمے کام کرتا ہے
مگر وہ ہوشیار ہو یا بدمست یہ سب کام لکھے جاتے ہیں - بہت سے وقایع نویس ہوتے ہیں جو
سب باتین لکھتے ہین یہانتک جو عورتون کے ساتھہ باتین ہوتی ہیں وہ بھی لکھتے ہیں جب
بادشاہ مرجاتا ہے تو انہیں نوشتون سے اوسکی تاریخ بقید زمانہ تحریر ہوتی ہے -
جب کوئی غریب آدمی داد چاہتا ہے تو وہ پہلے اس زنجیر کے پاس آتا ہے اور ہلاتا ہے جو
دو میناروں کے درمیان لٹکی ہوئی ہے - اور اسمین بہت سے سونے کے گھنٹے لٹکتے ہیں -
اسکے قریب ہی بادشاہ رہتا ہے - زنجیر کے ہلنے سے گھنٹون کی آواز بادشاہ سنتا ہے اور آدمی
بھیجتا ہے کہ جاکر دریافت کرو کہ معاملہ کیا ہے اور پھر اوسکا انصاف کرتا ہے - ہاکنس نے یہ
بھی لکھا ہے کہ ابتداء سلطنت مین سارا ملک چورون اور رہزنون سے بھرا ہوا تھا کہ کوئی
شخص بے حفاظت کے سپاہیون کے لئے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا تقریباً بہتیرے آدمی
باغی ہو رہے تھے - بعد ہاکنس کے سر طامس رو کا زمانہ آتا ہے +
وہ اپنے ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء کے روزنامچے مین لکھتا ہے کہ مین آج کے چار بجے دربار مین گیا

اسوقت بادشاہ ہمیشہ دربار مین بیٹھا کرتا ہے کہ اجنبی آدمیون کو دیکھے۔ لوگون کی فریاد سن کر حکم
دے تحائف لے۔ اورون کو دیکھے اپنے تئین دکھائے۔ یہان اسکے دربار کا حال لکھنا
مناسب ہے۔ بادشاہ کی خلوت سرا مین کوئی سواء خواجہ سرائون کے نہیں جاسکتا تھا اور یہان
تاتاری عورتین ہتھیار لگا کے بادشاہ کی حفاظت کرتی تھین اور یہی عورتین مجرمون کو سزا
دیتی تھین بادشاہ ہر روز جھروکہ مین بیٹھ کر اپنی رعایا کو درشن دیتا تھا اور اپنے دروازہ
کے آگے میدان کو دیکھتا تھا۔ دوپہر کو وہ ہاتھیون کی اور وحشی جانورون کی کشتیون کو
دیکھتا تھا اور کٹہرہ کے اندر امرا اس سے نیچے کھڑے رہتے تھے پھر بادشاہ اپنی حرم سرا
مین سونے جاتا تہا۔ بعد دوپہر کے وہ دربار مین آتا تھا پھر رات کا کہانا کھا کے آٹھ بجے
رات کے وہ غسل خانہ مین آتا تھا جسکے بیچ مین ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا تھا جس پہ
وہ بیٹھتا تھا بعض اوقات تخت سے نیچے کسی کرسی پہ بیٹھتا جہین سواء اول درجہ کے
امیرون کے یا ان آدمیون کے جنکو اجازت ہوتی کوئی نہیں آسکتا تھا۔ یہان خوش اخلاقی
سے وہ بڑی باتین کرتا تھا۔ ان آخر دو مقامون کے سواء مہمات معاملات و مقدمات کا فیصلہ
کہین اور نہ ہوتا تہا۔ وہ سب لکھا جاتا تھا دو شلنگ (ایک روپیہ) خرچ کر کے جسکا جی چاہے
یہ نوشتے دیکھ لے عوام الناس کو ان معاملات کی ایسی خبر ہوتی تھی جیسے خواص کو جو کونسل
مین شریک ہوتے تھے پھر روز بادشاہ کے رزولیوشن (تجویزین وفیصلے) اخبارون کی
طرح مشتہر ہوجاتے تھے۔ اوباش بدمعاشون کو اونپر بدگوئی کا موقع ملتا تھا ہمیشہ یہ کام
بادشاہ روز کرتا اس مین ذرا تغیر نہین ہوتا سواء اسکے کہ بیماری بدمستی اسکی مانع ہو۔ یہ بات
معلوم رہے کہ اگر بادشاہ ایک دن اپنی صورت نہ دکھاتا اور اسکی کوئی معقول وجہ نہ
بیان کی جاتی تو رعایا سرکش ہو جاتی۔ دو دن بعد تو یہ عذر بھی مسموع نہیں ہوتا جبتک
کہ آدمی اور دروازہ کے اندر داخل ہو کر بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے اور اورون کا اطمینان
خاطر نہ کرتے منگل کو جھروکہ مین وہ عدالت کے لئے بیٹھتا ہے اور غریب سے غریب اور رذیل
سے رذیل آدمی فریاد کرسکتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ کے اظہارون کی تحقیق کرتا ہے

اور اوسکے ہاتھی جو آدمیون کو پانؤن تلے مسلتے ہین انہین دیکھتا ہے غرض جیسی ساری رعیت بادشاہ کی غلام ہے ایسی ہی بادشاہ ان دستورون کا غلام ہے سیکری عدالت کا حال لکھتے ہین کہ مقدمات کی تحقیق اور فیصلے جلد ہو جاتے بڑے مجرمون کو پھانسی ملتی تہی سر اوڑائے جاتے تھے۔ زندہ کھالین کھچوائی جاتی تہین۔ ہاتھیون کے پیرون تلے کچلوائے جاتے تھے کتّون سے پھڑوائے جاتے تھے۔ سانپون سے کٹوائے جاتے تھے اور حکمتون سے مروائے جاتے تھے اس طرح جان ستانی پر سر بازار ہوتی تھی

ہربرٹ اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے کہ جہانگیر نے اکبر کی کسی بیوی کو جو نہایت اوسکو عزیز تھی اور انارکے نام سے مشہور تھی بے عزت کیا۔ باپ نے اس قصور کے معاف کرنے کے لیے وعدہ کیا۔ بیٹے نے باپ کے وعدہ پر اعتبار کر کے اطاعت اختیار کی غسل خانہ مین باپ کے روبرو آیا وہ اسکو حرمسرا مین لے گیا اور اپنے وعدہ کو بھول گیا اور طیش مین آنکر بیٹے کے ایسے گھونسے مارے کہ وہ گر پڑا۔ اور اوسنے جہانگیر کو گدھا احمق کہا کہ اوسنے میرے وعدہ پر یقین کر لیا مری صاحب بھی اس بیان کی شہادت دیتا ہے۔ اس کا بیان آگے آئیگا ہربرٹ نے ۱۶۲۶؁ مین ہندوستان مین سفر کیا۔ وہ اشراف خاندانی انگریز تہا اوسنے بھی جہانگیر کے عہد کی تاریخ لکھی ہے +

ہاکنس جہانگیر کے زمانہ کی بہت کہانیان کہتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر آدمی نہتے شیر سے لڑنے پر مجبور کئے جاتے تہے۔ بہت انہین مارے جاتے تھے۔ زخمی آدمی اسلئے مار ڈالے جاتے تھے کہ وہ بادشاہ پر تبرا بھیجنے کے لئے زندہ نہ رہین +

برنیر جہانگیر کے دربار کی تذلیل کرتا ہے کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر برنارڈ نامی پر جہانگیر بہت التفات کرتا تہا۔ وہ محل کی کسی رقاصہ لڑکی پر عاشق ہو گیا اوسکی مان نے ڈاکٹر کے پیغامون کو مانا نہین تو وہ جہانگیر کے دربار مین آیا اور اس لڑکی کو بادشاہ سے مانگا بادشاہ نے ہنسکر اس درخواست کو مان لیا۔ اور ڈاکٹر سے کہا کہ اس لڑکی کو کندھے پر اٹھا کے لے جا۔ اس فرانسیس کو اس لے جانے مین شرم نہ آئی کہ

اوس نے حکم کی تعمیل کی -

سر طامس رو کہتا ہے کہ خسرو عیسائیونکا بڑا حامی تھا اور اوسنے ایک بیوی کے سوا کسوئی دوسری بیوی نہیں کی - خسرو تو غیر مسلمانون کا اور جہانگیر مسلمانون کا سرگروہ تھا

جہانگیر بظاہر اکبر سے زیادہ عیسائی مذہب پر مائل تھا اوسنے باپ کی طرح پرتگیزون کو حکم دیدیا کہ وہ جہان چاہیں گرجے بنائیں وعظ کہیں اور جسکو چاہیں اوسکو عیسائی کریں - پادریون کی باتین جہانگیر نے یہانتک سنین کہ اونکو یقین ہو گیا کہ وہ عیسائی ہو گیا جس حد پہ باپ نہ گذرا تھا اوس سے وہ بہت آگے گذر گیا - اوس کے دو بھتیجے دانیال کے بیٹے عیسائی ہو گئے تھے اور آگرہ مین اونکا اصطباغ ہوا - اور اونکی سواری اسطرح گرجا مین گئی کہ وہ ہاتھی پہ بیٹھے اور تمام عیسائی جو ساتھ سوارون کے قریب تھے اوسکے ساتھ ہوئے - ہاکنس انکا کپتان بنا اور سینٹ جارج کا علم اوسکے ہاتھ مین تہا وہ انگلستان کے اعزاز کے لیے سب سے آگے چلا +

اس عمل مین ہر شخص جانتا تھا کہ کوئی بھید ہے - مگر یہ سمجھنا آسان ہے کہ جہانگیر اس سبب سے عیسائی مذہب پہ التفات کرتا تہا کہ عیسائی مذہب شراب وسکو درون رکھنے پہ مجبور کرتا تھا - سور کے گوشت کھانے کی اور شراب پینے کی اجازت دیتا تہا علی الاعلان اصطباغ پانا ایک معما ہے - برخلاف توقع یون حل ہو گیا کہ شاہزادون نے پادریون سے کہا کہ ہمارے لئے پرتگیزی عورتین نکاح کے لئے تلاش کیجئے - وہ عیسائیونکی طرح اونکو بیاہنے اور اونکے ساتھ عیسائیونکی طرح رہنا چاہتے تہے پادری اس درخواست سے ہیبت زدہ ہوئے اونہون نے شاہزادون کو متنبہ کیا شاہزادون نے صلیب پادریون کو حوالہ کی اور پھر مسلمان ہو گئے - پہر معلوم ہوا کہ جہانگیر نے اونسے یہ درخواست کرائی تہی وہ پرتگیز عورتون کو اپنی حرم بنانا چاہتا تہا - سر طامس رو کا خط بنام آرچ بشپ کنٹربری مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۶۱۶ء پادری ٹیری بیان کرتا ہے کہ جہانگیر کے عہد مین آگرہ مین تمام فرنگی اوسکے محل تک رسائی رکھتے تھے - فرنگی کا اطلاق ان سب مرتبے کے آدمیون پہ ہوتا تہا جو یورپ (فرنگستان) مین رہتے تھے) جہانگیر ساری رات فرنگیون کے ساتھ شراب پیتا تھا مسلمان روزہ رکھنے سے مجبور تہے فرنگیون کے ساتھ مے نوشی کرتا - اگر مسلمان اس صحبت مین ہوتے تھے تو اونکو شراب بزبردستی پلائی جاتی تھی +

چتوڑ کے قریب سر طامس رو سے طامس کوریٹ ملا جو سفر کرنے پر عاشق تھا - وہ ۱۶۱۵ء میں آگرہ میں آیا تھا - اوسنے جو اپنے گھر (انگلینڈ) کو مختلف آدمیون کو خطوط لکھے ہیں - وہ جہانگیر کا حال عجیب طرح سے لکھتا ہے کہ جہانگیر کی عمر ۳۵ سال کی تھی اوسکا رنگ نہ سفید تھا نہ کالا گندمی تھا - اوسکے ملک کی آمدنی چالیس ملین کرون ہے اور ہر کرون ۶ شلنگ کا یعنے (۱۲ کرور روپیہ) کی کہتے ہیں اسکا ختنہ نہیں ہوا - بادشاہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بڑی عظمت کے ساتھ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بڑے نبی تھے - وہ دن میں تین دفعہ اپنے امرا سے ملتا ہے سورج نکلنے کے وقت جسمیں وہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتا ہے - دوپہر کو اور شام کو ہفتہ میں دو دفعہ ہاتھیون کی لڑائی دیکھتا ہے - طامس کوریٹ اس بات کو اپنا فخر سمجھا کہ اجمیر میں وہ ہاتھی پر بیٹھا جسکی اوسنے تصویر بھی بنائی +

ہندوستان کی سفارت میں جو انگلستان سے آدمی آئے اونمیں مسٹر ٹیری چپلین (پادری) تھا وہ لکھتا ہے کہ مسلمانون میں سوا کمینون کے کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہمارے شفیع عیسیٰ مسیح کا نام ادب و تعظیم سے نہ لیتا ہو - اوسکو وہ نیک معصوم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اوسکی برابر بڑے معجزے نہ پہلے کسی پیغمبر نے کئے نہ بعد اوسکے - اوسکو روح اللہ کہتے ہیں مگر اون کو ابن اللہ ہونے کی وجہ نہیں معلوم اسلئے اوسپر ایمان نہیں لاتے - باوجود اسکے اکثر مسلمان عیسائیون کو نجس جانتے ہیں نہ وہ ہمارے ساتھ کھاتے ہیں نہ اون برتنوں میں کھاتے ہیں جنمیں ہم کھائیں - سر طامس رو نے ۱۲ اگست سے ۱۹ تک کے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ جمال الدین حسین نے جو میری دعوت کی تو صبح کو خشک ہوئی تھی اسمیں وہ میرے ساتھ کھانے میں شریک تھا لیکن جب رات کو کھانے کی دعوت ہوئی تو مین جدا بٹھایا گیا - چند روز کے بعد جمیل الدین حسین کی میں نے دعوت کی اوسکو کھانا کھلایا جو مسلمان کے ہاتھ کا پکا ہوا تھا - وہ بس [illegible] کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا جو انگریزی طرح کا پکا ہوا تھا - اوسنے یہ کہا کہ تین چار [illegible] کھانے کی میرے گھر بھیجدو میں اونکو اپنے گھر میں پوشیدہ کھاؤنگا +

چونکہ جہانگیر کے عہد سلطنت میں انگریز اور اہل فرنگ بہت آئے اوسکے [illegible]

اور اون مین سے بعض نے یہان کی حالات ملکی اور معاشرت کے لکھہ کر اپنے اہل وطن کو بھیجے اور
اہل وطن نے ایک مدت کے بعد اونکو جمع کرکے چھاپکر مشتہر کیا۔ گو اونکے بیانات مین
اختلافات ہین اور ایک ہی فرنگی کی تصنیف کے مختلف نسخے مطبوع ہوئے ہین۔ مگر انگریزی
مورخ انہین نوشتون پر سلطنت جہانگیری کی تاریخ کی بنیاد رکھتے ہین اور اونکے برخلاف
جو باتین کہ مسلمان مورخون نے بیان مین لکھی ہین اونکو غیر معتبر جانتے ہین اور نہین پاتے
ہین سلسلہ تاریخ مین سفرنامہ بھی وقعت رکھتا ہے مگر اسمین اغلاط کے احتمالات زیادہ ہوتے
ہین۔ جو سیاح کسی ملک مین جاتا ہے تو وہ فقط ظاہری حالات کو دیکھہ سکتا ہے اوسکو بہت
کم موقعے ایسے ملتے ہین کہ اندرونی حالات خواہ پولیٹکل ہون یا سوشیل ان تک اوسکی
رسائی ہو اسکو اتنی مہلت و فرصت نہین ملتی کہ وہ اتنے جزئیات و مفردات پر علم حاصل
کرے جن سے استقراء درست کر سکے اور نتیجے صحیح نکال سکے خصوصًا جب کہ اسکا مذہب
اور زبان غیر ہو۔ مذہب اوسکو ایک آنکھہ کا آدمی بناتا ہے اور زبان اوسکو کبھی بات کو
پورا سمجھنے نہین دیتی سبب ایسی حالت مین ایک اجنبی مسافر کا سفرنامہ بہ نسبت ان تاریخون
کے جو کسی ملک کی وہین کے باشندون اور بادشاہون کے معاصرین نے لکھے ہون وقعت
نہین رکھتا۔ ان سفرنامون کے اعتبار کی وجہ بڑی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جو مورخ بادشاہ کے
زمانہ مین یا اوسکی اولاد کے عہد مین تاریخ لکھتا ہے اوسکو مجبوری اس مین خوشامد کے مارے جھوٹی
باتین لکھنی پڑتی ہین مسافر کو بعد مکانی خوشامد اور جھوٹ سے بچاتا ہے۔ لیکن بھلا یا
کہ یہ بعد مکانی کام کرتا ہے ویسا ہی بعد زمانی بھی کام کرتا ہے اگر کسی بادشاہ کا حال ایک
زمانہ کے بعد لکھی تو اوسکو خوشامد کے مارے جھوٹی باتین لکھنے کی حاجت نہین پڑتی۔ غرض
کسی ملک کی اصلی تاریخون کے مقابلے مین جو بادشاہ کے عہد مین یا اوسکے بعد لکھے جائین
ان مسافرون کے سیاحت نامے چندان وقعت نہین رکھتے سبب تک کسی مسافر کے بیان
کی تصدیق یہ تاریخین نکرین وہ قابل اعتبار نہین ہوتا +

انگریزون اور خاص کر سر طامس رو نے جو اپنے اعزاز و احترام کی باتین لکھی ہین اونکو

مجھ سے کہا کہ کسی اوسفیر کا آپ کی برابر احترام بادشاہ نے نہین کیا - ان مین سے کسی ایک بات کا عشر عشیر
بھی مسلمانون کی تاریخ مین نہین لگتا - سر طامس رو کی سفارت کا ذکر کسی تاریخ مین نہین جہانگیر
کو تو بعض انگریزی مورخ یہ کہہ دیتے ہین کہ اسنے اپنی مستانہ نوشی اور کاہلی کے سبب سے اس انگریزی
سفارت عظیم کا حال نہین لکھا - مگر اور مورخون کو کیا ہوا تھا جو اونھون نے اسکا نام تک نہین لیا
اسنے مسلمانون کا معذور ہونا ثابت کرتے ہین - اصل حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ مین انگلستان کی سفارت
سفارت ہی نہین سمجھی گئی کہ کوئی مورخ یا بادشاہ جو اپنی سلطنت کے جزو کل حالات اور ایران
و توران وغیرہ کی سفارت کو مفصل بیان کرتا ہی اسکو لکھتا - سفیر بادشاہ کے لیے بیش قیمت تحائف
نہین لایا تھا سوا اسکے وہ تجارت کے باب مین عہدنامہ چاہتا تھا - ان دونو باتون نے سفارت
انگلینڈ کی وقعت نہ پیدا ہونے دی ہان اگر جہانگیر کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ یہ قوم
کل ہندوستان پر مسلط ہوگی تو وہ اس سفارت کے نتائج کو سوچ کر اسکے بیان کو اپنے سنہ جلوس
کا ایک واقعہ عظیم سمجھتا اور اوسکو بیان کرکے اس سنہ کو اپنی یادگار روزگار بناتا - سر طامس رو
نے اپنے اعزاز و احترام کی حکایات کو مبالغہ سے لکھا ہے - وہ ایک اجنبی مسافر نئے رنگ
ڈھنگ کا تھا - بادشاہ اور امرا اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے یا فقط اوس سے نئی باتون کے
معلوم کرنے کے لئے اور اوسکا تماشا دیکھنے کے لئے خاطر کرتے ہونگے - اسپر مجھے ایک
حکایت یاد آئی - دہلی کے رزیڈنٹ سیٹن صاحب تھے اور مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب ایک عالم
متبحر تھے - صاحب ممدوح مولوی صاحب سے کبھی کبھی ملاقات کو آیا کرتے تھے ایک دفعہ ملاقات
مین شاہ صاحب نے صاحب ممدوح سے کہا کہ انگلستان کے آدمی مہمان نواز بڑے ہوتے ہین
صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نے یہ کیونکر جانا - اونھون نے جواب دیا کہ کمبل پوش اپنے
سفرنامہ مین جابجا لکھتا ہے کہ میری دعوت وہان کے بڑے بڑے امیرون نے اور اور
آدمیون نے کی یہ سنکر صاحب ممدوح نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب ان دعوتون کا سبب
مہمان نوازی نہ تھی بلکہ کمبل پوش ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا یہ انگریزون کے لئے ایک تماشا تھا کہ آدمی
بندر کی طرح کھاتا ہے - اس تماشے کی خاطر اوسکی دعوتین ہوتی تھین - فرنگیون کی خاطرداری

کے ایسے ہی ہندوستان مین بھی اسباب ہونگے۔ انگریزون نے جو جہانگیر کے خصائل اور عہد سلطنت کی بدنظمیون کا طومار باندھا ہے وہ قومی اور مذہبی تعصب پر مبنی ہے اور زیادہ تر لاعلمی ہے مثلاً سرطامس رو ان سڑکون پر گذرا جو راجپوتانہ اور دکن مین واقع ہیں ان میں سے ایک ملک ابھی فتح ہوا تھا۔ اور دوسرے ملک مین لڑائی ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مین اگر ایک دو جگہ چوری یا قزاقی ہوئی تو کیا اسپر سارے ملک کی بدنظمی پر قیاس ہوسکتا ہے۔ کیا اسسے وہ سڑکین جنپر جہانگیر نے دو رویہ پھلدار درخت لگائے تھے اور مسافر سونا اچھالتے چلے جاتے تھے وہ مٹ جائینگے غرض مین نے جو انگریزون و فرنگیون کے بیانات اوپر نقل کیے ہین انمین سے زیادہ تر مسلمانون کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط اور پیرایۂ صدق سے معرا ہیں انمیں سے کسی بات کی شہادت اونکی اپنی تاریخ ہندین دیتی +

جہانگیر کی عادات خصائل و اخلاق اور بعض حالات

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جہانگیر کی ولادت مین کرامات اولیا کا دخل تھا۔ راجہ بہارامل راجہ جہانا اکبر کی رانی انبیر والی لاولد تھی وہ اسکے گھر کے چراغ روشن کرنے کے لیے اجمیر مین حضرت معین الدین چشتی کے مزار پر دوڑا گیا اور وہان اپنے گوہر مقصود کو پایا۔ رانی کے ہان شیخ سلیم کے گھر مین جہانگیر پیدا ہوا۔ اوسکی دودھ پلانے والی دایہ شیخ کی بہو مقرر ہوئی غرض اس دایہ کی صحبت نے اور او حالات نے جو اوسکے گرد لڑکپن میں تھے جہانگیر کو خود پرست اور توہمات میں مبتلا کیا دنیا سے بے خبر رکھا۔ اسکے بعد باپ نے بھی اوسکی تعلیم کی تکمیل کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا۔ اسکی تعلیم خام رہی۔ اسکی ساری تزک میں کہیں کسی مصنف و تصنیف کا ذکر نہیں سوا طبقات بابری کے اسنے نہیں لکھا کہ مین کسی کتاب سے مستفید ہوا ہون۔ خط بھی اسکا کچا تھا +

جہانگیر جب جوان ہوا تو اوسنے باپ سے ناہنجاریان اختیار کین جنکا مفصل بیان کیا گیا ہے ہرچند بہت صلاح کارون نے اوسکو صلاح دی کہ وہ باپ سے معرکہ جنگ گرم کرے مگر وہ

کئی جگہ اپنی توزک مین بیان کرتا ہے کہ مین نے اس صلاح کو نہیں مانا اور اپنی عقل پر کام کیا اور کہتا رہا کہ خدائے مجازی سے ہنگامہ رزم کو برپا کرنا کفر سمجھتا ہون۔ گو باپ کی زندگی مین اسکو ایسا آزار پہنچایا کہ اس کا دل اس سے بیزار ہوا مگر جب وہ مرگیا تو اوسکے جنازہ کو کندھا دیا۔ آگرہ سے پانچ میل پر بڑا عالیشان مقبرہ لاکھون روپیہ خرچ کر کے بنوایا۔ ایک دفعہ پیادہ پا باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور حسرت مین رہا کہ سبز چشم نہ جاسکا جب وہ خسرو کی مہم مین مصروف رہا تو اوسکی غیبت مین معمارون نے اس مقبرہ کو اپنی رائے کے موافق بنا دیا جب وہ آیا اور اوس نے اس مقبرہ کو دیکھا تو ساری وہ عمارتین جو ناموزون تھین ترڑوا ڈلوائین اور اپنی مرضی کے موافق اونکو بنوایا بیس برس مین یہ عمارت پوری بنکر تیار ہوئی جو اب تک اپنی شان و عظمت دکھا رہی ہے +

اکبر ایسا شہنشاہ گذرا ہے کہ اوس کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کسی بادشاہ کا مقابلہ نہیں ہوسکتا اگر ہوسکتا ہے تو اول اوسکے پوتے شاہجہان کا اور اوسکے بعد بیٹے جہانگیر کا۔ اکبر اصل تھا۔ جہانگیر اوسکی نقل تھا اس مین بہت سی خوبیان باپ کی پائی جاتی تہین۔ وہ اپنے قدیمی نوکرون پر مہربانی کرنے مین اور اونکے بڑے بڑے قصورون کے معاف کرنے مین دوسرا اکبر تھا۔ راجہ مانسنگھ اور مرزا عزیز کوکہ کی کیسی تقصیرات کو معاف کر کے اوپر لطف و کرم کیا۔ اس کوکہ نے اوسکو بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔ اپنے بیٹے خسرو پر جو باپ کی جان ستانی پر مستعد رہتا تھا کیا شفقت پدری کی ہے کہ کمتر کوئی باپ ایسی بیٹے پر کرتا ہے۔ دشمنون کے ساتھ جنگ و پیکار مین اپنے باپ کی تدابیر کی تقلید کی۔ اوسنے اپنی توزک مین باپ کی خصائل و عادات و تدابیر و انتظامات ملکی پر رائین لکھی ہیں وہ اسکی فراست و کیاست کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور بتلاتی ہیں کہ وہ باپکے قواعد و قوانین و آئین کی کیسی قدر کرتا تھا اور دل و جان سے اونکی پیروی مین کوشش کرتا تھا۔

انسان کی سرشت ایسی ہے کہ وہ برے بھلے کام ملے جلے کرتا ہے نہ کوئی نیک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے کردار اوسکے نیک ہون نہ کوئی بد آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے افعال اوسکے بد ہون

خیر محض اور شر محض دونو معدوم ہے اب اگر کسی آدمی کی خصلت کا تشخص کرنا منظور ہو کہ وہ
نیک ہے یا بد تو اسکا طریقہ یہ ہے اوسکے سارے نیک و بد کاموں کو جمع کر کے دونو کو میزان عدل
مین عقل سے تولین جس طرف پلڑا بھاری ہو اس جانب مین نیک و بد ہونے کا حکم لگا دین
نہ یہ کہ اوسکے برے کامون کا انتخاب کر کے اوسکے بد ہونے کا فیصلہ کر دیا اور پھر اوس کے
نیک کامون کو بھی اتفاقی اور مکاری کا بتا دیا۔ اسلئے مین جہانگیر کے ظلم و عدل کے کامون کو
لکھتا ہون جسے وہ آدمی جو تعصب سے خالی ہین اوس کے عادل ہونے کا فیصلہ خواہ مخواہ کرینگے۔

جہانگیر پر ظلم کا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ مجرمون و باغیون و بے وفا نوکرون کی
ایسی بری طرح جان لیتا تھا اور سزا دیتا جس سے اوسکا وحشیانہ ظلم ثابت ہوتا ہے سولی
دار پر کھینچتا۔ ذبح کراتا۔ زندہ کھال کھچواتا۔ زندہ جلاتا۔ ہاتھیون کے پاؤن تلے مسلواتا۔ جلاد خور و
اور سگ بازون کے ساتھ کھلواتا۔ ایک عورت کو اس جرم مین کہ کسی مرد کو بوسہ دیا تھا بغلون تک
زندہ زمین مین گڑوایا تین دن تک اوسکا سر دھوپ مین سکوایا جس سے وہ چوبیس گھنٹے مین
مر گئی۔ ایک امیر زادہ کو اس قصور مین کہ اوسنے سخت کلامی کی تھی آدھے چہرہ کی کھال اوتروائی
بعض باغیون کے سرغنون کو گدھے اور بیل کی کھال مین سی کے تشہیر کرائی۔ ایک دفعہ
بادشاہ شکار کی شدت لگائے بیٹھا تھا کہ بیچ مین تین آدمی اتفاق سے آ گئے جس سے
کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا اوسنے غصہ مین آکر ایک آدمی کو مروا دیا اور دو کی ناک کٹوا دی جہانگیر
شہنشاہ تھا اگر اوسنے خسرو کی تین چار سو ہمراہیون کو بوضع غیر مکرر مروا دیا اور سرغنون
کی جان بری طرح نکالی تو کیا گناہ کیا ایسے موقعون پر ایسا قتل کرانا بادشاہ اور گورنمنٹ
پر واجبات سے ہوتا ہے اس سیاست بغیر تو بادشاہ کی سلطنت کا جمنا اور اوسکی جان کا بچنا
دشوار ہوتا ہے۔ ہر زمانہ مین جان ستانی کے مختلف طریقے مروج تھے سب کا مآل یہ تھا
کہ سزا اسطرح دی جائے کہ جس سے آیندہ آدمیون کو عبرت ہو کہ پھر وہ جرم نہ کرین جیسے
اس زمانہ مین پھانسی دینے اور گولی مارنے سے اور لاشون کو کھتے مین ڈالنے سے
عبرت ہوتی ہے اس طرح مختلف ملکون اور مختلف زمانون مین جان ستانی سے عبرت

ہوتی تھی جو آدمیون کی کھوپریون کے مینار بنائے جائیں اور اس طرح مارے جائیں جسطرح اوپر بیان
کیا - اسمیں نہ ظلم ہے نہ ستم ہے نہ وحشیانہ پن ہے - اس زمانہ اور اوس زمانہ کے جان
ستانی کے طریقون مین ایسا ہی اختلاف ہی جیسے کہ آدمی کے اوبالنے اور بھوننے میں
یہ فقط تعصب کی بات ہی کہ ایک کو اچھا اور دوسرے کو برا کہیں جیسے مسلمان مردے کو جلانے
کو بے رحمی اور سنگدلی سمجھتے ہیں اور ہندو زمین مین مردہ کے گاڑنے کو جہانگیر شہنشاہ اعظم تھا
جتنی ہاتھیون و مجرمون کی جانیں اوسکے زمانہ مین کم تلف ہوئی ہیں کم کوئی عیسائی اور مسلمان
بادشاہ ہوا ہوگا کہ جس عہد میں یہ ہوا ہوگا سب سے بڑا الزام جو کہ اوسپر لگایا جاتا تھا کہ اوس نے
شیر افگن خاں کو کبھی ہاتھی سے کبھی شیر سے لڑا کر اوسکی جان لینی چاہی جب یون نہ مرا تو آخر کو
اوس کو قتل اسلئے کرا دیا کہ اوسکی بیوی مہر النسا سے خود نکاح کرے - اس سے زیادہ جھوٹا الزام اوسپر کوئی
نہیں لگ سکتا - پاجی سے پاجی مسلمان بادشاہ کوئی ایسا نہیں ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان
کی جان اسلئے لی ہو کہ اوسکی بیوی سے اپنا عقد نکاح باندھے اس واقعہ کے لئے کوئی تاریخی شہادت
مستند و معتبر نہیں ہے - نہ توزک مین اسکا ذکر ہے اور نہ کسی اور اسکی معاصر تاریخ میں وہ مذکور ہے
اکثر مسلمان مورخ شیعہ مذہب رکھتے ہیں بعض سنت جماعت و نویسیں بعض حضرت امیر سے ہوتے ہیں کہ وہ عداوت مذہبی
سبب سے سنی مذہب کے بادشاہ کے نیک کامون مین کوئی انگلی لگاتی برائی ایسی لگا دیتے ہیں جو نیک کام سنگینیون پر دھبہ ہو جاتی
ملا مورخ بعد الیسوزنوں نے یہ رمز دکھایا یہ مضمون جہانگیر کی نسبت مکرر لکھا ہے سوا اسکے یہ امر یون بھی عقل
کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ شیر افگن خان کا سارا کنبا اوسکے قتل ہوتے ہی بادشاہ پاس بھیجا
گیا - مگر نورجہان چار برس تک سلطان رقیہ بیگم مادر سیتی جہانگیر پاس ہی - اگر جہانگیر نے شیر افگن خان
کو نورجہان سے نکاح کرنے کے لئے قتل کرایا - تو اوسکے قتل ہوتے ہی اپنا مدعا کیون نہ حاصل کیا
جب جہانگیر نے نورجہان سے نکاح کیا ہے تو اوسکی چھبیس برس کی عمر تھی اس سے ظاہر ہے
کہ حسن صورت سے زیادہ حسن سیرت عشق کا سبب ہوا ہوگا - اس بادشاہ مین سب سے زیادہ خوبی یہ تھی کہ جیسے وہ
اپنے ذاتی حقوق و منافع اور عیش و عشرت کی حفاظت چاہتا تھا اسی طرح وہ رعایا کے سکھ چین آرام
آسودگی کا خواہان تھا اوسکی زنجیر عدل نے اوسکی عدالت کا آوازہ سارے ملک میں پھیلا دیا اوسکے

اس مقولہ نے کہ بادشاہ پر فرض ہے کہ وہ جنگل کے درندون اور چرندون اور ہوا کے پرندون تک حفاظت کرے اور اپنے تخت کے نیچے ان جانورون کی بھی حق رسی کرے اوسکی عدالت کو کافی طور پر ثابت کر دیا ہے اوسکی دلی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ مین رعایا پر عدالت کے ساتھہ حکومت کرون - نورجہان جسپر وہ دل وجان سے عاشق زار تھا اس سے اوسنے کہہ دیا تھا کہ مین تم کو کاروبار سلطنت کا اختیار دیتا ہون مگر تم کبھی میری عدالت مین مداخلت نہ کرنا مین اوسکو نہ سنونگا - اوسنے تخت پر بیٹھتے ہی دوازدہ احکام و قوانین جاری کئے جنسے زیادہ سے زیادہ آدمی زیادہ سے زیادہ خوش وخرم رہ سکتے ہین یہی اصل مطلب قوانین کا ہوتا ہے بعض مخالف کہتے ہین کہ یہ قوانین فقط کاغذی عمل تھا اونکی عمل درآمد نہین ہوئی اگر یہ بات اونکی تسلیم بھی کر لی جائے تو بھی فقط اس کاغذی عمل سے جہانگیر کی پرلے درجہ کی نیک نیتی ثابت ہوتی ہے قانون مین مقنن کی نیت دیکھی جاتی ہے عمل ہونا یا نہ ہونا دوسری بات ہے قانون کا اچھا بنانا اوسکی نیک نیتی کو بتلاتا ہے - ایک حکم خیر و خوبی کا اوسنے جاری کیا جو نہ اوسکے باپ نے نہ سلاطین ماضیہ نے جاری کیا تہا معلوم نہین کہ انگریزی مورخ کیون اسکو اکثر فرو گذاشت کرتے ہین اور اوسکی داد نہین دیتے وہ حکم یہ تہا کہ آیندہ خواجہ سرا نہ بنائے جائین نہ بیچے جائین اس حکم کے بعد جو مجرم اس جرم کے پکڑے آئے انکو حبس دوام کا حکم دیا - اوسنے یہ بھی حکم دیا کہ جن ہندو عورتون کے لڑکے بالے ہون وہ ستی نہ ہونے پائیں - رعایا کے دل خوش کرنے کے کام بہت کیا کرتا تہا - ایکدفعہ تہوڑے دنون مین زمین کے خراج کی معافی چاہنے والے بہت سے آدمی کھڑے ہوئے تو امراے سلطنت نے عرض کیا کہ اگر حضور کی فیاضی و سخاوت زیادہ وسعت پائیگی تو چند سالون مین سرکاری آمدنی صفر ہو جائیگی تو جہانگیر نے اونکو جواب دیا کہ یہ سائل ایک لشکر ہے جو میری دعا مانگتا ہے جسکے مانع امراے سلطنت ہوتے ہین اونپر واجب ہے کہ اس لشکر کو زیادہ کرین جب شاہزادہ خسرو بھاگا ہے اور اوسنے راہ مین لوگون کو لوٹا ہے تو جو شخص لٹا تہا اوسکو جہانگیر نے اوسکے مال کا پورا معاوضہ دیدیا خسرو کے ہاتھہ کا رقعہ بادشاہ کے نام ایک شخص کی سفارش مین تہا جسکے گھوڑے اوسنے لے لئے تھے جہانگیر نے گھوڑون کو پوری قیمت دیدی +

ہفتہ کے دنون کا کام مقرر کرنا +

اجمیر مین تین برس کچھ مہینے جہانگیر رہا تھا۔ اوسنے اپنی رعایا کی بہبود و فلاح و آسایش و آرام کے لئے ہفتہ کے ہر روز کے واسطے ایک خاص کام مقرر کیا تھا۔ پنجشنبہ کو سارے جشن و جلسے ہوتے سوا عیش و عشرت و مسرت کے کامون کے کوئی اور کام نہ ہوتا تھا۔ باغون مین گل گشت ہوتی فوارون کی سیر دیکھی جاتی۔ امرا کا اضافہ جاہ و منصب ہوتا تھا۔ اس دن کا نام مبارک شنبہ بادشاہ نے رکھا تھا جمعہ کے روز بادشاہ کے روبرو ہزار سچے و پکے مسلمان بلائے جاتے اور اونکو سب قسم کے کھانے اونکے حسب حال تقسیم کئے جاتے کہ وہ خوب پیٹ بھرکر کھائین اور اونکو وہی کھلانے کا حکم دیا جاتا جسے وہ زیادہ کھائین (وہی بھاوڑہ طعام مشہور ہے اوس کے سبب سے آدمی سوا با کھا جاتا ہے) اور خدا کی عبادت اچھی طرح کرین۔ یکشنبہ کو جھروکے کے نیچے بہت سے اپاہج لنگڑے لولے اندھے بوڑھے اکٹھے کئے جاتے اور اونکو خیرات مین بہت روپیہ دیا جاتا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اندھون کو زیادہ خیرات مل جاتی۔ دوشنبہ کو نوجوان امرا کے ایک گروہ کو تیر اندازی کا اور دوسرے گروہ کو چوگان بازی کا حکم ہوتا۔ اور نادعلی کے حافظون کو بہت کچھ نذر کیا جاتا۔ سہ شنبہ کو چیتے و ہرنون کا اور کتّون و لوہڑیون کا و خرگوشون کا شکار کھیلا جاتا۔ جو خرگوش اور لومڑیان شکار سے بچ جاتین وہ جنگل مین چھوڑ دی جاتین ہاتھیون اور اور جانورون کی بھی کشتیان ہوتین۔ اور مجرم قتل کئے جاتے۔ چہارشنبہ کو بادشاہ منحوس اس سبب سے سمجھتا تھا کہ اوسی دن اوسکے باپ کا اور اجمیر مین شاہجہان کی ایک لڑکی کا انتقال ہوا تھا جسکو وہ اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا۔ اوس دن کا نام کم شنبہ رکھا تھا۔ اوس دن بادشاہ جن آدمیون سے خفا ہوتا وہ قید خانہ مین بھیجے جاتے تھے یا اون کو کوڑے لگوائے جاتے تھے کسی دن بادشاہ اپنی خوشی کے کامون سے باز نہین رہتا تھا اور دوپہر سے آدھی رات تک رعایا کے استغاثے سنا کرتا تھا +

شراب نوشی وغیرہ +

جہانگیر نے اپنے شراب پینے کا حال مفصل اپنی توزک مین تحریر کیا ہے جس کو مین نے تاریخ مین نقل کیا ہے کہ کبھی شراب میں فلونیا (افیون و بھنگ) ملائی۔ کبھی شراب مین نئی افیون بڑہائی اوسکے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ می نوشی مین اپنے سارے بزرگون پر

سبقت لے گیا حضرت بابر اوسکا پردادا بھی خوب شرابنوشی کرتا تھا مگر اوسکے ساتھ اوس کو اپنا بڑا گناہ وہ جانتا تھا اور اس سے نادم اور غمزدہ ہوتا تھا۔ مگر جہانگیر ہمیشہ شراب پینا بادشاہی کا ایک حق جانتا تھا۔ وہ شب جمعہ کو شراب نہیں پیتا تھا اس شعر ع

	ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ مکن		تا از صدر نشینان جہنم باشی	

کا مصداق نہوتا تھا۔ حضرت ہمایون نے افیون کھائی اس حد پر پہنچائی کہ اپنے کاموں ہمایونی سے افیونی بنایا۔ حضرت شہنشاہ اکبر نے شراب و افیون کے مزے لئے مگر حکیمانہ اونکی کسی مضرت کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور منفعت کو اٹھایا۔ وہ حکیمانہ اونکے ضرر و نفع سے واقف تھا اوسکے بھائی عبدالحکیم اور دو بیٹوں مرزا مراد اور دانیال نے اپنی جانیں شراب کی نذر کین اور جہانگیر نے اپنی تزک میں لکھا ہے کہ سلطان پرویز اور اوسکے اور چار عزیزوں کو شراب نے ہلاک کیا۔ ان بادشاہوں کے عہد میں شریعت اسلام کے احکام جو شراب کے پینے و بنانے و بیچنے کے باب میں تھے چھچھورے ہوگئے اور اون میں وہ زور نہیں رہا جو پہلے تھا۔ الناس علی دین ملوکہم کی وجہ سے امرا غربا میں بھی یہ وبا پھیل گئی +

جہانگیر کو جیسا کہ شراب کا ذوق تھا ایسا شکار کا شوق تھا۔ اوسنے اپنی توزوک میں لکھا ہے کہ میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے جنمیں سے مین نے اپنے ہاتھ سے ۱۷۱۶۷ شکار کیے۔ جب شاہجہان کا بیٹا شجاع سخت بیمار ہوا تو اوسکی صحت کے لئے اوسنے توبہ کی کہ میں کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارونگا اور اس توبہ کا پانچ برس تک پابند رہا مگر جب شاہجہان سے اوسکی رنجش ہوئی تو اوسنے اس توبہ کو توڑ ڈالا۔ یہہ توبہ شکنی طفلانہ حرکت تھی +

مصوری کے باب میں جہانگیر کا مقولہ یہ تھا کہ جیسے اشیا کے بیان سے کانوں کے ذریعہ دلکو مسرت حاصل ہوتی ہے ایسی ہی اونکی تصویر سے آنکھوں کے طفیل سے دلکو خوشی ہوتی ہے۔ کوئی جاندار اور بے جان نادر چیز اوسکے سامنے نہ آتی تھی کہ وہ اوسکی تصویر نہ کھچواتا ہو۔ راجہ [illegible] اس پاس ایسا بیمار ہوکر آیا کہ اوسکی صورت عجیب ہوگئی تھی اسکی

تصویریں کھنچوائیں۔ خان عالم کو اپنا سفیر بناکے جب ایران بھیجا ہے تو اوسکے ساتھ بشنداس مصور کو کر دیا تھا کہ وہ شاہ عباس شاہ ایران اور اوسکے دربار کی تصویر کھینچ کر لائے تصویر خانہ بنوایا تھا جسکا حال تاریخ میں لکھا گیا۔ خان عالم ایران سے صاحبقران کے کسی معرکہ جنگ کی تصویر لایا اور اوسکو بادشاہ کو نذر کیا تو اوسکو ہزار روپے انعام دیے جہانگیر نامہ کے اول جس مصور نے اوسکی مجلس جلوس کی تصویر لگائی تھی اوسکو انعام سے مالامال کر دیا۔ بادشاہ نے اپنی تصویریں کھنچواکر اپنے دوستوں پاس بھجوائیں۔ وہ توزک میں لکھتا ہے کہ میں نے تیز چنگ سنگ تراشوں کو حکم دیا کہ رانا اور کرن اوسکے بیٹے کی مجسم پیکر سنگ مرمر کی تراشیں جنمیں انکا قد اور ترکیب اعضا بالکل موجود ہو جب وہ تمام ہو کر میرے سامنے آئیں تو میں نے حکم دیا کہ آگرہ میں باغ پائیں میں جھروکہ درشن میں نصب کی جائیں۔ یہ بھی ایک نئی بات ہے کہ کوئی مسلمان اسطرح راجاؤں کے بت بنوا کے باغ میں لگوائے۔

جہانگیر کو شاعری کا مذاق تھا۔ طالب آملی اوسکے دربار کا ملک الشعرا تھا۔ طبع موزوں رکھتا تھا اور کبھی کبھی شعر کہتا تہا۔ یہ اوسکی پہلی غزل ہے۔

من چہ کنم کہ تیر غمت بر جگر رسد	تا چشم نارسیدہ دگر بر جگر رسید
مستانہ می خرامی و دست تو عالمے	اسپند میکنم کہ مبادا نظر رسد
در وصل دست مستم و در ہجر بیقرار	داد از چنین غمے کہ مرا بر سر رسد
مدہوش گشتہ ام کہ بہ کیم رہ وصال	فریاد ازان زبان کہ مرا این خبر رسد
وقت نیاز و عجز جہانگیر ہر سحر	امید آنکہ شعلۂ نور اثر رسد

ایک دفعہ بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

بگذر مسیح از سر ما کشتگان عشق	یک زندہ کردن تو بصد خون برابر است

وہ لکھتا ہے کہ میری طبع موزوں ہے کبھی باختیار کبھی بے اختیار کوئی مصرع۔ رباعی بیت کہہ دیتا ہوں۔ اوسکی بیت سنکر یہ بیت میری زبان پر آئی کہ۔

از من متاب رخ کہ نیم بے تو یکنفس	یکدل شکستن تو بصد خون برابر است

اسیر احمد مہر کن نے یہ شعر کہا کہ

ای محتسب گریہ پیر مغان بترس یک خم شکستن تو بصد خون برابر است

خانخانان کے شعر پر جو اشعار کہے گئے وہ تاریخ مین مندرج ہین +

بادشاہ کی خیرات کا حساب کیا جائے تو لاکھون روپیون سے گذر جاتی ہے اسکا یہ ضابطہ تہا کہ آدہی رات کے بعد درویش اور ارباب حاجت اوسکے روبرو لائے جاتے تہے تین سال جلوس مین اوسنے اپنے ہاتہ سے انکو پچیس ۲۵ ہزار روپیہ اور ایک لاکہ پچانوے ہزار بیگہ زمین اور چودہ موضع درولست وچہہ قلبہ زراعت اور گیارہ خروار شالی خیرات کیے اور سنہ ۱۶ جلوس مین وہ لکھتا ہے کہ ۵۰ ہزار بیگہ زمین ۳۳۲۵ خروار اور چار دیہہ و دو قلبہ و یک قطعہ باغ و ۲۳۲۷ عدد روپیہ و یک مہر و ۶۲۰۰ درب ۸۸۰ چرن و ۱۱۱۵ تولے طلا و نقرہ اور دس ہزار دام خزانہ وزن سے فقرا اور ارباب استحقاق مین مین نے اپنے ہاتہ سے تقسیم کئے +

اسنے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین خواہ محال خالصہ ہو یا جاگیر بغلور خانے (خیرات خانے) بنائے جائین اور اونمین فقرا کے واسطے گنجائش محال کے موافق طعام درویشانہ پکایا جا تاکہ مجاور و مسافر کو فیض ہو اوسکے حکم کی تعمیل کی تفصیل یہ ہے - ۱۷ - ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۸ کو حکم دیا کہ ممالک محروسہ کے بڑے شہرون مین مثل جہانگیر نگر و الہ آباد و لاہور و آگرہ و دہلی وغیرہ مین فقرا کے لئے بغلور خانے مرتب ہون تیس محل کے لئے یہ حکم پہلے لکھا گیا تہا جنمین سے چہہ محل مین وہ پہلے سے جاری تھے - اور اب اور چہہ محل کے لئے لکھا گیا شاہ و گدا مین گو کچہہ مناسبت نہین لیکن جہانگیر ہمیشہ فقیرون پر مہربانی و عنایت کرتا تھا ایک سفر میں وسنے لیاولوں اور تواچیون کو حکم دیا کہ سر راہ اور نزدیک براہ جو مواضع واقع ہین اونکے بیوہ اور بیچارہ آدمیون کو جمع کر کے میرے سامنے لائین کہ مین اپنے ہاتہ سے خیرات کرون کہ مشغولی کا باعث بھی ہو اور نامراد اپنی مراد بھی پائین اس سے بہتر کوئی شغل نہین ہے ہر سال اپنے تلادانون میں جنمین سیم و زر منوزن ہوتا تھا وہ مستحقون

کو تقسیم کر دیتا تھا۔ جہانگیر ایک بے تعصب مسلمان تھا۔ اس زمانہ کے سلاطین یورپ کی طرح اپنے
مذہب کے تعصب کی بلا میں گرفتار نہ تھا۔ اوس کو اپنے مذہب کا پاس و لحاظ تھا۔ سال اول ہی کے ۱۰۱۴ھ
جلوس میں جو اسکا مباحثہ پنڈتوں سے ہوا اسنے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی کو گناہ جانتا
تھا اور توحید پر ایمان رکھتا تھا۔ سکہ میں کلمہ شہادت کا نقش چھاپا۔ اوسنے علماء دانایان ہمہ دان
کو حکم دیا کہ مفردات اسمائے الٰہی جنکا یاد کرنا آسان ہو جمع کریں تاکہ اوسکا ورد وہ کیا کرے
ان علما نے پانچ سو بائیس نام بہ ترتیب حروف ابجد اوسکو لکھ دیئے جنکا ورد وہ رکھتا
تھا اور شب جمعہ کو علماء صلحاء و درویشوں و گوشہ نشینوں سے صحبت رکھتا تھا اوسکو
حرمت شرع کا لحاظ ایسا تھا کہ اوسنے میر عدل و قاضی کو جنپر امور شرعیہ کا مدار ہے سجدہ
زمین بوس سے جو سجدہ کی صورت ہے معاف کر دیا حفظ شریعت کے لئے جب اوسنے سنا
کہ ایک سنیاسی کی صحبت میں بعض مسلمان امیرزادوں نے کفر و زندقہ اختیار کیا ہے تو اوسنے
اونمیں سے بعض کو محبوس و مقید کیا اور بعض کے سو سو دُرے لگوائے تاکہ جاہلوں کو
عبرت ہو۔ اوسنے مذہب ہی کے لحاظ سے شراب خانوں کو اوٹھوا دیا۔ اور بازاروں میں
بھنگ و بوزہ کی فروخت کو بند کرایا۔ توزک میں لکھا ہے کہ ششم جلوس میں جب میں اجمیر میں
رانا شنکر کے دیوہرہ میں میں گیا جو ایک لاکھ روپیہ میں تیار ہوا تھا اور وہاں سنگ سیاہ
کی ایک مورت میں نے دیکھی جسکا دھڑ آدمی کا سا اور گردن سے اوپر سر سور کا سا تھا
اور ہنود کا عقیدہ ناقص یہ تھا کہ کسی مصلحت کے سبب سے کسی وقت میں حکیم علیم کی رائے
نے یہ اقتضاء کیا کہ اس صورت میں جلوہ گر ہو ہوا اس سبب سے اس مورت کو عزیز رکھتے تھے
اور پرستش کرتے تھے میں نے اوسکو تڑوا کر تالاب میں ڈلوا دیا بعد اس عمارت کے ملاحظہ
کے میں نے ایک سفید گنبد دیکھا کہ ہر طرف سے آدمی وہاں آتے تھے جب میں نے اوس کی
حقیقت پوچھی تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک جوگی رہتا ہے اوسکی زیارت کو لوگ جاتے
ہیں وہ ایک آٹے کی مٹھی اونکو دیتا ہے اور وہ اوسکو منہ میں ڈالکر اس جانور کی آواز نکالتے
ہیں جسنے ان احمقوں کو کسی وقت آزار پہنچا ہو تو اس عمل سے گناہ زائل ہو جاتا ہے

مین نے حکم دیکر اوس محل کو خراب کیا اور جوگی کو وہان سے نکالا - اور اس گنبد مین جو بت کی صورت تھی اوسکو تڑوا ڈلوایا - مین نے تاریخ مین توزک سے نقل کیا ہے کہ جب جہانگیر کانگڑہ مین گیا ہے تو وہان قاضی و میر عدل مقرر کئے اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی کی ہین اونکی تعمیل کرائی قلعہ مین ایک مسجد عالی بنوائی اور گائے ذبح کرائی - غرض اسلام کی وہ باتین کرائین جو پہلے یہان کبھی نہین ہوئی تھین - توزک مین بہت سی باتین اوسکی زاہدانہ اور عابدانہ بیان ہوئی ہیں -

۲۷ ربیع الاول ۱۰۱۷ھ آفتاب برج حمل مین آیا اور اس نوروز جہان افروز مین اس نیاز مند درگاہ الٰہی کے جلوس ہمایون کے بارہ سال بخیر و خوبی ختم ہوئے اور سال نو بہار اور فرحی سے آغاز ہوا اور اس نیازمند درگاہ ایزدی کا اکیاون سال بہار سے آغاز ہوا - امید ہے کہ مدت حیات مرضیات الٰہی مین صرف ہو - اور ایک نفس اوسکی یاد بغیر نہ گذرے - آگے وہ لکہتا ہے کہ ایزد حق سبحانہ تعالیٰ کی حمایت و حراست ہمہ جا و ہمہ وقت اس نیازمند کی حافظ و ناصر ہے - غرض ایسے زاہدانہ فقرے بہت سے اپنی توزک مین اوسنے لکھے ہین وہ خدا پرستون سے بہت ملتا تھا اور درویشون سے ایسا اعتقاد رکہتا تھا کہ ایک دفعہ حکیم مسیح الزمان نے یہ رباعی پڑھی -

داریم اگرچہ شغل شاہی در پیش	ہر لحظہ کنیم یاد درویشان بیش
گر شاد شود ز ما دل یک درویش	آنرا شمریم حاصل شاہی خویش

اسکے صلہ مین ہزار مہر حکیم مذکور کو عنایت کین

وہ مسلمانون کو مراسم کفر سے باز رکھتا تھا - راجوری مین جب جہانگیر گیا ہے تو مسلمانون کو قبر مین مردہ خاوندون کے ساتھہ عورتون کے زندہ دفن ہونے سے اور دختر کشی اور کفار کے ساتھہ بیٹیوں کے بیاہنے سے باز رکھا اور حکم دیا کہ آیندہ وہ ایسا کرین تو اونکی سیاست ہو اسکا مفصل بیان ہو چکا ہے جہانگیر کا باپ ترک اور ماں ہندو تھی اس حساب سے وہ آدھا ترک اور آدھا ہندو تہا - اپنے باپ کی برابر ہندوں پر وہ مہربانی اور شفقت کرتا

بادشاہ کی ہندوؤں پر مہربانی اور اونکے تیوہار دیکھنا اور وہم اور توہمات +

اور اعلی سے اعلی عہدے و منصب جاہ اُنسے عزیز نہین رکھتا تھا۔ اسنے تمام ممالک محروسہ
مین حکم دیدیا کہ کوئی مسلمان کسی ہندو کو زبردستی اسلام مین نہ لائے۔ دھرم شاستر کے
موافق ہند وعورتون کو جنکے بال بچے ہون ستی ہونے سے روک دیا۔ کسی طرح کا تعرض
ہندؤں کے مذہب سے نہیں ہونے دیتا تہا۔ اوسکے زمانہ مین بڑے بڑے مندر تعمیر ہوئے
متھرا کے قریب بندرابن مین گوبند دیو کا مندر موجود ہے۔ وہ ہندؤں کے تہوار منا تا
تھا۔ سنکرات کو جس مین آفتاب برج عقرب مین داخل ہوتا ہے اوسنے ہزار تولہ
سونا چاندی اور ہزار روپئے خیرات کئے۔ دیوالی کے پوجا کا دربار ہوتا اور باغ مین گاؤ
آراستہ ہوکر آتے اور اونکے گلے مین کوڑیون کے ہار پڑے ہوئے ہوتے اور برہمن اونکو
لاتے۔ شیوراتری کو اپنے باپ کی طرح وہ بڑے بڑے جوگیون کو اپنے محل مین بلاتا
اور اونکو کھلاتا اور اونکے ساتھ کھاتا پیتا۔ دسہرہ کا جشن کرتا۔ سلونو کو راکھی ہاتھہ مین باندھتا
پہلے اس راکھی میں بڑے تکلفات ہوتے تھے اور بڑی بیش قیمت ہوتی تھی۔ اب اوسنے
بادشاہ نے اسمین برہمنون کی خاطر سے تخفیف کردی تھی۔ اپنے جلوس ۲۲۔۱ مین
اپنے باپ کے مقبرہ مین باپ کا سرادہ کیا۔ وہ ہندو جوگیون کے پاس جاتا تہا۔ جدروپ کی ملاقات کا بیان پڑھیو
جہانگیر علم نجوم کا معتقد تہا اور نجومیون سے پوچھ کر بہت کام کرتا تہا وہ کسوف خسوف
سے ڈرتا تہا اور اپنے محل مین چھپ کر ہو بیٹھتا تھا اور جب تک کسوف خسوف
موقوف نہ ہوتے اُس وقت تک اپنے ہاتھہ سے خیرات دیتا اور جپ کرتا
کہ مبادا کوئی بلا سر پر نہ آجائے بعد اس حادثہ کے ارکین سلطنت اور نجومی مبارکباد
دینے آتے تھے۔ اوسکو یقین تہا کہ کسوف وخسوف کا اثر بادشاہ کی قسمت پر پڑا ہوتا
ہے۔ وہ ایک ہندو جوتکی رائے جوتشی کا بڑا معتقد تہا۔ یہ جوتشی اپنی جوتش سے
گنت کیسے بہت سی باتین مہینون اور برسون پہلے سے ایسی بتاتا تہا کہ خواہ نخواہ اوسکی
طرف بادشاہ کا اعتقاد جمتا تھا۔ ایک دفعہ ایک پیشین گوئی کے صلہ میں اوسنے اوسکو
سونے سے تلوایا اور سونا اوسی کو دیدیا سوا اسکے اور بڑے بڑے انعام اوسکو ملتے تھے

توزک مین ساری اوسکی پیشین گوئیان مفصل لکھی ہین انسان جو کام اپنے ہنر اور کرتب اور شعبدہ بازی سے دکھا سکتے ہین اونکو وہ یہ جانتا تھا کہ سحر و جادو کے زور سے وہ کئے جاتے ہین - وہ اشیا کی سعد و نحس کا قائل تھا - چنانچہ وہ توزک مین لکھتا ہے کہ چار چیزون پر سعادت و نحوست کا حکم لگ سکتا ہے +

اول زن - دوم غلام - سوم منزل - چہارم گھوڑا - گھر کی سعادت و نحوست کے جاننے کا ضابطہ قریب بصحت یہ قرار پایا ہے کہ مکان مین تھوڑی سی زمین کو مٹی سے خالی کرین اور پھر اوسی مٹی کو اوس زمین مین بھرین اگر وہ برابر آئے تو خانہ میانہ ہے نہ سعد نہ نحس اور اگر کم ہو تو منحوس ہے اور اگر زیادہ ہو تو مسعود - وہ آفتاب پرست او آتش پرست نہ تھا مگر آتش کو ایسا مقدس جانتا تھا کہ جب ناصر الدین بادشاہ مالوہ کی قبر کو اکھڑوا کر اوسکی ہڈیون کو آگ مین جلانے کا حکم دیا تو اوسنے کہا کہ آتش ایسی پاک ہے کہ اس مین یہ ناپاک چیز نہین ڈالنی چاہیئے اسلئے اونکو پانی مین ڈلوایا - پارسی جشنون کی مراسم پہلے سے چلی آتی تھین وہ بدستور اس بادشاہ کے عہد مین قایم رہین شب برات کو جو زمانہ جاہلیت کی مراسم مین سے مسلمانون مین مروج تھی - اسمین جہانگیر بڑی روشنی کراتا تھا - وہ لکھتا ہے کہ شب چہاردہم شہر شعبان کو شب برات تھی - نورجہان بیگم کے محل کے منازل و عمارات مین سے ایک مین جو بڑے بڑے تالابون کے درمیان واقع تھا مین نے جشن کیا - نورجہان نے ایک مجلس مرتب کی جسمین مین نے امرا و مقربون کو بلایا اور اونکو شراب اونکی مرضی کے موافق پلائی اور طرح طرح کے کباب و میوے و گزک کھلائی - اطراف تال اور عمارات مین فانوسیں اور چراغ روشن ہوئے ان چراغون اور فانوسون کا عکس جو پانی مین پڑتا تھا تو تالاب ایک میدان آتش نظر آتا تھا ایسی روشنی کبھی اور شب برات کو نہ ہوئی ہوگی +

توزک جہانگیری کو پڑھئے تو جہانگیر مین ایک عجیب استعداد خداداد مظاہر فطرت اور مناظر قدرت کے امتحان کی نظر آتی ہے - اسکو باغون اور پھولون کا بڑا شوق تھا - جب کوئی پھول اس پاس لاتا تو وہ اپنی چلتی سواری کو ٹھہرا دیتا اور اس پھول کا

مظاہر فطرت و مناظر قدرت کی کیفیت کا شوقین اور اس کا خلاصہ +

خوب امتحان کرتا اور اوسکو لکھتا ہندوستان کے تمام تالابون اور جھیلون و آبشارون کی حسن و خوبی خوشنمائی کو خوب بیان کرتا ہے اور ہمالیہ پہاڑ کے مناظر و مظاہر کی ایسے بیان مین تصویر کھینچتا ہے۔ کوئی مظاہر فطرت اوسکے مشاہدہ مین نہ آتا جسکے باب مین وہ تحریر نہ کرتا جن مشہور اضلاع و مقامات مین وہ گذرتا اونکے تاریخی حالات کو تحقیق کرکے لکھتا۔ اور اونکا محصول اور اونکے باشندونکی حالتین اور شہرونکی زبانین اور جانورونکا بیان رقم کرتا۔ اوسنے ان باتون کا ذکر اس خوبی سے کیا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ نے سوا بابر کے نہین کیا۔ اسکی فارسی زبان ایسی سلیس ہے کہ کمتر ہوتی ہے۔ اوسکی کتاب سے ہندوستان کی گزیٹیر نہایت صحیح تصنیف ہوسکتی ہے۔ وہ قدرتی چیزون کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ جاندار اور بے جان اشیا کے دیکھنے مین اوسکو بڑی مہارت اور بصارت تھی وہ بڑی تحقیق و تدقیق کی نگاہ سے دیکھتا تھا حیوانات و نباتات کی تشریح اور خصوصیات اسقدر اوسنے لکھی ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے بڑے غور و تحقیق کی نظر سے توجہ و محنت کرکے اوسکو دیکھا ہے۔ وہ عمارات اور باغات کے باب مین جو رائے دیتا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم نباتات و علم عمارات مین خوب ماہر تھا اور اونکے مشاہدات مین وہ اپنا وقت صرف کرتا تھا۔ جواہرات کے پرکھنے مین اپنا ایسا جوہر دکھاتا تھا کہ کامل جوہری معلوم ہوتا تھا۔

جہانگیر اور نورجہان کے عشق کو قصہ طرازون اور افسانہ گویون اور شاعرون نے لیلے مجنون و شیرین خسرو کا قصہ بنا دیا ہے ایسی داستان سرائی کی ہے کہ حقیقت حال اس مین مشکل سے ملتی ہے اور وہ افسانون کے آگے بے مزہ معلوم ہوتی ہے۔ اصل حال یہ ہے کہ جب سے جہانگیر کے ساتھ نورجہان ہم پہلو ہوئی تو بادشاہ کے آخر دم تک دل جان و دین و ایمان و دولت و عزت کی مالک رہی اس دانشمند فرزانہ بیگم کے سبب سے بادشاہ کا مزاج اصلاح پر آیا اور رعایا کا فلاح بڑھا۔ اوسکے سبب اوسکا باپ اعتماد الدولہ کیا دیانتمند وفادار عاقل امیر اور اوسکا بڑا بھائی ابوالحسن کیا جان نثار ہشیار

خیرخواہ وزیر ہاتھہ آیا۔ نورجہان ہی کی نیک سلیقگی وحسن انتظام وکفایت شعاری کا نتیجہ تھا کہ دربار جہانگیری کی شان وشکوہ ایک عالم مین مشہور ہوگئی جب سلطنت کے کسی کام مین مشکل گرہ پڑتی اوسکی ناخن تدبیر سے کھلتی۔ ایسی شجاع وجوانمرد عورت کا کام تھا کہ اوس نے اپنی تدابیر سے مہابت خان کی ہاتھہ سے اپنی اور اپنے خاوند کی جانکو بچایا اور قید سے نکالا اوسکے تمام کامون کی تفصیل مین پہلے لکھہ چکا ہون۔ اوسنے بادشاہ کی شراب پینی کم کردی غرض اوسنے جہانگیر کو دانشمند احمق یعنے اپنے لئے احمق اور دوسرون کے لئے دانشمند بنایا۔ غرض اس عشق سے یہ خرابی ضرور پیدا ہوئی کہ نورجہان کے رشک وحسد کے سبب سے جہانگیر اپنے لائق بیٹے شاہجہان اور ایک اپنے پرانے رفیق جان نثار دانشمند فرزانہ جوانمرد امیر مہابت خان سے خفا ہوگیا جیسے بڑے بڑے فساد جھگڑے کھڑے ہوئے +

جہانگیر کی تصنیفات سے ایک پندنامہ ہی جو اوس نے اپنے فرزندون اور باخلاص مریدون کے لئے لکہا ہے کہ وہ اوسکو دستور العمل بنائیں جسمین بہت سی نصایح و پند معمولی ہیں جو اور پندنامون مین لکھی ہین بعض اون مین کچھہ جدت بھی رکھتے ہین یہ پندنامہ پورا جہانگیر نے توزک مین لکہاہے جسمین سے ہم چند مقولے نقل کرتے ہین۔

(۱) دنیا ناپایدار ہے جسقدر اوسکی طلب مین کمتر کوشش کرو بہتر ہے۔ دنیا کو کھاؤ پہلے اسکے کہ وہ تم کو کھائے (۲) کم آزاری و بردباری ونکوکاری اختیار کرو (۳) اپنے کہتر لوگون (چھوٹون) کے ساتھہ وہ کام کرو جو اپنے مہترون (بڑون) سے امید رکھتے ہو (۴) مزدوری اتنی ملتی ہے جتنا کام کرو

(۴) باہمہ عیب خویشتن شب و روز ... در تکاپوے عیب احبابی

(۵) ہرچہ برخویش نہ پسندید بکسان مپسندید (۶) زمانہ برانکس تبہ ا کند + کہ او کار امروز فردا کند (۷) ستم در مذہب دولت روا نیست کہ دولت با ستمگر آشنا نیست (۸) ہر کہ بادشاہ نیست کامگار نیست وہر کہ او درم نیست کرم نیست

وہرکرا فرزند نیست دل خوش نیست ہرکرا این سہ نیست ہیچ غم نیست (۹) نان خویش خورند وسخن خویش گوئید (۱۰) از بد اصلان دختر مخواہید وبر مرگ دختران غم مخورید (۱۱) زن جوان خواہید وبطمع مال بدام زن پیر میفتید وبر زندگی خود رحم کنید واگر توانید بد اصلا بزن نکاح نکنید (۱۲) زبان ہنگام بہتر از سود بے ہنگام (۱۳) سوگند چہ راست وچہ دروغ مخورید (۱۴) ہرکہ اسراف کند توانگر نشود وہرکہ کم خورد بیمار نشود وہرکہ بردبار کند پشیمانی کم خورد (۱۵) سہ کار مر سہ گروہ را نشاید آموخت آشناوری درآب بط را ودرندگان را نصیبار وشکار وزنان را عاشقی (۱۶) تندرستی بسہ چیز توان یافت یکے بکم گفتن دوم بکم خوردن سوم بکم خفتن (۱۷) سہ چیز است کہ باسہ چیز جمع نباید حلال خوردن بگوشت ومہربانی کردن درحال غضب و زشت گفتن با بسیار گوئی۔

(۱۸) چہار چیز آدم را فربہ کند یکے جامۂ نو پوشیدن دوم بگرمابہ بسیار رفتن سوم طعام چرب وشیرین خوردن۔ چہارم بمراد دل زندگانی کردن (۱۹) شش چیز است کہ دل راسیاہ سازد واندوہ بسیار آرد یکے رخت چرکین پوشیدن ودیدہ در سر تراشیدن۔ دوم بخیانت بودن سوم دروغ بسیار گفتن چہارم غیبت مردم کردن پنجم دشنام بسیار بمردم دادن ششم درنماز کاہل بودن (۲۰) اس دنیا مین ہی سخاوت کرنے سے سخی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ خلق کے دل اوسکے گرویدہ ہوتے ہیں اپنے بعد زر وجواہر کے چھوڑ جانے سے کہ وہ گھوڑون پر لدین اور صرف وارث اونکو اڑائین اتنا خوش نہین ہوتا جتنا کہ ایک آدمی کے دل خوش کرنے سے (۲۱) جو آدمی کہ فرزانگی انصاف۔ رفاہ عام وبہبود انام مین اپنی زندگی بسر کرتا ہی وہ ہمیشہ خوش رہتا ہے (۲۲) تو ایسے کام کر کہ تجربہ کار تیری تحسین کرین (۲۳) گو شکاری کیسا ہی ہوشیار ہو مگر گرگ باران دیدہ بھی پر اسیا نا ہوتا ہے —

(۲۴) دشمن کے سامنے جب جاؤ دلیرانہ دل لے کر جاؤ شیر سے شیر لڑ سکتا ہے —

(۲۵) نوجوان میں فیل وشیر سے پنجہ بازی کی توانائی ہوتی ہے مگر بڑائی لومڑی کی سی

سکاری کہان ہوتی ہے +

ہم نے ان دونو توزکون کا بیان اول دیباچہ مین کیا ہے انہین جو جہانگیر کے حالات سے لکھے ہین اونمین ایسا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ رقومات مین اوسکی چند مثالیں یہ ہیں

دونون توزکون مین تفاوت

بڑی توزک	چھوٹی توزک	صیغہ خرچ
ساٹھ لاکھ روپیہ	پندرہ کروڑ روپیہ	جشن نوروزی
کچھ نہیں لکھا۔	۲۰۰۰۰۰۰۰ روپیہ	تاج
۶۰ من سونا	۱۶۰۰ ہندوستانی من سونا	معافی محصولات
۳۶ لاکھ	۲۶۵۵۰۰۰۰۰ روپیہ	آگرہ کے قلعہ کی تعمیر کا خرچ
اسی ہزار روپیہ	۴۵۰۰۰۰۰۰ روپیہ	راجہ مانسنگھ کی منڈی کی لاگت
ایک لاکھ روپیہ	۵۰۰۰۰۰ روپیہ	ہیرے کی لڑی لالائے مروارید
۴۰۰۰۰ من کے جواہر سوائے سونے اور اشیا کے	۱۲۰۰۰۰۰۰۰ روپئے	دولت خان نے مرنیکے بعد جو نقد و جنس چھوڑا
دو کروڑ اشرفی	پانچ کروڑ اشرفی	دانیال پاس جواہر
۸۰۰۰۰ تمن	ساٹھ لاکھ اشرفی	ہیمو کی کلاہ کے جواہر

چھوٹی توزک مین لکھا ہے کہ خسرو کے تعاقب مین چالیس ہزار گھوڑے اوس کے اصطبل مین کھاتے تھے اور ایک لاکھ اونٹ باہر لاکھ تقسیم ہوئے تھے بڑی توزک مین اسکا بیان نہیں چھوٹی توزک مین لکھا ہے کہ مین نے ایک لاکھ اشرفیاں بدخشانیون مین اور اجمیر مین پچاس ہزار روپئے درویشون میں خیرات کرنے کا حکم دیا۔ بڑی توزک مین بدخشیوں میں روپئے تقسیم کرنے کا ذکر نہیں۔ اور اجمیر کے لئے بیس ہزار روپئے لکھے ہیں چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ خسرو کے جواہر کے صندوقچہ میں ۸۰۰۰۰۰۰ روپئے کے جواہر تھے بڑی توزک میں اس کا بیان نہیں بڑی توزک مین بازیگرون کے تماشون کا بیان بہت تھوڑا سا بالاجمال ہے۔ مگر چھوٹی

توزک مین بالتفصیل ہے جس سے خلاصۃ التواریخ اور سیر المتاخرین اور مرآت عالم نامین نقل ہوا ہے۔ چھوٹی توزک مین بادشاہ کے شراب پینے کا ذکر نہیں بڑی توزک مین خوب تفصیل سے لکھا ہے +

اب ہم بعض واقعات کو لکھتے ہیں کہ جنکے بیان مین دونو توزکون مین بڑا اختلاف ہے راجہ مان سنگہ کے چچا بھگوانداس کے بیٹون کے قتل ہونے کا حال بڑی توزک سے ۲۴ صفحہ مین سنہ اول کے واقعات مین لکھہ چکے ہین اب چھوٹی توزک سے لکھتے ہین ان دونون بیانون مین بڑا فرق ہے۔

۔ شعبان (سنہ ۱ جلوس) کو راجی و بیجے رام و سیام رام کے سرون کو بداعمالی کی سزا مین مین نے ہاتھیون کے پاون تلے نرم کرایا۔ یہ تینون راجہ رام سنگہ کے چچا بھگوانداس کے بیٹے تھے بڑی توزک مین بھگوانداس کے بیٹے اکھے رام کے بیٹے لکھے ہین۔ راجی بڑا ہرزہ رائے اور بے صرفہ گو تھا جب الہ آباد مین بہار سنگہ کبیر راجہ مان سنگہ کو منصب دو ہزاری ملا تو راجی نے اوچھا پن کیا کہ بہار سنگہ کو بہکایا جسنے اوسکا ادبار آیا۔ اور وہ اپنی بداعمالی کی سزا کو پہنچا۔ الجا رام (ابھے رام بڑی توزک مین لکھا ہے) تو اونکے مارے جانے سے غصہ مین آنکر حرکات ناخوش کرنے لگا۔ اوسکو مین نے محمد امین کرو ڑی بنگالہ کو سپرد کیا کہ اوسکو اپنی حفاظت مین اچھی طرح رکھے۔ محمد امین کا باپ ذات ترند سے تھا اوس کو مین نے حکم دیا کہ بنگال مین جاکر اوسکو راجہ مان سنگہ کے سپرد کر دے۔ محمد امین نے یہ سادہ لوحی کی کہ اوسکے پاؤن مین بیڑیان نہ ڈالین راہ مین برادرانہ سلوک کیا۔ وہ آدھی رات کو جب سوتے تھے سرائے حاتی اور غازی پور کے درمیان اس ارادہ سے بھاگ گیا کہ رانا سے ملے۔ یہ کام بے شورش کے نہ ہوا۔ فوراً محمد امین خبردار ہوا اور اوسکے پیچھے دوڑا۔ اب اتفاق سے وہ جمنا کے کنارہ پر وہان پہنچا جہان سے آگرہ مین آتے ہین وہان کشتی نہ ملی۔ اوسکی جرأت نہ ہوئی کہ دریا مین گھوڑے کو ڈالکر پار جاتا۔ اوسنے توقف کیا محمد امین نے اوسکو آنکر پکڑ لیا۔ اور بادشاہ کو لکھہ بھیجا کہ مین نے اوسکو گرفتار کر لیا

اوسکا ارادہ رانا پاس جانے کا تھا۔ اب مجھے اوسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہے مین نے
حکم دیا کہ اگر کوئی ہندو اسکا ضامن ہو تو مین اوسکی جاگیر اُسی کو دیدونگا اور اوسکے گناہ
سے درگذر کرونگا مگر اوسکی بدطینتی سے کوئی اوسکا ضامن نہ ہوا۔ مین نے امیرالامرا سے
مشورہ کیا کہ اوسکا کوئی ضامن نہین ہوتا مبادا اسکے بھاگنے سے فتنہ ظہور مین آئے
ہند مین راجپوتون کا لشکر گنتی بلیون سے زیادہ ہے اب کیا کرنا چاہئے امیرالامرا
نے کہا کہ اوسکو کسی اپنے ملازم کو سپرد کرنا چاہئے کہ رات دن اوسپر پہرہ چوکی رکھے
یا قلعہ گوالیار مین قید کرنا چاہئے۔ ابراہیم کاکڑ جسکا خطاب دلاور خان تھا اور ہاشم بیگ
منگلی جسکا خطاب شہنواز تھا ہتیار لگا کے اور اپنے لشکر کو آراستہ کرکے لائے اور
اونھون نے چاہا کہ بجارام (ابھے رام) کو محمد امین سے لیکر باہر جائین مگر ابھی رام
نے اپنے نوکرون سے اتفاق کرکے چار ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی تیار کر رکھے
تھے کہ اگر اوسپر دست درازی ہو تو وہ لڑکر اوسکو محمد امین کے پنجے سے نکالین وہ
لڑنے کے لئے آمادہ و مستعد بیٹھے۔ امیرالامرا نے آہستہ سے بادشاہ سے اس بات
کو کہا کہ اس اثناء مین قلعہ آگرہ کے شاہ برج کے نیچے شورش عظیم برپا ہو گئی مین نے
امیرالامرا سے کہا کہ اب وقت تغافل کا نہین ہے تو اپنے سپاہیون کو لیکر ان
بدبختون کا کام تمام کر۔ امیرالامرا متوجہ ہوا۔ لڑائی شروع ہوئی مین نے شیخ فرید
سے کہا کہ مبادا راجپوت اتفاق کرکے امیرالامرا کو ضائع کرین تو بھی اپنے لشکر کو
لیجا کر امیرالامرا کی مدد کر وہ فوراً گیا غوغاے جنگ بلند ہوا۔ مین شاہ برج کے
منجارحہ سے جو بار عام تھا نکلا اور دیکھا کہ خوب لڑائی ہو رہی ہے اور بیس ہزار کے
قریب راجپوت شمشیرین اور جمدھر کھینچے ہوئے امیرالامرا پر حملہ کر رہے ہین امیرالامرا
بھی اپنی سپاہ کی تلوارین کھنجر تیر اور نیزہ دشمنون پر چلا رہا ہے اس اثناء مین قطب خان
دلیر اور کارآمد نوکر چند نفر کے ساتھ زخم شمشیر سے کشتہ ہوا۔ امیرالامرا کے نوکر کچھ
زخمی ہوئے۔ دلاور خان بھی گھوڑے سے گرا اور جمدھر سے مارا گیا۔ پھر امیرالامرا

کی مدد کے لیئے مین نے تین ہزار احدی بھجوائے تو وہ دشمنون پر جا پا کچھہ رجپوتون کو قتل کیا۔ اس اثنا مین شیخ فرید دس ہزار سوار اور پانچ ہزار جمازہ سوار مسلح و مکمل لیکر امیر الامرا سے جا کر ملا۔ اور اپنی افواج آراستہ سے راجپوتون کے لشکر کو آگے سے ہٹا دیا۔ شیخ فرید ایک علم کے نیچے کھڑا تھا کہ ایک راجپوت تلوار سونت کر اوسکی طرف متوجہ ہوا شیخ نے اپنے نیزہ دار سے نیزہ لیکر مارا کہ پیٹھہ سے اوسکی نوک پار نکل گئی اور وہ مر گیا میرے لشکر کو غلبہ ہوا اور راجپوت بہت مارے گئے۔ باقی بھاگ گئے۔ مین نے سب اسیرون کو ہاتھی کے پانون تلے مسلوایا۔ اونکے سردار بخت رام کو گوالیار کے سیاہ چاہ مین بند کیا

جہانگیر نے چھوٹی توزک مین باپ کے مرنے کا حال بہت دلچسپ لکھا ہے ہم اوسکا ترجمہ لکھتے ہین روز دوشنبہ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۶۰۵ء کو میرا باپ شدت مرض مین اپنے عزیزون کی خاطر سے غذا اور میوہ نوشجان کرتا تھا اور بسبب پیری کے یہ غذا اور میوہ اوسکو ہضم نہین ہوتا تھا اسی حالت مین بادشاہ امین الدولہ اوسکے جوا کھیلنے پر خفا ہوا اور بہت لعنت ملامت کی کہ تو اس عمر مین جوا کھیلتا ہے اس غصہ و غضب سے بھی اسیر امراض نے غلبہ کیا۔ بدہضمی بھی ہوئی۔ دن بھر ایک طفیل کا دانہ منہ مین نہ گیا منگل کو یہ حال رہا بدھہ کو بادشاہ کو غذا مین شوربہ کھانے کی صلاح دی گئی۔ پھر ایک وقت بادشاہ حکیم علی سے کچھہ ناراض ہوا حکیم علی نے جواب دیا کہ مین نے علاج اچھا سوچا ہے بشرطیکہ وہ موافق مزاج ہو حضور خود اپنی غمخواری و پرہیز نہین فرماتے محل کے اہل حرم نے ماش کی کھچڑی خوب گھی مین بھون کر حضور کے روبرو رکھی اور حضور نے اوسکو نوشجان فرمایا معدہ ضعیف تھا اوسنے ہضم نہین کیا اسہال ہوا حکیم مظفر نے کہا کہ حکیم علی نے بڑی غلطی کی کہ اول بیماری میں بادشاہ کو تربوز کھلا دیا مین نے نہایت اندیشی سے یہ سوچا کہ خواہ حکیم مظفر نے یہ بات سچ کہی ہو خواہ خود غرضی سے کہی ہو مین حکیم علی کو غرض آمیزی کے گمان سے پائمال غضب نہین کرونگا۔ اگر قضائے الٰہی اور طبیبون کی غلطیان درمیان نہ ہوتین تو کاہے کو

ہوئی ہرتا۔ اگرچہ مین نے اسقدر حکیم علی پر مہربانی کی مگرتہ دل سے میرا اعتقاد حکیم علی سے برگشتہ ہوگیا۔ ان دنون مین دو تین گھڑی دن رہے ہر روز باپ کی عیادت کو جاتا۔ بادشاہ کا ضعف روز بروز بڑھتا جاتا تھا روز شنبہ ۱۴ جمادی الآخر کو دوا کھلانے کی تقریب سے باپ پاس صبح گیا۔ ایک بار میرے باپ نے اپنے صحت مزاج کے زمانہ مین مجھی نصیحت کی تہی کہ بابا اس جگہ آیا نہ کرو اور اگر آیا کرو تو اپنے سپاہی اور آدمی اپنی ساتھ لایا کرو مین نے اوسی وقت سے باپ کے اس حکم کی اطاعت کرنی چاہی احتیاط سے آمد و شد کی۔ ایکدن قلعہ مین اپنی جمعیت کے ساتھ آیا۔ دوسرے دن بادشاہ سے بغیر پوچھے گچھے جماعت نے قلعہ کے دروازون کو محکم بستہ کیا اور قلعہ کے برجون پر توپین چڑھادین۔ روز پنجشنبہ ۱۵ جمادی الآخر کو میں نے اس جماعت کے نفاق و شر کے سبب سے قلعہ کا جانا ترک کیا۔ راجہ مان سنگھ نے اپنی تجویز و صلاح سے مقرب خان کو مطلع کیا کہ وہ اوسکے ساتھ شریک ہو اوسنے اپنی عرضداشت کے ساتھ اس صلاح کے کاغذ کو میرے پاس بھیجدیا قلعہ مین مقرب خان بہت میری حسن خدمت کرتا تھا اور اس مدت مین اسنے آرام نہین کیا۔ وہ امرا برگشتہ کو پھر راہ پر لایا جب وہ بادشاہی سرکار مین سہ ہزاری تھا تو مین ہر چند اوسے کہتا کہ مجھسے وہ کوئی چیز لے مگر وہ نہ لیتا جب باپ نے مجھے دہ ہزاری منصب دیا تو اپنے مقربون سے اول جس شخص کو مین نے باپ کے سو بہ منصب ارزانی دیا وہ مقرب خان تھا اوسکے منصب پر ہزاری کا اضافہ کیا۔ وہ میرا مخلص خیر اندیش تھا۔ جتنے دنون قلعہ مین نہین گیا باپ کے دیکھنے کی محرومی سے دل میرا جلتا تھا مگر مین آدمیون پر اپنا درد دل ظاہر نہ کرتا تھا۔ دل کو خدا لگا کے وہ نہ پڑھا کرتا تھا ؎

کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ ‏ اے بسا عیش کہ با بخت خداداده کنی

عقلاے کاردان مثل میران صدر جہان و میر ضیاء الدین قزوینی و خواجہ ویس ہمدانی کو اپنے درد اور آزار پر مطلع کرتا اونہون نے شاہ ایران کا ایک واقعہ جو اسی قبیل کا تھا میری تشفی و تسلی کے لئے سنایا +

جب مین نے دولت خواہون اور مخلصون کی صلاح و مشورہ سے قلعہ کا جانا بالکل چھوڑدیا

تو اپنے بیٹے پرویز کو باپ کی خدمت مین بھیجا اور یہ عذر کیا کہ میرے سر مین درد تھا اسلئے حاضر نہ ہو سکا۔ میرے باپ نے جب سُنا تو اپنے ہاتھ اوٹھا کر خدا سے میری صحت کی دعا مانگی خواجہ ویس کو میرے پاس بھیجا اور کہلا بھیجوایا کہ اگر ہو سکے تو تم حاضر ہو عمر پر کچھہ اعتبار نہین ہے اس مرض اور شدت مین مجھسے دوری کا وقت کیا ہے میرے بعد تو میرا ولی عہد ہوگا۔ جب منافقون نے یہ حال دیکھا تو مسلمانون نے قرآن شریف پر اور ہندؤن نے نمک پر قسم کھائی کہ ہم سب کی ایک بات ہے۔ شیخ فرید بخاری نے کہا کہ اپنے کام کی درستی کی فکر کرو میرا گمان یہ ہے کہ ان مخالفون کے ساتھ شیخ فرید اپنی ایام گذاری کرتا تہا اسلئے کہ وہ اور اسکے تمام خویش و عزیز بادشاہ کے پاس اُسکی خدمت کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ مقرب خان سے اخلاص کا پیغام بھیجتا تھا مرزا کوکہ خان اعظم نے جس نے مسلمانون اور ہندؤن سے عہد لیا تھا خسرو کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی حضور کو مبارک ہو مگر مجھے یہ خوف ہے کہ کہین باپ بیٹے یکدل یک زبان ہو کر دونو طرف ہمکو خوار و بے اعتبار و رسوا نہ کرین۔ ان بیہودہ باتون کے جواب مین خسرو نے لکھا کہ جب تم نے میرے لئے بادشاہی مقرر کی ہے تو پھر ان شبہون کی باتون کا ذکر کیا ہے۔ راجہ اور خسرو دونو کی خاطر جمع ہوئی خسرو نے راجہ مانسنگہ سے کہا کہ بادشاہ مین کچھہ جان باقی نہین ہے اس مین سکھپال مین حرکت کی تاب نہین ہے۔ اگر بادشاہ سکھپال مین مرگیا تو ہم سب کی بڑی بدنامی ہوگی پس بادشاہ کا قلعہ سے باہر لیجانا مصلحت نہین ہے یہ نصیحت اگرچہ مانسنگہ کو بھی نیک معلوم ہوئی جب بادشاہ کچھہ ہوشیار ہوا تو اوسنے پوچھا کہ شاہزادہ سلیم پاس ایک عالم جمع ہے اوس نے قلعہ آگرہ کو محاصرہ کرلیا ہے۔ اگر بادشاہ کا حکم ہو تو آپ جمنا کے اس پار تشریف فرما ہون اور جب صحت ہو تو دریا سے اس طرف پھر چلے آئیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ یہ حال کس لئے ہوا کیا شاہزادہ سلیم کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کردیا ہے کہ اوس نے لشکر کشی کرکے محاصرہ کیا ہے چین بجبین ہو کر خدمت گارون کے ہاتھون سے دوسری طرف کروٹ لی۔ مرزا عزیز کوکہ نے جسکی سرشت نفاق سے بنی تھی وہ اس طرف گیا جس طرف کہ بادشاہ منہ کئے ہوئے لیٹا تھا۔ دونو ہاتھون سے اشارہ کیا کہ خسرو کے باب مین کیا حکم ہے

تو بادشاہ نے فرمایا کہ حکم تو خدا کا حکم ہے اور ملک خدا کا ملک ہی مجھے ہر سانس کے ساتھ ہزار امید
ہے مگر تم نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے جو ایسی باتیں کرتے ہو شاید میں دنیا میں جیتا رہوں اور
اگر میرا وقت رحلت آن پہنچا ہے تو میں نے الہ آباد میں جہانگیر کی لشکر نوازی اور رعیت پروری
اور اخلاص کی باتیں دیکھی ہیں جو سلطنت و بادشاہی کے لئے درکار ہے اوس کی محبت مہر و
میرے دل سے باہر نہیں ہوتی۔ گو اوسنے وسوسہ شیطانی سے میرے ساتھ کچھ دنوں گردنکشی
کی وہ میرا بڑا بیٹا اور ولیعہد ہے۔ اور ہمارے تورہ (آئین) میں جب تک بڑا بیٹا ہو
کسی اور کو بادشاہی نہیں پہنچتی۔ میں نے خسرو کو بنگالہ کی بادشاہی چھ مہینے کے لیے
عنایت کی۔ جب بادشاہ سے منافقوں نے یہ بات سُنی تو میرے پاس ایسی فوج فوج آنی
شروع ہوئے کہ اونکے ہجوم سے آدمیوں کو سانس لینا مشکل ہو گیا میرے پاس میران صدر جہان سے
و میر جمال الدین حسین و عبدی خواجہ و شیخ واجب العرض بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ خسرو
ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ تو اپنے باپ کو شاہ بھائی کہا کر۔ بھائی کے معنی ہندی زبان میں برادر
کے ہیں پس التماس یہ ہے کہ اوسکے ساتھ حضور برادرانہ سلوک فرمائیں۔ میں نے ان کو جواب دیا
کہ بادشاہ مجھے ہمیشہ بابا کہتا تھا تو چاہیئے تھا کہ میں اس وقت تمھارا بادشاہ ہوتا پسر ہرگز
برادر و پدر نہیں ہو سکتا۔ امرا اس جواب کو سنکر تسلیم اور معقول اور اپنے کئے سے پشیمان
ہوئے سب میری بندگی اور اطاعت پر دل نہاد اور اپنے عجز کے معترف ہو گئے۔ سوا
مرزا کوکہ سب نے عرضداشت لکھی جسمیں سب نے گوشہ نشینی و خلوت کی التماس کی میں نے کہا
کہ میں نے تمہارے حقوق سابق کو مرعی رکھ کر تمھاری چھوٹی بڑی تقصیرات معاف کیں اور
ایسی معاف کیں کہ جو بے تقصیر آدمیوں کو حسرت ہے کہ کاش ہم بھی تقصیر کرتے تو بادشاہ ہم سے
ایسی عنایت کرتا جو قصورواروں پر کی ہے میں نے اپنا گوشہ خاطر جو عنایت و عفو و لطف و عنایت
کا مخزن ہے تم کو مرحمت کیا تم کو اور کونسا گوشہ اس گوشہ سے بہتر ملے گا۔ باوجود اس
و لطف بے اندازہ کے اگر اختلاط ترک کرنے کو گوشہ نشینی پر بجد ہو تو میں تمھاری التماس
قبول کرتا ہوں۔ روز شنبہ ۱۸ جمادی الاخری کو شیخ فرید بخاری نے آنکہ ملازمت کی

ملازمت مین پیشدستی کرنے کے سبب سے اوس کو صاحب السیف و القلم کا خطاب عنایت کیا اور شمشیر مرصع و جیغہ مرصع و اسپ با زین مرصع اور ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا - دوسرے دن راجہ مانسنگھ ملازمت کے لیے آیا - اوسپر بھی مین نے بہت عنایت کی اوسکے بعد میرے پاس راجہ کے ساتھ خسرو اور مرزا کوکہ آئے مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ کل ملک بنگالہ کی حکومت خسرو کو مرحمت ہوئی اور اوسکے ساتھ باینده خان مغل بھیجا جائے گا اگرچہ یہ صلاح وقت نہ تھی کہ میرے اوائل سلطنت مین خسرو مجھ سے علیحدہ کیا جائے - اور میرے مقربون کی بھی صلاح یہی تھی مگر مین نے اونکی التماس کو قبول کیا اور حکم دیا کہ ابھی کشتی مین سوار ہو کر دریا پار چلے جاؤ بعد واقعہ پدر مین تم کو رخصت کرونگا +

بادشاہ نے اپنا خلعت خاصہ اور دستار مبارک جو سر پر پہنے ہوئے تھے میرے لیے بھیجی اور پیغام دیا کہ اگر تجھکو ہمارے نہ دیکھنے کی تاب ہے لیکن ہم کو بغیر تیرے ایک لحظہ قرار و آرام نہین جب بادشاہ کا خلعت و پیغام میرے پاس آیا مین نے اوسکے ساتھ خلعت پہنا اور قلعہ کے اندر گیا اور باپ کے حکم کی اطاعت کی روز سہ شنبہ بستم جمادی الاول کو میرے باپ مرشد کا نفس تنگ ہوا اور وقت رحلت نزدیک آگیا اوسنے فرمایا کہ بابا کسی آدمی کو بھیجکر میرے کل امرا اور مقربون کو بلا تاکہ مین تجھکو اونکے سپرد کردون اور اونکا کہا سنا اونسے معاف کراؤن اُنھون نے برسون میری ہمرکابی مین جانفشانی کی ہے - مین نے خواجہ ویس بہارانی کو بھیجا اوسنے سب امرا کو حاضر کیا - اگر ہر ایک کا نام لکھا جائے تو طوالت ہوگی - اول بادشاہ نے سب کی طرف مُنہ کر کے اونسے اپنا کہا سنا معاف کرایا اور یہ اشعار پڑھے جنکا مصرعہ اول یہ ہے + امن و آسائش دوران مرا یاد آرید + میرے پاس جو اصل توزک ہے اوسمین بعض اشعار صحیح لکھے ہین اور بعض غلط لکھے ہین اسلیے انکا ترجمہ انگریزی ترجمہ سے لکھتا ہون میرے دربار کی شان و شکوہ و فر احکام یاد کرو میرے توبہ کرنے کو اور میری تسبیح پڑھنے کو یاد کرو کوشش کعبہ بنوانے کو یاد کرو میری خاک پر اپنی محبت کے سبب سے سرخ آنسو گراؤ اپنی صبح کی عبادت مین میری روح کو یاد کرو +

برشما باد که چون باد خزانی گزرد	بر چمن دست زرافشان مرا یاد آرید
آن همیشه که در دعا لیے میگنجید	یا نسیم نفس بر آورد و تشنگی کرد

مین نے کہا کہ بادشاہ کا آخر دم ہے وہ بڑا سعادتمند ہے جو اس وقت میرے باپ کی خدمت کرے مین گریان و بریان باپ کی خدمت پر متوجہ ہوا اور گریہ و شیون آغاز کیا اور باپکے مبارک قدمون پر سر رکہا اور تین دفعہ اوسکے گرد صدقہ ہوا شگون کے واسطے باپ نے اپنی شمشیر خاصہ کی طرف جسکا نام فتح الملک تہا اشارہ کیا کہ اوسکو اوٹہاکر میرے سامنے تو کمر مین باندہ مین نے فوراً اوسے باندہ کر سجدہ کیا تسلیم و بندگی و آداب بجا لایا قریب تہا کہ رونے سے میرا دم گہٹ جائے چارشنبہ تک پہر سات گہڑی رات گئے باپ کی روح نے پرواز کی مرنے کے وقت باپ نے فرمایا کہ میران صدر جہان کو لاؤ کہ وہ کلمہ شہادت پڑہے جسکے پڑہوانے مین مین نے اس لئے تامل کیا تہا کہ مجھے امید تہی کہ حیات بخش لم یزلی مجھے حیات تازہ عنایت فرمائیگا میران صدر جہان آیا اور دو زانو ادب سے بیٹہا اور کلمہ شہادت پڑہنا شروع کیا ۔ باپ نے مجھے بلا کر گردن مین ہاتہہ ڈالا اور کہا کہ بابا کہ اب میری وداع کا آخر وقت ہے کہ پہر مین تجھے نہین دیکھونگا ۔ ہرگز ہرگز میرے بزرگیان حرم سے نظر لطف نہ اوٹہانا اونکو روزمرہ جو مین دیتا تہا وہ دینا ۔

نوکران من و اتباع مرا بعد از من	خستہ و زار و دل افگار فراموش مکن
در نگہداشتن یک یک انچہ گفتم	ہمہ را گوش مین دار فراموش مکن

پہر ان بیٹیون کو بڑہ کر میران صدر کو فرمایا کہ کلمہ شہادت پڑہ ۔ پہر کلمہ شہادت خود اپنی زبان سے باواز بلند پڑہا اور میران صدر کو فرمایا کہ تو میرے سرہانے بیٹہہ کر سورہ یٰسین و دعاء عدیلہ پڑہہ تا کہ میری جان آسانی سے نکلے ۔ جب میران صدر نے سورہ یٰسین پڑہ کر دعاء عدیلہ کو ختم کیا تو بادشاہ کی آنکہہ سے آنسو نکلے اور جان آفرین کو جان سپرد کی جسم مبارک کو آب و گلاب سے دہویا اور مشک و کافور سے معطر کیا ۔ اوس کی نعش کے ایک پایہ کو مین نے اور تین پایون کو میرے تین بیٹون نے کندہے پر لیا اور جب قلعہ کے

دروازہ پر پہنچے تو یہان سے میرے فرزندون اور مقربون و مخلصون نے دوش بدوش
سکندرہ تک پہنچایا وہان زمین مین دفن کیا ۵

تا جہان بودہ چنین بود و چنین خواہد بود ۔۔۔ ہمہ را عاقبت کار ہمین خواہد بود

اکبر کی موت کا حال آئینہ کی طرح ظاہر ہے مگر ویلر صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین
جس بیماری سے اکبر مرا اوسکا بیان کچھ نہین ملتا جہانگیر نے جو اپنی توزک مین باپ کے
اکبر کے مرنے کا حال لکھا ہے وہ مشتبہ ہے صاف صاف نہین۔ اسکی تحریر یہ کھبے دیتی ہے
کہ اکبر کے مرنے مین کوئی ایسی بات تھی جسکو وہ چھپانا چاہتا تھا۔ اس واقعہ کی توضیح
پادری ٹرڈ یون کرتا ہے کہ اکبر زہر کی گولیون کے کھانے سے مرا تھا۔ پھر اوسکی تصدیق
مرے ورنیر صاحب کرتے ہین کہ زہر کی گولیون سے اکبر مرا مگر یہ بھی نہین معلوم ہو سکتا کہ اکبر نے
اتفاق سے زہر کی گولی کھالی یا ارادۃً کسی نے اوسکو زہر کی گولی کھلائی۔ تعذک کی طرز تحریر
سے بڑا شبہہ اس امر مین ہوتا ہے حکیم علی جو اکبر کا معالج تھا اوسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اوس نے
اکبر کے علاج مین بڑی غلطی کی۔ جہانگیر نے اوس کو سزا نہ دی اوس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکیم علی
نے اکبر کو زہر کی گولی جہانگیر کے اغوا سے دی۔ جہانگیر نے جسطرح سلطنت کی اوس کی
تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسنے یہ کام کیا ہو۔ یہ باتین ایسی نہی لکھی ہین جیسے ہمیشہ
سے اس ملک کے بھنگیر خانون اور شراب خانون مین بھنگیرے اور شرابی بنایا کرتے ہین۔
ٹوڈ صاحب نے اور زہر کی گولیان چلائی ہین کہ اکبر نے راجہ مانسنگہ کو زہر کی گولی سے مارنا چاہا تھا
مگر اوسکی موت نہ آئی تھی۔ اوس کے خاصدان کے ایک خانہ مین پان رہتا تھا دوسرے مین
چورن کی گولیان تیسرے مین زہر کی گولیان۔ پس جس امیر کو وہ مارنا چاہتا تھا پان مین
زہر کی گولی ڈال کر دیدیتا تھا بہت امیرون کو مار ڈالا۔ یہ زہر کی گولیان ایسی نگلین جاتی
کہ آجکل اونکی دہوم ہو رہی ہے کہ ہومیوپیتھک کے مریضون کو ڈاکٹر دیتے ہیں ؟

بادشاہ کے عہد کے نوادر سوانح

بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ آگرہ مین ایک عورت کے تین لڑکیان توام ایک ہی شکم سے ہوئین ...

دوبارہ پیدا ہوئے اور سب زندہ ہین - یہ بھی اس سے معروض ہوا کہ ایک زرگر کی عورت کے اول دفعہ حمل مین بارہ مہینے کے بعد اور دوسرے حمل مین اٹھارہ مہینے کے بعد اور تیسرے حمل مین دو سال بعد بچہ پیدا ہوا اور اس مدت مین وہ اپنے گھر کے سارے کام کرتی رہی جیسے کہ مفلس آدمی کیا کرتے ہین - ایک عورت ایسی نظر آئی کہ اوسکے خوب ڈاڑھی مونچھین تھین اور پستانین نتھین اور وہ محض عورت تھی - بادشاہ پاس ایک شخص قوی ہیکل شیر لایا اوس کو اوسنے پال کر اپنے ساتھ خوب آشنا کر لیا تھا - بادشاہ کے سامنے وہ اس شیر سے لڑا بادشاہ نے اس شیر کو بے قلادہ و زنجیر جھروکہ مین چھوڑ دیا اور ایسے ہی پندرہ شیر نر و مادہ زیر جھروکہ چھوڑے گئے آدمیونکو یہ شیر آزار نہین دیتے تھے اور اونکے بچے ہوتے تھے - ہر چند کوشش کی گئی کہ شیرنی کا دودھ دوہین مگر ایک قطرہ نہ ہاتھ لگا - کہتے ہین کہ اسکا دودھ آنکھونکے لیے بہت فائدہ مند ہوتا ہے - باغ جھروکہ مین چند چیتے بھی چھوڑ دئے تھے - پلا ہوا چیتہ بچہ نہیں دیتا مگر یہ چیتے بچے دیتے تھے - بادشاہ کے ہان ایک سفید چیتہ بھی تھا - بادشاہ پاس ایک شخص پنجرہ لایا جسمین شیر و گوسفند دونو ساتھ بند تھے یہ شیر سوا اپنی ہمنشین گوسفند کے اور سب گوسفندون کو پھاڑ ڈالتا تھا - حکیم علی ایک عجیب حوض کا اور آہن آسمانی کا بیان تاریخ مین کیا گیا +

چھٹی توزک مین جہانگیر لکھتا ہے کہ اس ماہ مین بازیگر بڑے چڑھے ہوئے ہین ایکدفعہ میرے پاس سات بازیگر آئے اور اونھون نے کہا کہ ہم ایسی بازیان کرتے ہین جن کو عقل باور نہین کرتی اونھون نے بازیان کرنی شروع کین تو وہ عجائب روزگار سے تھین - اول اونھون نے کہا کہ جس درخت کا نام آپ لین اوسکے بیج ہمارے پاس ہین ہم اوسکے بیج زمین مین بوئینگے تو ایک عجیب تماشا ہوگا میرے خاص آدمیون نے بازیگرون سے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو توت کا درخت لگا کر ہم کو دکھا دو - وہ گئے اور دس جگہ زمین مین بیج بوئے اور چند بار اونکے گرد پھرے اور کچھہ پڑھ کر منتر پھونکا - کہ ایک ہی بار دس جگہ سے درخت اوگنے شروع ہوئے - اول درخت توت اگا جسکی فرمایش خانجہان نے کی تھی - دوسرا

بازیگرون کے کرتب +

درخت انبہ تیسرا درخت سیب چوتھا درخت جوز پانچواں درخت پھٹک جسکو کسی نے پھل لگا ہوا نہیں دیکھا تھا - پھٹک کو موجۂ دریا کنارہ پر ڈال دیتا ہے چھٹا درخت ناریل اٹھارہ درخت اس طرح پر نہیں کہ نظر سے پنہاں ہوں بلکہ آشکارا حضار مجلس نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ درخت زمین سے بلند ہوتے ہیں دس گز بلند ہوکر اونمیں شاخ و برگ نکلے اور درخت سیب میں بہار آئی سیب میرے پاس لائے میں نے اونمیں خوشبو سیب کی سونگھی جب درخت نمودار ہوگئے تو اونھوں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو ان درختوں کے میوے بھی آپ کو کھلائیں اس سے اور زیادہ تعجب ہوا - فوراً وہ ان درختوں کے گرد پھرے اور چند اسم پڑھے - فوراً جو درخت لگائے تھے اونمیں میوے لگ گئے - اناس نہایت مزا اور شیریں تھا - آم بے ریشہ تھا وہ میووں کو توڑ کر لائے اور سب نے میووں کو کھایا - بعد ازاں ان درختوں میں چند مرغ ایسے خوش آواز و خوش رنگ نمودار ہوئے کہ جنکی برابر کوئی مرغ ابتک کسی نے نہ دیکھا نہ سنا تھا - یہ مرغ آپس میں باتیں کرتے اور ایک دوسرے پر چہچہیں لگاتے تھے - ایک ساعت کے بعد سبز درختوں پر خزان آئی سرخ سبز زرد پتے گرنے شروع ہوئے اور رفتہ رفتہ سب درخت زمین میں غائب ہوگئے - اگر یہ کرتب میری آنکھوں کے سامنے نہ ہوئے ہوتے تو میں اسکا یقین ہرگز نہیں کرتا -

دوم آدھی رات کو جب آدھا کرہ زمین بالکل تاریکی میں تھا ان بازیگروں میں سے ایک ننگا ہوا لنگوٹی کے سوا اور کوئی کپڑا اسکے بدن پر نہ تھا - چند چکر اوسنے لگائے اور پھر ایک چادر اوڑھی اور اس چادر میں سے ایک آئینہ حلبی نکالا جسکی روشنی سے اندھیری رات کا روشن دن ہوگیا - اور اوسکی روشنی ایسی پھیلی کہ جو مسافر دس روز کی راہ پر تھے اونھوں نے آکر شہادت دی کہ فلاں شب آسمان پر ایک عجیب نور ظاہر ہوا کہ اوسکی روشنی کی برابر دن کو بھی روشنی نہیں دیکھی - یہ تماشا بھی میرے نزدیک عجائبات روزگار میں شمار ہوتا ہے -

سوم ساتوں بازیگر ہمت میں ملکر کھڑے ہوئے مطلق اونکے ہونٹھ نہ ہلتے تھے نہ زبان حرکت کرتی تھی مگر ایک سریلی آواز نکلتی تھی اور یہ تمیز نہیں ہوتی تھی کہ وہ ایک آدمی کی

زینہ یا ساتون کی - اس بات سے بھی مجھے تعجب ہوا +

چہارم - بازیگرون نے سو کے قریب تیر ہوائی بنائے اور بلندی پر چھوڑے وہ ہوا مین معلق
کھڑے رہے - اور اونھون نے عرض کیا کہ جسوقت حکم ہو ہم ایک تیر کو جلا سکتے ہین - وہ شمع کو ہاتھ مین
لیکر وہین کھڑے رہے اور اون سے دو تیر پر شتاب پر تیر ہوائی فاصلہ
رکھتے تھے مجھے اس مین کچھہ شک نہین کہ اگر مین دس تیر ونکے جلانے
کا حکم دیتا تو وہ جلا دیتے - یہ بھی تعجب کی بازی تھی +

پنجم میرے سامنے اونھون نے ایک دیگ لی اور اس مین کچھہ پانی اور آٹھہ من یا
نو من عراقی چانول ڈالے - اس دیگ کے نیچے اصلا آگ نہ جلائی - دیگ خود بخود جوش مین
آئی - تھوڑی دیر مین اونھون نے دیگ پر سے ڈھکنا اوتار لیا اور سو طباق بھر کر کھانا
نکالا جسکے اوپر ایک مرغ کا کباب رکھا تھا - یہ تماشا بھی عجائبات مین سے ہے -

ششم خشک زمین پر اونھون نے ایک فوارہ نصب کیا اور اوسکے گرد
تین دفعہ چکر کھائے تو فوارہ مین سے پانی جوش کھا کر نکلا - اور سب آدمیون پر گل فشانی
کرنے لگا - زمین پر پھول گرتا مگر اوس پر نمی ذرا نہ ہوتی - گھنٹہ بھر تک یہ عجیب و غریب فوارہ
سے پانی جوش کرتا چھوٹتا رہا - پھر اونھون نے فوارہ کو اٹھا لیا کسی جا پر پانی کا اثر
نہ تھا - پھر اس فوارہ کو دوسری جگہ نصب کیا تو ایک دفعہ پانی کا فوارہ چھوٹتا دوسری دفعہ
آگ کی گل فشانی کرتا - دو گھڑی کے قریب اس طرح یہ فوارہ چھوٹتا رہا +

ہفتم میرے سامنے بازیگرون مین سے ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا اور دوسرا آدمی اوسپر
اس طرح چڑھا کہ سر سے سر ملایا اور پانون کو اوپر کی طرف اونچا کیا - پھر تیسرا آدمی دوسرے
آدمی پر اس طرح چڑھا کہ پاؤن پر پاؤن رکھے اور سر اونچا کیا اس طرح سے سات آدمیون نے
ایک دوسرے پر چڑھ کر اونچی مینار بنائی - اونمین جو شخص چاہتا کہ اوپر جائے تو وہ اوروں
کی کمر و کندھون مین ہاتھہ ڈال اوپر چڑھ جاتا اور کھڑا ہو جاتا تعجب یہ ہے کہ آخر مین ایک آدمی
آیا - اوسنے اس آدمی کے پاؤن اٹھا کر اپنے کندھون پر رکھے جسکے اوپر سات آدمی سوار تھے

جہپر اہل مجلس نے واہ واہ کا غل مچایا +

ہشتم ایک آدمی سید ہا کھڑا ہوا دوسرا آدمی نے پیچھے آنکر اوسکے کوٹھے پکڑ سے اور اسیطرح چالیس آدمیون کی ایک لڑ بندھی کہ ایک نے دوسرے کے کوٹھے کو پیچھے کی طرف پکڑا - اول آدمی نے ایسا زور کیا کہ چالیس آدمیونکو جو پشت بہ پشت چسپیدہ تھے میدان مین گھسیٹ پھرایا اس زور پر تعجب ہوتا تھا +

نہم بازیگرون نے ایک آدمی کے اعضا سر دھڑ ہاتھ جدا کرکے زمین پر ڈالدئے خون سے ساری زمین تر بتر تھی وہ اعضا تھوڑی دیر زمین پر پڑے رہے پھر ایک پردہ اس جگہ لگایا اور ایک آدمی اوسکے پیچھے گیا اور تھوڑی دیر مین وہ پردہ سے نکلا اور وہ آدمی جسکے اعضا کاٹے تھے صحیح سالم ایسا آیا کہ ہر شخص بقسم کہہ سکتا ہے کہ اوسکے کبھی زخم نہیں لگا -

دہم ایک تھیلا بازی گر لائے اور اوسکو جھاڑ کے دکھا دیا کہ اوسکے اندر کچھہ نہین ہے پھر اوسکے اندر ہاتھہ ڈال کر دو جنگی مرغ نکالے وہ دونو آپسمین لڑنے لگے جب وہ پر جھاڑتے تو آگ کی گل فشانی کرتے ایک گھنٹے تک لڑتے رہے جب مرغون کے اوپر پردہ ڈال کر اُٹھایا تو رنگین کبک نمودار ہوئے وہ خوشخوانی کرتے تھے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آدمیون کے درمیان ہین بلکہ وہ قہقہہ ایسا مارتے تھے کہ دامن کوہ کے اندر وہ ہین - پھر اوپر پردہ ڈالکر جب اٹھایا تو دو کالے سانپ گنڈلی مارے اور پھن اوٹھائے نکلے اور اونھون نے آپسمین لڑنا شروع کیا اور آخر کو سست ہوکر پڑ گئے +

یازدہم - اونہون نے زمین مین ایک حوض کھودا اور سقون سے پانی بھروایا - جب وہ پر ہوگیا تو اوسپر چادر ڈالی اور اٹھائی تو پانی مثل یخ ایسا بستہ ہوگیا کہ اونھون نے کہا کہ کوئی فیلبان اس حوض یخ بستہ پر ہاتھی کو پھرائے - ایک ہاتھی نے اس یخ پر پاؤن رکھا وہ یخ نہ تھی بلکہ پتھر تھا ایک گھنٹہ ایک ہاتھی اوسپر پھرا یخ کو خبر نہ ہوئی پھر اس حوض پر چادر ڈالی اور اوٹھالی تو زمین خشک تھی پانی اور یخ کا نام نہ تھا +

دوازدہم ایک تیر کے فاصلہ پر اونھون نے دو خیمے کھڑے کیے اور اونکے دروازے محاذی ایک دوسرے کے رکھے اور خیمون کے دامن کی قناتین اٹھا کر لوگون کو دکھلا دیا کہ خیمے بالکل خالی ہین اور پھر قناتین چھوڑ کر زمین کی برابر لگا دیا اور ہر ایک خیمہ مین ایک ایک بازیگر گیا اور ان خیمون مین سوا ان دو آدمیون کے کوئی اور نہ تھا - پھر اونھون نے پانچ بازیگر جو خیمون سے باہر رہے اونھون نے کہا کہ چرندون اور پرندون مین سے جن دو جانورون کو کہو ہم ان خیمون سے نکال کر اون کی کشتی دکھا دینگے - شاہ جہان نے اونکی بیوقوفی پر ہنسکر کہا کہ ہم کو دو شترمرغون کی لڑائی دکھا دو - تھوڑی دیر مین خیمون سے دو بڑے قدآور شترمرغ برآمد ہوئے اور آپس مین ایسی تیزی اور غصہ سے لڑے کہ اونکے سرون مین خون نکل آیا - اور اونکی ایسی برابر کی جوڑ تھی کہ ایک دوسرے کو ذرا ہٹا نہ سکا - اسلئے اونکو آدمیون نے چھڑا لیا اور اونکو خیمون مین لے گئے - پھر بیگم حرم نے اونسے نیل گائے کی فرمایش کی فورًا دو جنگی نیل گائے خیمون سے نکل آئین وہ برابر کی جوڑ تھی آپس مین خوب دھکا پیل ہوئی گردنین ایک نے دوسرے کی پکڑ لین - دو گھڑی تک دونون آپس مین زور کرتے رہے پھر اونکو خیمون کے اندر گھسیٹ کر لیگئے غرض وہ خیمون مین سے حسب فرمایش ہر چرندہ پرندہ کو پیدا کر دیتے اور اونکو آپس مین لڑوا دیتے تھے - اگرچہ مین نے بہت کوشش کی کہ اس بھید کو پاؤن مگر مین اب تک اوس کو نہ پا سکا +

سیزدہم - اونکو پچاس تیر پیکاندار اور ایک کمان دی - اونمین سے ایک نے تیر پھینکا وہ ہوا مین معلق ٹھہر رہا اور پھر دوسرا تیر مارا کہ وہ پہلے تیر سے پیوستہ ہوا اسی طرح انچاس تیر ایک دوسرے کے بعد پھینکے گئے اور وہ باہم پیوستہ ہوتے رہے انچاسوان آخر تیر جو مارا تو سب تیر جدا ہو کر نیچے گر پڑے

چہاردہم - اونھون نے ایک بڑے برتن مین پانی بھر کر میرے روبرو رکھا اونمین سے ایک بازیگر نے ایک گلاب کا پھول ہاتھ مین لیا اور کہا کہ جس رنگ کو آپ فرمائین تو

اس پانی مین پھول ڈال کر اسی رنگ کا پھول نکالون - ایک دفعہ پھول کو پانی مین ڈالکر گل زرد
دوسری دفعہ ڈالکر گل آبی تیسری دفعہ ڈال کر گل نارنجی دکھایا غرض جس رنگ کو کہا اوسی
رنگ کا پھول پانی مین ڈوبا دیکر نکالا - سو دفعہ اس پھول کو پانی مین ڈوبا دیا ہر بار ایک
تازہ رنگ کا پھول نمودار کیا اسی طرح سفید سوت کی انٹی کو پانی مین ڈبو ڈبو کر نئے نئے رنگ دکھائے
یہ امر بھی اشکال سے خالی نہ تھا -

پانزدہم - میرے پاس ایک قفس چار رخ کا لائے ایک طرف مین بلبل خوش آواز کا جوڑا
مجھے دکھایا قفس کو دوسری طرف مین طوطون کا جوڑا شیرین گفتار بولتا ہوا سرخ رنگ جانور کا جوڑا
چوتھی طرف ایک کالا جوڑا مجھے دکھایا چارون طرف جس جوڑے کے دکھانے کا مین حکم کرتا
وہ دکھاتے - اگر سو دفعہ قفس کو پھراتے تو سو جوڑے دکھاتے یہ بھی بہت مشکل تھا +

شانزدہم - ایک بڑا قالین بیس گز کا بچھایا خوش طرح و رنگین تھا جب اوسکو پلٹا دیتے اوسکی
پشت رو ہو جاتی اور پشت تو اونکے مختلف رنگ اور طرح کے ہو جاتے اگر وہ سو بار قالین کو الٹتے
تھے تو پشت رو بدل جاتی تھی اور ایک نئی طرح کا رنگ دکھاتے تھے - یہ بھی جائے تعجب تھی -

ہفتدہم - آفتابہ کلان کو پر آب کیا پھر اوسکا تمام پانی الٹ کر گرا دیا پھر اوسکو سیدھا کیا تو
اسمین اتنا ہی پانی بھرا ہوا تھا جتنا کہ پہلے بھرا ہوا تھا - اس کام کو سو دفعہ کر سکتے تھے مجھے اسسے
بھی تعجب ہوا +

ہشتدہم - اونھون نے تھیلا لیا - دونو طرف انکے منہ کھلے ہوئے تھے ایک منہ کی طرف
سے تربوز ڈالا اور دوسری طرف خربوزہ نکالا - اس خربوزہ کو دوسرے منہ کی طرف ڈالا تو پہلے
منہ کی طرف سے انگورون کا خوشہ نکالا - پھر انگورون کو ڈالا تو ایک تھیلا سیبون سے بھرا ہوا
نکلا - اگر سو مرتبہ وہ کوئی میوہ ڈالتے تو دوسری طرف ایک نیا میوہ نکال لیتے -
یہ ایک عجیب بات تھی +

نوزدہم - بازیگرون مین سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور منہ کھولا ہر ایک کے منہ سے
ایک سانپ نکلا سانپون کو زمین پر چھوڑ دیا وہ آپسمین لڑکر خوب گتھم گتھا ہوئے -

یہ بھی نادر تماشا تھا +

بستم۔ ایک آئینہ لائے اور ایک رنگ کا پھول ہاتھ میں لیا۔ اس پھول کا رنگ آئینے میں سرخ دفعہ بنا دکھلایا۔ ہر مرتبہ گل کو آئینے کے پیچھے لے جاتے اور جب آئینے کے آگے لاتے تو سبز و سرخ و نارنجی و سیاہ و سفید دکھاتے۔ یہ بھی عجب تماشا تھا۔

بست و یکم۔ میرے سامنے دس چینی کے خالی مرتبان رکھے اور حاضرین مجلس نے خوب دیکھ لیا کہ وہ خالی ہیں۔ آدھ گھنٹہ تک تباؤن پر چادر تانی اور پھر ہٹائی تو ایک مرتبان میں اقسام مربے دوسرے میں آملہ و ہلیلہ اور علی ہذا القیاس اور مرتبانوں میں یہ سب چیزیں ترکیب دیکر میرے سامنے لائے اور حاضرین نے اونکے مزے چکھے۔ پھر اونھون نے چادر ڈال کر اٹھائی تو ہر مرتبان ایسا صاف معلوم ہوتا تھا کہ پانی سے سو دفعہ دھویا گیا ہے۔ یہ بات بھی عجیب و غریب تھی +

بست و دوم۔ وہ کلیات سعدی شیرازی میرے روبرو لائے اور تھیلے میں ڈالا اور پھر اوسکو نکالا تو وہ دیوان حافظ تھا۔ پھر اوسکو تھیلے میں ڈالکر نکالا تو دیوان انوری تھا۔ اس طرح اگر وہ سو مرتبہ کرتے تو ہر مرتبہ ایک دیوان تازہ اور کتاب تازہ نکلتی۔ یہ بھی عجیب کی بات تھی۔

بست و سوم۔ بازیگر پچاس ذراع لمبی زنجیر لائے اور میرے سامنے اسکو آسمان کی طرف اوچھالا تو وہ زنجیر ایسی سیدھی لٹکنے لگی کہ گویا اوسکو کسی چیز سے باندھ کر لٹکایا ہے۔ پھر وہ ایک کتے کو زنجیر کے نیچے لائے وہ اوسکو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا اور زنجیر کے سرے پر پہنچکر غائب ہوگیا۔ پھر اسی طرح خرس۔ پلنگ۔ شیر۔ اور بعض اور جانور اوپر چڑھ کے سر زنجیر پر غائب ہوجاتے۔ پھر زنجیر کو لاکر تھیلے میں بند کیا اور کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ جانور کہاں گئے یہ دیکھ کر میں اپنی حیرت کو بیان نہیں کرسکتا کہ کسقدر ہوئی۔

بست و چہارم۔ ایک لنگری میرے سامنے لائے مجھکو دکھا دیا کہ خالی ہے اوسپر سرپوش ڈھکا کر جو اٹھایا تو فوقلی پر از کشمش و بادام پستہ تھی۔ پھر سرپوش رکھکر جو اٹھایا تو کباب سے بھری ہوئی تھی چند مرتبہ سرپوش رکھا اور اوٹھایا ہر دفعہ نیا کھانا نظر آیا۔ یہ بھی عجیب تماشا تھا

بست وپنجم میرے سامنے بازیگر نے ایک بڑا برتن ڈھکنے دار رکھا اور اوسکو پانی سے بھرا اور ڈھکنا اوٹھا کر دکھا دیا کہ پانی کے سوا اس مین کچھ نہین ہے پھر ڈھکنا ڈھک دیا اور اوٹھایا تو پانی مین مچھلیان حرکت کرتی ہوئی دکھائی دیتی تھین پھر برتن کو ڈھک کر کھولا تو اوس مین بارہ مینڈک نظر آئے ۔ پھر برتن کو ڈھک کر کھولا تو تین چار بڑے سانپ گینڈلی مارے بیٹھے تھے ۔ آخر دفعہ جو اوسکو کھولا تو نہ اس مین پانی تھا نہ جانور تھے غرضکہ بالکل خالی تھا ۔

بست وششم ایک بازیگر چھوٹی اونگلی مین یاقوت کی انگوٹھی پھن کر میرے سامنے کھڑا ہوا جب اوس انگوٹھی کو اوتار کر دوسری اونگلی مین پہنا تو یاقوت بدل کر زمرد ہو گیا پھر انگوٹھی اوتار کر جو تیسری اونگلی مین پہنا تو زمرد ہیرا ہو گیا ۔ پھر چوتھی اونگلی مین ہیرا فیروزہ ہو گیا ۔ اسی طرح ہر دفعہ انگوٹھی کو اونگلی مین پہنکر وہ تازہ رنگین جوہر دکھاتا تھا +

بست وہفتم ۔ قریب ایک تیر کے فاصلہ پر راہ مین دو دو ننگی تلوارین قبضے زمین مین گاڑکے کھڑی کین اور بازیگر نے دونو طرف اپنے پہلو تلوارون پر لگا کے تلوارون پر چلنا شروع کیا بہت حیرت ہوئی کہ کہین سے اسکا بدن زخمی نہین ہوا +

بست وہشتم ۔ ایک بیاض جسکے سب ورق سفید تھے میرے ہاتھ مین دی مین نے اور آدمیون نے خوب دیکھ لیا کہ سوا سفید ورقون کے کچھ اور نہین ہے ۔ ایک لمحہ کے بعد ایک بازیگر نے لیکر کھولا تو اول ورق پر سرخ افشان تھی اور لوح پر کار سبز بنی ہوئی تھی دوسرا ورق الٹا تو افشانی کیا ہوا کاغذ تھا اور صفحہ پر بہت پاکیزہ مرد و زن کی صورت بنی ہوئی تھی ۔ اور ورق اولٹا تو کاغذ کا رنگ آسمانی افشان کیا ہوا تھا اور زن و مرد کی باریک تصویر تھی ۔ اور ورق کھولا تو چینی رنگ کمال ہموار افشان کیا ہوا تھا اور گائے اور تلوار کی تصویر تھی اور ایک شیر نے گائے کو پکڑ رکھا تھا تصویر مین حرکت ہوتی تھی جو مین نے کبھی نہ دیکھی تھی اور تحتین باغ اور سرو کے درختون کی تصویرین بنی ہوئی تھین ۔ اور ورق پلٹا تو کاغذ کا رنگ نارنجی تھا اور رزم کی مجلس کھنچی ہوئی تھی جسمین دو سردار ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے جس ورق کو کھولتے تھے کاغذ کا رنگ غیر مکرر اور نئی تصویر مجلس کی نظر آتی تھی ۔ مجھے سب تماشون مین

یہی تماشا اچھا معلوم ہوا۔ بیاض سے بہت محظوظ ہوا۔ مین نے اپنے باپ کے زمانے مین بہت تماشے دیکھے ہین مگر ایسے تماشے نہ کبھی دیکھے نہ سنے +

اس جماعت کو پچاس ہزار روپیہ دیکر نہال کر دیا۔ اور مین نے حکم دیا کہ پنجہزاری امیر سے ہزاری امیر تک ہر ایک اس جماعت کو انعام دے اسطرح ہم سے اور امیرون سے ان بازیگرون کی جماعت کو دو لاکھ روپئے ہاتھ لگ گئے۔ ایسے کامون کو اگرچہ بعض آدمی کہتے ہین چشم بندی کا ہے لیکن یہ خوب چشم بندی ہے اگر وہ آسان ہوتی تو سب کی عقل مین آتی اوسکو علم سیمیا کہتے ہین جو ملک فرنگ مین رائج ہے۔ آدمی بھی ایک عجیب جوہر ہے کہ کسی کام کو وہ نہین چھوڑتا اور عجائب غرائب کامون کو وہ کرتا ہے اور جو کام عقل سے دور معلوم ہوتے ہین وہ کرتا ہے یہانتک اصل جہانگیری توزک سے نقل کیا ہے صاحب سیر المتاخرین نے ایک اور تماشا جو سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے ان بازیون پر اضافہ کیا کہ ایک بازیگر نے سوت کی انٹی لی اور اوس کو ہوا مین پھینکا تو انٹی غائب ہوگئی تو ایک تار نظر آیا۔ ایک مسلح بازیگر آیا اور اوسنے کہا کہ آسمان پر میرے دشمن کھڑے ہین وہ تار پر چڑھ گیا اور تماشائیون کی نظر سے غائب ہوگیا ایک ساعت بعد تار سے خون کے قطرے گرے اور پہر بدفعات ہتیار اور اعضا کٹے زمین پر گرے۔ اوسکی بیوی پردے سے باہر آئی اور ان اعضا کو دیکھ کر اپنے خاوند کے لئے رونے پیٹنے لگی اور آگ روشن کی اور ستی ہونے کی اجازت لی اور اپنے شوہر کے اعضا لئے اور جل کر خاکستر ہوگئی پھر وہ آدمی اپنے ہتیارون سمیت اس سوت کے تار پر سے اوترا اور کورنش بجالایا اور عرض کیا کہ مین نے بادشاہ کے اقبال سے دشمنون پر ظفر پائی اور یہ اعضا جو زمین پر گرے وہ دشمن کے تھے جب اوسکو اپنی بیوی کے حال پر اطلاع ہوئی تو فریاد مچائی کہ میری عورت کو پیدا کرو نہیں تو مین خود آگ مین جلتا ہون اور جلنے پر تیار ہوا تو اس اثنا مین عورت آئی اور اوسنے کہا کہ میان تم مت جلو مین زندہ ہون +

یہ بھی صاحب سیر المتاخرین نے لکھا ہے کہ جس کتاب مین سے یہ بازیان نقل کی ہین اوسکے مصنف نے لکہ دیا ہے کہ اگرچہ مصنف انہی [illegible] والله [illegible]

یہ بے نظیر شعبدے جو ہمارے سامنے ہوئے اونمیں ضرور کوئی بات ایسی ہے جو انسان کی قدرت سے باہر ہے بعض آدمیون مین ایک خاص قابلیت و استعداد ہوتی ہے جسکے سبب سے وہ کام ایسے کرتے ہین کہ اور عام آدمی نہین کرسکتے اور اون کے کامون سے اور آدمیون کی عقل چکر مین آتی ہے ـ جہانگیر نے ایک عرب کی نقل لکھی ہے جسکا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور شہر مانڈو کی یہ حکایت لکھی ہے کہ ایک آدمی جنگل مین گھاس کاٹنے گیا تھا کہ اوسکی درانتی سونے کے رنگ کی ہوگئی گھسیارا اون لہار کی پاس درانتی کو درست کرانے گیا ـ لہار نے پہلے سنا تھا کہ اس دریا مین سنگ پارس ہوتا ہے جسکے لگانے سے تانبا اور لوہا سونا ہوجاتا ہے ـ اوسی وقت وہ گھسیارے کے ساتھ گیا اور سنگ پارس کو ہمراہ لایا اور راجہ وقت کو پیش کش کیا ـ راجہ نے اس سنگ سے زر حاصل کیا اور اس مین سے شہر مانڈو کی عمارت مین کچھ صرف کیا ـ ان حکایات کو خود جہانگیر نے لکھ دیا ہے کہ میری عقل قبول نہیں کرتی اس مین تیتالی ہے +

خلاصہ سلطنت جہانگیر

اس بادشاہ کے عہد مین واقعات عظیم ایسے پیش نہیں آئے کہ اونپر مورخ توجہ کرسکے بہت دنون تک دکن مین لڑائی رہی جسکا انجام یہ ہوا کہ سنہ ۱۶۱۶ مین نوعمر نظام شاہ اور اوسکے وزیر ملک عنبر نے اطاعت کی اور بیجاپور دکن کی سازش سے علحدہ ہوگیا ـ بڑا بیٹا تادم زیست باپ کی قید مین رہا ـ اوسکے چھوٹا بھائی پرویز شراب سے مرگیا ـ اس سے چھوٹا بھائی خرم باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا خرم دانشمند فرزانہ تھا ـ اوس نے میدان جنگ میں شجاعت دکھا کے لقب شاہجہان کا پایا اور جب خسرو دفعتہً سنہ ۱۶۲۱ مین مرگیا تو یہ رائے ہوگئی کہ غالبًا وہی باپ کا جانشین ہوگا ـ اسکے سبب سے بے لطفی شاہجہان اور نورجہان کے درمیان ہوئی وہ یہ چاہتی تھی کہ میرا داماد شہریار سب سے چھوٹا بیٹا بادشاہ کا جانشین ہو ـ شہریار قندہار کی فتح کے لئے جسکو پھر ایرانیون نے چھین لیا تھا بھیجا گیا تھا ـ مگر قندھار ہاتھ نہ آیا ـ اور شاہجہان کے بے اعتبار کرنے کے لئے اور تدابیر سوچی گئین اور سنہ ۱۶۲۳ مین اوسنے اپنی

مخالفت کو ظاہر کیا - بادشاہ بذات خود اُسّے مقابلہ کرنے گیا مگر بیٹے نے باپ سے چھپ کر کنارہ کشی کی اور تلنگانہ چلا گیا اور وہان سے بنگالہ گیا یہان کچھہ دنون آرام کیا جب یہان یہ مظلوم شہزادہ جدید تعاقب سے دھمکایا گیا تو دکن چلا گیا اور ملک عنبر سے اپنی کمک چاہی ۱۶۲۵ء مین وہ بڑی جان جوکھون مین رہا مگر ایک حادثہ ایسا حادث ہوا کہ اس کے سبب دشمنون کی توجہ اوسکی طرف سے اوٹھہ گئی - مہابت خان بادشاہ کا سپہ سالار اعظم اور کابل کا حاکم - تازی مہمات کا انصرام کرکے پنجاب مین بادشاہ کی خدمت مین آیا - جو سپاہ کا صدر مقام تھا - جب بادشاہ کا لطف و کرم اوسکے حال پر نہایت کی حد پر پہنچا تو نورجہان اوس سے خفا ہوگئی - مہابت خان نے اپنے تئیں قید سے بچانے کے لئے اور حفاظت کرنے کے واسطے بادشاہ اور ملکہ دونو کو اپنی قید مین کرلیا - راجپوتون کی سپاہ کے پہرے اونکے چارون طرف لگادئے اور اس طرح کابل لے گیا - بادشاہ یہان احدیون کی دلاوری اور نورجہان کی تدابیر سے رہا ہوا - مہابت خان دکن چلا گیا اور شاہجہان کا دوست ہوگیا بادشاہ کشمیر گیا اور وہان سے مراجعت کرتے مین ۹ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو مرگیا مگر جہانگیر کو باپ کے مرنیکی خبر ڈاک مین پہنچی اور وہ مہابت خان کے ساتھہ روانہ ہوا - لاہور مین اوسکا بھائی شہریار قتل ہوگیا اور شاہجہان کے سر پر آصف خان نورجہان کے بھائی اور شاہجہان کے خسر وزیر اعظم کے ہاتھہ سے تاج رکھا گیا

انگریزی مورخونکی نکتہ چینیان

سر ایچ ایم الیٹ صاحب جنکا حال مقدمہ تاریخ مین ہوا ہے وہ اپنی تاریخ مین جہانگیر کے ان دوازدہ احکام کی جو جہانگیر نے اول سنہ جلوس مین صادر کئے بڑی دھجیان اوڑاتے ہین کسی قانون کو لکھدیا کہ وہ اوسکے باپ اور شیرشاہ کے وقت مین جاری تھا کسی قانون کو لکھدیا کہ اوسکی تعمیل نہین ہوئی اوسکی توضیح ان بیانون سے کی جو اس زمانہ کے بعض فرنگی سیاحون نے لکھی ہے - قانون مین قانون بنانے والے کی نیک نیتی دیکھی جاتی ہے سوا ان دوازدہ قوانین مین جہانگیر کی جو نیک نیت معلوم ہوتی ہے اوس سے زیادہ ممکن نہین ہا

ے ہی یہ بات کہ اسکے تمام ممالک محروسہ مین ان قوانین کی تعمیل ہو
یل حکام اور ملازمان شاہی کے اختیار مین ہوتی ہے جو مختلف طبیعتین رکھتے ہین اسلئے ہمیشہ
یہ ہی قانون کی مختلف طرح تعمیل ہوتی ہے قانون کی تعمیل مین سویت نہین ہوسکتی ۔ صاحب
روح جو مستثنے مثالین اہل فرنگ کے بیانون کے استناد و استشہاد پر لکھتے ہیں وہ
ضاف کی نظر مین کوئی وقعت نہین رکھتین ۔ بلوک مین صاحب فارسی زبان کے بڑے
لم ہین ہندوستان مین مسلمانون کے عہد سلطنت سے خوب ماہر ہین ۔ آئین اکبری کا ترجمہ انگریزی
بان مین کیا ہے اور اوسپر اپنی تحقیقات سے حاشئے چڑھائے معلوم نہیں کہ وہ جہانگیر سے
یسے کیون خفا ہیں کہ اوسکی ساری بھلی باتون کو بھی برا بتاتے ہیں ۔ اگر مسلمان آقاگون کے
ل ہوتے تو ضرور کہتے کہ ان دونون مین پوپ رو جہنم مین بسر ہوگا وہ اپنی تحریر کا آغاز اسطرح
تے ہیں کہ توزک کا ہر یک صفحہ شہادت دیتا ہے کہ جہانگیر تلون مزاج تھا جو شخص ہی اور
ستقل اسے اوس کو مل گیا اوسکی عقل پر کام کرنے لگا (مین نے تو کہی جگہ توزک مین پڑھا
ہے کہ اوسنے اپنی رائے پر برخلاف اپنے کل امرا کی رایون کے کام کیا) اپنی گرہ کی عقل
ین رکھتا تھا ۔ موم کی ناک تھی جس طرف جسنے چاہی موڑ لی ۔ نور جہان کی غلامی اس عادت
شہادت دیتی ہے ۔ وہ کسی کام مین مستقل رائیں نہیں رکھتا تھا وہ ان کامون کے سوا جو اسکی
نی ذات سے تعلق رکھتے تھے اور سارے کامون سے بے پروا تھا ۔ اوسکے سارے کام طفلانہ تھے
ئی کام ایسا نہ تھا جو اکبر کے جانشین کی شان کے شایان ہوتا ۔ وہ ظالم تھا اور ظالمانہ سزائیں
لئے دیتا تھا کہ ظالم بادشاہون میں اوسکی نمود ہو (صدہا مثالین اوسکی رحم دلی کی توزک میں
ود ہیں) وہ بد اخلاق تھا کوئی اوسکا اصول نہ تھا اپنے عیش و عشرت مین افراط کے درجہ پر
ہ گیا تھا شکار و شراب کا شوق رکھتا تھا اسکی ساری توزک مین کوئی بلند خیالی نہیں جب مصنف
ر خیال نہ ہو تو تصنیف مین کیسی بلند خیالی ہوسکتی ہے ۔ اوسکی بد اخلاقی کا اثر یہ تھا کہ کوئی حسن
ظام اوسکی سلطنت مین نہیں ہوا ۔ ملک کی آمدنی مین کمی ہوئی (یہ کیسی بد انتظامی سے نہیں
وسنے محصول کم کر دئے تھے) اپنی طمع کے سبب سے بمقتضاء وقت وہ ہندوون پر مہربانی

کرتا تھا محتاجون کو خیرات اسلئے دیتا تھا کہ اونکی بد دعا سے ڈرتا تھا۔ وہ ظاہر مین کبھی اپنی
مسلمانی اس ہوس سے ظاہر کرتا تھا کہ غازی کا خطاب پائے مگر وہ دل مین کچھہ نہ تھا۔ نہ سُنّی
تھا نہ شیعہ صحابہ کا ذکر کبھی اوسنے نہیں کیا۔ اوسکو یقین تھا کہ مین بہشت مین جاؤنگا مگر
کسی مذہب کے سبب سے نہین بلکہ صرف بادشاہ ہونے کے سبب سے۔ اوسنے اپنی توزک مین حمد و
نعت نہین لکھی۔ حمد و نعت کا پیوند اوسکے اول میرہادی نے لگایا ہے (صاحب ممدوح کو
معلوم نہین کہ بعض بڑے بڑے دیندار آدمیون کی کتابون مین حمد و نعت نہین لکھی ہوتی مذہبًا
بسم اللہ ابتدا مین لکھہ دینا کافی ہے) وہ کبھی سچ بولتا تھا بعض انگریزی تاریخون مین اسکا
نام نورجہان کی کٹ پتلی رکھا ہے۔ کوئی اوسپر مسلمان نہ ہونے کا الزام یہ لگاتا ہے کہ اوسنے
اپنی اولاد کے نام مسلمانون کے سے نہیں رکھے (مگر اوسنے اپنا نام تو مسلمانون کا سا نورالدین
رکھا تھا) ~ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی ست + گل است سعدی و در چشم دشمنان خارست +
اگر اہل یورپ اُس وقت کے اپنے بادشاہون کے ساتھہ مقابلہ کرکے نظر انصاف سے
دیکھین تو وہ سب مین بڑا بادشاہ نظر آئیگا اور اگر انصاف بھی نہ کرین تو بھی بُرا نہین
معلوم ہوگا اور مشرقی یعنے ایشیائی آنکھون سے دیکھین تو وہ یہان کے عمدہ بادشاہون
مین نظر آئیگا فقط

صحت نامۂ جلد ششم

کارنامۂ جہانگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲۱	ہوا	ہو
۵	حاشیہ	بغاوت	معاودت
۹	۸	بیرایہ	بیرابہ
۱۶	۲۳	اسکے	انکے
۲۰	۱۵	دلادیا	دیا
رر	۲۲	جوالکی	انکی
۳۳	۶	بیگانگون	بیگانون
۳۷	۱۷	آیاتین	یہ باتین
۳۸	۸	آفتہ	اُفتہ
۳۸	۱۵	زود	رود
۳۷	۱۰	پچر بابا	پچڑ ا یا
۳۹	۱۶	مجھے	مجھہ
۴۳	۱۳	معلوم	معلوم ہوا
۶۳	۱۳	اِس	اُس سے
۶۴	۲۱ ۲۲	حاکم	حاکم نشین
۶۸	۱	کرتاوحجازی	کرنا ومجازی
۶۹	۱۳	تگریہہ	تنگڑ یہ
۷۵	۵	غریت	غیرت
۷۶	۱۹	نامردون	نامُرادون
۸۷	حاشیہ	راقا	رانا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۸	۲۲	خراب	خراب نہ
۹۳	۱	خاندورا خان	خاندوران خان
۱۰۵	۱۹	بامشہور	نامشہور
۱۱۳	۱۱	پرجا	برجا
۱۱۸	۳	سلسل	مسلسل
//	۴	میر	بیرا
۱۲۹	حاشیہ	دوارہ	دوبارہ
۱۳۱	۱۷	لازم	ملازم
۱۳۶	۱	لا	لد
۱۳۷	۲۲	(آزرم)	(آزر)
۱۳۸	۱	جو	کوجو
۱۳۹	۹	کوبلچہ	کوہچہ
۱۵۶	۱۱	ہیمانی	یمانی
۱۵۸	۲۲	شاہی تے	شاہی کے
۱۶۵	۱۳	مہادیونے	مہادیو
۱۸۰	۷	سہ ہزاری	سہ ہزاری کیا
۱۸۴	۲۱	پائیے	پائیں
۱۹۰	۵	پہنچاتا تھا	پہنچاتے تھے
۲۰۰	۱۲	تیز	تیر
۲۰۴	۱۸	غرب	عرب
۲۱۸	۱۹	جماعت	سماجت
۲۲۴	۲	اوسنے	اسلئے
//	۳	کو	×
//	۳	کیا	گیا
۲۲۶	۱۶	لا	ملا
۲۳۳	۵	راما	رانا
۲۳۴	۱۲	میربانی	مہربانی
۲۳۹	حاشیہ	ناخوش	خوش
۲۴۱	۲۰	سنے	مین سنے
۲۴۳	۱۱	خانخانا	خانخانان
//	۲۲	الی راسے	ائی راسے
۲۶۰	۱۳	حبیا لسبی	السبی
//	۱۴	ری	بڑی
۲۸۳	۶	احتاط	احتیاط
۲۸۴	۹	ہوئے	ہوئی
۲۸۵	۲۱	کبہ	کعبہ
۲۸۶	۸	تک پہر	یک پہر
۲۹۸	۲	چھپ کر	جنگ کرنے سے

صحت نامۂ جلد ششم

کارنامۂ جہانگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۳۱	ہوا	ہو	۳۷	۱۰	مچربایا	چھڑایا
۵	حاشیہ	بغاوت	معاودت	۳۹	۱۶	مجھے	مجھہ
۹	۸	بیرایہ	بیرایہ	۴۳	۱۲	معلوم	معلوم ہوا
۱۴	۲۲	اسکے	انکے	۶۳	۱۳	اِس	اُس سے
۲۴	۱۵	دلادیا	دیا	۶۴	۲۲ ۲۳	حاکم	حاکم نشین
//	۲۲	جوانکی	انکی	۶۸	۱	کرناوحجازی	کرنا ومجازی
۲۳	۶	بیگانگون	بیگانون	۶۹	۱۲	نگرہہ	سکرٹیہ
۲۷	۱۷	آیاتمین	یہ باتین	۷۵	۵	غریث	غیرت
۲۸	۸	آفتہ	اُفتہ	۷۶	۱۶	نامردون	ناھرادون
۳۴	۱۵	زود	رود	۸۷	حاشیہ	راقا	رانا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۸	۲۲	خراب	خراب نہ	۲۲۳	۲	اونسے	اسلئے
۹۳	۱	خاندورا خان	خاندوران خان	//	۳	کو	×
۱۰۵	۱۹	باشہور	نامشہور	//	۳	کیا	گیا
۱۱۳	//	پرجیا	برجا	۲۲۶	۱۶	لا	ملا
۱۱۸	۳	سلسل	مسلسل	۲۳۲	۵	راما	رانا
//	۴	میر	میرا	۲۳۴	۱۲	میربانی	مہربانی
۱۲۹	حاشیہ	دوارہ	دوبارہ	۲۳۹	حاشیہ	ناخوش	خوش
۱۳۱	۱۷	لازم	ملازم	۲۴۱	۲۰	سنے	مین سنے
۱۳۶	۱	لا	لد	۲۴۳	۱۱	خانخانا	خانخانان
۱۳۷	۲۲	(آزرم)	(آزر)	//	۲۲	الی راسے	الیٰ راسے
۱۳۸	۱	جو	کوجو	۲۶۰	۱۲	حبیب الیسی	الیسی
۱۴۹	۹	کولچہ	کوبچہ	//	۱۴	ری	بڑی
۱۵۶	۱۱	ہیمانی	یمانی	۲۸۳	۶	احتاط	احتیاط
۱۵۸	۱۴	شاہی تے	شاہی کے	۲۸۴	۹	ہوسئے	ہوئے
۱۶۵	۱۳	مہادیونے	مہادیو	۲۸۵	۲۱	کیبہ	کعبہ
۱۸۰	۷	سہ ہزاری	سہ ہزاری کیا	۲۸۶	۸	تک پہر	یک پہر
۱۸۴	۲۱	پائے	پائیں	۲۹۸	۲	چھپ کر	جنگ کرنے سے
۱۹۰	۵	پہنچاتا تھا	پہنچاتے تھے				
۲۰۰	۱۲	تیز	تیر				
۲۰۴	۱۸	غریب	عرب				
۲۱۸	۱۹	جماعت	سماجت				

اشتہار

قیمت مع محصول

تاریخ ہندوستان عہد انگلشیہ

یہ تاریخ کسی خاص انگریزی زبان کی تاریخ کا ترجمہ نہیں
و معتبر و مستند تواریخ برٹش انڈیا سے مضامین چن چن کر
ہیں — ہندوستان مین انصاف پسند اور اوگرین مو
رائین اور خیالات ظاہر کئے ہین اور انگلستان مین جو
تجربہ کار نے گورنمنٹ ہند کے اقوال و افعال کی نسبت مباحثے کئے
بیان کیا ہے — یہ تاریخ دو ہزار صفحے کی ہے جسکی برابر کوئی اور مفصل تاریخ
زبان مین نہین ہے +
اسکے چار حصے ہین اور تین جلدین حصہ دوم و سوم ایک جلد مین مجلد ہیں اور حصہ اول
اور دوم جدا جدا جلدون مین ہیں — اونکے مضامین اور صفحون اور قیمت اور محصول کی
تفصیل یہ ہے

حصہ اول کے ۴۸۴ صفحے قیمت عمہ محصول ۴ر
حصہ دوم ۵۰۰ صفحے حصہ سوم کے ۴۲۶ صفحے قیمت سے محصول ۴ر
حصہ چہارم ۴۷۲ صفحے قیمت عہ محصول ۲ر

(۱) حصہ اول مین سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کا مفصل حال اسکی ابتدا سنہ ۱۷۶۲ سے سنہ ۱۸۰۰ تک لکہا ہے
پرتگیزون و ولندیزون و ڈنمارک والون اور فرانسیسون نے جو تعلقات اپنے ہندوستان سے
پیدا کئے اور انگریزون نے جسطرح اونکو ہندوستان سے خارج کیا اسکا بیان ہے —
(۲) حصہ دوم مین لارڈ کورن والس کے عہد سے سر چارلس مٹکلف کے عہد تک +
(۳) حصہ سوم مین لارڈ آک لینڈ کے عہد حکومت سے لارڈ ڈلہاوزی کے عہد تک +
(۴) حصہ چہارم لارڈ کیننگ کے عہد حکومت سے لارڈ نورتھ بروک کے عہد تک +
اس عہد کے حاکمان وقت کی تاریخ پر ضرور علم ہونا چاہیئے فقط

جغرافیہ مبتدیون کیواسطے صفحہ ۱۶۴

قیمت ۸ محصول ۱

اس کتاب کے دو حصے ہین حصہ اول ۱۳۸ صفحے اور حصہ دوم کے ۲۶ صفحے ہین حصہ اول مین ساری دنیا کا بیان - دنیا کا کوئی ملک ور سمندر نہین چھوٹا جسکا بیان نہوا ہہت اسمین نہو- دنیا مین جس شہر مین ایک لاکھہ آدمی رہتے ہین اوسکا نام اسمین ضرور ہے غرض نہ کوئی اونچا پہاڑ نہ کوئی نیچا ناہموار میدان - نہ کوئی گہرا لنبا دریا نہ کوئی چوڑا بحیرہ نہ کوئی مشہور آبناے او خلیج نہ کوئی نامور خاکنا و وراس باقی رہا کہ جسکا کچھہ نہ کچھہ حال اسمین نہ لکھا گیا ہو سوا اسکے ہر ملک کے حیوانات و نباتات و جمادات و آبادی و رقبہ و تجارت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - دوسرے حصہ مین جغرافیہ ریاضیہ ہے اس مین علم جغرافیہ کی تعریف اور اوسکی فروع مین تقسیم - کچھہ اصطلاحات ریاضیہ - زمین کا مقام عالم مین کہان ہے - زمین کی حرکت و صورت کا بیان - طول و عرض بلد معلوم کرنے کی حقیقت اور کرون اور نقشون کے بنانے کی ترکیبین او دیکھنے کی کیفیت لکھی گئی ہے - یہ کتاب مبتدیون کے لئے بنائی گئی ہے اسلئے اسکا نام مبتدیون کے لئے جغرافیہ رکھا گیا ہے +

تحریر اقلیدس

قیمت مع محصول ۴ - تحریر اقلیدس مقالہ اول و دوم ٹائپ یعنے سیسے کے حرفون پر چھپی ہوئی ٹوڈہنٹر کے اقلیدس کے مقالہ اول اور دوم کا اردو ترجمہ نہایت عمدہ چھپا ہوا ہے اور اس مین شکلین نہایت صحیح ٹھپون سے بنائی گئی ہین - یہ پہلی دفعہ ہے کہ تحریر اس طرح مطبوع ہوئی +

سوالات مساحت مع حل

قیمت ۲ محصول ۱

اس کتاب مین ۲۰۰ سوالات مساحت نہایت دلچسپ ہین رڑکی کالج کی امیدوارونکے لئے زیادہ بکار آمد ہین جنکو ان کتابونکا خریدنا منظور ہو وہ اپنی درخواست اس نشان سے قیمت بھیجکر یا بذریعہ ویلیو پی ایبل منگالین - محمد عطاءاللہ مالک مطبع شمس المطابع دہلی چیلیون کا کوچہ +

CALL No. { ۹۵۴
ذ ک م ت ح
ACC. No. ۴۴۷۳۶

AUTHOR ذکاءاللہ

TITLE تاریخ ہندوستان - جلد ششم

Date	No.	Date	No.
11-4-86	2982		

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The Book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.